



دستک میرے دل پہ

از اینجیل عروج

دستک میرے دل پہ

ہینجل عروج

آج تو بہت دیر ہو گئی... پلیز بھائی ذرا تیز چلائیں نا۔۔۔ وہ بے چینی سے بولی۔
بہن آپ آ کے چلائیں۔۔۔ رکشے والا جھنجھلا گیا تھا ایک ہی بات بار بار سن کے
آگر مجھے چلانا آتا تو میں اپنا رکشہ نہیں خرید لیتی۔۔۔ اور آپ کیا باتیں کر رہے ہیں
جلدی چلائیں۔۔۔ پہلے ہی میں اتنی لیٹ ہو گئی ہوں۔۔۔ کلائی میں پہنی گھڑی میں
ٹائم دیکھتے کہا۔

تھوڑی دیر بعد رکشہ یونی کے باہر روکا تو وہ جلدی سے اندر کی طرف بھاگی۔

ارے باجی پیسے تو دیتی جائیں۔۔۔ اسے بغیر پیسے دیئے جاتے دیکھ رکشے والے نے غصہ سے کہا۔۔۔ ایک تو وہ پورے راستے جلدی جلدی کاشور مچاتی آئی تھی اور اب بغیر پیسے دیئے جارہی تھی۔

یہ لو اور رکشہ زرا تیز چلایا کرو۔۔۔ اسنے ماتھے پر ہاتھ مارتے جلدی سے بیگ سے پیسے نکالتے رکشے والے کو پکڑائے اور مفت مشورہ دیتی یونی کے اندر بھاگی۔۔۔ پیچھے رکشے والا نفی میں سر ہلاتا چلا گیا۔

اففف آج تو سر ظفر چھوڑے گے نہیں۔۔۔ کیا ضرورت تھی مجھے رات کو دیر سے سونے کی اب بھگتنا تو پڑے گا سر کی کلاس کو۔۔۔

وہ تیز تیز چلتی مسلسل بڑبڑا رہی تھی کے اسے گراؤنڈ میں سے تیز آوازیں آتی سنائیں دیں۔۔۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کے اسنے گراؤنڈ کا رخ کیا۔۔۔ وہ گراؤنڈ پہنچی تو وہاں اسٹوڈنٹس کا رش لگا ہوا تھا۔۔۔ رش کو چیرتی آگے بڑھی تو ایک لڑکا دو لڑکیوں کے بیچ میں کھڑا تھا اور وہ دو لڑکیاں آپس میں لڑ رہی تھیں۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔ کیوں لڑ رہی ہو تم دونوں۔۔۔ اسنے ان لڑکیوں کی لڑائی
رکواتے ہوئے پوچھا۔

یہ میرا بوئے فرسٹڈ ہے اور یہ اسے اپنا بوئے فرسٹڈ بول رہی ہے۔۔۔ پہلی لڑکی نے
بھڑک کے کہا۔

جی نہیں یہ چھوٹ بول رہی ہے یہ میرا بوئے فرسٹڈ ہے۔۔۔ دوسری لڑکی نے
قدرے غصہ سے کہا۔

ارے ارے رو کو تم دونوں۔۔۔ اس سے تو پوچھو کے یہ کس کا بوئے فرسٹڈ ہے۔۔۔
اسنے دونوں لڑکیوں کو روک اس لڑکے کو گھورتے ہوئے پوچھا تو وہ لڑکا گڑبڑا کیا۔
یہ نا تو تمہارا ہے اور نا تمہارا یہ میرا ہے۔۔۔ رش میں سے ایک لڑکی اور نکلتی ہوئی آئی
اور پہلے سے لڑتی ہوئی دونوں لڑکیوں کو گھور کے بولی۔

لو ایک اور آگئی۔۔۔ مطلب یہ ہوا کہ یہ لڑکانا تمہارا ہے نا تمہارا اور نا ہی تمہارا بلکہ یہ تم تینوں کو پاگل بنا رہا ہے۔۔۔ تم سب سے جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔ تم تینوں کو دھکا دے رہا ہے۔۔۔ اسنے تینوں لڑکیوں کی طرف باری باری دیکھ انہیں سمجھایا۔

افف نہیں نہیں میں اور لیٹ کیسے ہو گئی۔۔۔ یاد آنے پر کہ وہ پہلے ہی لیٹ تھی اور کلاس کی طرف جارہی تھی سر پر ہاتھ مارتی ان سب کو وہیں لڑتا چھوڑ سر پر پاؤں رکھ کلاس کی طرف روڈ لگادی۔

وہ کلاس میں پہنچی تو سردروازے کی طرف پشت کئے کھڑے تھے سب اسٹوڈنٹ نے اسکی طرف دیکھا تو اسنے سب کو دیکھ منہ پر انگلی رکھتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور خود خاموشی سے چلتی ہوئی دیوار کے ساتھ لگتی چو تھی رو میں خالی چیر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ لیکن اسکی بد قسمتی کے سرنے اسے دیکھ لیا۔

مس حیات آج پھر لیٹ کیا میں وجہ جان سکتا ہوں۔۔۔ سر کی آواز پر اسنے زور سے آنکھیں میچ کے کھولیں اور گہرا سانس خارج کرتی سر کی طرف گھومی جو غصہ سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

جی سروہ میں تو صبح ٹائم پر اٹھ گئی تھی لیکن ہماری گھڑی خراب تھی۔۔۔ جب بھی میں ٹائم دیکھتی تو وہ 7:30 ہی دیکھاتی اور پھر میں واپس سو جاتی کے ابھی تو بہت ٹائم ہے۔۔۔ ایسا دوبار ہوا پھر میں نے فون پر ٹائم دیکھا تو پتہ چلا کہ گھڑی تو خراب ہے۔۔۔

اب آپ ہی بتائیں کہ اس میں میری کیا غلطی ہے۔۔۔ اسنے چہرے پر دنیا جہان کی معصومیت سجائے بہانا بنایا۔۔۔ جب کے ساری کلاس کے چہرے پر دبی دبی ہنسی تھی۔۔۔ کیوں کے یہ آج پہلی بار نہیں ہوا تھا یہ تو ہر دوسرے دن کا کام تھا، وہ پڑھنے میں بہت اچھی تھی بس اس میں ایک ہی خرابی تھی لیٹ آنے کی۔

صحیح کہا آپ کی تو کوئی غلطی ہوتی ہی نہیں ہے کبھی۔۔۔ ساری غلطیاں تو ارد گرد والوں کی ہوتی ہے۔۔۔ سر گھورتے ہوئے بوڈ کی طرف گھومے۔

آج ایسا پہلی بار نہیں ہوا تھا وہ آئے روز لیٹ ہو جاتی تھی۔۔۔ لیکن پڑھنے میں اچھی ہونے کی وجہ سے زیادہ ڈانٹ سے بچ جاتی تھی۔

کیا میں بیٹھ جاؤں سر۔۔۔ اسے شیریں لہجے میں پوچھا۔

جی بیٹھ جائیں۔۔۔ اسے ایک نظر دیکھ کے کہتے۔۔۔ وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے تو وہ بھی بے شرمیوں کی طرح دانت نکالتی بیٹھ گئی۔



میٹنگ روم میں وہ شان بے نیازی سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے۔۔۔ گھوری رنگت، کالے سلکی بال جو جیل سے سیٹ کئے ہوئے تھے، سیاہ آنکھوں میں ہمیشہ والا سرد پن، گھنی داڑھی مونچھیں، عنابی لب، ہاتھ میں واچ پہنے، ٹانگ پر ٹانگ رکھے،

ایک ہاتھ تھوری پر رکھے وہ اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ سربراہی کرسی پر سکون سا بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

ہممم تو آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ یہ ڈیل کریں لیکن اس سے مجھے تو کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا۔۔۔ میٹنگ ختم ہوتے ہی اسنے سنجیدگی سے اپنے برابر میں بیٹھے کلائنٹ سے پوچھا۔

اس پروجکٹ سے ہمہیں جتنا بھی پروفٹ ہوگا اس میں سے چالیس پر سنٹ آپ کا ہوگا۔۔۔ سامنے والے نے مسکرا کے جواب دیا۔

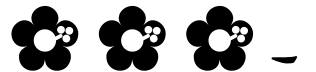
ہم ساتھ کام کر رہے ہیں تو اس حساب سے تو آدھا آدھا پروفٹ ہونا چاہئے۔۔۔ اسنے سکون سے کہا جب کہ اس کی بات سنتے سامنے والے کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔۔۔

اگر میرے ساتھ آپ نے کام کرنا ہے تو میرا یہی اصول ہے۔۔۔ وہ کہتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اسے اٹھتے دیکھ سب جلدی سے کھڑے ہوئے۔

ٹھیک ہے مسٹر شاہ ویر ہمیں منظور ہے۔۔۔ امید ہے آپ کے ساتھ کام کر کے ہمیں اچھا لگے گا۔۔۔ سامنے والے نے اسے اٹھتا دیکھ جلدی سے ڈیل ڈن کرتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا جو شاہ ویر نے مسکرا کے تھام لیا۔۔۔ بھلا آج تک ایسا ہوا ہے کے کوئی اس کے ساتھ کام کرنے سے انکار کرے۔

اسے بزنس میں آئے چھ سال ہو گئے تھے اور ان چھ سالوں میں وہ بزنس کی دنیا کا بے تاج بادشاہ بن گیا تھا ہر کوئی شاہ ویر شاہ کے ساتھ کام کرنا چاہتا تھا۔۔۔ کچھ کمال اسکی رعب دار پر سنیلٹی کا بھی تھا۔۔۔ کچھ اسنے اپنی محنت اور لگ سے اپنا نام منوایا تھا۔۔۔

اسے بزنس کی دنیا کا مسٹر ماسنڈ کہا جاتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کے کب کہاں اور کیسے کون سی ڈیل کرنی ہے۔۔۔ جس سے اسے فائدہ ہو۔



یہ لڑکی بھی نا۔۔۔ وہ غصہ سے آگے بڑھی اور اجالا کے کان میں لگی ہنڈ فری
کھینچیں۔۔۔

کیا ہے ایہا سکون سے گانے بھی نہیں سنے دیتیں: جھپٹنے کے انداز سے ہنڈ فری واپس
لی۔

ٹھیک ہے پھر تم بیٹھ کے سنتی رہو گانے اور میں نیچے جا کے لالا کو بول دیتی ہوں کے تم
نہیں آرہیں کیونکہ تمہیں گانے سنے ہیں۔۔۔ ایہا کہتی کمرے سے باہر نکل گئی جب
کے لالاسن کے اجالا کو یاد آیا کہ اسے تو پڑھنے جانا تھا۔۔۔ وہ ایک جمپ لگا کے بیڈ
سے اتری اور کتابیں اٹھاتی کمرے سے باہر بھاگی۔

وہ خوبصورت پھولوں سے سجے لان میں ننگے پاؤں ہی آگئی تھی ہلکی سی گیلی ٹھنڈی
ٹھنڈی گھاس بہت اچھا احساس دے رہی تھے وہ تیز تیز چلتی ہوئی آئی اور ایہا کی
ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔ ایہا نے ایک نظر اسے دیکھ واپس نظریں اپنی کتابوں
پر کر لیں۔

آج بھی لیٹ۔۔۔ وہ گھورتے ہوئے بولا۔

سوری لالا آج کے بعد دیر نہیں ہوگی۔۔۔ اسنے سر جھکائے معذرت کی۔۔۔ جب کے ایہا منہ نیچھے کئے زیر لب مسکرائی کیونکہ وہ جانتی تھی کے کیا جواب آنے والا ہے۔

مبارک ہو تمہارے اس جواب کی سینچری ہو گئی ہے۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولا۔

اونہہ!!! میں نے بولا تھا کے مجھے پڑھائیں اپنی بہن کو ہی پڑھاتے رہتے فضول میں بابا نے مجھے ان کے متھے مار دیا۔۔۔ وہ دل میں بڑبڑائی کیونکہ عائلہ شاہ کے منہ پر بولنے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔

اب تمہیں دعوت دینی ہوگی چلو کتابیں کھولو۔۔۔ ویسے ہی تمہارا رزلٹ کتنا اچھا آتا ہے یہ تو ہم سب جانتے ہی ہیں لیکن تایا جان نے یہ ذمہ داری اس بار مجھے سوپنی ہے تو میں انہوں مایوس نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ وہ سختی سے بولا۔

کس نے بولا تھا یہ ذمہ داری لے نے کو۔۔۔ وہ منمنائی لیکن آواز اتنی ضرور تھی کے
ایہا اور عائل با آسانی سن سکیں۔

اگر اپنے اس اتنے بڑے دماغ کو فضول باتوں کی جگہ تھوڑا سا پڑھائی کی طرف بھی لگا
لوگی تو تمہارے لئے ہی اچھا ہو گا۔۔۔ عائل نے گھورا۔

تو میں بھی یہاں پڑھنے ہی آئی ہوں آپ فالتو باتیں چھوڑ کے پڑھائیں کے تو ہی
پڑھوں گی نا۔۔۔ وہ معصومیت سے بولی جب کے سارا الزام خود پر لگتے دیکھ عائل نے
آنکھیں بڑی کر کے اسے دیکھا۔

ارے کیا ہو رہا ہے بچوں۔۔۔ اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا یا سر صاحب نے وہاں
آتے پوچھا۔۔۔

کچھ نہیں چاچو بس پڑھائی ہو رہی ہے۔۔۔ انہیں دیکھ اجالا کی آنکھیں
چمکیں۔۔۔ جب کے اسکے صاف جھوٹ پر عائل نے گھورا۔

اچھی بات ہے خوب دل لگا کے پڑھو۔۔۔ وہ کہتے جانے لگے جب پیچھے سے اجالانے
پکارہ۔

چاچو ہمیں پڑھتے ہوئے دو گھنٹے ہو گئے ہیں اور لالا ہمیں چھوڑ ہی نہیں رہے
ہیں۔۔۔ پڑھائے جارہے ہیں، پڑھائے جارہے ہیں اب آپ ہی بتائیں اتنا چھوٹا سا تو
دماغ ہے میرا!!! اگر ایک ساتھ اتنا پڑھوں کی تو کچھ بھی سمجھ نہیں آئے گا۔۔۔ آپ
بولیں نالا لالا سے کے باقی کا بعد میں پڑھالیں ہم کونسا بھاگے جارہے ہیں۔۔۔ وہ
آنکھیں پٹیپاتی ہوئی بولی۔۔۔ ابیہانے عائِل کی طرف دیکھا جس کی آنکھیں اسکے
صاف جھوٹ پر غصے سے لال ہو رہی تھیں۔۔۔ وہ جانتی تھی عائِل کو جھوٹ سے کتنی
نفرت تھی۔۔۔

اسنے اسکا بازو پکڑتے اسے اور بولنے سے باز کیا۔

ہاں کیوں نہیں جاؤ تم لوگ۔۔۔ عائِل کو میں دیکھ لوں گا۔۔۔ یا سر صاحب کے کہنے
کی دیر تھی اسنے اپنا اور ابیہا کا سامان اٹھایا اور ابیہا کا ہاتھ پکڑے وہاں سے نو دو گیارہ

ہو گئی۔۔۔ پیچھے عائِل نے غصہ سے مٹھیاں بھیجیں وہ جانتا تھا اب اس کی ایک نہیں سنی جائے گی۔

بابا آپ کو پتہ ہے کہ وہ چھوٹ بول رہی ہے پھر بھی آپ نے اس کا ساتھ دیا۔۔۔ عائِل نے یا سر صاحب سے استفسار کیا جو مسکرا رہے تھے۔

ہاں بیٹا میں جانتا ہوں کہ اس نے جھوٹ بولا ہے لیکن اگر تم بچیوں کو پیار سے پڑھاؤ کہ تو یہ نوبت نہیں آئے گی اور وہ بچی اتنے پیار سے مجھ سے بول رہی تھی تو میں کیسے اسے مایوس کر سکتا ہوں۔۔۔ وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

پتہ نہیں کیا جادو کر رکھا ہے اس لڑکی نے جو سب اسکی بات مان جاتے ہیں۔۔۔ وہ سر جھٹک کے بڑبڑاتا ہوا وہی انکے پاس بیٹھ گیا۔



یار لالا بہت غصے میں ہوں گے۔۔۔ تمہیں کیا ضرورت تھی جھوٹ بولنے کی ابھی تو تمہیں وہاں آئے دس منٹ نہیں ہوئے تھے اور تم نے بابا سے دو گھنٹے کا بول دیا۔۔۔ عائل کے غصے کے بارے میں سوچتے ایہا پریشان ہوئی۔

ایک تم اور دوسرے تمہارے لالا ایک کا کام ہے بلا وجہ غصہ کرنا تو دوسری کا کام ہے بلا وجہ پریشان ہونا۔۔۔ کچھ نہیں ہوتا یار۔۔۔ اجالا کمرے میں آتی کتابیں بیڈ پر اچھالتی کرنے کے انداز سے بیڈ پر لیٹی۔

مگر کل لالا بہت ڈانٹیں گے۔۔۔ ایہا کو تو بس یہ ایک فکر لاحق ہو گئی تھی۔۔۔ کل کی کل دیکھی جائے گی۔۔۔ ہم کیوں کل کی فکر میں اپنا آج خراب کریں۔۔۔ اچھا ٹائم چل رہا ہے تو انجوائے کرو۔۔۔ سمجھ آئی؛ اب جاؤ اور کچھ کھانے کے لیئے لے کے آ جاؤ جب تک میں کوئی اچھی سی مووی لگاتی ہوں۔۔۔ اجالانے اپنے حساب سے کافی سمجھداری کی بات کی اور ساتھ ایہا کو آرڈر بھی جاری کر دیا۔۔۔ معصوم سی ایہا اسکی بات سمجھتی ہاں میں سر ہلاتی کمرے سے نکل گئی۔



تم سے بولا تھا میں نے کے آج سارا کھانا عائش کی پسند کا بنے گا پھر تم نے کیوں نہیں بنایا۔۔۔ وہ ملازمہ کو ڈانٹ رہی تھیں۔

بی بی جی وہ میں بھول گئی تھی۔۔۔ ملازمہ نے سر جھکائے جواب دیا۔

ابھی جاؤ اور میرے عائش کے آنے تک کھیر بناؤ۔۔۔ باقی کی چیزیں کل بنانا ابھی یہ بناؤ۔۔۔ وہ سختی سے بولیں تو ملازمہ ادب سے سر ہلاتی چلی گئی۔۔۔ تو وہ بھی لان میں آ گئیں۔

رات کا اندھیرا چار سو اپنے پر پھیلا رہا تھا۔۔۔ وہ خوبصورت بنگلہ روشنیوں میں نہا رہا تھا۔۔۔ وہ لان میں کرسی پر بیٹھی ماضی کو یاد کر رہی تھی ماضی میں کھوئے اپنوں کو یاد کرتے انکی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کے گود میں گرا۔۔۔ تبھی داخلی دروازے سے گاڑی اندر پورچ میں آ کے روکی جس میں سے سوٹ بوٹ پہنے۔۔۔ بھوری آنکھوں والا

شہزادہ باہر نکلا۔۔۔ زرینہ بیگم اپنے شہزادے کو دیکھ جلدی سے آنکھیں صاف کر گئیں۔

کیسی ہیں آپ دادی۔۔۔ بہت لاڈ سے انکے گلے لگا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں بیٹا تم بتاؤ آج جلدی آگئے۔۔۔ انہوں نے اسے اپنے ساتھ بیٹھاتے ہوئے اسکا خوب روچہرہ دیکھ پوچھا۔۔۔ ماتھے پر بکھرے بال، بھوری آنکھیں، سرخو سفید رنگت، ہلکی سی بیرڈ، موچھوں تلے عنابی لب وہ واقعی کوئی شہزادہ لگتا تھا۔ مجھے اشرف بتا رہا تھا کہ آپ کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔۔۔ عائش نے انکا ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا۔۔۔ لہجے میں فکر مندگی صاف جھلک رہی تھی۔

ارے بیٹا یہ اشرف بھی ناچھوٹی چھوٹی بات پر تمہیں پریشان کر دیتا ہے، بس میں بی پی کی دوا کھانا بھول گئی تھی اس وجہ سے تھوڑا بی پی ہائی ہو گیا باقی میں ٹھیک ہوں بالکل۔۔۔ انہوں نے اسے اپنے تئے مطمئن کیا۔

چلتیں ڈاکٹر کے پاس چلیں۔۔۔ آپ اپنا بلکل بھی خیال نہیں رکھتیں۔۔۔ اسنے انہیں اٹھاتے ہوئے کہا۔

بیٹا میں بلکل ٹھیک ہوں تم پریشان نہیں ہو۔۔۔ انہوں نے بیٹھے بیٹھے ہی کہا اور اسے بھی پھر سے بیٹھا لیا جو ڈاکٹر کے پاس جانے کے لیئے کھڑا ہو گیا تھا۔

کیسے پریشان نا ہوں۔۔۔ آپ جانتی ہیں میرے پاس آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے میں آپ کو کھونا نہیں چاہتا۔۔۔ اسنے آہستہ آواز میں کہا۔

اچھا تم یہی چاہتے ہونا کے میں اپنا خیال رکھوں تو تم لے آؤ نا کوئی میرا خیال رکھنے والی۔۔۔ انہوں نے شرارت سے بات بدلی۔

دادی کیا میں آپ کو آزاد گھومتا اچھا نہیں لگتا جو شادی کروا کے مجھے قید کرنا چاہتی ہیں۔۔۔ وہ بیچاری سی شکل بنائے بولا۔

بیٹا ایک نا ایک دن تو تمہیں اس قید میں آنا ہے تو کیوں نا جلدی آ جاؤ اچھا ہے نا میں بھی اپنے پر پوتا، پوتی کو اپنی گود میں کھیلا لوں گی۔۔۔ انہوں نے مسکرا کے کہا۔

ڈھونڈتے ہیں اچکے پر پوتا، پوتی کی ماں کو بھی لیکن پہلے آپ چلیں کھانا کھاتے ہیں مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔۔۔ اسنے ہنستے ہوئے کہا اور انکا ہاتھ پکڑے اندر لایا۔ ہممم ٹھیک ہے بیٹا تم جاؤ منہ ہاتھ دھو لو جب تک میں کھانا لگواتی ہوں۔۔۔ ان کے کہنے پر وہ دادی کے ماتھے پر بوسہ دیتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔



آپی کب تک سوئیں گی اٹھ جائیں۔۔۔ جب سے یونی سے آئی ہیں سو ہی رہی ہیں۔۔۔ اٹھیں اور دیکھیں کون آیا ہے اور آپ کے لیئے کیا خوشخبری لایا ہے۔۔۔ کوئل نے کمرے میں آتے سوئی ہوئی حیات کو جھنجھوڑ ڈالا۔ کیا!!! کیا ہوا۔۔۔ قیامت آگئی کیا۔۔۔ حیات جو مزے سے گدھے گھوڑے نیچے سو رہی تھی اس اچانک افدات پر ایک دم ہڑبڑا کے اٹھ بیٹھی۔

خیر سے قیامت تو نہیں آئی لیکن میں ضرور آیا ہوں۔۔۔ روحان ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ڈبالیئے کمرے میں داخل ہوا۔

تم کب آئے۔۔۔ حیات نے اپنا ساندپر رکھا دوپٹہ اٹھا کے خود پر پھیلا یا۔

جب تم سکون کی نیند سو رہی تھیں۔۔۔ روحان نے مسکرا کے جواب دیا اور بیڈ پر ہی بیٹھ گیا۔

آپ دونوں باتیں کریں میں جب تک ماما کے ساتھ کھانا لگواتی ہوں۔۔۔ کوئل کہتی کمرے سے نکل گئی۔

اس میں کیا ہے۔۔۔ حیات نے اس کے ہاتھ میں موجود ڈبا کو طرف اشارہ کیا۔
خودی کھول کے دیکھ لو۔۔۔ روحان نے ڈبا حیات کی طرف بڑھایا جو اس نے جلدی سے تھام کے کھولا۔

ہا۔۔۔ اس میں تو میری فیوریٹ چوکلیٹ پیسٹری ہے۔۔۔ اپنی پسندیدہ چیز دیکھ اسکی آنکھیں خوشی سے چمکیں۔

لیکن یہ ہیں کس خوشی میں۔۔۔ حیات بستر سے اترتی واشروم کی طرف بڑھتا کے پیسٹری کھانے کے لیے منہ دھو سکے۔

میری جو ب لگ گئی ہے۔۔۔ روحان نے فخر سے بتایا۔

کیا واقعی۔۔۔ پھر تو بہت بہت مبارک ہو تمہیں۔۔۔ حیات تولیہ سے چہرہ صاف کرتی
باہر آتی خوشی سے بولی۔

ہاں جی۔۔۔ وہ بھی بہت اچھی جگہ پر اور سیلری بھی بہت اچھی ہے۔۔۔ روحان نے
بھی اسی کے انداز میں جواب دیا۔

وہ تولیہ اسٹیڈی ٹیبل پر رکھتی اس کی طرف آئی۔۔۔

پھر تو تم مجھے صرف اس پیسٹری پر نہیں ٹر خا سکتے بلکہ تمہیں مجھے کسی اچھی جگہ پر ڈنر
بھی کروانا ہو گا۔۔۔ وہ پیسٹری کا ایک بڑا سا بائٹ لیتی بولی۔

ڈنر تو کیا!!!! اب تو میں بہت جلد بارات لے کے آؤ گا۔۔۔ وہ شوخی سے بولا جب کے
حیات کا چلتا منہ پل بھر کو روکا۔

روحان تم جانتے ہو میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ مجھے ابھی اپنی پڑھائی مکمل
کرنی ہے، کوئی اچھی جو ب کرنی ہے، بابا کا بیٹا بن کے دیکھانا ہے۔۔۔ شادی لفظ میری

ڈکشنری میں ابھی دور دور تک نہیں ہے۔۔۔ وہ ہاتھ میں پکڑی پیسٹری واپس ڈبے میں رکھ اسکی طرح دیکھ سنجیدگی سے بولی۔

تو تم شادی کے بعد اپنی پڑھائی مکمل کر لینا مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔۔۔ ویسے بھی ہماری منگنی کو تین سال ہونے والے ہیں۔۔۔ میں نے تو امی سے بھی بات کر لی ہے وہ بہت جلد خالہ سے بات کریں گی۔۔۔ روحان نے بے چینی سے کہا۔

روحان شاید تم بھول رہے ہو میں نے منگنی اسی شرط پر کی تھی کہ جب میں شادی کرنا چاہوں گی تبھی ہوگی اور اس وقت یہ شرط سب لوگوں نے قبول کی تھی یہاں تک کہ تم نے بھی اور اب تم اپنی ہی زبان سے پھر رہے ہو۔۔۔ حیات نے سخت لہجہ میں کہا۔۔۔ اسے اب غصہ آنے لگا تھا کہ جب سب کچھ پہلے ہی طے تھا تو وہ کیوں اسے شادی کا بول رہا تھا۔

پلیز حیات بات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔ امی چاہتی ہیں کہ اب میری شادی ہو جائے۔۔۔ اور اب تو میں بھی یہی چاہتا ہوں۔۔۔ روحان نے اس کے برعکس نرمی سے کہتے اسکا ہاتھ پکڑا تھا۔

آج تو تم نے یہ حرکت کر دی لیکن آئندہ جب تک مجھے ہاتھ نہیں لگانا جب تک میں تمہارے نکاح میں نا آ جاؤ۔۔۔ باہر آ جاؤ کھانا لگ گیا ہو گا۔۔۔ اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکالتی وہ آہستگی سے بولی تھی لیکن لہجہ سخت تھا جو اسے باور کروا گیا تھا۔۔۔ وہ پیسٹری کا ڈبا اٹھائے باہر نکل گئی۔۔۔ پیچھے وہ اسے جاتا دیکھتا رہ گیا۔

وہ جانتا تھا حیات کو راضی کرنا بہت مشکل ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔۔۔ وہ ایک نا ایک دن اسے راضی کر لے گا۔۔۔ لیکن اب اور دور نہیں رہے گا اس سے آخر وہ اسکی محبت تھی۔

صبح کا اجالا پھیلنا شروع ہوا۔۔۔ پرندوں کی چہچہاہٹ فضا میں سر بکھر رہی تھی۔۔۔

نئے طرز کی بنی خوبصورت شاہ حویلی میں ملازموں کی ریل پیل شروع ہو گئی تھی۔ رضیہ کاشان شاہ،،، شاہ حویلی کی بڑی بہو کچن میں ملازمین کے ساتھ ناشتہ بنوا رہی تھیں۔۔۔ جب ایک ایک کرسب ٹیبل پر آنا شروع ہوئے۔۔۔

سربراہی کرسی پر گاؤں کے سردار امان حیدر شاہ شان سے برجمان تھے۔ انکی دائیں طرف انکی زوجہ ممتاز بیگم اور بائیں طرف ان کے دونوں بیٹے کاشان شاہ اور یاسر شاہ بیٹھے ہوئے تھے۔

اسلام و علیکم۔۔۔ عائِل یاسر شاہ جو ابھی جو گنگ کر کے آیا تھا سب کو سلام کرتا ناشتہ کرنے بیٹھ گیا۔

اسلام و علیکم۔۔۔ ایہا نے ڈانگ کی طرف آتے سلام کیا تو سب نے مسکرا کے جواب دیا۔

ارے بھی ہماری لاڈلی اٹھی نہیں۔۔۔ دادا جان نے ایہا سے اجالا کا پوچھا۔
میں نے اسے اٹھایا ہی نہیں۔۔۔ ایہا نے اپنا ناشتہ پلیٹ میں ڈالتے جواب دیا۔

کوئی بات نہیں بیٹا، نصرین جاؤ اجالا کو جگا آو۔۔۔ رضیہ بیگم نے ناشتہ لگاتی ملازمہ سے کہا۔

بڑی ماما رہنے دیں میں جاتی ہوں وہ نصرین سے نہیں اٹھے گی۔۔۔ ایہا جلدی سے کہتی اوپر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

رضیہ بیگم سمجھتے ہوئے ہاں میں سر ہلاتی ناشتہ کرنے لگتیں کیونکہ وہ جانتی تھیں انکی بیٹی کو اٹھانا بہت محنت کا کام ہے۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اس نے دروازے کے ساتھ لگے بوڈ سے بٹن اون کیا تو پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔۔۔

اسنے ایک نظر بیڈ پر کمبل میں چھپی آڑھی تر چھپی سوئی اجالا کو دیکھ گھر اسانس خارج کیا اور مشن امپا سبل پر لگ گئی۔

اجالا اٹھ جاؤ، اور دیکھو باہر اجالا پھیل گیا ہے۔۔۔ ایہا نے اسے ہلاتے ہوئے اٹھانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی۔

اجالا!!!! اٹھو یار سب نیچے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ اسنے کمبل اسکے منہ سے ہٹایا
توروشنی کی وجہ سے اجالا نے آنکھیں مچتے براسا منہ بنائے کمبل واپس منہ تک تان
لیا۔۔۔

اجالا پلینز یار اٹھ جاؤ سب انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ ایہارونے والی ہو گئی تھی۔۔۔ لیکن
وہاں کس کو فرق پڑتا تھا۔۔۔ اجالا کے کان پر توجوں تک نارنگی۔
بس بہت ہوا میں تھک گئی یار اٹھ جاؤ مجھے اب بھوک لگنا شروع ہو گئی ہے۔۔۔ ایہا
نے غصہ سے چیختے ہوئے کمبل ایک جھٹکے سے اس پر سے اتار پھینکا۔
اونہ میری نیند کی دشمن۔۔۔ آرہی ہوں میں تم جاؤ۔۔۔ اجالا نے تکیہ اٹھا کے منہ
پر رکھتے کہا۔

نہیں تم ابھی اسی وقت میرے ساتھ چلو گی۔۔۔ ایہا نے منہ پر رکھا تکیہ بھی کھینچ لیا۔
تم جاؤ میں آتورہی ہوں۔۔۔ اجالا نے تھوری سی آنکھیں کھولیں۔

ہاں میں چلی جاؤ تا کہ تم دوبارہ سو جاؤ پاگل سمجھا ہوا ہے کیا مجھے۔۔۔ ایہا نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے بھاویں سکیٹر کے دیکھا۔

سمجھنا کیا ہے تم ہو پاگل۔۔۔ چار و ناچار اسے اٹھنا ہی پڑھا۔۔۔

بس زیادہ باتیں نابناؤ جلدی سے فریش ہو کے آؤ میں یہیں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔۔۔ ایہا کہتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔ اجالا اسے گھورتے ہوئے واشروم میں گھس گئی۔



وہ جم میں شرٹ لیس پسینے میں شرابور ٹریڈ میل پر بھاگ رہا تھا۔۔۔ ماتھے پر بھکرے ہوئے بال پسینے میں بھگے ہوئے تھے۔۔۔ سیاہ آنکھوں میں سر دین تھا۔۔۔ جو اسے بہت پرکشش بنا رہا تھا۔

سرناشتہ تیار ہے۔۔ ملازم نے اندر آتے اسے بتایا اور چلا گیا۔۔ وہ ٹریڈ میل کو اوف کرتا نیچے اتر۔۔ پاس رکھی تولیہ سے پسینہ پوچھتا جم سے باہر نکل کے فرش ہونے کی غرض سے رخ اپنے کمرے کی طرف کیا۔۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ فریش ہو کے بلیک پینٹ پروائٹ شرٹ پہنے کندھے پر بلیک ہی کوٹ لٹکائے ڈائننگ ٹیبل پر آیا جہاں گرما گرم ناشتہ اس کا منتظر تھا۔۔ وہ کوٹ برابر والی کرسی کی بیک پر ڈالتا اپنی کرسی پر بیٹھتا ناشتہ کرنے لگا۔

بوا میں جارہا ہوں واپسی پر حویلی جاؤ گا۔۔ وہ ناشتہ مکمل کرتا وہاں کام کرتی پرانی ملازمہ سے کہتا اپنا کوٹ اٹھا کے پہنتا باہر نکل گیا۔۔



ماما میں جارہی ہوں۔۔ وہ جلدی میں کمرے سے نکلتی۔۔ بولتی ہوئی باہر کی جانب بڑھ گئی۔

رکوحیات مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔ شمیم بیگم نے اسکو باہر نکلنے سے پہلے ہی روک دیا۔

جی ماما جلدی بولیں میں لیٹ ہو جاؤ گی۔۔۔ وہ انکی طرف آتے ہوئے بولی جو اوپن کچن میں کھڑی کام کر رہی تھیں۔۔۔ وہ چھ کرسیوں والی ڈائنگ ٹیبل کے پاس آ کے روکی جو کچن کے سامنے ہی رکھی ہوئی تھی۔

روحان کی جواب کی مبارکباد دینے کے لیے میں نے ندا کو فون کیا تھا تو وہ شادی کا بول رہی تھی۔۔۔ انہوں نے سادہ سے انداز میں کہا۔

اور آپ نے مناکر دیا، "رائٹ"۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولی۔

نہیں مناتا تو نہیں کیا لیکن ابھی ہاں بھی نہیں کی میں نے کہہ دیا ہے کے تمہارے بابا سے بات کر کے ہی کوئی جواب دوں گی۔۔۔ وہ اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولیں جس کے چہرے سے صاف لگ رہا تھا کے اسے انکی بات اچھی نہیں لگی۔

ماما میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ آپ جانتی ہیں پھر بھی آپ نے خالہ کو انکار نہیں کیا۔۔۔ آپ کو صاف بول دینا چاہیے تھا کہ ہم ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے۔۔۔ وہ ضبط سے بولی۔

تمہاری شادی ایک نا ایک دن تو کرنی ہے نا تو ابھی ہو جائے تو کیا مسئلہ ہے۔۔۔ ویسے بھی اچھے رشتے روز نہیں آتے۔۔۔ ندانے بول دیا ہے کہ اسے جلدی مثبت جواب دیں ورنہ وہ یہ رشتہ ختم کر دے گی۔۔۔ وہ سختی سے گویا ہوئیں۔

تو کر دیں ختم!!! کون سا یہ آخری رشتہ ہے۔۔۔ ایک بار میری پڑھائی مکمل ہو جائے پھر میں کوئی اچھی سی جو ب کرو گی۔۔۔ پھر دیکھئے گا اچھے رشتوں کی لائن لگ جائے گی۔۔۔ اسنے اپنی طرف سے انہیں سمجھانے کی ایک کوشش کی۔۔۔

دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا ایسے کیسے ختم ہونے دیں رشتہ۔۔۔ اتنا اچھا رشتہ ہے روحان گھر کا بچہ ہے، کوئی برائی نہیں ہے اس میں اور تم کہتی ہو ختم کر دیں یہ رشتہ۔۔۔

نہیں میں پوچھتی ہوں تمہارے بابا کی کون سی میلیں چل رہی ہیں جو اچھے رشتے دروازے پر ہی کھڑے ہوں گے۔۔۔

آج کل ہر کوئی اونچے گھر میں رشتہ کرنا چاہتا ہے۔۔۔ پیسہ دیکھ کے لوگ رشتے داری جوڑتے ہیں، ہم جیسے مڈل کلاس لوگوں کی بیٹوں کی شادی اگر وقت پر ناکی جائے تو وہ گھر بیٹھی رہ جاتی ہیں۔۔۔ حیات کی بات سن کے تو وہ بھڑک اٹھیں تھیں۔

ماما میں سمجھ رہی ہوں آپ کی پریشانی لیکن آپ مجھ پر یقین کریں ایک بار میری پڑھائی مکمل ہونے دیں پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ اسنے پھر سمجھانے کی کوشش کی۔

وہ اپنی ماں کی فکر کو بہت اچھے سے سمجھ رہی تھی۔۔۔ لیکن یہ بھی سچ تھا کہ وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

بس حیات میں مزید بہس نہیں کرنا چاہتی، پہلے تین سال تمہاری سن لی ہے اب تم ہماری سنوگی اور خبردار جو تم نے اپنے بابا سے کوئی ایسی ویسی بات کی تو، سمجھ گئی۔۔۔

اب جاؤ تمہیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ اسے بولنے کے لیے منہ کھولتے دیکھ انہیں نے جیسے بات ہی ختم کی اور اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئیں۔۔۔ تو وہ بھی بگڑے ہوئے موڈ کے ساتھ یونی کے لیے نکل گئی۔

ناصر صاحب کراچی کے ایک چھوٹے سے علاقے میں ایک چھوٹے مگر خوبصورت گھر میں رہتے تھے جو دو کمروں پر مشتمل تھا۔

دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی ایک چھوٹا سا صحن تھا، صحن سے اندر داخل ہوتے ہی دائیں جانب اوپن کچن تھا جس کے آگے چھ کرسیوں والا ایک ڈائننگ ٹیبل رکھا ہوا تھا، کچن کے سامنے ہی ٹیوی لائنج تھا جہاں میز کے درمیان صوفے لگے ہوئے تھے سامنے ٹیوی رکھا ہوا تھا۔۔۔ لائنج کے دائیں جانب دو کمرے تھے جو ایک حیات اور کوئل کا تھا اور دوسرا ناصر صاحب اور شمیم بیگم کا تھا۔

ناصر صاحب ایک پڑھے لگے انسان تھے اور ملٹی نیشنل کمپنی میں جو ب کرتے تھے، جس کی رٹائرمنٹ میں بس کچھ ہی سال رہ گئے تھے۔ ان کی دو ہی بیٹیاں تھیں حیات اور کوئل۔۔۔

حیات کی منگنی اسکی خالہ کے بیٹے روحان سے تین سال پہلے ہوئی تھی۔۔۔ روحان شمیم بیگم کی بچپن کی دوست کا بیٹا تھا۔۔۔ حیات ایک چنچل لڑکی ہونے کے ساتھ ایک ذمیدار لڑکی بھی تھی۔ وہ ہمیشہ سے اپنے بابا کا کندھا بنا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن شاید قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔



اسلام و علیکم۔۔۔ اجالاست روای سے آتی اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔

و علیکم اسلام۔۔۔ ہو گئی صبح آپکی۔۔۔ دادا جان اسے دیکھتے مسکرائے جو مشکل سے آنکھیں کھولے بیٹھی تھی۔

ابھی کہاں دادا جان، یہ تو ایہا زبردستی مجھے ناشتہ کے لئے لے آئی ورنہ مجھے تو ابھی اور سونا تھا لیکن کوئی بات نہیں میں ناشتہ کر کے سو جاؤ گی۔۔۔ ناشتہ کرتی ایہا کونا راضگی سے دیکھتی بولی۔۔۔ تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔

کوئی ضرورت نہیں ہے سونے کی ناشتہ کرتے دونوں مجھے ڈرائنگ روم میں کتابوں کے ساتھ ملو۔۔۔ عائل اپنا ناشتہ ختم کرتا اٹھ گیا۔

اس وقت مگر کیوں۔۔۔ یہ سنتے ہی اجالا کی نیند سے بو جھل آنکھیں پوری کھل گئیں۔ کیونکہ میں شہر جا رہا ہوں اور آتے ہوئے مجھے رات ہو جائے گی، اس لیے تم لوگوں کا جو بھی کام ہے وہ مکمل کروا کے جاؤ گا۔۔۔ وہ کہہ کے وہاں روکا نہیں تھا۔۔۔

جب کے اجالا نے بیچارگی سے باری باری سب کو دیکھا تو سب نے کندھے اچکا دئے۔۔۔ وہ مایوسی سے ناشتہ کی پلیٹ پر جھک گئی۔



وہ غصہ میں گھر سے نکلتی پیدل ہی یونی جا رہی تھی۔۔۔ گاڑی سے یونی پہنچنے میں تقریباً بیس منٹ وقت لگتا تھا اور اسے پیدل چلتے چلتے آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا جس کا اسے احساس تک نہیں ہوا تھا۔

اسکا دماغ بس امی کی صبح والی بات پر ہی اٹکا ہوا تھا۔۔۔ اسنے بہت سے کم ظرف لوگوں کو اپنے بابا سے بولتے سنا تھا۔۔۔ کہ ان کا بڑھاپے میں سہارا کون بنے گا بلکہ انہیں ہی دو دو بیٹوں کا اکیلے جہیز بنانا پڑے گا۔۔۔ اور آخر میں ان کے پاس کیا بچے گا کچھ نہیں۔۔۔ کچھ نے تو یہ تک کہا کہ بیٹیاں ہیں شادی ہو جائے گی تو پڑھائی پر اتنا خرچہ کرنے کی کیا ضرورت ہے

اور اس کے بابا ہمیشہ ایک ہی جواب دیتے... کہ بیٹی تو اللہ کی رحمت ہے جس نے دی ہے وہی پالنے والا ہے۔۔۔ اور مجھے کوئی غم نہیں کے میرا بیٹا نہیں ہے میری بیٹیاں ہی میرا بیٹا ہیں۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے پڑھاپے میں بھی سہارا دیں گی۔

لوگوں کی باتیں سن کے وہ دکھی ہو جاتی تھی کہ آج کے زمانے میں بھی لوگ بیٹی کو بوج سمجھتے ہیں۔۔۔ وہ اکثر سوچتی تھی کہ اگر وہ لڑکا ہوتی تو اسکے بابا کو اتنی باتیں نہیں سنا پڑتیں۔

لیکن جب اپنے بابا کو لوگوں کی باتوں کا جواب دیتے سنتی تو دل کو تسلی ہو جاتی کہ اس کے بابا اپنی بیٹیوں کے ساتھ ہیں۔۔۔ ان سے پیار کرتے ہیں۔۔۔ ان کو بوج نہیں سمجھتے۔

لیکن وہ پھر بھی بابا کا بیٹا بنا چاہتی تھی، پڑھ لکھ کے کچھ بنا چاہتی تھی۔۔۔ لیکن اسکی شادی اسکے جوابوں کے بیچ آرہی تھی۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں چل رہی تھی جب پیچھے سے کسی تیز ہارن کی آواز اسکے کانوں میں آئی،

اسنے گردن گھما کے دیکھا تو ایک تیز گاڑی ایک سڑک پر چلتے آدمی کی طرف بڑھ رہی تھی اس نے لمحوں کی دیر نا لگاتے ہوئے اس آدمی کو پکڑ کے اپنی طرف کھینچا

جس کی وجہ سے وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور اس آدمی سمیت فٹ پاتھ پر گر گئی۔

وہ کسی کام سے اس طرف اپنے ایک دوست سے ملنے اسکے گھر آیا تھا۔۔۔ اسنے گاڑی گھر سے تھوڑا دور روڈ پر کھڑی کی تھی

وہ سڑک پر چلتا جا رہا تھا کہ اچانک کسی نے اسے اپنی طرف کھینچا جس سے وہ سامنے والے کے اوپر جا گرا، اسے سمجھ نہیں آیا کہ یہ اچانک اس کے ساتھ ہوا کیا تھا۔

ہٹیں میرے اوپر سے۔۔۔ وہ اسے اپنے اوپر سے ہٹاتی آٹھ کے اپنے کپڑے جھاڑتی آس پاس دیکھنے لگی کہ کہیں کسی نے دیکھا تو نہیں۔

لیکن وہ تو شکر ہے کہ صبح کا وقت ہونے کی وجہ سے زیادہ لوگ نہیں تھے اور جو تھے وہ اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے ان کی طرف کسی کا دھیان نہیں گیا تھا

محترمہ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کیا حرکت تھی۔۔۔ وہ خود بھی جلدی سے اٹھتا غصہ سے غرایا۔

حد ہے بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے ایک تو میں نے آپ کی جان بچائی اور اوپر سے
آپ مجھ پر ہی چلا رہے ہیں

آگر میں بروقت آپ کو نا کھینچتی تو آپ اس وقت میرے سامنے کھڑے ہو کے مجھے
باتیں نہیں سنارہے ہوتے بلکہ کسی ہسپتال کے بستر پر پڑے درد سے کراہ رہے
ہوتے۔۔۔ وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔

ایک تو اس کا موڈ پہلے ہی ٹھیک نہیں تھا اور اوپر سے یہ آدمی فالتو میں اس پر چلا رہا تھا
جب کے اس نے تو اس کی مدد ہی کی تھی۔

کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔۔ شاہ ویر کو اس کی بات سمجھ نہیں آئی
مطلب صاف ہے، یہ فٹ پاتھ دیکھنے کے لئے نہیں بنی ہے بلکہ چلنے کے لئے بنی ہے
!!! اور سڑک گاڑیوں کے چلنے کے لیے

اب جب کے آپ سڑک پر چل رہے تھے تو آگر ابھی آپ کو وہ گاڑی والا مار کے چلا
جاتا تو!!!!۔۔۔ وہ تو شکر ہے کے میں نے دیکھ لیا اور آپ کو بچا لیا ورنہ آپ تو۔۔۔ اس

نے آسمان کی طرف دیکھتے بات ادھوری چوڑی تو وہ اسکا احسان کرنے والا انداز دیکھ
چڑ گیا۔

وہ بغیر کچھ بولے اسے گھورتا ہوا بڑے بڑے قدم اٹھاتا اپنی گاڑی تک پہنچتا اور وہاں
سے نکل گیا۔

اونہہ!!!! بد تمیز آدمی ایک توجان بچائی اور تھینک یو تک نہیں بولا۔۔۔ وہ کندھے
اچکاتی منہ بناتی واپس یونی کے راستہ چلنے لگی۔



عائل بظاہر فون میں لگا ہوا تھا لیکن دھیان اسکا اجالا کی حرکتوں پر تھا۔۔۔ وہ کب سے
نوٹ کر رہا تھا کہ وہ ایک نظر اسے دیکھ ساتھ بیٹھی ایہا سے بار بار کچھ پوچھ رہی ہے۔
ویسے تو ایہا اس سے ایک سال آگے تھی لیکن وہ پڑھائی میں کافی اچھی تھی جس کی
وجہ سے وہ اکثر اجالا کی بھی مدد کرتی رہتی تھی۔

ابہیا یہاں میرے پاس آ کے بیٹھو۔۔۔ عائلہ سمجھ گیا تھا کہ اجالا کو آج کا ٹیسٹ بھی یاد نہیں ہے، اس لیے اس نے ابہیا کو ہی وہاں سے اٹھا دیا۔

اجالانے ایک نظر اسے دیکھا جو فون میں لگا ہوا تھا پھر رونی صورت بنائے ابہیا کو دیکھا جو اپنا سامان اٹھاتی بھائی کی فرمانبرداری بنتی اس کے پاس جا بیٹھی تھی۔

تھوڑی دیر بعد عائلہ نے نظریں اٹھا کے سامنے صوفہ پر بیٹھی اجالا کو دیکھا جو آلتی پالتی مارے پین دانتوں میں دبائے کاپی پر جھکی ہوئی تھی۔۔۔ چہرے سے پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔

بھائی ہو گیا۔۔۔ ابہیا کی آواز پر وہ اس سے نظریں ہٹاتا ابہیا کے ٹیسٹ کی جانب متوجہ ہوا۔

میرا بھی ہو گیا۔۔۔ ابہیا کو کاپی دیتے دیکھ اجالانے بھی اپنی کاپی اس کے سامنے رکھی۔۔۔ کیونکہ اب کاپی لے کے مزید بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ ٹیسٹ تو اسے آتا نہیں تھا۔

یہ کیا ہے۔۔۔ عائل نے ایک نظر اسکی کاپی کو دیکھا اور پھر اسے۔

ٹیسٹ ہے۔۔۔ اجالا نے مسکرا کے بتایا۔

یہ دولاہینے۔۔۔ عائل نے اس ڈھیٹ لڑکی کو گھورا جو دانت نکال رہی تھی۔

دانت اندر کرو۔۔۔ اگر فالتو کاموں کی جگہ اپنے اتنے بڑے دماغ کا استعمال تھوڑا سا

پڑھائی کے لئیے بھی کرو تو پیپروں میں سپلیاں نا آئیں۔۔۔ عائل نے ڈانٹا۔

سوری میں آگے سے دھیان رکھو گی۔۔۔ اجالا نے شرافت کا مضاہرہ کیا۔

اونہ۔۔۔ اور وہ دن کبھی نہیں آگے گا۔۔۔ عائل بڑبڑایا۔

اب ہم جاسکتے ہیں۔۔۔ اجالا نے معصومیت سے کہتے ایہا کو دیکھا جو خاموشی سے

عائل کے ساتھ بیٹھی تھی۔

ایہا تم جاسکتی بیٹا۔۔۔ عائل نے ایہا کو جانے کی اجازت دی تو اجالا کا منہ کھول گیا۔

اور میں۔۔۔ اجالا کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹی بجتی ہوئی محسوس ہوئی۔

تمہیں جب تک یہ سوال یاد نہیں ہو جاتا تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔ عائل نے سکون سے کہتے اجالا کا سکون غارت کیا۔

ایہا بچے کیا آپ نے میری بات سنی نہیں۔۔۔ عائل نے دروازہ پر کھڑی ایہا کو دیکھ تھوڑے سخت لہجے میں کہا۔

جی لالا میں جارہی ہوں بس۔۔۔ ایہا کہتی اپنی دوست کو شیر کی کچھاڑ میں اکیلا چھوڑ گئی۔

یہ۔۔۔۔ یہ غلط بات ہے۔۔۔ میں بعد میں بھی تو یاد کر سکتی ہوں نا۔۔۔ اسنے گویا منت کی۔

کیا تم نے سنا نہیں ابھی کا مطلب ابھی۔۔۔ وہ سختی سے بولا تو اجالا ڈر کے مارے واپس اپنی جگہ پر بیٹھی گئی۔

آپ کو تو شہر جاتا تھا نا۔۔۔ تو آپ کو دیر ہو جائے گی۔۔۔ اجالا نے ایک اور کوشش کی لیکن جیسے وہ آج اسے چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

وہ میرا مسئلہ ہے تمہارا نہیں۔۔۔ تم صرف اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔۔۔ وہ آرام سے کہتا اپنے فون میں مصروف ہو گیا۔

اجالانے بھی مزید پتھر پر سر مارنے کے بجائے کتابوں میں سر مار لیا۔۔۔ وہ جلد سے جلد یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی اس لیے رٹے لگانا شروع ہو گئی۔

آپی بابا کھانے پہ انتظار کر رہے ہیں آپ کا۔۔۔ کوئل کمرے میں آتی کتابوں پر جھکی حیات سے بولی۔

تم نے بولا نہیں کے میں سو رہی ہوں۔۔۔ حیات نے بغیر کتابوں سے سر اٹھائے جواب دیا۔

نہیں۔۔۔ کوئل اک لفظی جواب دیتی کمرے سے نکل گئی۔

حیات نے گہرا سانس بھرتے کتابیں بند کیں اور اٹھ کے باہر نکل گئی۔

آؤ بیٹا۔۔۔ طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔ آج کل میری وہ چیخ سی حیات مجھے نظر نہیں

آ رہی۔۔۔ ناصر صاحب نے اسے اپنی برابر والی کرسی پر بیٹھاتے پیار سے پوچھا۔

حیات نے سامنے بیٹھی اپنی ماں کو دیکھا جو کھانا کھانے میں مصروف تھیں۔

کچھ نہیں ہوا بابا۔۔۔ بس پیپر شروع ہونے والے ہیں ناتو اسی کی تیاری میں مصروف ہوں۔۔۔ حیات نے مسکرا کے انہیں مطمئن کرتے اصل بات چھپائی۔

یہ کیا آپ نے کھانا کیوں نہیں شروع کیا۔۔۔ اس نے انکی خالی پلیٹ دیکھ پوچھا۔

بس اپنی بیٹی کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ سوچا اس کے ساتھ ہی کھاؤ گا۔۔۔

تو شروع کریں۔۔۔ حیات نے پہلے انکی پھر اپنی پلیٹ میں کھانا ڈالا۔

واہ بابا یہ کیا بات ہوئی!!! آپ صرف آپ کے ساتھ کھانا چاہتے تھے میرے ساتھ نہیں۔۔۔ ابھی وہ دونوں کھانا شروع ہی ہوئے تھے جب کوئل کی روٹھی سی آواز آئی۔

ہا ہا ہا!!! بیٹا آپ تو پہلے سے ہی یہاں ہو حیات آئے گی تو ہی تو ہم تینوں ساتھ مل کے کھانا کھائیں گے نا۔۔۔ انہوں نے پیار سے بہلایا۔۔۔ اور کھانا شروع کیا

ہمم یہ تو آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔ وہ بھی کہتی اپنی پلیٹ پہ جھک گئی۔

اچھا حیات بیٹا مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ناصر صاحب نے حیات کو مخاطب کیا۔

حیات جس بات سے بچنے کے لیے سب سے دور رہنے لگی تھی اور اب بھی جلدی جلدی کھانا کھا کے یہاں سے کم ہو جانا چاہتی تھی۔

لیکن ناصر صاحب کے مخاطب کرنے پہ چلتا منہ اور سانس روک کے انہیں دیکھنے لگی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے بابا اس سے شادی کے بارے میں کوئی بات کریں۔۔۔ وہ جانتی تھی ایک وہی ہیں جن کی بات ناچاہتے ہوئے بھی اسے مانی پڑے گی۔۔۔

وہ انکار کر کے بھی انکار نہیں کر پائے گی۔۔۔ اور جس بات سے وہ بچنا چاہتی تھی لگتا ہے وہی بات اس کے سامنے آنے والی ہے۔

جی بابا بولیں۔۔۔ اس نے مشکل سے نوالہ گلے سے نیچے اتر اور ایک نظر اپنی ماں کو دیکھا جو ایسے بے نیاز ہو کے بیٹھی تھیں جیسے وہ یہاں ہیں ہی نہیں۔

بیٹا اپنی خالہ کا فون آیا تھا وہ آپ کی اور روحان کی شاد۔۔۔۔۔

ٹن ٹن!!!۔۔۔۔۔ ٹن ٹن!!!۔۔۔ ایک منٹ بابا۔۔۔ ابھی ناصر صاحب کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ حیات کے پاس رکھا اس کا فون بجنا شروع ہو گیا۔۔۔ اسنے شکر کا سانس بھرتے جلدی سے فون اٹھایا۔

کیا۔۔۔ کیسے، کب۔۔۔ کس اسپتال میں ہیں۔۔۔ تم کہو تو میں ابھی آ جاؤ۔۔۔ وہ فون کان سے لگائے دوسری طرف سے ملنے والی اطلاع پر پریشانی سے بولی۔۔۔ تو کھانا چھوڑ کے سب اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

اچھا!!! ٹھیک ہے تم آنٹی اور اپنا خیال رکھنا۔۔۔ اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتانا۔۔۔ میں کل آؤ گی آنٹی سے ملنے۔۔۔ اس نے کہتے فون رکھ دیا۔

کیا ہوا بیٹا سب خیریت تو ہے نا۔۔۔ ناصر صاحب نے پریشانی سے پوچھا۔

جی بابا سب ٹھیک ہے بس میری ایک دوست کی امی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ اس وقت اسپتال میں ہیں۔۔۔ لیکن ڈاکٹر نے اب انہیں خطرے سے باہر بتایا ہے میں کل جاؤ گی ملنے۔۔۔ وہ کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

ہمم ٹھیک ہے چلی جانا۔۔۔ لیکن آپ اٹھ کیوں گئیں۔۔۔ بابا نے اسے اٹھتا دیکھ پوچھا۔

بس بابا میرا پیٹ بھر گیا۔۔۔ ابھی مجھے ویسے بھی بہت کام ہے ٹیسٹ یاد کرنا ہے۔۔۔ وہ کہتی جلدی سے کمرے کی طرف بڑھ گئی تاکہ ناصر صاحب کی بات سے بچ سکے۔

اسے ایک موقع اور مل گیا تھا ان سب باتوں سے دور بھاگنے کا لیکن وہ جانتی تھی کہ زیادہ دن تک وہ ان سب باتوں سے بچ نہیں سکتی۔

آپ نے اس سے بات کیوں نہیں کی وہ چلی گئی نا۔۔۔ شمیم بیگم نے ناصر صاحب سے کہا۔

دیکھا نہیں بچی جلدی میں تھی اسے پڑھنا تھا۔۔۔ میں بعد میں کرلوں گا بات،،، تم پریشان نہیں ہو اور کھانا کھاؤ۔۔۔

کوئل اپنی ماں کی پلیٹ میں کھانا ڈالو۔۔۔ دیکھو کچھ کھاتی پیتی نہیں ہیں کتنی کمزور ہو گئی ہیں۔۔۔ ناصر صاحب نے بات کا رخ بدل دیا۔۔۔ تو سب ہی مسکرا دئے۔



اسلام و علیکم۔۔۔ شاہ ویر سب کو سلام کرتا کرسی کھسکا تا بیٹھ گیا۔

و علیکم اسلام بیٹا کب آئے شہر سے واپس۔۔۔ دادا جان نے سلام کا جواب دیتے ساتھ سوال بھی کر ڈالا۔

کل رات کو ہی آیا تھا دادا جان آپ سب سو گئے تھے تو کسی کو ڈسٹرب نہیں کیا۔۔۔ اسنے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

دادی جان کہاں ہیں۔۔۔ شاہ ویر نے ممتاز بیگم کو وہاں ناپا کے پوچھا۔

اماں کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے اپنے کمرے میں ہی ناشتہ کر کے آرام کر رہی ہیں۔۔۔ رضیہ بیگم نے بتایا۔

کیا ہوا ہے انہیں۔۔۔ وہ پریشان ہوتا اٹھ گیا۔

بیٹا تم بیٹھ کے ناشتہ کرو اماں اب ٹھیک ہیں۔۔۔ پریشان نہیں ہو۔۔۔ کاشان صاحب نے اپنے بیٹے کو مطمئن کرتے واپس بیٹھایا۔

بھائی پی آپ کب آئے۔۔۔ وہ ابھی بیٹھا تھا جب اجالا کی چیخ اس کے کانوں میں پڑھی جو ابیہا کے ساتھ نیچے آرہی تھی۔۔۔ آج ابیہا سے اپنے ساتھ ہی نیچے لے آئی تھی تاکہ دوبارہ اوپر جانے سے بچ جائے۔ جب اجالا اپنے بھائی کو دیکھ حیران ہوتے چیخی۔۔۔

شاہ ویر کا سارہ بزنس شہر میں ہی تھا۔۔۔ ویسے تو وہ روز ہی گاؤں سے شہر آنا جانا کرتا تھا لیکن جب کوئی بہت اہم کام ہوتا تھا یا اسے صبح جلدی کسی میٹنگ میں جانا ہوتا تھا تو وہ اپنے شہر والے گھر میں ہی رک جایا کرتا تھا۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ پہلی بار شہر میں روکا تھا۔۔۔ لیکن اتنے دن کے لیے کبھی نہیں رکا تھا۔۔۔ وہ اکثر ایک دو دن میں واپس آ جاتا تھا۔ لیکن اس بار اسے زیادہ دن لگ گئے تھے۔

اپنی بہن کی آواز سنتے اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔ اسکی مخصوص مسکراہٹ جو صرف اپنوں کے لیے ہوتی تھی۔

لڑکی کان کے پردے پھاڑنے ہیں کیا۔۔۔ رضیہ بیگم نے گھورا

بھائی آپ نے بتایا نہیں آنے سے پہلے۔۔۔ کب آئے آپ۔۔۔ اجالا اپنی ماں کی بات نظر انداز کرتی اپنے بھائی کے گلے لگی جو مسلسل مسکرا رہا تھا۔
باقی سب ان بہن بھائی کا پیار دیکھتے مسکراتے ناشتہ کر رہے تھے۔

میں کل رات کو آیا تھا جب آپ سو رہی تھیں۔۔۔ وہ اسنے ساتھ والی کرسی پہ لے کے بیٹھا۔

آپ کو مجھ سے جی ملنا چاہیے تھا۔۔۔ آپ کو پتہ ہے نا میں آپ کو کتنا یاد کر رہی تھی۔۔۔ اس نے معصومیت سے کہا۔

ہاں میں جانتا ہوں میری گڑیا مجھے بہت یاد کرتی ہے۔۔۔ یہ بتاؤ کیسی ہو آپ اور ایہا بیٹا آپ کیسی ہو۔۔۔ شاہ ویر نے دونوں سے پیار سے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں بھائی۔۔۔ ایہا نے مسکرا کے جواب دیا۔

ویسے تو ان کے خاندان میں سب بڑے بھائیوں کو لالا کہتے تھے لیکن اجالا اپنے فیوریٹ بھائی کو بھائی کہہ کے بولاتی تھی۔۔۔ اس کے دیکھا دیکھ ایہا بھی شاہ ویر کو بھائی کہنے لگی تھی۔

ہممم اور یہ بتاؤ تم لوگوں کی پڑھائی کیسی جا رہی ہے۔۔۔ شاہ ویر نے وہ سوال کر دیا تھا جس کی توقع اجالانے اس وقت تو نہیں کی تھی۔

اچھی جا رہی ہے۔۔۔ ایہا نے ناشتہ کرتے جواب دیا۔

ہاں بھائی میری بھی اچھی جا رہی ہے۔۔۔ اجالانے بھی جوش سے کہا۔۔۔

جب کے اجالا کے اس جواب پہ ٹیبل کی طرف آتے عائل نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔
اجالا کو آج تک اپنی پڑھائی کبھی خراب لگے ایسا ہوا ہی نہیں تھا۔

کیسے ہو یا ر اور کب آئے شہر سے واپس۔۔۔ عائل خوش دلی سے اس سے بگلگیر ہوا۔

اجالا نے عائل کو دیکھتے منہ بگاڑہ۔۔۔ یہ اسنے اپنی طرف سے ناراضگی کا اظہار کیا
تھا،، جو عائل نے کل اس کے ساتھ کیا تھا وہ ہمیشہ یاد رکھنے والی تھی۔

کے کیسے اس نے ایک چھوٹی سی بھی غلطی کرنے پر ایک ہی سوال کا بار بار ٹیسٹ لیا
تھا۔۔۔ کہ جو وہ رٹالگا کے ٹیسٹ دے رہی تھی اب اسے اچھے سے وہ سوال یاد ہو گیا
تھا۔

عائل نے اجالا کا منہ بنانا دیکھ لیا تھا لیکن شاید وہ اس کے لیے اتنی ضروری نہیں تھی
تبھی دیکھ کے نظر انداز کرتا اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

میں ٹھیک ہوں یا ر۔۔۔ تم سب تو مجھ سے ایسے مل رہے ہو جیسے میں پہلی بار شہر میں
رکا تھا۔۔۔ شاہ ویر نے اپنی جگہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

لیکن آپ اس سے پہلے کبھی اتنے دن کے لیے نہیں روکتے تھے۔۔۔ اس بار تو آپ پورے دس دن میں واپس آئے ہیں۔۔۔

اففف میں تو پوچھنا ہی بھول گئی میں نے جو چیزیں لانے کو بولی تھیں وہ لائے ہیں نا۔۔۔ اجالانے تصدیق چاہی جو شاہ ویر نے اثبات میں سر ہلا کے کی۔

بیٹا اب بچے کو ناشتہ بھی کرنے دو۔۔۔ دادا جان کے کہنے پہ وہ سیدھی ہوتی ناشتہ کرنے لگی جب کے تھوڑی تھوڑی دیر بعد شاہ ویر کے کان میں کھسر پھسر جاری تھی۔



کیا میں اندر آ جاؤ اماں۔۔۔ وہ دروازے پہ کھڑا اندر آنے کی اجازت مانگ رہا تھا۔۔۔ جب سامنے چار پائی پہ بیٹھی تسبیح پڑھتی عورت نے اسے سر کے اشارہ سے اندر آنے کی اجازت دی۔

کراچی کے ایک اچھے علاقے میں یہ ایک چھوٹا سا، خوبصورت سا گھر تھا۔۔۔ جو عائش نے ہی انہیں لے کے دیا تھا۔

کیسی ہیں آپ۔۔۔ وہ انکے پاس چار پائی پر بیٹھتا ادب سے پوچھنے لگا۔

میں ٹھیک ہوں بیٹا۔۔۔ زینب بیگم نے کچھ پڑھ کے اس پر پھونکتے جواب دیا۔

لگتا ہے میرا بیٹا کافی مصروف ہو گیا ہے اس لیے اب اپنی اماں سے ملنے بھی کافی دن بعد آتا ہے۔۔۔ انہوں نے شکوہ کیا۔

ایسی بات نہیں ہے اماں بس اس بار تھوڑا مصروف تھا اور کام کے سلسلے میں باہر بھی گیا ہوا تھا جس وجہ سے آپ سے ملنے نہیں آسکا۔۔۔ اس نے مسکرا کے وجہ بتائی۔

چلو کوئی بات نہیں۔۔۔ اللہ تمہیں خوب کامیاب کرے۔۔۔ انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے دعادی۔۔۔ تو وہ مسکرا دیا۔

کچھ کھاؤ گے۔۔۔ انہوں نے اسکا جو بروچہ دیکھتے پوچھا۔

میں ضرور کھاتا لیکن ابھی مجھے آفس جانا ہے۔۔۔!!! میں بعد میں ضرور آؤ گا اور اپنی

پسند کا کھانا کھاؤ گا وہ بھی آپ کے ہاتھ کا بنا ہوا۔۔۔ وہ پیار سے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں

لیتے بولا۔

کیوں نہیں ضرور۔۔۔ میں اپنے عائش کو خود بنا کے کھلاؤں گی۔۔۔ وہ شفقت سے بولیں۔

آمنہ نظر نہیں آرہی۔۔۔ عائش نے ادھر ادھر دیکھتے زینب بیگم سے پوچھا۔
ابھی یہی تھی۔۔۔ پتہ نہیں کہاں چلی گئی۔۔۔۔

آمنہ۔۔۔ آمنہ دیکھو بیٹا کون آیا ہے۔۔۔ وہ عائش سے کہتی آمنہ کو آواز دینے لگیں۔

جی امی کون ہے۔۔۔ گندمی رنگت، سادہ سے نین نکش والی لڑکی کمرے سے باہر آئی۔

!!! ارے واہ آج تو بڑے بڑے لوگ آئے ہیں

کیسے ہیں اور آج اتنے دن بعد کیسے ہماری یاد آگئی۔۔۔ وہ دونوں بازو باندھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

میں آپ لوگوں کو بھولا کب تھا جو یاد کرنے کی ضرورت پیش آتی۔۔۔ اسنے سکون سے مسکرا کے کہا۔

اچھا جی...؛

چلیں آپ امی سے باتیں کریں میں چائے لاتی ہوں۔۔۔ وہ کہتی جانے لگی جب عائش نے انکار کیا۔

نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں ابھی جلدی میں ہو بعد میں آؤ گا تو کھانا کھا کے جاؤ گا۔۔۔ اسنے سہولت سے انکار کیا۔

یوہی آئے اور اب یوہی جارہے ہو!!!۔۔۔ ابھی تو میرا دل بھی نہیں بھرا تھا۔۔۔ زینب بیگم اداس ہوئیں۔

فکر نہیں کریں میں جلدی آؤ گا آپ سے ملنے۔۔۔ آپ خیال رکھے گا اور تم بھی۔۔۔ عائش کہتا گھر سے باہر نکل گیا۔۔۔ تو وہ بھی آسودگی سے مسکرا دیں۔



ماما میں جا رہی ہوں۔۔۔ واپسی پہ دیر ہو جائے گی۔۔۔ وہ شمیم بیگم کو آگاہ کرتی جانے لگی۔

دیر کیوں ہو گی۔۔۔ انہوں نے پوچھا۔

ماما کل بتایا تھا نامیری ایک دوست کی ماما اسپتال میں اڈمٹ ہیں تو انہیں دیکھتی ہوئی آؤ گی۔۔۔ اسنے کل کی بات یاد دلائی۔

ہمم ٹھیک ہے۔۔۔ لیکن پھر بھی کوشش کرنا کے جلدی گھر آ جاؤ کیونکہ تمہاری خالہ

ماما پلیز میں ابھی اس ٹوپک پر بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ وہ انکی بات کا ٹٹی اپنی کہتی تیز تیز قدم اٹھاتی گھر سے نکل گئی۔

یہ لڑکی بھی نا۔۔۔ ناصر صاحب کے بے جالا ڈپیار نے اسے بگاڑ کے رکھ دیا ہے۔۔۔

اب اس پاگل لڑکی کو کون سمجھائے کے روحان کا رشتہ کتنا اچھا ہے لیکن پتہ نہیں کس نے اس کے دماغ میں نوکری بیٹھا دیا ہے۔۔۔ وہ سر پکڑ کے بیٹھ گئیں



دادی جان۔۔۔ اسنے دروازے سے اندر جھانکتے کسی معصوم بچے کی طرح انہیں
پکارہ۔

شاہ ویر میر ابچا۔۔۔ اندر آؤ۔۔۔ وہ جو اپنے کمرے میں لیٹی ہوئی تھیں اس کی آواز
سنتی اٹھ بیٹھیں۔

دادی جان کیسی طبعیت ہے آپ کی۔۔۔ اسنے ہاتھ پہ عقیدت سے بوسہ دیا تو اسے انکا
ہاتھ تپ تا ہوا محسوس ہوا۔

دادی جان آپ کو تو بخار ہے۔۔۔ چلیں میرے ساتھ ہم ابھی اسپتال چلتے ہیں۔۔۔
اسنے ہاتھ کے بعد پیشانی چھوئی جو بخار کی شدت سے تپ رہی تھی۔

ارے کچھ نہیں ہوا۔۔۔ میں نے ابھی دوائی لی ہے تھوڑی دیر میں ٹھیک ہو جاؤ
گی۔۔۔ انہوں نے اسے مطمئن کرنا چاہا جو نا ممکن تھا۔

وہ ان کی آواز سے ہی اندازہ لگا گیا تھا کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اور وہ دوائی لینے نا جانے کے بہانے بنا رہی ہیں۔

نہیں میں آپ کی ایک نہیں سنو گا۔۔۔ آپ اپنے معاملہ میں بہت لاپرواہ ہیں۔۔۔ چلیں اٹھیں ہمت کریں ہم ابھی دوائی لے کے آتے ہیں۔۔۔ وہ آرام سے انہیں اٹھاتے ہوئے بولا۔

مگر بیٹا میں ٹھی۔۔۔ بس دادی آپ کچھ نہیں بولیں گی۔۔۔ پلیز چلیں!! اپنے لیے نہیں تو میرے لیے ہی چلیں۔۔۔ وہ جانتا تھا وہ آسانی سے نہیں جائیں گی۔۔۔ اس لیے اس نے اپنا کہا

کیونکہ یہ تو پوری حویلی ہی جانتی تھی کہ، دادی جان سب بچوں میں شاہ ویر سے سب سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔

بیٹا کہاں جا رہے ہو اماں کو لے کہ۔۔۔ رضیہ بیگم جو حال میں ہی بیٹھی ہوئی تھی دادی کو سہارا دیتے باہر لاتے دیکھ پوچھا۔

امی دادی جان کو بخار ہے میں انہیں دوائی دلانے لے کے جا رہا ہوں۔۔۔ وہ انہیں باہر کی طرف لے جاتا ہوا بولا۔

اچھا رکھو میں بھی ساتھ چلتی ہوں۔۔۔ وہ کہتی اپنے کمرے کی طرف اپنی چادر لینے جانے لگیں جب شاہ ویر نے انہیں روک دیا۔

نہیں امی آپ کو جانے کی ضرورت نہیں ہے ہم بس تھوڑی دیر میں آجائیں گے۔۔۔ ہاں بہو بچا ٹھیک کہہ رہا ہے تم یہیں رہو ہم بس آتے ہیں۔۔۔ یہ تو اس کی ضد کی وجہ سے مجھے جانا پڑ رہا ہے ورنہ میں ابھی دوا کھاتی تو شام تک ٹھیک ہو جاتی۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ شاہ ویر کے ساتھ قدم بڑھاتی بولیں۔

ٹھیک کر رہا ہے شاہ ویر۔۔۔ ورنہ آپ ہماری تو سنتی ہی نہیں ہیں۔۔۔ انہوں نے مسکرا کے کہا تو وہ دونوں بھی مسکراتے باہر نکل گئے۔

شاہ ویر نے احتیاط سے انہیں گاڑی میں بیٹھایا اور خود ڈرائونگ سیٹ پر بیٹھتا گاڑی حویلی سے باہر نکالتا شہر کی جانب رخ کیا۔



کیا بات ہے شمیم آپ اس طرح کیوں بیٹھی ہیں۔۔۔ سب ٹھیک ہے نا۔۔۔ ناصر صاحب جو آفس جانے کے لئے کمرے سے باہر آئے تھے شمیم بیگم کو سامنے ہی صوفے پہ سر پکڑے بیٹھے دیکھ پریشانی سے پوچھنے لگے۔

ابھی تک تو ٹھیک ہے لیکن مجھے آنے والے وقت سے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ وہ آفسردگی سے بولیں۔

کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔۔ آپ اتنی پریشان کیوں ہیں۔۔۔ وہ انکے ساتھ بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگے۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ ہماری حیات پتہ نہیں اسے کیا ہو گیا ہے۔۔۔

کیا ہوا ہے حیات کو۔۔۔ ناصر صاحب بھی پریشان ہو گئے تھے

وہ شادی سے بار بار انکار کر رہی ہے۔۔۔ وہ کہتی ہے اسے ابھی شادی نہیں کرنی۔۔۔
اب آپ ہی بتائیں اتنا اچھا رشتہ ہم ہاتھ سے کیسے جانے دے سکتے ہیں،،، وہ بھی اس
کی فضول سی ضد کی وجہ سے۔۔۔ وہ جھنجھلا کے بولیں۔

اففف بیگم آپ نے تو ہمیں ڈرا دیا تھا۔۔۔ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔۔۔ وہ مان
جائے گی، میں اس سے بات کروں گا۔۔۔ وہ انہیں سمجھاتے ہوئے بولے جو بلا وجہ
ٹینشن لے رہی تھیں۔

مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں ماضی ایک بار پھر سے ناخود کو دہرائے۔۔۔ کہیں ہماری
بیٹیاں بھی وہی غلطی نہ کر دیں جو میں۔۔۔۔

ایسا کچھ نہیں ہو گا مجھے یقین ہے۔۔۔ ناصر صاحب نے انکی بات کاٹتے کہا۔

اب انہیں شمیم بیگم کی پریشانی کی وجہ سمجھ آئی تھی۔۔۔ اور شاید ان کا پریشان ہونا بنتا
بھی تھا۔

کیونکہ کوئی نہیں چاہے گا کہ جو غلطیاں جوانی میں ان سے ہوئیں وہ انکی اولادیں بھی کریں۔

یقین تو میرے والدین کو بھی تھا، وہ نم آواز میں بولیں
آپ پریشان نہیں ہوں، آپ سے غلطی ہوئی تھی لیکن میری حیات بہت سمجھدار
ہے وہ کچھ بھی غلط نہیں کرے گی آپ بالکل بے فکر ہو جائیں۔۔۔ ناصر صاحب نے
انہیں اپنے ساتھ لگایا۔

میں جانتی ہوں لیکن پھر بھی جتنی جلدی ہو سکے ہمیں اس کی شادی کرنی
ہے۔۔۔ انہیں نے فیصلہ سنایا

ہم لگتا ہے آج مجھے آفس بھیجنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے آپ کا۔۔۔ ناصر صاحب نے
شرارت سے کہا تو شمیم بیگم کو احساس ہوا کہ وہ کب سے ان کے سینے سے لگی بیٹھی
ہیں۔۔۔

آپ بھی نا۔۔۔ چلیں آجائیں میں ناشتہ لگاتی ہوں۔۔۔ وہ ان سے دور ہوتی شرماتے ہوئے کچن کی جانب چلدیں تو ناصر صاحب بھی ان کا موڈ ٹھیک ہوتے دیکھ ان کے ساتھ ہی ہو لیئے۔

بڑی ماما اتنا سناٹا کیوں ہے سب کہاں گئے ہیں۔۔۔ ایہا جو ناشتہ کے بعد اپنے کمرے میں پڑھ رہی تھی اب نیچے آئی تو حویلی کو خاموشی میں ڈوبا دیکھ کچن میں آگئی تھی جہاں رضیہ بیگم کھانا بنوا رہی تھی۔

سب تو کام پہ گئے ہوئے ہیں اور شاہ ویر اماں کو دوائی دلانے لیکے گیا ہے۔۔۔ وہ ہنڈیا میں چمچہ چلاتے ہوئے بتانے لگیں۔

کیا ہوا دادی جان کو،،، وہ ٹھیک ہیں نا۔۔۔ ایہا نے فکر مندی سے پوچھا۔
ہاں ٹھیک ہیں سب بخار ہے۔۔۔

ہمم اور اجالا کہاں ہے۔۔۔ اسنے اجالا کا پوچھا جو اسے کہیں نہیں دیکھ رہی تھی۔
اپنے کمرے میں ہی ہوگی۔۔۔ وہ مصروف سے انداز میں بولیں۔

نہیں ہے!! میں ابھی اسی کے کمرے سے آرہی ہوں۔۔۔

اچھا پھر لان میں دیکھ لو وہیں ہوگی۔۔۔ رخصت بیگم نے کہا تو وہ کچن سے نکلتی لان کی طرف چل دی۔

لیکن وہاں بھی اسے اجالا نا ملی۔۔۔

اب تو صرف ایک ہی جگہ بچی ہے۔۔۔ وہ خود سے کہتی چھت پر چل دی۔

وہ چھت پر پہنچی تو اجالا سامنے ہی منہ لٹکائے بیٹھی ہوئی تھی۔

تم یہاں ہو اور میں تمہیں پورے گھر میں ڈھونڈ کے آرہی ہوں۔۔۔ وہ اس کے

ساتھ چھت پر رکھے جھولے میں بیٹھتے ہوئے بولی لیکن اجالا چپ رہی۔

کیا ہوا ہے اداس لگ رہی ہو۔۔۔ کوئی پریشانی ہے کیا۔۔۔ کہیں پیار تو نہیں ہو

گیا۔۔۔ ابہانے شرارت سے کہا۔

اسکن کی پریشانی، بالوں کی پریشانی، ناخنوں کی پریشانی، فیملی کی پریشانی، پڑھائی کی پریشانی، تمہارے بھائی کی پریشانی۔۔۔ ایک پیار کے علاوہ یہ سب پریشانیاں ہیں زندگی میں۔۔۔ وہ چڑھ کے بولی۔

سب پریشانیاں ٹھیک ہیں لیکن میرے بھائی کی کون سی پریشانی ہے۔۔۔ ابہا تھوڑی پہ ہاتھ رکھتے سوچنے کے انداز میں بولی۔۔۔ جب کے وہ جانتی تھی کیا پریشانی ہے۔ انہی کی تو سب سے زیادہ پریشانی ہے۔۔۔ پتہ نہیں آج کل لالا کو کیا ہو گیا ہے ایک غلطی پر پورا سوال دوبارہ کروا رہے ہیں۔۔۔

اور اب تو دھمکی بھی دے دی ہے کہ جب تک مجھے اچھے سے یاد نہیں ہو جاتا چھٹی نہیں دیں گے۔۔۔

اب تم ہی بتاؤ میں پریشان نہیں ہوں تو اور کیا کرو۔۔۔ تمہیں پتہ ہے نا مجھ سے یاد نہیں ہوتا۔۔۔ وہ ادا سی سے بولی۔

اجالا کوئی ایسا کام بتا دو جو تم کر سکتی ہو۔۔۔ پڑھائی تم سے نہیں ہوتی، یاد تم کر نہیں سکتیں، اپنا کمرہ صاف تم سے نہیں ہوتا، کھانا بنانے میں تم زیر و ہو، چائے تک تمہیں بنانی نہیں آتی تو تمہیں آتا کیا ہے۔۔۔

ایسا کون سا کام ہے جو اجالا میڈم کر سکتی ہیں۔۔۔

اس نے ایک ایک کرتے سارے کام گنوا دئے جو وہ کرتی ہی نہیں ہے یا یہ کہا جائے کہ وہ کچھ بھی نہیں کرتی ہے۔

میں یہ سارے کام بھی کر سکتی ہوں لیکن مجھے شوق نہیں ہے نا۔۔۔ اور رہی بات چائے بنانے کی تو وہ تو مجھے تمہارے ہاتھ کی پسند ہے تو میں چائے بنانا سیکھ کے کیا کرو گی۔۔۔ وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی۔

ہاں اور جہیز میں تو تم مجھے ساتھ لے کے جاؤ گی نا۔۔۔ ایہا تپ کے کہا۔

ارے نہیں پاگل ہم تو ایک ہی گھر میں شادی کریں گے۔۔۔ وہ مزے سے بولی تو ایہا اسے دیکھ کے رہ گئی۔

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ ابیہانے کہا تو دونوں ہنس پڑیں۔۔۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ اجالا زیادہ دیر تک کسی بات پر اداس ہو جائے۔۔۔ وہ بہت جلدی اداس ہوتی تھی اور جلدی ہی ٹھیک ہو جاتی تھی۔



آئیں دادی جان۔۔۔ وہ دادی کو سہارا دیتا ڈاکٹر کے کمرے سے باہر لایا تھا دوائی تو لے لو بیٹا۔۔۔

جی آپ کو گاڑی میں بیٹھا کے پھر لیتا ہوں۔۔۔ وہ کہتا نہیں لیکے آگے بڑھنے لگا۔ ارے بیٹھا میں یہیں بیٹھی ہوں تم جاؤ دوائی لے کے آ جاؤ۔۔۔ وہ کہتی ساتھ رکھی بیٹج پہ بیٹھ گئی۔۔۔ تو وہ جی کہتا دوائیاں لینے چلا گیا۔

ممتاز بیگم کو پیاس محسوس ہوئی تو وہ سامنے رکھے واٹر ڈسپنسر کی طرف بڑھنے لگیں لیکن کمزوری کی وجہ سے چلانا گیا اور ایک طرف کو گر گئیں۔

اس سے پہنے وہ گرتیں، دونازک ہاتھوں نے انہیں تھام لیا۔۔۔

آپ ٹھیک تو ہیں نا آنٹی۔۔۔ حیات جو اپنی دوست کی امی کی خیریت پوچھ کے باہر کی طرف جارہی تھی انہیں گرتا دیکھ جلدی سے سہارا دیا۔

ہاں بیٹا میں ٹھیک ہوں۔۔۔ تمہارا بہت شکریہ تم نے مجھے کرنے سے بچا لیا۔۔۔

انہوں نے اپنے سامنے کھڑی اس معصوم سی لڑکی کو دیکھا جو سرخ و سفید رنگت کی حامل تھی، بھوری آنکھوں، چھوٹے سے لب جن پہ لائٹ پینک لب گلوں لگی ہوئی تھی، کالی شلوار قمیض میں سر پر اچھے سے دوپٹہ لیئے جس میں سے چن بالوں کی لٹیں اسکے چہرے کو چھو رہی تھی، کندھوں کے گرد چادر لپیٹے۔۔۔ وہ سادگی میں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

آئیں یہاں بیٹھیں۔۔۔

آپ اکیلی ہیں۔۔۔ وہ انہیں بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

نہیں بیٹا میرا پوتا ساتھ آیا ہے، وہ دوائی لینے گیا ہے۔۔۔ وہ تو بس مجھے پیاس لگ رہی تھی تو پانی پینے جارہی تھی لیکن بخار کی وجہ سے تھوڑی کمزوری ہو گئی ہے اس لیے گر گئی۔

تمہارا شکریہ تم نے میری مدد کی۔۔۔ وہ مشکور ہوئیں۔

کیسی باتیں کر رہی ہیں آنٹی یہ تو میرا فرض تھا۔۔۔ لیکن آپ کے پوتے کو ایسے آپ کو اکیلے چھوڑ کے نہیں جانا چاہیے تھا۔۔۔

جب کے آپ کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے آپ کو کسی بھی چیز کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔۔۔ وہ انہیں پانی لا کے دیتے ہوئے بولی۔

سوری آنٹی لیکن آپ کا پوتا بہت غیر ذمیدار ہے۔۔۔ جب وہ آپ کو سنبھال نہیں سکتا تو کیا ضرورت تھی آپ کو اکیلے لانے کی کسی اور کو بھی ساتھ لاسکتے تھے نا۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولی۔

ارے نہیں بیٹا وہ بہت ذمیدار ہے۔۔۔ وہ تو مجھے اپنے ساتھ ہی لیکے جا رہا تھا لیکن میں نے ہی اس سے بولا کہ میں یہیں بیٹھی ہوں تم جا کے دوائی لے آؤ۔۔۔ انہوں نے حیات کی غلط فہمی دور کرنی چاہی۔

میں جانتی ہوں آنٹی آپ بس اپنے پوتے کی سائنڈلے رہی ہیں۔۔۔ لیکن میں انکی غیر ذمیدار دیکھ چکی ہوں۔۔۔

اگر ابھی وہ میرے سامنے ہوتے تو میں انہیں اچھے سے سمجھاتی۔ وہ دادی اماں کی طرح بولی۔

اچھا تو ابھی سمجھا دو۔۔۔ ممتاز بیگم نے حیات کے پیچھے کھڑے شاہ ویر کی طرف اشارہ کیا جو غصے سے حیات کی پشت کو گھور رہا تھا۔۔۔ جس سے صاف ظاہر تھا وہ اس کی آخری بات سن چکا ہے۔

آپ!!!۔۔۔۔۔ حیات جیسے ہی پیچھے مڑی شاہ ویر کو دیکھ حیران ہوئی جب کہ شاہ ویر اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

یہ آپ کے پوتے ہیں۔۔۔ اسنے دادی جان سے کنفرم کرنا چاہا۔

ہاں یہی ہے میرا پوتا شاہ ویر شاہ۔۔۔ کیا تم اسے جانتی ہو؟۔۔۔ انہوں نے کنفرم کرتے سوال کیا۔

بد قسمتی سے میں نے انکی جان بچائی تھی اور انہوں نے مجھے تھینک یو تک نہیں بولا تھا۔۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتی بولی۔

کیا مطلب جان بچائی تھی۔۔۔ دادی نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

کچھ نہیں دادی جان یہ لڑکی پاگل ہے۔۔۔ آپ چلیں ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ وہ حیات کو ایک نظر غصے سے دیکھتا دادی کا ہاتھ پکڑتے انہیں اٹھنے میں مدد کرنے لگا۔

اونہہ !!!؛ بد تمیز، کھڑوس انسان۔۔۔ وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

بیٹا تمہارا نام کیا ہے۔۔۔ ممتاز بیگم جاتے جاتے رک کے پوچھنے لگی

حیات۔۔۔ اس نے مسکرا کے بتایا۔

بہت پیارا ہے، جتنی پیاری تم خود ہو اتنا ہی پیارا نام ہے تمہارا۔۔۔ وہ سر پر ہاتھ پھیرتی بولیں جو شاہ ویر کو تو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

چلیں دادی جان۔۔۔ وہ کہتا نہیں لے کے نکل گیا تو حیات بھی باہر کی طرف بڑھ گئی۔



وہ خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔ دادی اچھے سے سمجھ گئیں تھیں اس کا موڈ اوف ہے۔

ویسے وہ لڑکی تھی بہت پیاری۔۔۔ وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولیں دادی جان یہ ٹھیک بات نہیں ہے؛ وہ آپ کے سامنے آپ کے ہی پوتے کو اتنی باتیں سنار ہی تھی اور آپ نے اسے کچھ نہیں کہا۔۔۔ وہ ناراضگی سے بولا

جب تم نہیں آئے تھے تب میں نے اس بچی کو بتا دیا تھا کہ میرا پوتا بہت اچھا ہے۔۔۔ وہ پیار سے بولیں۔

ہممم۔۔۔ وہ مہزاتنا ہی بولا۔

امم کیا نام تھا اس کا!!! ہاں حیات،،، اچھی تھی نا وہ۔۔۔ دادی جان نے چھیڑا۔

ہمم اچھی والی بد تمیز تھی۔۔۔ وہ دانت پیس کے بولا تو دادی جان نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

میں تو تمہارے لیے بالکل ایسی ہی لڑکی چاہتی ہوں۔۔۔ سب کا احساس کرنے والی، عزت کرنے والی، باہمت سی۔۔۔ وہ خوشی سے بولیں۔

تمہیں پتہ ہے آگر وہ مجھے گرنے سے ناجپاتی تو آج اسی اسپتال میں پاؤں ہاتھ ٹوٹا کے پڑی ہوتی۔۔۔

دادی جان یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔۔۔ اس کا ذکر کرتے دادی کے لہجے میں محبت سمٹ آئی تھی۔۔۔ جو شاہ ویر نے بھی نوٹ کی تھی۔

اس کے بات شاہ ویر پورے راستے صرف ہاں ہوں میں جواب دیتا آیا تھا۔

اسے شاید جیسی ہو رہی تھی یا وہ باقی تعریف کے قابل تھی۔۔۔۔ جو بھی تھا شاہ ویر کو تو بد تمیز ہی لگی۔



افف آج تو بہت تھک گئی۔۔۔ حیات گھر میں داخل ہوتی ٹیوی لائچ میں رکھے صوفے پر اپنا بیگ رکھتی خود بھی بیٹھ گئی۔۔۔

کیا پک رہا ہے اتنی اچھی خوشبو آرہی ہے۔۔۔ حیات نے کومل سے پوچھا جو وہاں بیٹھی گھیرا کاٹ رہی تھی۔

بریانی، کباب، اور گھیر بنی ہے۔۔۔ وہ مصروف سی بتانے لگی۔

کیوں کوئی آئے گا کیا۔۔۔ وہ ایک گھیرے کا پیس منہ میں رکھتی بولی۔

آپ کو ماما نے نہیں بتایا؟۔۔۔ کومل نے حیران ہوتے پوچھا۔

مجھے کیا بتانا تھا۔۔۔ اسنے کندھے اچکائے۔

یہی کے آج خالہ اور روحان بھائی آرہے ہیں آپ کی شادی کی تاریخ پکی کرنے۔۔۔
کوئل نے سکون سے اس کے سر پر دھماکہ کیا۔

کیا اتنا بڑھا فیصلہ کر لیا اور مجھ سے پوچھا تک نہیں۔۔۔ کہاں ہیں ماما۔۔۔ وہ ایک جھٹکے
سے صوفے پر سے اٹھی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔

اسے اب یاد آیا تھا کہ صبح شمیم بیگم اسے یہی بات بتانے والی تھی جو وہ سنے بغیر چلی
گئی تھی

ماما کمرے میں ہیں بابا کو کپڑے دینے گئی ہیں۔۔۔ کوئل کے کہنے پر ان کے کمرے کی
جانب جاتے حیات کے قدم رکے۔

وہ اپنے بابا کی موجودگی میں کچھ نہیں بول سکتی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی وہ انہیں
کبھی منا نہیں کر پائے گی۔

وہ غصہ سے صوفے پر رکھا اپنا بیگ اٹھاتی !!! "ٹھا" کی آواز کے ساتھ دروازہ بند کرتی
اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔

پیچھے کو مل دروازے کی آواز پر اچھل کے رہ گئی۔

کیا ہوا بیٹا سب ٹھیک ہے یہ آواز کیسی تھی۔۔۔ ناصر صاحب اور شمیم بیگم دونوں جلدی سے کمرے سے نکلے۔

وہ ماما بابا۔۔۔ آپ نے غصہ میں دروازہ زور سے بند کیا ہے۔۔۔۔

اور اسے غصہ کس بات پر ہے۔۔۔ شمیم بیگم نے استفسار کیا۔

میں نے بس انہیں یہی بتایا تھا کہ "خالہ اور روحان بھائی آرہے ہیں شادی کی تاریخ پکی کرنے" اور وہ یہ سنتے ہی غصہ ہوتی کمرے میں چلی گئیں۔

ہممم کوئی بات نہیں اسے اچانک پتہ چلا ہے نا اس لیے ایسا ریٹکٹ کر رہی ہے۔۔۔

میں بات کرو گا سمجھاؤں گا سمجھ جائے گی۔۔۔ آپ لوگ اپنا اپنا کام کرو میں دیکھتا

ہوں اسے۔۔۔ ناصر صاحب کہتے حیات کے کمرے کی طرف بڑھ گئے تو کو مل اور

شمیم بیگم کچن کی طرف چلدیں۔



ٹھک، ٹھک۔۔۔ کوئل پلینز جاؤ ابھی مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔۔ وہ بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ جب دروازے کی آواز پر وہ سمجھی کے کوئل آئی ہے۔

کیا اپنے بابا سے بھی بات نہیں کریں۔۔۔ ناصر صاحب کی آواز سنتی فورن اٹھ کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

اسنے دروازے کے سامنے رک کے گہر اسانس بھرتے اپنے اندر ہمت جما کی شادی سے انکار کرنے کی۔

جس دن سے وہ ڈر رہی تھی آخر کار وہ دن آگیا تھا اور اب اسے ہر ڈر کو پیچھے چھوڑ کے اس وقت کا سامنا کرنا تھا۔

وہ اپنے خوابوں کے بیچ شادی کو کبھی نہیں آنے دے سکتی تھی۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ کبھی شادی ہی نہیں کرنا چاہتی تھی،،، بس وہ تو کچھ وقت مانگ رہی تھی۔۔۔ جس میں وہ اپنی پڑھائی مکمل کر کے کچھ بن سکے کچھ کر سکے۔۔۔

ان سب لوگوں کو غلط ثابت کر سکے جو لڑکیوں کو لڑکوں سے کم سمجھتے ہیں۔۔۔
اسنے خود کو کمپوز کرتے دروازہ کھولا۔

کیا ہوا بیٹا۔۔۔ کو مل بتا رہی تھی تم غصے میں ہو۔۔۔ وہ کمرے میں داخل ہوتے پیار
سے پوچھنے لگے۔۔۔ جب کے وہ اصل بات جانتے تھے۔
بابا میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔

آپ جانتے ہیں میں ابھی پڑھنا چاہتی ہوں جو ب کرنا چاہتی ہوں شادی میری زندگی کا
مقصد نہیں ہے۔۔۔ اسنے ہمت کرتے فورن بول دیا

ہممم یہاں آؤ میرے ساتھ بیٹھو۔۔۔ وہ اسے اپنے ساتھ بیڈ پر لے کے بیٹھے۔

دیکھو بیٹا میں سمجھ رہا ہوں تمہاری باتوں کو لیکن میں اگر ایک بیٹی کا باپ بن کے سوچتا
ہوں تو مجھے لگتا ہے اب تمہیں شادی کر لینی چاہیے۔۔۔ انہوں نے بہت آرام سے
سمجھایا۔

بابا کیا آپ کو مجھ پر یقین نہیں ہے، کیا آپ کو خوشی نہیں ہوگی کے میں ایک کامیاب انسان بن جاؤ گی۔۔۔ وہ روہانی ہوئی۔

بیٹا مجھے پورا یقین ہے آپ پہ۔۔۔ اور مجھے آپ کو کامیاب دیکھ کے بہت خوشی ہو گی۔۔۔ لیکن مجھے سب سے زیادہ خوشی اپنی بیٹی کو اپنے گھر میں ہنستا استاد دیکھ کے ہو گی۔

بیٹا روحان سے میری بات ہوئی ہے وہ آپ کو پڑھنے سے نہیں روکے گا اور نا ہی ندا کو کوئی اعتراض ہے۔۔۔

انہوں نے اسکی پہلی بات کا مسئلہ حل کیا جب کے جو ب والی بات وہ جان بوجھ کے نظر انداز کر گئے۔

وہ جانتے تھے حیات جو ب کیوں کر نا چاہتی ہے۔۔۔ وہ کیوں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ لیکن وہ خود غرض باپ نہیں تھے جو اپنی غرض کی خاطر بیٹی کو رخصت نا کریں۔

وہ اپنی زندگی میں دونوں بیٹوں کو انکے گھر کا کر دینا چاہتے تھے۔

حیات کچھ کہنے کے لیے منہ کھولتی جب ناصر صاحب اگلی بات نے اس کے لب سی دیئے۔

حیات میری دونوں بیٹیاں میرا غرور ہیں، فخر ہیں میرے لیے۔۔۔ میں کبھی اپنی بیٹیوں کے لیے غلط فیصلہ نہیں لوں گا۔۔۔

باقی آپ کی مرضی ہے آپ کا جو بھی فیصلہ ہو مجھے آ کے بتا دیا،،، ہم تم۔۔۔۔۔ وہ کہتے کمرے سے نکل کئے۔۔۔ جب کے حیات جیسے ساکت ہو گئی تھی۔

اس کے بابا کو اس پر یقین تھا، فخر تھا، غرور تھا، وہ کیسے انکا فخر انکا غرور تھوڑا سکتی تھی۔۔۔ اور یہیں آ کے وہ ہمت ہار گئی۔

اپنے خوابوں کو دل میں ہی کہیں قید کیئے کمرے سے باہر نکل گئی۔

بابا مجھے شادی سے کوئی اعتراض نہیں ہے سامنے صوفے پر بیٹھے اپنے بابا سے کہتی واپس کمرے میں بند ہوئی۔

مجھے معاف کر دینا بیٹا۔۔۔ وہ حیات کا ہر خواب پورا کرنا چاہتے تھے لیکن شمیم بیگم کی باتوں نے کہیں نا کہیں ان کے دل میں ڈر پیدا کر دیا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ آج یہ فیصلہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے۔



سب لوگ کھانے کی میز پر بیٹھے کھانے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

روحان اور حیات کی شادی کی تاریخ 1 ماہ بعد کی تہ کی گئی تھی۔۔۔

شادی زیادہ دھوم دھام سے نہیں ہو رہی تھی کیونکہ ناتوانا صاحب کی طرف کے کوئی خاص رشتے دار تھے اور نا ہی روحان کی طرف سے زیادہ لوگ تھے۔

اب جب کے حیات شادی کے لیے مان گئی تھی تو وہ بھی چہرے پہ مسکراہٹ سجائے سب کے ساتھ بیٹھ کے کھانا کھا رہی تھی۔

جب کے دوسری طرف روحان کی خوشی کے مارے بیتیسی ہی اندر نہیں جا رہی تھی۔

کھانے سے فارغ ہوتے تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد وہ لوگ اپنے گھر روانہ ہو گئے۔

اور حیات واپس کمرے میں بند ہو گئی۔

حیات نہیں اٹھی بیٹا۔۔۔ ناصر صاحب جو ناشتہ کر رہے تھے کو مل کو کالج کا یونیفارم پہنے کمرے سے نکلتے دیکھ پوچھنے لگے۔

حیات ہمیشہ ناصر صاحب کے جانے سے پہلے چلی جاتی تھی لیکن آج وہ کمرے سے ہی نہیں نکلی تھی۔

نہیں بابا وہ سو رہی ہیں۔۔۔ کو مل ناشتہ کرنے بیٹھی۔

تو اٹھانا چاہیے تھانا اسے پتہ ہے نا وہ یونی سے چھٹی کبھی نہیں کرتی۔۔۔

جی بابا مجھے پتہ ہے لیکن کیا پتہ آج انہیں لیٹ جانا ہو اس لیے ابھی تک نہیں اٹھیں۔۔۔ کو مل نے اندازہ لگایا۔

آپ دونوں ناشتہ کریں میں اٹھاتی ہوں جا کے۔۔۔ شمیم بیگم کہتی کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو حیات دروازے کی طرف پشت کیے سو رہی تھی۔۔۔
حیات اٹھ جاؤ یونی سے دیر ہو جائے گی۔۔۔ وہ آہستہ سے اسے ہلاتے ہوئے بولیں۔
میں نہیں جاری۔۔۔ وہ مختصر سا کہتی آنکھوں پر بازور کھ گئی۔
مگر کیوں۔۔۔ طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری۔۔۔ وہ جتنا حیران ہوتی اتنا کم تھا۔
میٹرک کے بعد شاید ہی کبھی ایسا ہوا ہو کہ اس نے کالج یا یونیورسٹی سے چھٹی کی ہو۔۔۔ بلکہ وہ تو بیماری میں بھی جانے کو تیار رہتی تھی
لیکن آج اسکا بغیر کسی وجہ کے چھٹی کرنا انہیں حیران و پریشان کر گیا تھا۔
جی ماما میں ٹھیک ہوں بس دل نہیں چاہ رہا۔۔۔ وہ نارمل انداز میں بولی لیکن شمیم بیگم اب بات سمجھ گئیں تھیں۔

حیات دیکھو اگر اب تم شادی کے لیے تیار ہو گئی ہو تو ایسی حرکتیں کر کے اپنے بابا کو پریشان نہیں کرو۔۔۔ وہ تمہاری وجہ سے پریشان ہو رہے ہیں۔۔۔ وہ غصہ سے کہتی باہر نکل گئیں۔

ان کے جاتے ہی حیات آنکھوں سے بازو ہٹاتی گہری سانس بھر کے رہ گئی۔
وہ ٹھیک ہی تو بول رہی تھی۔۔۔ اب اگر یہ قربانی دے ہی دی ہے تو پھر یہ سب کر کے کیا جتنا چارہ ہی ہوں۔۔۔ اپنے لیے نا سہی اپنی فیملی کے لیے تو خوش ہو سکتی ہوں نا۔۔۔

کیا ہوا حیات نہیں جا رہی یونی۔۔۔ شمیم بیگم کو آتے دیکھ انہوں نے پوچھا۔
نہیں اس کا دل نہیں چاہ رہا۔۔۔ وہ عام سے انداز میں کہتی ناشتے کے لیے بیٹھ گئیں۔
پہلے تو ایسا نہیں ہوا۔۔۔ طبیعت تو ٹھیک ہے اس کی۔۔۔ وہ فکر مند ہوئے۔

آپ خاما خافکر کر رہے ہیں۔۔۔ کیا پتہ کوئی ضروری کام ناہو آج اس لیے نہیں جا رہی ہے۔۔۔ آپ ناشتہ کریں آپ کو دیر ہو رہی ہے۔۔۔ وہ انہیں مطمئن کرواتی خود بھی ناشتہ کرنے لگیں۔



کہاں جانے کی تیاری ہو رہی ہے۔۔۔ اجالا جو کتابیں اٹھا رہی تھی ابیہا کی بات پر اسے گھورنے لگی۔

تم تو ایسے پوچھ رہی ہو جیسے میں ہر جگہ گھومتی پھرتی رہتی ہوں۔۔۔ اور آگر میں کہیں گھومنے بھی جاتی تو یہ کتابیں ساتھ لے کے تو ہر گز نہیں جاتی۔۔۔ وہ ایک دم غصے سے بولی تو ابیہا ڈر کے دور ہوئی۔

اوہو لگتا ہے آج پھر ٹیسٹ یاد نہیں ہے۔۔۔ چلو میں تمہیں ایک خوشخبری سناتی ہوں۔۔۔ وہ چہرے پہ مسکان سجائے بولی۔

کیا خوشخبری ہے جلدی بتاؤ۔۔۔ اجالا اتا ولی ہوئی۔

یہی کے آج ہماری چھٹی ہے۔۔۔ لاا کسی کام سے گئے ہوئے ہیں۔۔۔ وہ جوش سے بتانے لگی جب اجالا پاس رکھے صوفے پر گری۔

اجالا کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔۔۔ ایہا پریشان ہوتی جلدی سے اسکو اٹھانے لگی۔

ٹھیک میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ تم،،، تم یہ بتاؤ تم سچ بول رہی ہونا۔۔۔ وہ خوشی سے جھوم اٹھی۔

ہاں بہن۔۔۔ وہ معصومیت سے مسکرائی۔

ہائے کھاؤ میری قسم۔۔۔ اجالا اس کا ہاتھ پکڑتی اپنے سر پر رک گئی۔

کیوں مرنا چاہتی ہو۔۔۔ ایہا بڑرائی

کیا۔۔۔ کیا کہا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔ میں بس کہہ رہی ہوں تمہیں۔ میری بات پر بھروسہ نہیں ہے ایہا

آرام سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے نیچے سے نکالتی بولی۔

ہے میری بہن ہے۔۔۔ میرا تو دل کر رہا ہے تمہارا منہ چوم لوں۔۔۔ اجالا کہتی آگے
بڑھی

وہی روک جاؤ یہ ٹھکرک پن میرے ساتھ تو نا کرو۔۔۔ ایہا نے اسے ہاتھ دیکھتے روک
دیا۔

اسے ٹھکرک پن نہیں پیار کہتے ہیں۔۔۔ اجالا ایک آنکھ دبا کے بولی جب کے ایہا
دانتوں تلے لب دبا گئی۔۔۔

کیونکہ ابھی تھوڑی دیر میں اس کی خیر نہیں تھی اجالا کے ہاتھوں۔

بی بی جی عائِل بابا بول رہے ہیں اور کتنی دیر لگے گی۔۔۔ ملازمہ کمرے میں آتی دونوں
سے کہنے لگی جب کے اجالا نے نا سمجھی سے ایہا کو دیکھا جو دانت نکال رہی تھی۔

عائِل نے ہی ایہا کو بھیجا تھا اجالا کو بلانے لیکن اجالا کی لٹکی شکل دیکھ ایہا کو مزاق
سو جھا جو اسے فورن کر دیا۔

کیا مطلب لالا نیچے ہی ہیں۔۔۔ اجالا نے ملازمہ سے پوچھا۔

جی۔۔ ملازمہ جواب دیتی پیچھے سے ایہا کے اشارہ کرنے پر چلی گئی جب کے ایہا اب بھاگنے کا راستہ ڈھونڈ رہی تھی۔

تم نے مجھے دھوکا دیا میں تمہیں چھوڑو گی نہیں۔۔۔ اجالا غصہ سے کہتی آگے بڑھی ارے ارے میں تو تمہیں تھوڑی دیر کے لیے خوشی دینا چاہتی تھی۔۔۔ ایہا اس سے دور بھاگی۔

یہ کیسی دوپل کی خوشی دی تھی۔۔۔ اجالا کا غصہ کم نہیں ہو رہا تھا وہ مسلسل ایہا کے پیچھے بھاگ رہی تھی اور ایہا اس سے بچتی آگے آگے بھاگ رہی تھی۔ دوپل تو، دوپل ہی سہی خوشی تو ملی نا۔۔۔ ایہا کیسی تیزی سے باہر بھاگ گئی۔ پیچھے اجالا پاؤں پٹختی کتابیں اٹھاتی نیچے چل دی۔



کہاں ہیں وہ۔۔۔ کال لیس ہوتے ہی پوچھا گیا۔

وہ دونوں میرے سامنے ایک ہوٹل میں بیٹھے ہیں۔۔۔ فون کی دوسری طرف موجود آدمی نے ادب سے جواب دیا۔

ہمم ٹھیک ہے۔۔۔ اب تم وہاں سے جاسکتے ہو۔۔۔ تمہارا کام ختم ہوا۔۔۔ اتنا کہتے دوسری طرف والے نے فون رکھ دیا تو وہ آدمی بھی اپنے راستے ہو لیا۔

وہ دونوں اس بات سے بے خبر کے کوئی ان پر نظر رکھ رہا ہے آمنے سامنے بیٹھے کھانا کھانے میں مصروف تھے۔

کھانے کے بعد آئسکریم بھی کھانے جائیں گے نا۔۔۔ اسنے جیسے اوڈر دیا۔
کیوں نہیں ضرور۔۔۔ اسنے مسکرا کے ہامی بھری۔

کھانا کھا کے دونوں آئسکریم کھانے گئے اور پھر عائش آمنہ کو گھر ڈروپ کرتا اپنے گھر نکل گیا۔



آپی آپ کی دوست کی کال آرہی ہے۔۔۔ کوئل جو کمرے میں تھی حیات کے فون پر کال آتی دیکھ اسے باہر دینے آئی جو اپنے ماما بابا کے ساتھ بیٹھی بے دلی سے شادی کی شوپنگ کی لسٹ بنا رہی تھی۔

کوئل اسے فون دیتی وہی بیٹھ گئی۔

ہیلوں حیات!!! تم نہیں چل رہیں کیا ویزٹ کرنے۔۔۔ کال یس کرتے ہی اسے اپنی دوست کی آواز سنائی دی۔۔۔

یار میرا دل نہیں ہے تم چلی جاؤ۔۔۔ اسنے بہانا بنایا شاید اب اسکا دل ہر چیز سے اٹھ گیا تھا۔

جھوٹ نہیں بولو میں جانتی ہوں تم کتنی اکسائیڈڈ تھیں ویلج جانے کے لیے۔۔۔ وہاں گھومنے کے لیے۔۔۔ اور یہ تو ہمارے پیپرزمیں بھی کام آئے گا۔۔۔ اور تم اس موقع کو چھوڑ رہی ہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔

اسکی دوست کا حیران ہونا بنتا تھا۔۔۔ وہ جانتی تھی حیات کو شروع سے ہی گاؤں جانے کا بہت شوق تھا

اور جب یونی والے ویزٹ کرانے لے کے جارہے تھے تو سب سے زیادہ خوش بھی وہی تھی لیکن اب وہ منا کر رہی تھی اس بات پر یقین کرنا مشکل تھا۔

میں جانتی ہوں سب۔۔۔۔ لیکن اب میرا کوئی ارادہ نہیں ہے جانے کا۔۔۔ سیلیر تم چلی جانا۔۔۔ اسنے بے زاریت سے کہا۔

کل لاسٹ ڈیٹ ہے تم نام لکھو لینا اور پر سو جانا ہے۔۔۔ تو سن لو تم ہمارے ساتھ چلو گی۔۔۔ بس بات ختم۔۔۔

اسکی دوست نے اپنا فیصلہ سناتے کال کٹ کر دی۔۔۔ تو وہ بھی سر جھٹکتی اپنے کام کی طرف متوجہ ہوئی۔

کہاں جانا ہے آپ۔۔۔ کوئل نے سر سری سا پوچھا۔

یونی والے ویزٹ پر لیکے جارہے ہیں ولج۔۔۔ اسنے بھی سر سری سا جواب دیا۔

کیا!!!،،، اور آپ نے انکار کر دیا۔۔۔ کوئل نے چونک کے دیکھا۔۔۔ اور اسی وقت ناصر صاحب اور شمیم بیگم نے بھی دیکھا۔

کیونکہ سب ہی جانتے تھے اس کے شوق کو۔

آپ سب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں،،، بس میرا دل نہیں ہے اس لیے نہیں جا رہی میں۔۔۔ اسنے مسکرا کے سب کو مطمئن کرنا چاہا۔

بیٹا کیا بات ہے آپ یونی بھی نہیں گئی آج اور اب آپ ویزٹ پہ جانے سے بھی منکر رہی ہو۔۔۔ ایسا تو پہلے کبھی نہیں ہوا۔۔۔

آگر کوئی بات ہے تو آپ مجھے بتاؤ۔۔۔ آگر شادی کی وجہ سے پریشان ہو تو بتاؤ۔۔۔ ناصر صاحب نے بہت پیار سے پوچھا۔

نہیں بابا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ وہ آہستہ سے بولی۔

تو پھر آپ کو جانا چاہیے۔۔۔ اس سے آپکو پڑھائی میں بھی مدد ملے گی۔۔۔

جی بابا میں چلی جاؤ گی۔۔۔ انہوں نے اتنے پیار سے بولا کہ حیات منا نہیں کر سکی۔

تھوڑی دیر لسٹ بنانے کے بعد وہ سونے کا کہتی کمرے میں آگئی۔۔۔

لیکن نیند تو شاید ابھی بہت دور تھی۔۔۔۔



ایک نئی صبح!!! ایک خوبصورت دن اور ایک نئے سفر کی شروعات

آپی آپ کا سارہ سامنا رکھ دیا ہے۔۔۔ کوئل اسکا بیگ بند کرتی باہر لے آئی جہاں

حیات کبرٹ کے پاس بیٹھی اپنے شوز نکال رہی تھی۔

ناصر صاحب کی خوشی کے لیے وہ دوسرے ہی دن جا کے اپنا نام لکھوا آئی تھی۔۔۔

اور آج وہ جانے کے لیے بالکل تیار تھی۔

چلیں بیٹا۔۔۔ ناصر صاحب شمیم بیگم کے ساتھ باہر آتے ہوئے بولے۔

آپ کو آفس سے دیر ہو جائے گی بابا میں چلی جاؤ گی۔۔۔ وہ شوز پہن کے کھڑی ہوئی۔

ایک دن دیر سے چلا جاؤ گا تو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ اور ویسے بھی روز رکشے یا بس میں جاتی ہو آج اپنے باپ کے ساتھ اسکی بائیک پر چلو۔۔۔ وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھتے بولے تو وہ ہولے سے ہاں میں سر ہلاتی ان کے ساتھ ہوئی۔

وہ لوگ یونی پہنچے تو اسکی دوست دروازے پر ہی کھڑی تھی۔۔۔

اللہ حافظ بابا۔۔۔ اسنے ایک بیگ اپنے کندھوں پر ڈالا اور دوسرا ہاتھ میں اٹھایا۔

یہ لو۔۔۔ ناصر صاحب نے کچھ پیسے اس کی طرف بڑھائے۔

ارے نہیں بابا میرے پاس ہیں۔۔۔ اسنے مسکرا کے کہا۔

میں جانتا ہوں تمہارے پاس ہیں لیکن پھر بھی رکھ لو اتنی دور جا رہی ہو ضرورت پڑ

سکتی ہے۔۔۔ ان کے اصرار پر اسنے پیسے تھام لیے اور انہیں خدا حافظ کہتی اندر

بڑ گئی۔۔۔

یار میں گھر میں بیٹھی بور ہو گئی ہوں۔۔۔ کیوں نا آج ہم ندی کنارے چلیں۔۔۔ ایہا اور اجالا دونوں حال میں بیٹھی بور ہو رہی تھی جب اچانک اجالا نے آئیڈیا دیا۔ خیال اچھا ہے لیکن کیا کوئی ہمیں جانے دے گا۔۔۔ ایہا بے ناامیدی سے کہا۔ کیوں نہیں جانے دے گا۔۔۔ ہم جائیں گے۔۔۔ میں ابھی جا کے دادی جان سے بات کرتی ہوں۔۔۔ اجالا اور کونفڈنٹ ہوئی۔ ہمم اجازت تو مل جائے گی لیکن بھائی کے ان دو گارڈز کا کیا کریں گے۔۔۔ وہ سوچنے کے انداز سے بولی۔ ان کا بھی کچھ ناکچھ کر لیں گے میں پہلے اجازت لے کے آ جاؤ۔۔۔ جب تک تم تیار ہو جاؤ۔۔۔ اجالا کہتی دادی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ آہستہ سے دروازہ بجاتی اندر داخل ہوئی تو دادی ہاتھ میں تسبیح لیئے کچھ پڑھ رہی تھیں۔

انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اجالا کو اندر بلایا۔

دادی جان کیا ہم سیر کے لیئے جاسکتے ہیں۔۔۔ اسنے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔

جب کے دادی نے کچھ پڑھتے نامیں سر ہلایا۔۔۔

پلیز دادی ہم ڈرائیور کے ساتھ جائیں گے اور وہ جو بھائی کے گارڈز ہیں وہ بھی تو ساتھ ہوں گے ہمارے۔۔۔ اسنے جیسے التجا کی۔

ٹھیک ہے چلی جاؤ لیکن جلدی واپس آ جانا۔۔۔ وہ تھوڑی دیر بعد تسبیح پوری کر کے بولیں۔

او کے دادی جان ہم وقت سے آ جائیں گے۔۔۔ وہ ان کے گلے لگتی تیزی سے باہر بھاگ گئی۔

تو وہ اسکی جلد بازی دیکھ نفی میں سر ہلاتی مسکرا دیں۔



وہ لوگ گاؤں شروع ہوتے ہی وہاں بنے ایک ہوٹل میں رکے تھے جو گاؤں کے سردار نے ہی بنوایا تھا۔۔۔

وہ لوگ تھوڑا آرام کر کے دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد اب کچھ اسٹوڈنٹ گاؤں وزیٹ کرنے نکلے تھے۔۔۔

حیات وہ دیکھو وہاں کتنے سارے درخت ہیں۔۔۔ چلو چل کے دیکھتے ہیں۔۔۔ حیات کی دوست اسکا ہاتھ پکڑتی اپنے ساتھ لے گئی۔

کہاں جا رہی ہیں آپ دونوں۔۔۔ باغ کے چوکیدار نے انہیں دروازے پہ ہی روک دیا۔

اندر جا رہے ہیں۔۔۔ حیات کہتی اندر جانے لگی۔

آپ لوگ اندر نہیں جاسکتیں۔۔۔ یہاں جانا منا ہے!!! یہ باغ اس گاؤں کے سردار کی ملکیت ہے۔۔۔ جہاں ان کی اجازت کے بغیر کوئی اندر نہیں جاسکتا۔۔۔ چوکیدار نے صاف انکار کیا۔

کیوں یہاں کیا درختوں پر سونا اگتا ہے جو ہم چوری کر لیں گے۔۔۔ چوکیدار کے انکار پر حیات بڑک گئی۔

بی بی جی ہم اپنا کام کر رہے ہیں ہمیں کرنے دیں آپ جائیں یہاں سے۔۔۔ وہ بیچارہ بھی کیا کرتا وہ تو بس اپنا کام کر رہا تھا۔

اونہ مجھے بھی کوئی شوق نہیں ہے یہاں کھڑے رہنے کا۔۔۔ وہ کہتی تیزی سے آگے بڑ گئی۔

اور کہہ دینا اپنے سردار سے کہ اگر کسی کو جانے ہی نہیں دینا تو اگھاڑ کے پھیک دیں اس باغ کو۔۔۔ وہ رک کے غصے میں جو منہ میں آیا کہتی دوسری طرف بڑھ گئی۔
حیات غصہ نہیں کرو۔۔۔ اسکی دوست نے اسکا غصہ کم کرنا چاہا۔

میں تھوڑا آگے جا رہی ہوں پلیز میرے پیچھے نہیں آنا۔۔۔ وہ کہتی ایک طرف چل دی جہاں سر سبز لہراتے کھیت تھے۔

وہ کچھ دیر اکیلا رہنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ یہاں آنے کے بعد کافی ہلکا محسوس کر رہی تھی۔۔۔ جیسے ساری پریشانی، ساری فکروں سے آزاد ہو گئی ہو۔

یہاں کے پرسکون ماحول میں آنے کے بعد وہ پچھلے کچھ دنوں کی باتیں بھولتی جا رہی تھی۔

جہاں بھی نظریں گھماؤں وہاں ہریالی ہی ہریالی۔۔۔ ہر طرف سبزہ۔۔۔ رنگ برنگی پھول۔۔۔ فضا میں گھلی بھینی بھینی خوشبو۔۔۔ اسکی ساری ذہنی تھکاوٹ کو اپنے ساتھ لے گئیں تھی۔

وہ آس پاس کے نظاروں کو دیکھتی بس چلتی جا رہی تھی ایک نامعلوم منزل کی طرف۔



اجالا یہاں تک تو آگئے ہیں لیکن اب ندی پر کیسے جائیں۔۔۔ یہ لوگ تو ہمیں کبھی اکیلے جانے نہیں دیں گے اور ان کے ساتھ ہم انجوائے نہیں کر سکے گے۔۔۔ وہ آہستہ سے بولی۔

ہمم !!!:!! وہ سامنے درخت دیکھ رہی ہو ہمیں پہلے وہاں تک جانا ہے پھر ہی ہم آگے جا پائیں گے۔۔۔ اجالانے کچھ سوچ کے کہا۔

مگر وہاں بھی جائیں گے کیسے۔۔۔ ایہا نے گارڈز کو دیکھا جو وہی ان کے آس پاس ہی کھڑے تھے۔

سنیں ہم وہاں تک جا رہے ہیں تھوڑی دیر میں واپس آجائیں گے آپ لوگوں کو ہمارے پیچھے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔

اسنے سامنے ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے کہا۔۔۔ جس کے چاروں طرف بڑی بڑی گھاس تھی۔

سوری میڈم ہم آپ دونوں کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔ سر کے سخت اوڈر ہیں۔۔۔ ایک گارڈ ہاتھ پشت پر باندھے کھڑا رہا ہوتا بولا۔

تو ہم کون سا دور جا رہے ہیں۔۔۔۔ یہاں سے بھی تو نظر آتے رہیں گے نا۔۔۔ اور آپ بھائی کی فکر نہیں کریں ان سے ہم خود بات کر لیں گے۔۔۔

اور ویسے بھی انہیں کچھ پتہ بھی نہیں چلے گا۔۔۔ کیونکہ ہم تو بتائیں گے نہیں کیا آپ لوگ بتاؤ گے۔۔۔ اجالا کے پوچھنے پر دونوں گارڈز نے نفی میں سر ہلایا۔

تو بس پھر ہم تھوری دیر میں آتے ہیں آپ لوگ ہمیں یہی سے دیکھ لے نا۔۔۔ اسنے مسکرا کے کہا

پہلے تو دونوں گارڈز نے ایک دوسرے کو دیکھا جیسے کہہ رہے ہوں ہم کوئی مصیبت میں نہیں پڑ جائیں۔۔۔ پھر اجالا کی بات یاد آتے ہی کے (سر کو کون بتائے گا) تو جانے کی اجازت دے دی

شاہ ویر نے سب کے لیے ہی گارڈز رکھے ہوئے تھے۔۔۔ کیونکہ وہ جتنا اونچائیوں کی بلندیوں پر تھا اتنے ہی اس کے دشمن بھی تھے۔

وہ اپنی فیملی پر تو کسی بھی قسم کا کوپیر و ماثر نہیں کر سکتا تھا۔

وہ جتنا سنجیدہ اور سخت لوگوں کے لیے تھا وہ اتنا ہی نرم اپنی فیملی کے لیے ہے۔

اسکے دوروپ ہیں ایک وہ جو آفس میں ہے۔۔۔ کھڑوس، غصیل، سخت مزاج اور
دوسرا وہ جو گھر میں ہے۔۔۔ نرم مزاج، پیار سے بات کرنے والا۔



وہ دونوں درخت کے پاس پہنچ تو گئی تھیں۔۔۔ اب بس ایک موقع کی تلاش میں
تھیں کہ کب ان گارڈز کی نظریں ان سے ہٹیں اور وہ وہاں سے رنو چکر ہوں۔۔۔
یہ انتظار بھی انکا جلد ہی ختم ہوا۔۔۔ وہ دونوں گارڈز ایک دوسرے سے کچھ بات
!!! کرنے میں لگے

اور وہ دونوں بس یہی موقع غنیمت جان کے وہاں سے نکل گئی۔۔۔ اور ندی پر پہنچ
کے ہی سانس لیا۔

ہا ہا ہا ہا۔۔۔ واہ اجالا تمہارا دماغ کتنا چلتا ہے۔۔۔ ابیہا وہاں درخت کے ساتھ رکھے پتھر
پر ہنستے ہوئے بیٹھی۔

ہاہا ہا بس جی ہمارا یہی تو کمال ہے۔۔۔ وہ ہنستی گردن اگڑا کے بولتی خود بھی ندی کے ساتھ رکھے ایک چھوٹے سے پتھر پر بیٹھ گئی۔



سریہ عائش ملک ہیں!!! ہمارا نکسٹ پروجیکٹ ان کے ساتھ ہے۔۔۔ شاہ ویر کے سیکٹری نے عائش کا تعارف کروایا

شاہ ویر اور عائش دونوں ہی ایک جگہ میٹنگ میں آئے ہوئے ہوئے تھے۔۔۔ ہیلو مسٹر عائش کافی نام سنا ہے آپ کا۔۔۔ شاہ ویر نے ہاتھ ملاتے ایک ہلکی سی مسکراہٹ پاس کی۔

آپ کو بھی کون نہیں جانتا!!! بزنس کی دنیا کا چمکتا ہوا ستارہ ہیں آپ۔۔۔ امید ہے آپ کے ساتھ کام کر کے اچھا لگے گا۔۔۔ عائش نے کافی دوستانہ انداز میں کہتے ہاتھ ملایا۔

وہ دونوں ساتھ چلتے لفت تک آئے۔

کیا ہم آج کا ڈنر ساتھ کر سکتے ہیں۔۔۔ عائش نے افر کی جو شاہ ویر کو قابل قبول لگی۔
کیوں نہیں بلکل۔۔۔ اچھا ہے اسی بہانے کام کی بھی تھوڑی ڈسکشن ہو جائے گی۔۔۔
شاہ ویر نے خوش دلی سے کہا۔

ہمم،، مجھے تو لگا تھا آپ انکار کر دیں گے لیکن آپ تو مان گئے۔۔۔ عائش کہتا پہلے لفٹ
میں داخل ہوا پھر شاہ ویر داخل ہوا۔

اور آپ کو ایسا کیوں لگا۔۔۔ شاہ ویر گراؤنڈ فلور کا بٹن دباتا بولا۔
میں نے سنا تھا کافی کھڑوس ٹائپ ہیں آپ،،۔۔۔ جلدی کسی کی آفر قبول نہیں
کرتے۔۔۔ وہ گہرا مسکرایا۔
بندے بندے کی بات ہوتی ہے مسٹر عائش۔۔۔

آپ سے مل کے اچھا لگا۔۔۔ اب میں چلتا ہوں رات ڈنر پر ملاقات ہوگی۔۔۔ میں
فون پر بتا دوں گا کہ کہا جانا ہے۔۔۔

شاہ ویر کہتا سیدھا باہر نکل گیا۔۔۔ تو عائش بھی آنکھوں پر گلاس لگاتا کچھ دیر وہیں کھڑا رہا پھر خود بھی وہاں سے نکل گیا۔



وہ درخت کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں بند کیئے ندی کے پاس بیٹھی تھی جب اسے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔۔۔

اسنے آنکھیں کھولتے اس پاس دیکھا تو کوئی نا تھا وہ اپنا وہم سمجھتی واپس آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ لیکن آواز پھر بھی آرہی تھی۔

وہ جلدی سے کھڑی ہوئی اور تھوڑا دور دیکھا تو کوئی لڑکی مدد کے لیے چیخ رہی تھی۔۔۔

وہ بھاگتی ہوئی اس تک پہنچی۔۔۔

پلیز میری بہن کو بچالیں وہ ڈوب رہی ہے۔۔۔ اس لڑکی نے گویا منت کی۔۔۔

حیات نے اپنے کندھوں پر ڈالا بیگ جلدی سے اتار کے سائڈ میں رکھا۔۔۔ پھر ادھر ادھر دیکھتی جلدی سے اپنی چادر اور دوپٹہ بھی اتارتی بغیر سوچے سمجھے ندی میں گود گئی۔۔۔

دوپہر کا وقت ہونے کی وجہ سے وہاں کوئی نہیں تھا۔

وہ سہارا دیتی لڑکی کو کنارے تک لائی باہر اور کھڑی لڑکی کی مدد سے اسے باہر نکالا۔

اجالا تم ٹھیک ہو۔۔۔ پریشان ابہانے اسے پکارہ جو کھاس رہی تھی۔

آپ کا بہت شکریہ آپ نے ہماری مدد کی ورنہ پتہ نہیں آج کیا ہو جاتا۔۔۔ سانس بہال کرتی اجالا بولی۔

یہ میرا فرض تھا۔۔۔ لیکن جب تم کو تیرا نہیں آتا تو تم ندی میں گئی ہی کیوں تھی۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولی۔

میں جان بوجھ کے نہیں گئی تھی میں تو بس اس پتھر پر چڑ کے وہ پھل اتار رہی تھی کے پتہ نہیں کیسے پاؤں پھسل گیا۔۔۔ وہ کنفیوز سی بولی۔

وہ پتھر کتنا چکنا ہے تو ظاہر ہے سلب تو ہو گئی۔۔۔ لیکن آئندہ احتیاط کرنا، ایسی بیوقوفی کرنے سے۔۔۔ حیات نے ڈانٹا تو وہ خاموشی سے سر ہلا گئی۔

لیکن آپ کو تیرنا کیسے آتا ہے۔۔۔ ابیہا نے کب سے اپنے دماغ میں چلتا سوال پوچھ لیا۔

اسکول میں سیکھاتے تھے وہاں سے سیکھا تھا۔۔۔ اسنے مسکرا کے جواب دیا۔

آپ کیا شہر سے آئی ہیں؟؟؟۔۔۔ اجالا نے بھی ایک اور سوال کیا۔

ہاں۔۔۔ ہمارے یونی والے ہمیں یہاں وزیٹ کروانے لائے ہیں۔۔۔ وہ کہتی کھڑی ہوئی۔۔۔ تو اجالا بھی ساتھ ہی کھڑی ہوئی لیکن ایک دم لڑ گھڑا گئی۔

آرام سے۔۔۔ ابیہا اور حیات نے جلدی سے سہارا دیا۔

اب میں گھر کیسے جاؤ گی۔۔۔ میرے پاؤں میں بھی لگ گئی ہے اور میرے کپڑے بھی بھیک گئے ہیں۔۔۔ اجالا روہانی ہوئی۔

تم یہ میری چادر اوڑھ لو۔۔۔ حیات نے اپنی چادر اس کے گرد ڈالی۔

کپڑے تو آپ کے بھی بھیگ گئے ہیں آپ کیسے جائیں گی۔۔۔ ایہا نے اسے دیکھا جو پوری بھیگی ہوئی تھی۔

میرے پاس ایک کوٹ ہے اور دوپٹہ بھی میں وہ لے لوں گی۔۔۔ تم لوگ بتاؤ تمہارا گھر کہاں ہے میں چھوڑ دیتی ہوں۔۔۔ حیات نے بیگ سے کوٹ نکالتے پہنتے ہوئے پوچھا۔

یہاں سے تھوڑی ہی دور ہماری گاڑی کھڑی ہے آپ بس ہمیں وہاں تک چھوڑ دیں۔۔۔ اجالا کہتی ان دونوں کے سہارے پر کھڑی ہوئی۔



ہماری گاڑی کہا گئی۔۔۔ وہ لوگ وہاں پہنچیں تو وہاں ناگاڑی تھی نا ہی گارڈز تھے۔۔۔

اب ہم گھر کیسے جائیں گے۔۔۔ ایہا نے رونی صورت بنائے پوچھا۔

تم دونوں پریشان نہیں ہو میں چھوڑ دیتی ہوں۔۔۔ ہم دونوں تمہیں سہارا دیں گے۔۔۔ حیات نے مسکرا کے کہا۔

مگر ہم جائیں گے کیسے۔۔۔ اجالا کے چہرے پر فکر صاف واضح تھی۔

چل کے اور کیسے۔۔۔ حیات کہتی آگے بڑنے لگی تو وہ دونوں بھی ساتھ ہی بڑھیں کیونکہ اب اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔

میں تو تم دونوں کا نام ہی پوچھنا بھول گئی۔۔۔ چلتے چلتے ہی حیات نے سوال کیا۔
میرا نام اجالا ہے۔۔۔۔

اور میں ابیہا۔۔۔۔ آپ کا نام کیا ہے۔۔۔

میرا نام حیات ہے۔۔۔

ارے واہ بہت پیارا نام ہے۔۔۔ اجالا کے کہنے پر وہ مسکرائی۔

آس پاس سے جاتے لوگ انہیں دیکھتے ہوئے جارہے تھے جس کا اثر ان تینوں کو ہی نہیں ہو رہا تھا۔

آج تو نا کوئی تانگہ دیکھ رہا ہے نا ہی بیل گاڑی۔۔۔ ایہا نے ادھر ادھر سر گھما کے دیکھا۔

کوئی بات نہیں ہم جلدی پہنچ جائیں گے۔۔۔ بس تم لوگ راستہ بتاتی جاؤ۔۔۔ حیات کے کہنے پر وہ ہاں میں سر ہلاتی راستہ بتانے لگیں۔

کچھ دیر بعد وہ ایک عالیشان حویلی کے سامنے موجود تھیں۔۔۔

آپ روک کیوں گئیں۔۔۔ حیات کے روکنے پر ایہا نے پوچھا جو منہ کھولے حویلی کو تک رہی تھی۔

تم دونوں یہاں رہتی ہو۔۔۔ حیات نے قدرے حیرانگی سے پوچھا۔

جی۔۔۔ دونوں نے یک زبان کہا۔

کیا واقعی۔۔۔

اففف تم دونوں نہیں جانتی مجھے حویلی دیکھنے کا کتنا شوق تھا بچپن سے ہی۔۔۔ وہ حسرت سے بولی جب کے نظریں ابھی بھی حویلی پر ہی مرکوز تھیں۔

تو آج آپ کا یہ شوق بھی پورا ہو جائے گا۔۔۔ اجالا نے مسکرا کے کہا

ہاں کیوں نہیں چلو جلدی۔۔۔ وہ کہتی ہوئے انہیں لیئے آگے بڑھی۔

ہوا اور ہلکی دھوپ کی وجہ سے راستے میں ہی انکے کپڑے سوکھ گئے تھے۔

بی بی جی کیا ہوا آپ کو۔۔۔ حویلی کے باہر کھڑے چوکیدار اور گارڈز ان تک آئے

کچھ نہیں ہوا تم دروازہ کھولو۔۔۔ اجالا کے کہنے پر انہوں نے فوراً دروازہ کھولا۔

ان لوگوں نے حویلی میں قدم رکھا!!!... دونوں جانب بہت ہی خوبصورت لان

موجود تھا جو بہت بڑا تھا۔۔۔ یہ کہنا ٹھیک ہو گا کے وہاں ہر طرح کے پھول موجود

تھے۔

دائیں جانب ایک بڑے سے دروازے کے سامنے ایک گاڑی کھڑی تھی جب کے وہاں اتنی جگہ تھی کے چارپانچ گاڑیاں اور آجائیں۔

حیات تو جیسے ان نظاروں میں کھو گئی تھی وہ تو بس ان دونوں کے ساتھ چلتی چلی جا رہی تھی لیکن نظریں لان پر ہی تھیں۔

اسنے آج سے پہلے اتنا بڑا لان صرف ڈراموں میں دیکھا تھا۔۔۔ اسکا ہمیشہ سے خواب تھا حویلی کو دیکھنے کا اور آج جیسے اس کا یہ خواب حقیقت بن کے اس کے سامنے تھا۔ بی بی جی آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ لان میں کام کرتے مالی بابا اجالا کو سہارے سے چلتا دیکھ فکر مندی سے ان کے پاس آئے۔

جی مالی بابا میں ٹھیک ہوں۔۔۔ وہ کہتی اندر بڑی گئیں۔

انہوں نے جیسے ہی حال میں قدم رکھا۔۔۔ حیات کی آنکھیں خوشی سے دمک اٹھیں۔۔۔

وہ جانتی تھی حویلیاں بڑی ہوتی ہیں لیکن اتنی بڑی یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

بڑے سے حال میں داخل ہوتے ہی چمکتا ہوا سنگ مرمر کا فرش۔۔۔ جس میں انسان اپنا چہرہ دیکھ لے اتنا چمکدار تھا۔۔۔ حال کے بیچ و بیچ چھت پر لٹکتا بڑا سا فانوس جس کے برابر میں دونوں طرف دو اس سے چھوٹے فانوس تھے۔

حال کے ارا برابر بہت سے کمرے موجود تھے اور ایک طرف سے راستہ جارہا تھا تو دوسری طرف سے سیڑھیاں جارہی تھیں جو اوپر والے پورشن کی تھیں۔

حال کے بیچ میں ایک براسا قالین بچا تھا اور اس پر میز رکھی ہوئی تھی جس کے ارد گرد کافی صوفے موجود تھے۔۔۔ حیات جیسے جیسے نظریں کھماتی جارہی تھی آنکھوں کو یقین آتا جارہا تھا ہاں یہ سچ ہے وہ کوئی خواب نہیں دیکھ رہی۔

کیا ہوا بیٹا۔۔۔ رضیہ بیگم جو وہی صوفے پر موجود تھی اجالا کو انکے سہارے سے چلتا دیکھ پریشانی سے ان کے پاس آئیں۔

کچھ نہیں ہوا امی میں ٹھیک ہوں بس تھوڑا سا پیر مڑ گیا ہے۔۔۔ اجالا کہتی اندر آتی
صوفے پر بیٹھی تو وہ دونوں بھی بیٹھ گئیں۔۔۔

پیر مڑ گیا میں ابھی ڈاکٹر کو فون کرتی ہوں۔۔۔ اجالا کو وہ چاہے کچھ بھی کہیں لیکن
تھی تو ماں اپنی بچی کی چھوٹی سی بھی تکلیف کہا برداشت کر سکتی ہیں۔

نہیں امی اس کی ضرورت نہیں ہے میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ اجالا نے مطمئن کیا۔
تو پھر تم سہارے پر چل کے کیوں آئی ہو اور یہ۔۔۔۔۔ یہ بچی کون ہے۔۔۔ انہوں
نے غور سے حیات کو دیکھا جیسے کچھ کھوج رہی ہوں۔

بڑی ماما یہ حیات ہیں ہماری نئی دوست۔۔۔ یہ یہاں گاؤں گھومنے آئی ہیں اپنی
یونیورسٹی والوں کے ساتھ۔

آپ کو پتہ تو ہے اجالا کتنا اچھل کود کرتی ہے بس وہی اس کا پاؤں مڑ گیا۔۔۔ میں تو
بہت پریشان ہو گئی تھی پر انہوں نے مدد کی ہمیں گھر تک چھوڑنے میں۔۔۔

ابہا نے ندی والی بات گول کر دی ورنہ بہت ڈانٹ پڑتی اور اکیلے جانا بھی بند ہو جاتا۔

لیکن تم لوگ تو گاڑی میں گئی تھی نا اور گارڈز بھی تھے ساتھ۔۔۔ تو وہ کہاں ہیں۔۔۔ ان کا انداز تفتیشی تھا۔

پتہ نہیں امی ہم تو بس تھوڑا سا دور کیا گئے واپس آئے تو وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔ اجالا نے لا علمی کا اظہار کیا۔

بیٹا آپ کا بہت بہت شکریہ۔۔۔ انہوں نے پیار سے شکریہ ادا کیا۔

آنٹی آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔۔۔ میں نے کوئی بڑا کام نہیں کیا بس اپنا فرض نبھایا ہے۔۔۔ وہ مسکرا کے بولی۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔ باہر سے شور شرابے کی آواز اور پھر کسی جانی پہچانی آواز کو سنتی دادی جان بھی حال میں ہی آ گئیں۔

آپ۔۔۔ آنٹی آپ یہاں۔۔۔ حیات کی نظر جیسے ہی ان پر پڑی وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی حیرانگی سے بولی۔

ارے بیٹا آپ یہاں۔۔۔ وہ بھی اسے دیکھ حیرت و خوشی کی ملی جھلی کیفیت سے بولیں۔

کیا آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتی ہیں۔۔۔ رضیہ بیگم نے پوچھا۔

بہو میں نے جس لڑکی کا ذکر کیا تھا یہ وہی بچی ہے۔۔۔ وہ کہتی حیات کو اپنے ساتھ لیئے بیٹھیں۔۔۔۔۔ جو بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

او پھر تو اس بچی کا ہم پر ایک اور احسان ہو گیا۔۔۔ پہلے آپ کی مدد کی اور آج اجالا کی۔۔۔ وہ مسکرا کے بولیں۔

اجالا کی؟ کیا ہوا اجالا کو؟۔۔۔ وہ اجالا کو دیکھتی بولیں جو صوفے پر دونوں پاؤں رکھے بیٹھی تھی۔۔۔ ان کے پوچھنے پر ساری بات انہیں بنا گئی۔

اسی لیئے میں تمہیں اکیلا نہیں جانے دیتی۔۔۔ اگر آج یہ بچی تمہاری مدد نہیں کرتی تو کیا ہوتا پھر۔۔۔ دادی کی ڈانٹ پر وہ دونوں سر جھکا گئی۔

بڑی بیگم صاحبہ وہ دونوں چھوٹی میڈم نہیں مل رہیں۔۔۔ گارڈز دروازے پر ہی سر جھکائے کھڑے بولے۔۔۔

ایہا کیا ہم گم ہو گئے ہیں۔۔۔ اجالانے شرارت سے کہا تو گارڈز نے سر اٹھا کے دیکھا پھر حیرت سے واپس سر جھکا گئے۔

میڈم آپ حویلی کیسے پہنچیں۔۔۔ وہ سر جھکائے ہی بولے۔۔۔ کیونکہ کسی بھی ملازم کو اجازت نہیں تھی حویلی کی کسی بھی عورت سے نظریں ملا کے بات کرنے کی۔ آپ لوگ کہاں چلے گئے تھے ہمیں وہاں اکیلا چھوڑ کے۔۔۔ اجالانے بھویں سکیڑیں پوچھا۔

میڈم ہم تو آپ دونوں کو وہاں ناپا کے ڈھونڈنے نکلے تھے۔۔۔ وہ تو شکر ہے ہم نے ابھی سر کو نہیں بتایا پہلے یہاں آ گئے۔۔۔ وہ ایسے بولا جیسے اب جان میں جان آئی ہو۔

یہ آپ نے بہت اچھا کیا کے بھائی کو کچھ نہیں بتایا۔۔۔ اب آپ جاسکتے ہیں۔۔۔ اجالا کے کہنے پر وہ سر کو آہستہ سے خم دیتے چلے گئے۔

بہو بچوں کے لیے کچھ کھانے کو منگو او۔۔۔ دادی کے کہنے پر وہ ہاں میں سر ہلاتی کچن میں چل دیں کھانے کا کہنے۔

آئی مطلب یہ حویلی آپ کی ہے۔۔۔ حیات نے پکاہ کرنا چاہا۔۔۔ تو انہیں نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

مطلب آپ کا کھڑوس پوتا بھی یہیں ہو گا۔۔۔ اسنے دادی کی طرف جھک کے کہا لیکن جب بات سمجھ آئی تو دانتوں تلے لب دبا گئی۔۔۔ وہ کیسے انہیں کے گھر میں بیٹھ کے انہیں کے پوتے کو کھڑوس کہہ سکتی ہے۔

فکر نہیں کرو وہ ابھی گھر پر نہیں ہے آفس گیا ہوا ہے۔۔۔ ان کے بتانے پر وہ گہرا مسکرائی۔

کیا زار و نیاز ہو رہا ہے دونوں میں۔۔۔ اجالانے انہیں آنکھیں چھوٹی کیئے دیتے دیکھا۔

بچوں کو نہیں بتاتے۔۔۔ حیات نے مزے سے کہا تو سب مسکرا دیئے۔

آنٹی ایک بات پوچھوں۔۔۔ حیات نے اجازت چاہی۔

پہلے تو تم مجھے آنٹی کہنا بند کرو پھر ایک کیا دو باتیں پوچھو۔۔۔ دادی نے انگلی اٹھا کے کہا۔

او کے دادی۔۔۔ اسنے پیاری سی مسکان کے ساتھ کہا تو دادی خوش ہو گئیں۔۔۔

حیات کے منہ سے دادی سنا انہیں بہت اپنایت بھرا لگا تھا

دادی اس گاؤں کا سردار کون ہے۔۔۔ حیات کی بات سنتی وہ ہلکے سے ہنسیں۔

امان شاہ میرے شوہر۔۔۔ انہیں نے فخر سے بتایا۔

واقعہ۔۔۔ پھر تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ۔۔۔ وہ جو گاؤں شروع ہوتے ہی بڑا سا باغ ہے وہ آپ لوگوں کا ہے۔۔۔ حیات نے تالی بجاتے آکسائیڈ ڈھوتے پوچھا۔

جی ہاں وہ ہمارا ہی ہے۔۔۔ رضیہ بیگم کھانے پینے کا سامان لاتی بولیں۔

ہائے؟؟؟؟ دادی کیا آپ وہاں کے چوکیدار سے کہہ سکتی ہیں کہ وہ مجھے اور میری دوست کو اندر جانے دے۔۔۔

ہم آج گئے تھے لیکن چوکیدار نے بھگا دیا۔۔۔ وہ منہ بنا کے بتانے لگی۔

تم فکر نہیں کرو ہم اسے کہہ دیں گے وہ تمہیں جانے دے گا۔۔۔ دادی نے تسلی دی۔

اسلام و علیکم۔۔۔ حیات نے ابھی چائے کا کپ اٹھایا ہی تھا جب کسی نے سلام کیا۔

و علیکم اسلام۔۔۔ سب نے سلام کا جواب دیا۔۔۔

عائل اس طرح سے کسی کو انجان کو حال میں بیٹھا دیکھ اور وہ بھی سب کے ساتھ وہ
تھوڑا الجھا تھا

حیات یہ ہمارے لالا ہیں!!؛ عائل لالا اور لالا یہ حیات ہے ہماری نئی دوست۔۔۔ ایہا
نے عائل کو دیکھتے تعارف کروایا۔۔۔ جو انجان چہرہ دیکھتا کنفیوز ہو رہا تھا۔
ویسے تو گاؤں کک خواتین دادی کے پاس آتی جاتک رہتی تھیں لیکن وہ یا تو ڈرائنگ
روم میں بیٹھتی تھیں یا دادی کے خاص ملاقات والے کمرے میں۔۔۔۔
عائل ہلکے سے سر کو ہلاتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔ اسے یہاں رکنا مناسب نہیں
لگا۔

لالا!!! یہ تو ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی گانے کا سر ہو۔۔۔۔۔ لالا۔۔۔۔۔ لالا۔۔۔۔۔
حیات کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔۔۔ تو اجالا اور ایہا ایک دم ہنس پڑیں۔
جب کے رضیہ بیگم اور دادی جان زیر لب مسکرائیں۔
ٹن ٹن۔۔۔ ٹن ٹن۔۔۔

ہیلو۔۔۔ حیات نے بیگ سے فون نکالتے کان سے لگایا۔

کہاں ہو حیات ہم کب سے تمہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔ کتنی بار کال کی لیکن تمہارا

فون لگ ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ حیات کی دوست کے جھنجھلا کے کہا۔

ہاں میں آرہی ہوں تم کہاں ہو اس وقت۔۔۔ حیات نے اسکی باتیں نظر انداز کرتے اپنی بات کہی۔

ہم تو یہاں کنویں کے پاس ہیں۔۔۔

اب مجھے کیسے پتہ چلے گا کے کنواں کہاں ہے۔۔۔ ایک کام کرو تم ہوٹل چلی جاؤ میں

وہی آ جاؤ گی۔۔۔ حیات کے کہنے پر اسکی دوست نے ٹھیک ہے کہتے فون رکھ دیا۔

اچھا اب میں چلتی ہوں بہت مزہ آیا آپ سب کے ساتھ۔۔۔ حیات کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

ارے بیٹا اتنی جلدی جا رہی ہو۔۔۔ کھانا کھا کے جانا۔۔۔ رضیہ بیگم نے روکنا چاہا۔

نہیں آنٹی ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ اگر میں ابھی ہوٹل نہیں گئی تو سب لوگ مجھے ڈھونڈنے نکل جائیں گے۔۔۔ وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولی اگر مجبوری ناہوتی تو وہ آرام سے جاتی

تو آپ کل آؤ گی نادوبارہ ہم سے ملنے۔۔۔ اجالانے امید سے پوچھا۔
حیات کو تو بس موقع چاہئے تھا یہاں آنے کا۔۔۔ جو اجالانے کہہ کے دے دیا تھا۔۔۔ آخر وہ کیوں نا آتی یہ جگہ اسکے خوابوں کی جو تھی۔
میں ضرور آؤ گی۔۔۔ اسنے فورن ہامی بھر لی۔

ٹھیک ہے بیٹا میں ڈرائیور سے کہہ دیتی ہوں وہ تمہیں چھوڑ آئے گا۔۔۔ دادی نے کہا۔

ارے نہیں دادی میں چلی جاؤ گی۔۔۔ اسنے انکار کیا۔

نہیں بیٹا شام ہونے والی ہے تمہارا یوں اکیلے جانا ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔ میں ڈرائیور کو کہتی ہوں وہ چھوڑ آئے گا۔۔۔ رضیہ بیگم کے حکمیہ لہجے پر وہ کچھ نا کہ سکی۔۔۔

وہ سب سے ملتی اجالا کو اپنا نمبر دیتی باہر بڑھ گئی۔

آج کا دن اس کا بہت اچھا گزرا تھا۔۔۔ کچھ پل کے لیے تو وہ بالکل ہی بھول گئی تھی کہ وہ یہاں آنا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔۔

یہاں آ کے سب سے مل کے اسے بہت اچھا لگا تھا۔۔۔ اسنے اتنے اچھے لوگ زندگی میں پہلی بار دیکھے تھے جو ایک انجان لڑکی کو اتنا پیار دے رہے تھے۔



تقریباً سب ہی اس وقت کھانے کی میز پر جماتے صرف شاہ ویر کو چھوڑ کے جو آج دیر سے آنے والا تھا۔

دادا جان آپ کو پتہ ہے آج جب ہم گھومنے گئے تھے تو وہاں ہماری ایک بہت اچھی دوست بنی تھی۔

اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ وہ لڑکی وہی تھی جس کے بارے میں دادی جان نے بتایا تھا۔۔۔ اجالا نے خوش ہوتے بتایا

اس کے لہجے سے خوشی صاف جھلک رہی تھی۔۔۔ ایہا اور اجالانے کبھی کوئی دوست نہیں بنایا تھا۔۔۔

وہ لوگ کالج تو جاتی نہیں تھی۔۔۔ پرائیوٹ پڑتی تھی جس کی وجہ سے بھی ان کا آج تک کوئی دوست نہیں تھا۔۔۔ اور کچھ وہ خود بھی دوست نہیں بناتی تھیں۔
لیکن حیات انہیں عادت کی بہت اچھی لگی تھی بلکل اپنے جیسی۔۔۔ ایک وفادار دوست جیسی۔

آگر کوئی لڑکی ہماری بچیوں کی دوست بنی ہے پھر تو ضرور اس میں کو خاص بات ہوگی۔۔۔ جو آپ لوگوں نے اسے دوست بنایا ہے۔۔۔ دادا جان اسکے لہجے کی خوشی محسوس کر رہے تھے۔

جی دادا جان وہ بہت اچھی ہے،،، جتنا دادی نے بتایا تھا وہ اس سے بھی زیادہ اچھی ہے۔۔۔ ایہا نے دل سے تعریف کی۔

ہممم پھر تو ملنا پڑے گا اس سے۔۔۔ دادا جان نے اشتیاق سے کہا۔

جی وہ کل آئے گی پھر آپ اس سے مل لے گا۔۔۔ ابہا نوالہ منہ میں ڈالتی بولی۔

مجھے تو وہ بچی بہت نیک لگی ہے میں تو سوچ رہی ہوں کیوں ناہم اسے اسی گھر میں لے آئیں۔۔۔ دادی جان کے کہنے پر سب نے انکی طرف دیکھتے بات سمجھنے کی کوشش کی۔

آپ کہنا کیا چاہ رہی ہیں اماں کھل کے بولیں۔۔۔ کاشان صاحب نے الجھ کے کہا۔

!!! یہی کے کل تم لوگ بھی اس سے مل لو پھر آگروہ تم لوگوں کو بھی اچھی لگے؟

جو کے میں گارنٹی دیتی ہوں کے اچھی لگے گی۔۔۔ تو پھر ہم شاہ ویر کی بات چلائیں

گے اس سے۔۔۔ دادی نے اپنی بات کی وضاحت دی۔

آپ پہلے شاہ ویر سے تو پوچھ لیں ایسا نہیں ہو کے وہ کسی اور کو پسند کرتا ہو۔۔۔ یاسر

صاحب نے بھی بات میں حصہ ڈالا جب کے سب خاموشی سے بات سن رہے تھے۔

لیکن اجالا اور ابہا تو یہ سوچ کے ہی خوش ہو گئی تھی کے ان کی دوست ہی ان کی

بھابھی بنے گی۔

مجھے پتہ ہے وہ کسی کو پسند نہیں کرتا۔۔۔ دادی نے یقین سے کہا۔

چلیں مان لیتے ہیں کہ وہ کسی کو پسند نہیں کرتا!!! لیکن کیا گارنٹی ہے کہ وہ اس رشتے کے لیے مان جائے گا۔۔۔ دادا جان نے آبرو اچکائیں۔

وہ میرا کام ہے میں اسے منالوں گی۔۔۔ بہو تم بتاؤ تمہیں میری بات سے کوئی اعتراض ہے کیا۔۔۔۔ دادی جان امان صاحب سے کہتی رضیہ بیگم کو مخاطب کر کے انکا بھی جواب سنا چاہتی تھیں۔

اماں مجھے بھلا کیوں اعتراض ہو گا وہ بچی مجھے تو بہت ہی اچھی لگی ہے۔۔۔ انہوں نے مسکرا کے کہا۔

دادی کیا آپ کو نہیں لگتا محض ایک دو ملاقات میں اتنا بڑا فیصلہ کرنا ٹھیک رہے گا۔۔۔

جب کے ہم تو اس کے نام کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے۔۔۔ کب سے خاموش بیٹھے عائش نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔

ہمم بیگم مجھے لگتا ہے عائِل ٹھیک کہہ رہا ہے پہلے ہمیں اس کے بارے میں اچھے سے جاننا چاہیے پھر ہی کوئی بات کریں گے۔۔۔ دادا جان متافق ہوئے عائِل کی بات سے۔ ٹھیک ہے وہ کل آئے گی تو ہم اس کے بارے میں پتہ کر لیں گے۔۔۔ دادی جان ہاں میں سر ہلا گئیں۔۔۔

لیکن وہ دل میں ارادہ کر چکی تھی حیات کو اپنے شاہ ویر کی دلہن بنانے کا۔

وہ رات کو دیر سے گھر آیا تھا۔۔۔ حویلی ایک دم سناٹے میں ڈوبی ہوئی تھی!!! سب سو چکے تھے۔

وہ آرام سے چلتا اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا جب اجالا کے کمرے کے باہر سے گزرے اسے اجالا کی آواز سنائی دی۔۔۔

اوف حیات کی چادر تو دینا ہی بھول گئی۔۔۔ کوئی بات نہیں کل آئے گی تو کل دے (دوں گی۔۔۔)

وہ شاید خود سے باتیں کر رہی تھی اسے زیادہ کچھ سنائی نہیں دیا اور وہ اپنے کمرے میں آگیا۔

سارے دن کی تھکاوٹ کی وجہ سے اسے سخت نیند آرہی تھی لیکن اپنی عادت سے مجبور اپنا ڈھیلا سا کرتا پاچامہ لیتا شور لینے چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد گیلے بالوں میں تولیہ رگڑتا باہر آیا۔۔۔ تولیہ کو اسکے اسٹینڈ پر ڈالتا بستر میں گھس گیا۔۔۔ اور تھکاوٹ کی وجہ سے جلد ہی سو گیا۔

وہ شیشے کے سامنے بالکل تیار کھڑی تھی۔۔۔ آج اسکا جانا بہت مشکل تھا لیکن وہ تھوڑی دیر کے لیے ہی صحیح لیکن جائے گی ضرور یہ عظم وہ خود سے کر چکی تھی۔

آج ٹیچرز انہیں وزیٹ کرانے لے کے جا رہے تھے جو ان کے سپرزمیں بھی کام آنا تھا اور کل صبح انہیں واپسی کے لیے نکلنا تھا۔

حیات کہا جا رہی ہو۔۔۔ حیات کی دوست جو ابھی کمرے میں آئی تھی اسے تیار کھڑا دیکھ پوچھنے لگی۔

میں نے تمہیں کل کے بارے میں بتایا تھا نا بس وہی جارہی ہوں آج بھی۔۔۔ وہ اپنے بیگ میں کچھ سامان رکھتے ہوئے بتانے لگی۔

لیکن آج تو ہم سب کو جانا ہے نا۔۔۔ تو تم کیسے جاسکتی ہو۔۔۔

ہاں میں جانتی ہوں لیکن میں بس تھوڑی دیر میں واپس آجائیں جاؤں گی۔۔۔ اور اگر کوئی میرا پوچھے تو کہہ دینا میں کچھ دیر بعد تم لوگوں کو خود جوائن کر لوں گی۔۔۔ وہ اپنا بیگ لیتی کمرے سے باہر نکلنے لگی تھی جب اس کی دوست نے پر سے سوال کیا۔ اور تمہیں پتہ کیسے چلے گا کہ ہم کہاں ہیں۔۔۔ کل بھی فون اتنی مشکل سے لگا تھا تو آج کیسے پتہ چل جائے گا۔۔۔

کل تو میرا فون سائلنڈ پر تھا لیکن آج میں کل والی غلطی نہیں کروں گی تم اپنی لوکیشن اون رکھنا ٹھیک ہے

اور اب مجھے جانے دو بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔ پھر تھوڑی دیر میں واپس بھی آنا ہے۔۔۔ وہ کہتی جلد بازی میں کمرے سے نکل گئی۔۔۔



وہ حویلی تانگے پر پہنچی تھی۔۔۔ اور اب حویلی کے سامنے کھڑی مسکراتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

مجھے نہیں پتہ تھا میرا خواب ایسے سچ ہو گا۔۔۔ وہ گہرا سانس بھرتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

چوکیدار اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ یہ کل ہی اجالا کے ساتھ آئی تھی اس لیے اسے فوراً دروازہ کھول دیا۔

آپ کون ہو اور کس سے ملنا ہے۔۔۔ دادا جان جو ڈیرے پر جا رہے تھے کسی لڑکی کو اندر آتا دیکھ پوچھانے لگے۔

وہ جو آس پاس دیکھتے چل رہی تھی اچانک کسی کی آواز آنے پر چونکتے ہوئے سامنے دیکھنے لگی۔۔۔

جو کندھوں پر کالی چادر لیئے اپنی شاندار وجاہت کے ساتھ کھڑے تھے۔۔۔ ان کی آواز اور ان کی پرسنیلٹی سے ان کی عمر کا انداز لگانا حیات کے لیئے مشکل تھا۔
جی میں حیات ہوں ایہا اور اجالا کی دوست۔۔۔ اسنے مسکرا کے سامنے کھڑے شخص کو بتایا۔

او تو وہ آپ ہیں ہماری بچیوں کی نئی دوست۔۔۔ وہ رعب دار آواز میں بولے تو حیات انہیں دیکھتی ہی رہ گئی۔

جی میں ہی انکی دوست ہوں۔۔۔ اور آپ کون ہیں۔۔۔
میں ان کا دادا ہوں امان حیدر شاہ۔۔۔
کیا آپ دادا ہیں۔۔۔

میرا مطلب آپ کہی سے بھی دادا نہیں لگتے۔۔۔ آپ تو بہت ہنڈ سم ہیں۔۔۔ اتنے ہنڈ سم دادا تو میں نے آج تک نہیں دیکھے۔۔۔ وہ جوش سے بولی۔

ہا ہا مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا میں اتنا ہنڈ سم ہوں۔۔۔ وہ ہنس کے بولے۔۔۔ تو وہ بھی مسکرا دی۔

اچھا اب آپ اندر جاؤ اپنی دوستیں کب سے آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔۔۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے باہر کی طرف بڑھ گئے تو وہ بھی مسکراتی ہوئی اندر آگئی۔

حیات آگئی۔۔۔ ابیہا کی نظر جیسے ہی دروازے سے اندر آتی حیات پر پڑی وہ اجالا سے کہتی اس کی طرف بڑھی۔

اتنی دیر سے کیوں آئی ہو۔۔۔ تمہیں پتہ ہے ہم کب سے انتظار کر رہے تھے۔۔۔
اجالانے

خفگی سے کہا۔

مجھے لگا تم لوگ سو رہی ہوں گی اس لیے ابھی آئی۔۔۔ وہ کندھے آچکا کے بولی۔

یہ شہر نہیں ہے گاؤں ہے یہاں سب سورج کے ساتھ ہی اٹھ جاتے ہیں اجالا کو چھوڑ کے۔۔۔ ابیہا دانت نکالتی بولی تو اجالانے اسے گھورتے ہوئے کہنی ماری۔

فالتو بکواس کر رہی ہے یہ !!! تم چلو میرے ساتھ دادی جان کب سے تمہیں یاد کر رہی ہیں۔۔۔ اجالا اس کا ہاتھ پکڑتی دادی کے کمرے میں لے گئی۔



اسلام و علیکم دادی کیسی ہیں آپ۔۔۔ وہ ان کے سامنے جھکی۔
و علیکم اسلام میری بچی۔۔۔ اتنی دیر لگادی آنے میں۔۔۔ انہوں نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اسے لگا ہم سو رہے ہوں گے اس لیے دیر سے آئیں ہیں۔۔۔ ابیہا نے بنایا۔
بیٹا اس وقت یہاں کھانے کا وقت ہوتا ہے۔۔۔ اور تم بھی ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ گی۔۔۔ انہوں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے کہا۔

میں ضرور کھاتی لیکن مجھے جلدی جانا ہے۔۔۔ آج ہم پورا گاؤں دیکھیں گے اپنے
ٹپچرز کے ساتھ اور پھر کل صبح ہماری واپسی ہے۔۔۔

وہ آفسردہ ہوئی۔۔۔ اس کا یہاں ایسا دل لگ گیا تھا کہ وہ یہاں سے جانا ہی نہیں چاہتی تھی لیکن جانا تو تھا ہی۔

بیٹا کچھ دن اور نہیں رک سکتیں۔۔۔

آپ رک جاؤ کچھ دن بعد میں آپ کو گھر چھڑوادوں گی۔۔۔ دادی جان نے امید سے کہا۔

مجھے بہت خوشی ہوتی رک کے لیکن ایسا ممکن نہیں ہے یونی والے اپنی زمینداری پر لے کے آئے ہیں اور واپس بھی ساتھ ہی لے کے جائیں گے۔

وہ آفسردہ مسکراہٹ سجائے بولی۔

کیسی دوستے ہو تم دونوں مجھے اپنی حویلی نہیں دیکھاؤ گی۔۔۔ حیات نے سب کا موڈ ٹھیک کرتے مسنوی ناراضگی سے کہا۔

ہاں بیٹا جاؤ دیکھا کے لے آؤ دادی جان کے کہنے پر وہ تینوں ہاں میں سر ہلاتی کمرے سے نکل گئی۔



وہ اسٹڈی میں بیٹھا آفس کی کوئی فائل پڑھ رہا تھا جب باہر سے شور شرابے اور باتیں کرنے کی آواز آنے لگیں۔

اسٹڈی روم اسکے کمرے کے ساتھ ہی ایچ تھا۔۔۔ اسنے کمرے کا دروازہ کھولتے باہر جھانکا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔

وہ اپنا وہم سمجھتا واپسی کے لیے مڑا تو آوازیں پھر سے آنا شروع ہو گئیں۔۔۔

اسے ایہا اور اجالا کے ساتھ کسی اور کے ہنسنے کی آواز بھی آرہی تھی۔

وہ پھر سے دروازے پر آیا اور وہیں کھڑا ہو کے آوازیں سننے لگا۔۔۔

ایسا لگا رہا تھا وہ آوازیں قریب آرہی ہیں۔۔۔ آوازوں کو تیز ہوتا سن اسنے ایک دم دروازہ کھوا۔

وہ تینوں جو ایہا کے کمرے سے ہوتی آگے کی طرف جارہی تھی۔

حیات جو دروازے کی طرف ہی تھی ایک دم دروازہ کھلنے پر ڈر گئی۔

یہ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔ وہ حیرت سے بولی۔

افس میں بھی کتنی بڑی پاگل ہوں ان کا گھر ہے تو یہ یہیں ہوں گے نا۔۔۔ وہ آہستہ سے بڑبڑائی۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔ وہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔

بھائی یہ ہماری دوست ہے حیات۔۔۔ کیا آپ ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔۔۔ اجالا نے نا سمجھی سے پوچھا۔

نہیں۔۔۔ شاہ ویر کہتا واپس کمرے میں چلا گیا۔

یہ آج افس نہیں گئے۔۔۔ حیات نے بند دروازے کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

آپ شاید بھول رہی ہیں آج اتوار ہے۔۔۔ ابیہا نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

اوہاں مجھے یاد نہیں تھا۔۔۔ چلو نیچے چلتے ہیں۔۔۔ وہ سر پر ہاتھ مارتی بولی۔

یہ کس کا کمرہ ہے وہ سیڑیوں کے ساتھ بنے کمرے کی جانب اشارہ کرتی پوچھنے لگی۔

یہ پھپھو کا ہے۔۔۔ اجالا نے ایک نظر ایہا کو دیکھتے بتایا۔

تو پھپھو کہاں ہیں۔۔۔

ان کی شادی ہو گئی۔۔۔ اجالا نے قدرے کم آواز میں کہا۔

کتنی پھپھو ہیں تمہاری۔۔۔ وہ سیڑھیاں اترتی چھت پر لگے فانوس کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

دو۔۔۔ اب کے ایہا نے مختصر جواب دیا۔

دونوں کی شادی ہو گئی۔۔۔ حیات نے نظریں گھماتے ہوئے پوچھا۔۔۔ وہ ہر ایک چیز کو فرصت سے دیکھ رہی تھی۔

ہم ایک ساتھ والے گاؤں گئی ہیں شادی ہو کے اور دوسری۔۔۔ اجالا ایک دم کہتے کہتے رکی۔

دوسری۔۔۔ حیات نے اس کے بے تاثرات چہرے کی طرف دیکھا۔

دوسری کا پتہ نہیں۔۔۔ اجالا ایہا نے آہستہ سے کہا۔۔۔ ان کے لہجے میں ایسا کچھ تو تھا جو حیات نے نوٹ کیا تھا۔

اچھا خیر دادی کے کمرے میں چلتے ہیں میں ان سے مل لوں پھر مجھے جانا بھی ہے۔۔۔ اجالا کو زیادہ پوچھنا اچھا نہیں لگا اس لیے اسنے بات چینیج کر دی۔



وہ دستک دیتی اندر داخل ہوئی تو رضیہ بیگم بھی وہی بیٹھی تھیں۔۔۔

دیکھ آئیں پوری حویلی۔۔۔ دادی نے پوچھا

نہیں دادی پھر کبھی صحیح ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔

ارے بیٹا کھانا بس بنے والا ہے کھانا کھا کے جانا۔۔۔ رضیہ بیگم نے کہا۔

میں ضرور کھاتی لیکن ابھی دیر ہو رہی ہے۔۔۔ اسنے معذرت کی۔

اچھا ٹھیک ہے بیٹا جیسے تمہیں ٹھیک لگے۔۔۔ لیکن یہ تو بتاؤ تمہارے گھر میں کون کون ہے۔۔۔ دادی جان مطلب کی بات پر آئیں جو وہ کب سے پوچھنا چاہ رہی تھیں۔

ماما بابا اور ایک چھوٹی بہن ہے۔۔۔ وہ بیگ سے فون نکالتے ہوئے بولی۔

کیا تمہاری منگنی ہو گئی ہے۔۔۔ دادی جان دل میں دعا کر رہی تھی کہ وہ نابولے۔۔۔

ان کی بات سنتے ایک پل کو حیات کے ہاتھ رکے۔۔۔ وہ جو یہاں آنے کے بعد بھول گئی تھی کہ اس کی شادی ہونے والی ہے۔۔۔

دادی جان کے پوچھنے پر سارے غم ایک بار پھر سے جاگ اٹھے۔۔۔

جی ہو گئی ہے اور۔۔۔

ٹن ٹن۔۔۔ اس سے پہلے وہ کچھ اور بتاتی اسکے فون پر میسج بیل بجی۔

اس کے جی بولتے ہی دادی سمیت وہاں موجود سب ہی اداس ہو گئے تھے۔

اسنے میسج دیکھا جس میں اسکی دوست اسے جلدی آنے کا بول رہی تھی۔۔۔

وہ میسج پڑھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

اچھا اب میں چلتی ہوں۔۔۔ اسنے جانے کی چلدی مچائی۔

ہم چھڑو ادیتے ہیں۔۔۔ رضیہ بیگم بھی ساتھ ہی کھڑی ہوئی

نہیں آنٹی سب لوگ یہیں پاس ہی ہیں۔۔۔ میں خودی چلی جاؤ گی۔۔۔ وہ کہتی سب سے ملنے لگی۔

بہت اچھا لگا آپ کے ساتھ وقت گزار کے۔۔۔ ابیہا نے ادا سی سے کہا۔

ہاں واقعی بہت مزہ آیا۔۔۔ اب آپ کب آؤ گی۔۔۔ اجالا کہتی اسکے گلے لگی تو وہ مسکرا دی۔

اب میں نہیں آپ سب آنا۔۔۔ یہ میرے گھر کا ڈرس۔۔۔ اوکے میں چلتی ہوں۔۔۔

خیال رکھے کا دادی۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔ وہ دادی سے پیار لیتی۔۔۔ اجالا اور ایہا کے ساتھ کمرے سے باہر نکلی۔

تم دونوں بھی اپنا خیال رکھنا اور مجھے فون کرتی رہنا۔۔۔ پتہ چلے کے میرے جانے کے بعد تم مجھے بھول جاؤ۔۔۔ اسنے ہنستے ہوئے کہا تو ان دونوں نے بھی مسکرا کے ہاں میں سر ہلاتے اسے رخصت کیا۔



عائل اور یا سر صاحب کے علاوہ وہاں سب ہی موجود تھے جو رات کے کھانے کے بعد حال میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔۔۔

وہ بچی تو واقعی بہت اچھی ہے۔۔۔ دادا جان کے کہنے پر سب نے ان کی طرف دیکھا۔ کس کی بات کر رہے ہیں آپ۔۔۔ کاشان شاہ نے دریافت کیا۔

حیات کی۔۔۔ دادا جان مسکرا کے بولے۔

آپ کب ملے دادا جان۔۔۔ اجالانے پوچھا

جب میں جارہا تھا صبح تب وہ اندر آرہی تھی۔۔۔ مجھے تو وہ عادت کی کافی اچھی لگی ہے۔۔۔ دادا جان کے لہجے میں پیار تھا۔

ہاں یہ تو ہے وہ ہے ہی اتنی اچھی کے پہلی نظر میں ہی دل کو بھا جائے کیوں شاہ ویر۔۔۔

دادی جان نے بات کرتے شرارت سے شاہ ویر سے پوچھا جو سب سے بیگانا ہو کے فون میں مصروف تھا۔۔۔ دادی کے پکارنے پر نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔ میں سمجھا نہیں دادی جان آپ کہنا کیا چاہتی ہیں۔۔۔ وہ سمجھ کے بھی نہیں سمجھنا چاہتا تھا۔

یہی کے میں تو اس بچی کو اپنی بہو بنانے کے خواب دیکھ رہی تھی لیکن وہ تو منگنی شدہ نکلی۔۔۔ دادی کے کہنے پر دادا جان نے چائے کا کپ میز پر رکھا۔

اماں آگر آپ کو وہ اتنی ہی پسند آئی ہے تو رشتہ لے جاتے ہیں۔۔۔ کیا پتہ ان کا ارادہ بدل جائے کیونکہ ابھی تو صرف منگنی ہوئی ہے شادی تو نہیں ہوئی نا۔۔۔

کاشان صاحب ابھی تک حیات سے ملے نہیں تھے لیکن سب کی باتوں سے اندازہ لگا چکے تھے کہ ضرور اس لڑکی میں کوئی خاص بات ہے تبھی سب اس کے اتنے گن گارے ہیں۔

بیگم کاشان بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے جا کے بات کرنے میں کیا حرج ہے۔۔۔ لیکن پہلے اپنے پوتے سے تو پوچھ لو۔۔۔ کہیں اسے کوئی اعتراض نا ہو۔۔۔

دادا جان کی بات سنتے خاموش بیٹھی ابیہا اور اجالا کے چہروں پر چمک آگئی تھی اور دونوں خوشی سے دکتے چہروں سے شاہ ویر کو دیکھ رہی تھیں۔

جواب کے منتظر تو سب ہی تھے تبھی سب کی نظریں شاہ ویر پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

شاہ ویر نے ایک نظر سب کی امید بھری نظروں کو دیکھا۔۔۔ پھر سکون سے بولا۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ اس کے کہتے ہی جیسے سب کی رکی ہوئی سانسیں
بہال ہوئی تھیں۔۔۔۔

میں صدقے اپنے بیٹے کے۔۔۔ بس کاشان ہم کل ہی جا رہے ہیں رشتہ مانگنے۔۔۔
دادی جان کی جلد بازی پر سب مسکرائے۔

ہم بھی چلیں گے۔۔۔ ایہا اور اجالانے یک زبان کہا۔۔

نہیں ابھی صرف بڑے جائیں گے جب رشتہ پکا ہو جائے گا پھر تم دونوں بھی چلی
جانا۔۔۔

ابھی تو بیٹھ کے دعا کرو کہ وہ لوگ راضی ہو جائیں۔۔۔ رضیہ بیگم نے سمجھایا تو وہ
سمجھتے ہوئے ہاں میں سر ہلا گئیں۔

شاہ ویر تم چلو گے کل۔۔۔ دادا جان نے پوچھا۔

نہیں آپ لوگ چلے جائے گا میری کل میٹنگ ہے۔۔۔ شاہ ویر نے بہانا بنایا۔۔۔
اصل میں وہ خود نہیں جانا چاہتا تھا۔

ٹھیک ہے پھر کاشان تم بہو اور اپنی ماں کو لے کے چلے جانا مجھے کچھ کام ہے ورنہ میں بھی ساتھ چلتا۔۔۔

جی بہتر۔۔۔ کاشان صاحب نے سر کو خم دیتے کہا۔

سبھی لوگ خوش تھے ایک امید کی کرن جو تھی دل میں۔۔۔ لیکن کہیں ڈر بھی تھا کہ کہیں وہ لوگ انکار ہی نہ کر دیں۔۔۔

آپ لوگ روکیں میں حیات کی چادر لے کے آرہی ہوں وہ یہیں بھول گئی تھی۔۔۔ وہ لوگ حیات کے گھر جانے کے لیے نکل ہی رہے تھے جب اجالا کو یاد آیا کہ اسے حیات کی چادر واپس کرنی تھی۔

اسنے اصلی بات چھپاتے اپنے پاس سے بات بنائی اور اوپر اپنے کمرے کی جانب بھاگ گئی۔

اجالا ہمیں دیر ہو رہی ہے جلدی آؤ بیٹا۔۔۔ اجالا کو گئے پانچ منٹ ہو گئے تھے۔۔۔ لہک۔ جب وہ نہیں آئی تو دادی جان نے آواز لگائی۔

جی دادی بس آرہی ہوں۔۔۔ اسنے تیز آواز لگائی اور پھر سے ڈھونڈنے لگی۔

کہاں چلی گئی یہیں تو رکھی تھی۔۔۔ وہ پورا کمرہ کھنگال چکی تھی لیکن چادر کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔

آپ لوگ چلے جائیں۔۔۔۔ چادر نہیں مل رہی۔۔۔ پتہ نہیں میں نے کہاں رکھ دی مجھے یاد بھی نہیں آرہا۔۔۔ وہ نیچے آتی بتانے لگی۔

چلو ٹھیک ہے پھر ہم نکلتے ہیں۔۔۔ تم لوگ دعا کرنا کے سب اچھے سے آسانی سے ہو جائے۔۔۔ دادی جان کہتی رضیہ بیگم کے ساتھ باہر نکل گئی۔



حیات یہ میں کچھ سوٹ لے کے آئی تھی۔۔۔ دیکھ لو جو اچھا لگے رکھ لو ورنہ ناچینج کروا آئے گے۔۔۔

شمیم بیگم نے کپڑوں کے بیگ حیات کے سامنے رکھے۔

وہ جب سے گھر آئی تھی یہی تو دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ کبھی کوئی چیز حیات کو دیکھائیں تو کبھی کسی چیز کا پوچھتیں۔

حیات ان سب چیزوں سے خاصی تنگ آگئی تھی۔۔۔ اسے کوئی انٹرس نہیں تھا ان سب کاموں میں۔

لیکن سب کی خوشی کی خاطر وہ ہر کام میں حصہ لے رہی تھی۔

آپی آپ چل رہی ہونا بازار؟۔۔۔ کوئل نے حیات کو دیکھتے پوچھا جو کوئی کتاب لیئے بیٹھی تھی۔

اور شوپنگ بیگ ویسے کے ویسے ہی سامنے رکھے ہوئے تھے۔

میرا کوئی ارادہ نہیں ہے جانے کا۔۔۔ حیات نے بے زاریت سے کہا۔

وقت کتنا بچا ہے شادی میں !!!، کب جاؤ گی شوپنگ پہ۔۔۔ شمیم بیگ نے جھڑکا۔

اما آپ اپنی پسند کی شوپنگ کر آئیں۔۔۔ اسنے اثر لیئے بغیر کہا۔

ٹھیک ہے میں ابھی تو جا رہی ہوں لیکن دو تین دن بعد روحان آئے گا شادی کا سوٹ لینے جانے کے لیے۔

اور اسے کے ساتھ تم بھی جاؤ گی۔۔۔ وہ حکمیہ بولیں۔

جب کے حیات نے ایک کان سے سنتے دوسرے سے نکال دیا۔



کوئل اور شمیم بیگم کو گئے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی۔۔۔ جب دروازہ بجا۔

وہ جو صوفے پر بیٹھی یونی کا کچھ کام کر رہی تھی دروازے کی آواز پر سب چھوڑتی دروازے کی طرف بڑھی۔

ارے آپ لوگ۔۔۔ اسنے دروازہ کھولا تو سامنے دادی جان، کاشان صاحب اور رضیہ بیگم کو کھڑا دیکھ۔۔۔ ایک دم خوش ہوتی انہیں اندر آنے کی جگہ دینے لگی۔

کیسی ہو بیٹا۔۔۔ دادی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے پیار سے کہا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ کسی ہیں۔۔۔ اور یہ۔۔۔ حیات نے کاشان صاحب کو دیکھتے
الجھ کے پوچھا۔

یہ اجالا کے بابا ہیں۔۔۔ دادی نے جواب دیا۔

وہ جب بھی حویلی گئی تھی کاشان صاحب سے اسکا سامنا کبھی نہیں ہوا تھا۔

ایہا اور اجالا کو نہیں لائیں۔۔۔ انہیں اندر لاتی ہوئی پوچھنے لگی۔

ابھی تو ہم کسی کام سے آئے ہیں۔۔۔ جب بعد میں آئیں گے تو انہیں بھی ساتھ لائیں
گے۔۔۔ رضیہ بیگم مسکراتے ہوئے صوفے پر بیٹھیں۔

کام سے مطلب۔۔۔ حیات نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے بیٹا۔۔۔ یہ بتاؤ گھر پر کوئی نہیں ہے کیا۔۔۔
کاشان صاحب نے پیار سے پوچھا۔

جی انکل بابا تو آفس گئے ہوئے ہیں اور ماما چوٹی بہن کے ساتھ شوپنگ پر گئی ہوئی ہیں۔۔۔ حیات نے مسکرا کے بتایا۔

اچھا آپ لوگ بیٹھیں میں چائے لاتی ہوں۔۔۔ حیات کہتی جانے لگی جب دادی نے اس کا ہاتھ پکڑتے واپس بیٹھا دیا۔

ارے بیٹا اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ تم یہ بتاؤ کب تک آئیں گی تمہاری ماما۔۔۔ دادی جان نے رسان سے پوچھا۔

ماما تو ابھی گئی ہیں۔۔۔ آنے میں شاید دیر ہو جائے گی۔۔۔

آپ کو تو پتہ ہے شادی کی شوپنگ میں دیر تو ہو جاتی ہے۔۔۔ حیات کے کہنے پر سب نے چونک کے اسے دیکھا۔

شادی۔۔۔۔۔ کس کی شادی۔۔۔ رضیہ بیگم اپنے دل میں ابھرتے ڈر کو دباتی بولیں۔

میری۔۔۔ حیات دھیمی افسردہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

کیا تمہاری شادی ہونے والی ہے۔۔۔ رضیہ بیگم کو یقین نا آیا۔

جی پندرہ دن بعد میری شادی ہے۔۔۔

کس کے ساتھ۔۔۔ کون ہے وہ جس کے نصیب میں میری ہیرے جیسی بیٹی

ہے۔۔۔ رضیہ بیگم بھی اداس ہوئیں لیکن وہ مسکرا کے پوچھنے لگیں۔

روحان نام ہے اس کا میری خالہ کا بیٹا ہے۔۔۔

مطلب میرا خواب، خواب ہی رہ جائے گا۔۔۔ دادی جان کا لہجہ اداس ہوا۔

مطلب۔۔۔ حیات نے نا سمجھی سے پوچھا۔

بیٹا ہم تو یہاں تمہارا رشتہ مانگنے آئے تھے۔۔۔ لیکن ہمیں بالکل اندازہ نہیں تھا کہ

آپ کی شادی ہونے والی ہے۔۔۔

کاشان صاحب بھی اداس ہوئے۔۔۔ انہیں حیات پہلی نظر میں ہی اپنے بیٹے کے لیے

اچھی لگی تھی۔

حیات کو سمجھنا آیا کے وہ اب کیا کہے۔۔۔ اسے تو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ ایسا سوچتے ہیں۔

میں اپنی شادی کا کارڈ دینے ضرور آؤ گی۔۔۔ آپ سب نے ضرور آنا ہے۔۔۔ اس نے بات بدلی۔

ضرور آئیں گے۔۔۔ دادی جان نے محبت سے کہا۔

اچھا اب ہمیں چلنا چاہیے۔۔۔ کاشان صاحب کہتے آٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

ارے ابھی تو آپ لوگ آئے ہیں۔۔۔ ابھی تو کچھ کھایا پیا بھی نہیں ہے۔۔۔ اور ایسے ہی جارہے ہیں۔۔۔ یہ تو غلط بات ہے۔

حیات نے ناراضگی سے کہا۔

ارے بیٹا پھر کبھی آئیے گے تو ضرور دیر تک بیٹھیں گے۔۔۔ لیکن ابھی چلیں گے تاکہ وقت سے گاؤں پہنچ جائیں۔۔۔

کاشان صاحب نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

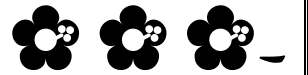
ٹھیک ہے انکل آج میں آپ کی بات مان رہی ہوں۔۔۔ لیکن اگلی بار آپ نے دیر تک بیٹھنا ہے۔۔۔

حیات نے حق سے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔۔۔ انہیں حیات کا اتنے حق سے بات کرنا اچھا لگا تھا۔

بہت کی کم وقت میں وہ انہیں اپنی اپنی لگنے لگی تھی۔

اللہ تمہیں خوش رکھے۔۔۔ آباد رکھے، تمہارے نصیب اچھے کرے۔۔۔ دادی جان اسے دعا دیتی باہر بڑھ گئی۔

وہ انہیں دروازے تک چھوڑنے گئی۔۔۔ اور مسکرا کے الودہ کہتی اندر آگئی۔



گاڑی میں چھائی خاموشی کو کاشان صاحب کے فون کی آواز نے تھوڑا۔۔۔

بولو شاہ ویر۔۔۔ انہوں نے فون کان سے لگاتے پوچھا۔

آگر آپ لوگ حیات کے گھر پر ہیں تو میں پک کر لیتا ہوں۔۔۔

نہیں اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ ہم لوگ واپسی کے لیے نکل گئے ہیں۔۔۔ کا شان

صاحب کے کہنے پر اسنے اوکے کہتے فون رکھ دیا۔

میرا کتنا ارمان تھا اس بچی کو اپنی بہو بنانے کا لیکن شاید ایسا نصیب میں ہی نہیں تھا۔۔۔

دادی جان افسردہ ہوئیں۔

بس اماں دعا کریں۔۔۔ اللہ اسکے نصیب اچھے کرے۔۔۔ رضیہ بیگم کے کہنے پر دادی

جان اور آگے بیٹھے کا شان صاحب نے آمین کہا۔



ماما میں جن کے گھر گاؤں میں گئی تھی وہ لوگ آئے تھے۔۔۔ شمیم بیگم دو گھنٹے بعد

جب واپس آئی تو حیات نے بتایا۔

اچھا کب آئے تھے۔۔۔ شمیم بیگم وہیں صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولیں۔

آپ کے جانے کے دس، پندرہ منٹ بعد آئے تھے۔۔۔ حیات شوپنگ بیگ میں سے چیزیں نکالتے ہوئے بولی۔

تو تم نے کیا کھلایا پلایا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔ انہوں نے منا کر دیا تھا۔۔۔

اصل میں وہ ایک کام سے یہاں آئے تھے۔۔۔ حیات نے عام سے لہجے میں کہا۔
کس کام سے۔۔۔

وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ میری شادی ہو رہی ہے، اس لیے رشتہ لے کے آئے تھے۔۔۔ حیات کے کہنے پر وہ اسے دیکھ کے رہ گئیں۔

اچھا ٹھیک ہے تم یہ سب چھوڑو اور جاؤ یہ سامان کمرے میں رکھو۔۔۔ حیات نے انہیں دیکھا جن کا چہرہ اتھوڑا بچھ سا گیا تھا۔۔۔

شمیم بیگم کے دماغ میں کیا چل رہا تھا کیا نہیں وہ نہیں جانتی تھی ناہی اسنے پوچھنا مناسب سمجھا۔۔۔ وہ کوئی بھی سوال جواب کیئے بغیر چیزیں اٹھاتی کمرے میں چلی گئی۔



وہ گھر آیا تو اجالا اور ایہا سامنے ہی بیٹھی پڑھنے میں مصروف تھیں۔۔۔ جب کے دوسرے صوفے پر عائل بیٹھا کتاب میں کچھ دیکھ رہا تھا۔ اور بھئی کیا ہو رہا ہے۔۔۔ شاہ ویران کے پاس بیٹھتا خوشگوار لہجے میں پوچھنے لگا۔ کچھ نہیں بھائی بس پڑھائی ہو رہی ہے۔۔۔ اجالانے منہ بنا کے کہا۔ عائل تم میری بہن کو ڈانٹتے تو نہیں ہونا۔۔۔ اسنے رعب سے پوچھا اب اگر تمہاری بہن کام ہی ڈانٹ کھانے والے کرے تو اس میں میری غلطی نہیں ہے۔۔۔ اسنے بھی کندھے اچکائے۔۔۔

چلو کوئی بات نہیں کبھی کبھی ڈانٹ لے نا۔۔ شاہ ویر جانتا تھا اب اجالا کی آواز ضرور نکلے گی۔۔ اس لیے وہ اسے ترچھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

لیکن اسکی توقع کے مطابق۔۔ آج اجالا کی آواز نہیں آئی تھی

اجالا آپ ٹھیک ہونا۔۔ کیا عائِل نے ڈانٹا ہے۔۔ شاہ ویر کو تشویش ہوئی۔۔ جب کے عائِل نے اسے گھورا تھا۔

مطلب اب اگر اس کہ بہن خاموش ہے تو اس کے پیچھے بھی وہی تھا۔۔ یہ تو سراسر غلط بات تھی۔

اجالا نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

پھر کیا بات ہے گڑیا۔۔ ایہا آپ بتاؤ کیا ہوا ہے اجالا کو۔۔ اجالا کو خاموش پا کے شاہ ویر نے ایہا سے پوچھا۔

عائِل نے نظر اٹھا کے اجالا کو دیکھا جو آج واقعی کافی خاموش تھی۔۔ اور شرافت سے پڑھ رہی تھی۔

آپ کو پتہ ہے نابھائی کے آج دادی حیات کے گھر گئیں تھیں۔۔۔ رشتہ مانگنے۔۔۔ ایہا نے ایک نظر اجالا کے دیکھتے وجہ بتانی شروع کی۔

ہاں تو اس میں اداس ہونے والی کیا بات ہے۔۔۔ اگر میری گڑیا یہ نہیں چاہتی تو ہم انکار کر دیتے ہیں۔۔۔ شاہ ویر پیار سے اپنی بہن کو دیکھتا بولا۔

اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔ کیونکہ حیات کی شادی ہونے والی ہے۔۔۔ اسکی خالہ کے بیٹے سے۔۔۔ اجالا روہانی ہوئی۔

اجالا اور ایہا کو جب سے پتہ چلا تھا وہ دونوں جب سے ہی اداس تھیں۔۔۔ لیکن ایہا کے مقابلے میں اجالا زیادہ اداس تھی۔

یہ کیا بول رہی ہو۔۔۔ میرا مطلب کیا تم نے پہلے اس سے نہیں پوچھا تھا اس بارے میں۔۔۔ شاہ ویر کے پوچھنے پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

بھائی میں حیات کو اپنی بھابھی بنانا چاہتی تھی مجھے وہ آپ کے لیے بہت پسند تھی لیکن۔۔۔ وہ بچوں کی طرح نچلا ہونٹ باہر نکال کے بولی

عائل نے اسکی آواز پر اسے دیکھا جو رونے کو تیار تھی۔۔۔ ایک پل کو تو عائل کو اجالا پر بہت پیار آیا جس کے ساتھ اسکے عنابی لبوں پر خود بخود مسکراہٹ آئی جو وہ چھپا گیا۔

ایسے دل چھوٹا نہیں کرتے گڑیا۔۔۔ جو نصیب میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔۔۔ شاہ ویر نے اسے سمجھایا

جی بھائی لیکن۔۔۔ لیکن ویکن کچھ نہیں۔۔۔ اپنی پڑھائی پر دھیان دو۔۔۔ وہ کہتا اٹھ کے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

اجالا بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔ جو نصیب میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے تم اداس نہیں ہو۔۔۔ ابیہا نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

جاؤ تم دونوں آج کے لیے بس اتنا ہی باقی کل دیکھیں گے۔۔۔ عائل نے اجالا کی اداس شکل دیکھتے ہوئے انہیں چھٹی دے دی۔

لیکن شاید وہ کچھ زیادہ ہی اداس تھی اس لیے بغیر کوئی رسپانس دیئے اپنی چیزیں سمیٹتی چلی گئی۔



بابا آپ نے جو جو نام بتائے تھے وہ سب میں نے لکھ دیئے ہیں اور بھی اگر کسی کا لکھنا ہے تو بتادیں۔۔۔ کھانے کے بعد سب لاؤنچ میں بیٹھے مہمانوں کی لسٹ بنا رہے تھے۔۔۔ جب کوئل نے پوچھا

ارے بیٹا ہمارے رشتے دار ہی کتنے ہیں۔۔۔ بس چند ایک لوگ ہیں جن کا نام لکھوا دیا ہے۔۔۔ ناصر صاحب ہلکا سا ہنس کے بولے۔

چلیں مانا بابا!!! آپ دادا کے اکلوتے بیٹے ہیں اس لیے ہماری کوئی پھپھو، تایا، چاچا نہیں ہیں۔۔۔

لیکن ماما آپ نے کبھی نہیں بتایا کہ ہمارے ننھیال میں کون کون ہے۔۔۔ کوئل کی بات سنتی شمیم بیگم کا رنگ ایک دم پھیکا پڑا۔

ہاں ماما کو مل ٹھیک کہہ رہی ہے !!!،، آپ نے کبھی نہیں بتایا کہ ہمارے نانی نانا کہہ رہتے ہیں۔۔۔ کون ہیں۔۔۔

ایسا کیوں ہے کہ آپ کبھی ان کے بارے میں بات نہیں کرتیں۔۔۔ حیات نے آج وہ سارے سوال پوچھ لیئے تھے جو کب سے اسکے دماغ میں چل رہے تھے۔

ناصر صاحب نے شمیم بیگم کو دیکھا جن کی آنکھوں میں نمی گھلنے لگی تھی۔

بیٹا یہ کیا باتیں لے کے بیٹھ گئی ہو۔۔۔ اپنی شوپنگ نہیں دیکھاؤ گی مجھے۔۔۔ ناصر صاحب نے بات بد لنی چاہی لیکن آج شاید ممکن نہیں تھا۔

نہیں بابا میں جاننا چاہتی ہوں کہ آخر ایسی کون سی بات ہے جو آپ اور ماما کبھی ہمارے ننھیال کے بارے میں بات نہیں کرتے۔۔۔

ایسا کہا ہے جو ہمیں نہیں بتانا چاہتے آپ لوگ۔۔۔ حیات باضد تھی۔

بس بہت ہوا آج کے بعد میں اس بارے میں کوئی بات نہیں سنو گی سمجھیں تم دونوں۔۔۔ شمیم بیگم ایک دم غصہ سے کہتی اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

بابا کیا ہوا ماما کو وہ ایسا ریٹکٹ کیوں کر رہی ہیں۔۔۔ کوئل نے معصومیت سے پوچھا۔
کچھ نہیں ہوا بیٹا۔۔۔ آپ لوگ یہ سب رکھ دینا میں جا کے دیکھتا ہوں تمہاری ماما
کو۔۔۔ ناصر صاحب پیار سے کہتے کمرے کی طرف چل دیئے۔
پیچھے وہ دونوں کندھے اچکاتی اپنے کام میں لگ گئیں۔
دن تیزی سے گزر رہے تھے۔۔۔ شادی میں کچھ وقت ہی رہ گیا تھا۔۔۔
آج روحان حیات کو براؤنڈل ڈریس دلانے لے کے جا رہا تھا۔۔۔ حیات نے بہت
کوشش کی کہ وہ ناجاپائے لیکن آخر میں اسے شمیم بیگم کے سامنے ہارنا ہی پڑا۔
جس کے نتیجے میں اب روحان حیات کے گھر موجود تھا۔
خالہ آپ کی بیٹی تو بہت دیر لگا رہی ہے۔۔۔ روحان نے منہ بنایا۔
تیار ہو رہی ہو گی نا اس لیے دیر لگ رہی ہے۔۔۔ میں دیکھتی ہوں۔۔۔ شمیم بیگم کہتی
حیات کے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔

حیات روحان کب سے انتظار کر رہا ہے کب آؤ گی۔۔۔ اور تم کہاں جا رہی ہو اتنا تیار ہو کے۔۔۔ شمیم بیگم نے حیات سے کہتے کوئل کو دیکھا جو تیار کھڑی تھی۔

یہ آپنی مجھے زبردستی اپنے ساتھ لے کے جا رہی ہیں میں نے تو بہت منا کیا لیکن مان ہی نہیں رہی ہیں۔۔۔ کوئل معصومیت سے بولی

حیات روحان کیا سوچے گا۔۔۔ وہ تمہیں لے کے جانا چاہتا ہے۔۔۔ اور تم کوئل کو بھی ساتھ لگا رہی ہو۔۔۔ شمیم بیگم غصہ ہوئی۔

ٹھیک ہے میں کوئل کو نہیں لے کے جاتی۔۔۔ تو آپ چلیں پھر۔۔۔ وہ چادر اپنے گرد لیتے سکون سے بولی۔

دماغ خراب ہو گیا ہے کیا!!! میں کوئل کا منا کر رہی ہوں اور تم مجھے لے کے جانے کی بات کر رہی ہو۔۔۔ روحان کے باہر بیٹھے ہونے کی وجہ سے وہ دبی دبی آواز میں غصے سے چیخیں۔

وہ اب تنگ آنے لگی تھی حیات کی فضول باتوں سے۔۔۔

ٹھیک ہے پھر میں اسے بول دیتی ہوں کہ میں نہیں جا رہی۔۔۔ کیونکہ میں اکیلی جاؤں گی نہیں اور آپ میرے ساتھ کوئل کو جانے نہیں دے رہیں۔۔۔

وہ آرام سے کہتی باہر نکلنے لگی جب شمیم بیگم نے اسے بازو سے پکڑ کے روکا

اکیلے جانے میں کیا مسئلہ ہے۔۔۔ وہ تمہاری خالہ کا بیٹا ہے اور اب تو ہونے والا شوہر بھی ہے۔۔۔ وہ اسے گھورتے ہوئے بولیں۔

ہونے والا۔۔۔!!!! ہو اتو نہیں ہے نا۔۔۔ اور آپ جانتی ہیں میں کبھی بھی ایسے اس کے ساتھ اکیلی نہیں گئی تو اب کیوں جاؤ۔۔۔

جب میرا اس کے ساتھ ایک مضبوط رشتہ جڑ جائے گا تو میں اکیلی بھی چلی جاؤں گی۔۔۔ حیات نے آرام سے کہا تو شمیم بیگم کو بھی اس کی بات ٹھیک ہی لگی۔۔۔ اور وہ کوئل کو ساتھ بھینچنے پر راضی ہو گئیں تھیں۔

ٹھیک ہے کوئل تم ساتھ چلی جاؤ۔۔۔ اور جلدی باہر آؤ روحان کب سے انتظار کر رہا ہے۔۔۔ شمیم بیگم کہتی کمرے سے نکل گئیں۔

ان کے نکلتے ہی حیات نے اپنا بیگ لیا اور کوئل کو لیتی باہر بڑھ گئی۔

شکر ہے تم آتو گئیں۔۔۔ ورنہ مجھے تو لگا تھا میں یہیں بیٹھے بیٹھے بوڑھا ہو جاؤ گا۔۔۔

روحان نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

آگر تمہارا ہو گیا ہو تو کیا ہم چلیں۔۔۔ حیات نے بے زاریت سے کہا۔

جی جناب کیوں نہیں۔۔۔ اسنے ایک ہاتھ سینے پر رکھتے دوسرا ہاتھ پھیلائے سر کو خم

دیا۔

ہا ہا ہا بس بھی کر دیں روحان بھائی۔۔۔ کوئل اس نے انداز پر ہنسی۔۔۔ تو وہ بھی ہنستا ہوا

انہیں لیئے باہر نکل گیا۔

شمیم بیگم نے اسے حیات کی سوچ سے آگاہ کر دیا تھا جس پھر وہ بہت خوش تھا کہ

اسے ایک نیک ہمسفر ملنے جا رہی ہے۔



کیا واقعی۔۔۔ وہ حیرت سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی کے کہیں وہ مزاق تو نہیں کر رہا۔۔۔ لیکن وہاں تو سوائے سنجیدگی کے اور کچھ نہیں تھا۔
ہاں۔۔۔ وہ اسی انداز میں بولا۔۔۔

مجھے یقین نہیں آرہا لا لاکے آپ مجھے مہندی لا کے دیں گے۔۔۔ مطلب یہ تو بریکنگ نیوز ہے۔۔۔

میں تو آپ کو کھڑوس سمجھتی تھی لیکن آپ تو بہت اچھے نکلے ہیں۔۔۔ کتنا خیال ہے نا آپ کو ہم سب کا۔۔۔

ایہا بلکل ٹھیک کہتی ہے کہ آپ صرف باہر سے ہی روڈ دیکھتے ہیں لیکن آپ کا دل بہت اچھا ہے۔۔۔ وہ جو بولنے پر آئی تو بولتی ہی چلی گئی۔۔۔

اففف کتنا بولتی ہو۔۔۔ کبھی پڑھ بھی لیا کرو۔۔۔ وہ تنگ آ کے بولا۔

ایک تو آپ کی ہر بات پڑھائی سے شروع ہو کے پڑھائی پر ہی ختم ہوتی ہے۔۔۔ لیکن میں ایک بات بتا دیتی ہوں کہ خوبصورت لڑکیاں زیادہ نہیں پڑھتیں۔۔۔

آگر زیادہ پڑھیں گی تو ان کے چشمہ لگ جائے گا،، اب ہر کسی پر تو چشمہ اچھا نہیں لگتا۔۔۔ اس لیے میں زیادہ نہیں پڑھتی۔۔۔

اگر میرے چشمہ لگ گیا۔۔۔ تو پتہ نہیں میں اچھی لگو گی بھی یا نہیں۔۔۔ اس لیے میں زیادہ نہیں پڑھتی۔۔۔ وہ شان بے نیازی سے بولی۔

عائل تو اسکا انداز ہی دیکھتا رہ گیا!!! جو اسی بے تکی بات پر اتر رہی تھی۔

مجھے ایسے ہی کسی جواب کی توقع تھی۔۔۔ وہ اسے گھورتا ہوا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

کہاں جا رہے ہیں لالا!!!، آپ تو مہندی دلانے لے کے جانے والے تھے نا۔۔۔ اسے

جاتا دیکھ اجالانے پیچھے سے آواز لگائی لیکن وہ ان سنی کرتا اندر چلا گیا۔

ہنہ جھوٹے۔۔۔ غلط کہتی ہے ایہا کوئی اچھے نہیں ہیں یہ۔۔۔ وہ بھی سر جھٹک کے

بڑبڑاتی ہوئی واپس وہیں بیٹھ گئی۔



ہممم کہاں ہے وہ۔۔۔ فون کی دوسری جانب سے گھمبیر آواز آئی۔

میرے سامنے ہی ہیں سر۔۔۔ مال کے لاسٹ فلور پر کھڑے آدمی نے انہیں نظروں
نے حصار میں لیئے ادب سے کہا۔

ٹھیک ہے اٹھالو۔۔۔ دوسری طرف سے آرڈر آیا۔

سر ان کے ساتھ دو لوگ اور بھی ہیں۔۔۔

انہیں بھی اٹھالو۔۔۔ لیکن دھیان سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔۔۔ اتنا
کہتے فون بند ہو گیا۔

اور وہ آدمی آرڈر فالو کرنے نکل پڑا۔

وہ لوگ مزے سے گھوم رہے تھے یہ جانے بغیر کے خطرہ ان کی طرف تیزی سے
بڑھ رہا ہے۔



ہیلو۔۔۔ بغیر دیکھے فون کان سے لگایا۔

آج آرہے ہیں نا آپ۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

کون۔۔۔ نظریں لیپ ٹاپ پر جمائے کچھ ٹائم کرتے پوچھا۔

کون!!! آپ نہیں جانتے کے میں کون ہوں۔۔۔ بھول گئے مجھے۔۔۔ دوسری طرف سے حیران پریشان سی آواز آئی۔

اسنے کان سے فون اٹھاتے اسکرین پر چمکتا آمنہ کا نام دیکھا اور گہرا سانس بھرتے خود کو ڈانٹ سنے کے لیئے تیار کیا۔

سوری یار میں کام میں تھوڑا بزی تھا اس لیئے بغیر دیکھے فون اٹھالیا۔۔۔ وہ کام چھوڑتا کر سی کی پشت سے ٹیک لگاتا بولا۔

چلیں مان لیتی ہوں کے آپ نے نام نہیں پڑھا لیکن آواز وہ بھی نہیں پہچانی۔۔۔ وہ افسوس سے بولی۔

سوری۔۔۔ عائش نے ایک بار پھر معافی مانگی۔

رہنے دیں مجھے بات ہی نہیں کرنی۔۔۔ بس مجھے یہ بتادیں کہ رات کو کھانے پر آئے

گے یا نہیں۔۔۔ اماں پوچھ رہی ہیں۔۔۔ ناراضگی سے بھرپور آواز آئی۔

ضرور آؤ گا۔۔۔ اور تمہارے لیے گفٹ بھی لاؤ گا۔۔۔ اسنے مسکرا کے کہا۔

آواز تو پہچان نہیں سکے۔۔۔ اور بات کرتے ہیں گفٹ لانے کی۔۔۔ ہنہ نہیں

چاہیے۔۔۔ اسنے کہتے کال کاٹ دی تو وہ بھی اسے بعد میں منانے کا ارادہ کرتا

مسکراتے ہوئے اپنے کام کی طرف متوجہ ہوا۔



وہ بیدار ہوئی تو اسکا سر بہت بھاری ہو رہا تھا۔۔۔ وہ اٹھ کے بیٹھتی دونوں ہاتھوں سے

سر تھام گئی۔

تھوڑا ٹھیک ہونے پر آہستہ سے آنکھیں واکی تو خود کو ایک انجان جگہ پر پاتے ساری

حسیں بیدار ہوئیں۔

اسنے نظریں گھما کے دیکھا تو وہ ایک بڑے سے کمرے میں موجود تھی۔۔۔ جس میں ایک طرف ڈرائنگ ٹیبل رکھی ہوئی تھی، کمرے کے بیچ میں صوفے رکھے ہوئے تھے جن کے درمیان میز رکھی تھی۔۔۔ ایک کنگ سائز بیڈ جس پر وہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ اسنے گلے میں ڈلا دوپٹہ جلدی سے سر پر اوڑھا۔

اسنے دیکھا تھا کمرے میں تین دروازے تھے۔۔۔ جس میں دو ایک ساتھ تھے اور ایک الگ۔۔۔ وہ جلدی سے بیڈ سے نیچے اتری تو ایک دم چکر آیا۔

اسے یاد آیا وہ تو کومل اور روحان کے ساتھ شوپنگ کر کے پارکنگ کی طرف جا رہی تھی جب کسی نے اسکے منہ پر رومال رکھا جس کے بعد وہ ہوش و حواس سے بیگانگی ہو گئی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آیا کہ ایسی ہرکت آخر کر کون سکتا ہے۔۔۔ اس کی تو کسی سے دشمنی بھی نہیں تھی۔۔۔ پھر کون تھا اسے یہاں لانے والا۔

میں اکیلی تو نہیں تھی۔۔۔ تو پھر روحان اور کوئل کہاں ہیں۔۔۔ اور میں کہاں ہوں۔۔۔ وہ سوچی تیزی سے ننگے پیر ہی اس الگ بنے دروازے کی طرف بڑی اور زور زور سے بجانے لگی۔

کوئی ہے۔۔۔ کوئی سن رہا ہے مجھے۔۔۔ وہ چیخی تھی۔
دروازہ کھولو۔۔۔ کون لایا ہے مجھے یہاں۔۔۔۔۔ کوئی ہے۔۔۔ مجھے باہر نکالو۔۔۔۔۔
مسلسل چختے چختے اسکا حلق خشک ہو گیا تھا لیکن پھر بھی اس نے آوازیں لگانا بند نہیں کیا تھا۔

وہ ٹی وی لاؤنچ میں ٹانگ پر ٹانگ رکھے صوفے کی پشت سے ٹھیک لگائے آنکھیں
موندے بیٹھا اسکی چیخیں سن رہا تھا۔۔۔

بیٹا یہ ٹھیک نہیں ہے اس طرح زبردستی کرنا صحیح نہیں ہوگا۔۔۔ بوانے اسکی چیخیں
سنتے پریشانی سے سامنے بیٹھے شخص کو سمجھانا چاہا۔۔۔ جو ناممکن تھا

بوا میں کوئی زبردستی نہیں کرو گا وہ خود ہی مجھ سے نکاح کرنے کے لیے راضی ہو گئی۔۔۔ وہ صوفے سے اٹھتا اوپر کی طرف بڑھ گیا جہاں حیات بند تھی۔

پلیز کوئی تو سنو۔۔۔ مجھے نکالو یہاں سے۔۔۔ وہ تھک کے وہی دروازے کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔۔ جب کٹکی کی آواز سے جلدی سے کھڑی ہوتے دروازے سے تھوڑا دور ہوئی۔

اسنے ادھر ادھر نظریں گھومتے دیکھا کے کوئی چیز اسے اپنی حفاظت کرنے کے لیے مل جائے لیکن وہاں ایسا کچھ نہیں تھا۔۔۔ جب ایک دم دروازہ کھولا اور وہ شخص اندر آیا۔

آپ۔۔۔ آنے والے شخص کو دیکھتے اسکی آواز حلق میں ہی رہ گئی۔
کیسی ہو۔۔۔ وہ اپنی گھمبیر آواز میں بولا

آپ یہاں۔۔۔ مطلب آپ نے مجھے کڈنیپ کروایا ہے۔۔۔ وہ بے یقینی سے بولی۔۔۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ چند ملاقاتوں میں جس شخص نے ٹھیک سے اسکی طرف دیکھا نہیں تھا وہ اسے کڈنیپ کیوں کروائے گا۔

ہاں میں نے ہی تمہیں کڈنیپ کروایا ہے۔۔۔ وہ اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھتا مسکرا کے بولا۔

حیات نے پہلی بار اس مغرور انسان کو مسکراتے دکھا تھا۔۔۔ وہ مسکراتا ہوا کافی اچھا لگتا تھا لیکن حیات کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

مسٹر شاہ ویر کیا آپ مجھے بتانا پسند کریں گے۔۔۔ کے مجھے یہاں کیوں لائے ہیں اور میری بہن اور کزن کہاں ہیں۔۔۔ حیات نے بغیر ڈرے مضبوط لہجے میں کہا۔

تمہاری بہن اور کزن دونوں ٹھیک ٹھاک ہیں اور رہی بات تمہیں یہاں لانے کی تو وہ تمہیں ابھی پتہ چل جائے گا۔۔۔

بو اسامان لے کے آئیں۔۔۔ حیات سے کہتے اس نے بوا کو آواز لگائی جو چند سیکنڈ میں سامان کے ساتھ حاضر تھیں۔

یہاں رکھ دیں۔۔۔ اس کے کہنے پر وہ سامان صوفے پر رکھتی چلی گئیں۔۔۔ جب کے شاہ ویر کی نظریں حیات پر ٹکی اسکا جائزہ لے رہی تھیں۔

جو اورنج فراک پہلے دوپٹہ اچھے سے سر پر اوڑھے کھڑی تھی۔۔۔ حسین چہرے پر پریشان صاف واضح تھی۔

کھولو۔۔۔ اسنے مسکرا کے کہا۔

اسنے آگے بڑھتے جلدی سے وہ شوپنگ بیگ کھولے۔۔

اس میں تو کپڑے اور جیولری ہے۔۔۔ اسنے سمجھ نہیں آیا یہ سب وہ کر کیا رہا ہے۔

گڈ!!! اب جلدی سے اسے پہن کے تیار ہو جاؤ۔۔۔ وہ آنکھوں میں چمک لیے اسے دیکھ رہا تھا۔

کس لیئے۔۔۔ اسے کسی انہونی کا احساس ہوا۔

ہمارے نکاح کے لیئے۔۔۔ اسنے سکون سے اسکے سر پر دھماکہ کیا۔

یہ کیا بکواس ہے میں آپ سے نکاح کیوں کرو گی۔۔۔ وہ غصے سے جھنجھلائی۔

کیونکہ میں چاہتا ہوں اس لیئے۔۔۔ وہ کہتا ایک قدم آگے بڑھا۔۔۔ تو وہ دو قدم پیچھے ہوئی

میں کبھی آپ سے نکاح نہیں کرو گی۔۔۔ وہ اندر سے ڈر رہی تھی لیکن خود کو بہادر ثابت کرتے دو بدوبولی۔

ٹھیک ہے پھر یہی روں۔۔۔ کیونکہ جب تک نکاح نہیں ہو گا تم یہاں سے نہیں جاؤ گی۔۔۔ اسنے کندھے اچکائے۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ میرا دس دن بعد نکاح ہے میں ایسا نہیں کر سکتی۔۔۔ لیکن میں یہاں بھی نہیں رک سکتی میرے بابا کی عزت۔۔۔ وہ کہتے کہتے رکی۔۔۔ وہ اپنے

آپ کو بہت مضبوط سمجھی تھی لیکن اب وہ ٹوٹ رہی تھی کیونکہ بات اسکے بابا کی عزت کی تھی۔

بواپانی لائیں۔۔۔ اسنے بوا سے کہا جو تھوڑی دیر میں ہی پانی کے ساتھ حاضر ہوں۔
انہیں حیات کو دیکھ کے بہت افسوس ہوا لیکن وہ اس کے لیئے کچھ کر بھی نہیں سکتی تھیں۔۔۔ اس لیئے خاموشی سے پانی دیتی چلی گئیں
پانی پیو پھر سوچو۔۔۔ اسنے پانی اسکی طرف بڑھایا۔

نہیں پینا مجھے پانی مجھے جانا ہے یہاں سے۔۔۔ وہ گلاس کو ہاتھ مارتی غصے سے غرائی جس کے نتیجے میں گلاس گر کے ٹوٹ گیا۔

میں تمہیں سوچنے کے لیئے آدھا گھنٹا دے رہا ہوں اگر تم مان جاتی ہو تو ٹھیک ہے ورنہ سوچ لینا تمہارے بابا کی عزت کا کیا ہو گا کیسے لوگوں کا سامنا کرے گے وہ۔۔۔ شاہ ویر نے دھمکی دی اور کمرے سے باہر نکلنے لگا۔

اسنے اپنے دماغ کو حاضر رکھتے پاس پڑے گلاس کے کانچ کو جلدی سے اٹھایا اور اپنی کلائی پر رکھ لیا۔

میں آپ سے نکاح کبھی نہیں کروں گی۔۔۔ یا تو آپ مجھے جانے دیں یا میں اپنی جان لے لوں گی۔۔۔ اسکی آواز پر شاہ ویر کے باہر جاتے قدم رکھے تھے۔

اسنے پلٹ کے اسے دیکھا جو کلائی پر کانچ رکھے کھڑی تھی۔۔۔

حیات کے مطابق تو اسے پریشان ہونا چاہئے تھا لیکن وہ تو آرام سے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ تمہیں جو کرنا ہے کر لینا لیکن پہلے یہ دیکھ لو۔۔۔ شاہ ویر نے کہتے ایل ٹی ڈی اون کی۔

اسنے اسکرین کی طرف دیکھا جس پر ایک طرف روحان رسیوں میں باندھا ہوا تھا تو دوسری طرف کوئل کمرے میں بند دروازہ پیٹ رہی تھی۔

یہ دیکھتے حیات کا ہاتھ کلائی سے خود بخود نیچے گیا تھا۔۔۔

یہ تمہاری بہن اور تمہارا کزن اگر ایک رات کے لیئے میں تمہاری بہن کو یہیں قید رکھوں اور

دوسری طرف تمہارے کزن کو مار کے اسکی لاش اسکے گھر پہنچا دوں تو کیا ہو گا۔۔۔
کیا تم نے سوچا ہے۔۔۔ وہ پر سکون لہجے میں کہتا اسکا سکون غارت کر گیا۔
نہیں آپ ایسا کچھ نہیں کرو گے۔۔۔ وہ روہانی ہوئی۔

شاہ ویر کو اس پر ترس آیا لیکن اگر وہ آج ترس کھا لیتا تو آگے اس کی خود کی حالت
ترس کھانے والی ہو جاتی۔۔۔ وہ اپنی محبت سے دستبردار نہیں ہو سکتا تھا۔

کیا تمہیں یہ قبول ہے کہ تمہاری وجہ سے سب کی زندگیاں برباد ہوں۔۔۔ شاہ ویر
کے کہنے پر اسنے سن پڑتے دماغ کے ساتھ نفی میں سر ہلایا

تو پھر تم سوچ لو تمہیں کیا کرنا ہے۔۔۔ وہ کہتا جانے لگا جب اسکی نم آواز کانوں سے
ٹکرائی۔

میں نکاح کے لیئے تیار ہوں۔۔۔ وہ آنکھیں میچوئیں ضبط سے بولی۔۔۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے کوئی رسوا ہو، کسی کی جان جائے۔۔۔ کسی کے گھر کا چراغ بجھ جائے۔۔۔ ان سب چیزوں کا حل اگر اس کا نکاح کرنا ہی تھا تو وہ یہ قربانی دینے کے لیے تیار تھی۔

یہ ہوئی نابات اب تیار ہو جاؤ مولوی صاحب آنے والے ہیں۔۔۔ وہ کہتے اس کی طرف بڑھا جب حیات نے ہاتھ کے اشارے سے ہی اسے دور رہنے کا کہا۔
ابھی میں آپ کے نکاح میں نہیں ہوں تو میرے قریب نہیں آئیں۔۔۔ وہ نم آنکھوں کو اٹھاتی بولی۔۔۔ تو شاہویر کا دل کٹ سا گیا
اس نے کہاں ان آنکھوں میں آنسو دیکھے تھے۔۔۔ کہاں اسے برداشت تھا ان آنکھوں میں آنسو۔۔۔ اسے تو ہر وقت ان آنکھوں میں شرارت۔۔۔ چمک۔۔۔ حیرت دیکھی تھی۔۔۔ اس کے پیار کی شروعات ہی یہ آنکھیں تھیں۔

لیکن آج ان بھوری آنکھوں میں آنسو دیکھ وہ مٹھیاں بھیجتے باہر نکل گیا۔۔۔ ساتھ خود سے وعدہ بھی کیا کہ آج کے بعد کبھی اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دے گا۔

شاہ ویر کے کمرے سے جاتے ہی وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ آنسو آنکھوں سے تیزی سے روا تھے۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس سے نکاح کیوں کر رہا ہے۔۔۔ اور نا اس نے پوچھا تھا۔۔۔ وہ باہمت، مضبوط سی لڑکی آج بے بس ہو گئی تھی۔۔۔ وہ سفید اور لال رنگ کی فراک پہنے سر پر لال دوپٹہ لیئے آئینہ کے سامنے بے سدھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ سنگھار کی ساری چیزیں ڈراسنگ پر رکھی تھیں لیکن اس نے استعمال نہیں کی تھیں

وہ سادگی میں ہی اتنی اچھی لگ رہی تھی کہ اسے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں تھی۔ مولوی صاحب آگئے ہیں۔۔۔ آجائیں آپ۔۔۔ بوا کمرے میں آتی اسے اپنے ساتھ لیئے نیچے بڑھ گئی اور وہ بھی کسی بے جان وجود کی طرح ان کے ساتھ چل دی۔

شاہ ویر نے سیڑھیاں اترتی اس لڑکی کو دیکھا۔۔۔ جو ہمیشہ باہمت رہتی تھی۔۔۔ جس کی آنکھیں کبھی نہیں جھکی تھیں۔۔۔ لیکن آج وہ آنکھیں جھکی ہوئیں تھی۔۔۔ اس کو اس حال میں دیکھ شاہ ویر کے دل کو کچھ ہوا۔۔

لیکن وہ جانتا تھا کہ یہ بس آج کی بات ہے بعد میں وہ اسے اتنی خوشیاں دے گا کہ وہ سنبھال نہیں پائے گی۔

بوانے اسے شاہ ویر کے سامنے والے صوفے پر بیٹھایا اور خود وہیں برابر میں کھڑی ہو گئیں۔

نکاح شروع کریں مولوی صاحب۔۔۔ شاہ ویر نے کہا۔

میں یہ نکاح جب تک نہیں کروں گی جب تک میری بہن اور کزن یہاں نہیں آجاتے۔۔۔ مولوی صاحب کے بولنے سے پہلے حیات نظریں جھکائے ہی بولی۔

وہ بھی آجائیں گے پہلے نکاح ہو جائے۔۔۔ شاہ ویر نے نرمی سے کہا۔

میں آپ سے نکاح کرنے سے انکار نہیں کر رہی بس مجھے وہ دونوں یہاں چاہیے۔۔۔
حیات نے اس سارے وقت میں پہلی بار نظریں اٹھائے سختی سے کہا
شاہ ویران آنکھوں میں سر دپن دیکھتا ہامی بھر گیا۔۔۔ اور اپنے بندوں کو انہیں لانے
بھیجا۔

حیات،،،،، آپ۔۔۔ روحان اور کومل اس کی طرف بڑھے۔۔۔ لیکن روحان کو شاہ
ویر کے آدمیوں نے پکڑ لیا جب کے کومل کو جانے دیا۔
کومل تم ٹھیک تو وہ نا۔۔۔ کومل حیات کے گلے لگی تو حیات نے نم آواز میں پوچھا۔
چھوڑو مجھے۔۔۔ حیات تم ٹھیک ہونا۔۔۔ روحان نے خود کو چھوڑواتے ہوئے
چیخا۔۔۔ تو حیات نے ہاں میں سر ہلایا۔
آپ یہ لوگ کون ہیں اور ہمیں یہاں کیوں لائے ہیں۔۔۔ کومل حیات کے ساتھ چپکی
ہوئی ڈر سے پوچھنے لگی۔
تم ڈرو نہیں کومل سب ٹھیک ہے۔۔۔ حیات نے اسے اپنے ساتھ لگاتے تسلی تھی۔

یہاں کیا ہو رہا ہے۔۔۔ کیا یہ نکاح ربر دستی ہو رہا ہے۔۔۔ مولوی صاحب سب دیکھتے ہوئے حیات سے پوچھنے لگے۔

تو روحان اور کوئل نے چونک کے حیات کی طرف دیکھا جو آنسوؤں پر بندھ باندھتی کھڑی تھی۔

جب کے شاہ ویر نے سب دیکھتے ضبط سے مٹھیاں بھیجیں اور سر کو نفی میں ہلاتے حیات کو نا کرنے کا اشارہ دیا۔۔۔ اور ساتھ ساتھ روحان کی طرف دیکھنے کا بھی اشارہ کیا۔

حیات نے جب روحان کی طرف دیکھا تو ایک آدمی اسکی کمر پر گن رکھے کھڑا تھا۔۔۔ وہ سمجھ گئی کے وہ آج کسی طرح نہیں بچ سکتی۔۔۔ اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔

مولوی صاحب سن لیا آپ نے اب نکاح شروع کریں۔۔۔ شاہ ویر نے مسکرا کے کہا

حیات تم یہ نکاح کیسے کر سکتی ہو۔۔۔ روحان چیخا تو حیات نے اپنی آنکھیں سختی سے بند کر کے کھولیں۔۔۔

وہ جانتی تھی روحان کے لیے یہ وقت کسی اذیت سے کم نہیں ہے کیونکہ وہ اسکی خود کے لیے محبت کو جانتی تھی۔۔۔

ہاں حیات نے اس سے کبھی محبت نہیں کی تھی۔۔۔ وہ صرف اسے اپنا کزن اور دوست مانتی تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ اس کے درد کو سمجھ رہی تھی۔۔۔ لیکن وہ بے بس تھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

آپی یہ سب کیا ہے۔۔۔ آپ ان سے نکاح کیوں کر رہی ہیں۔۔۔ کوئل نے نا سمجھی سے پوچھا۔

کوئل تمہیں اور روحان کو بچانے کا یہی ایک راستہ ہے۔۔۔ وہ کوئل کو اپنے ساتھ بیٹھاتی آہستہ سے بولی۔

حیات ناصر آپ کا نکاح شاہ ویر کا شان سے پچیس لاکھ حق مہر طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔

مولوی صاحب کی آواز کانوں میں پڑتے حیات نے آنسوؤں سے بھیگی آنکھیں اٹھاتے روحان کو دیکھا جو مسلسل نفی میں سر ہلاتا اسے انکار کرنے کا کہہ رہا تھا۔۔۔ اسکی آنکھوں میں کیا نہیں تھا تکلیف، درد۔۔۔ وہ زیادہ دیر ان آنکھوں میں دیکھ نہیں سکی۔

پھر اسنے نظریں کو مل پر کیں جس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔ کو مل کو دیکھتے حیات کے کب سے ضبط کیئے آنسو لڑیوں کی طرح گال پر بہنا شروع ہو گئے۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ اسنے شاہ ویر کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا پھر بے دردی سے آنسو صاف کرتے کہا۔۔۔

کیا آپ کو نکاح قبول ہے؟۔۔۔

قبول ہے۔۔۔ اسنے شاہ ویر سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

کیا آپ کو نکاح قبول ہے؟۔۔۔

نہیں حیات ایسا مت کرو۔۔۔ روحان نے نم آواز میں کہا۔۔۔ لیکن جب وہ فیصلہ کر چکی تھی تو پیچہ نہیں ہٹ سکتی تھی۔

قبول ہے۔۔۔ اسنے آخری بار بھی شاہ ویر کو دیکھتے کہا۔۔۔ اور ضبط سے دستخط کرتے اپنی زندگی کی ڈور اس ستمگر کے نام کر دی۔۔۔

روحان تو جیسے ساکت ہو گیا تھا۔۔۔ وہ کتنا خوش تھا کہ اس کی محبت کچھ دن بعد اسکی ہمسفر بن جائے گی۔۔۔

لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ قسمت ایسے پلٹا کھائے گی کہ وہ اپنی ہی محبت کو اپنی آنکھوں کے سامنے کسی اور کا ہوتے دیکھے گا اور کچھ کر بھی نہیں پائے گا۔

مولوی صاحب نے شاہ ویر سے پوچھا تو اسنے خوشی خوشی حیات کو اپنے نکاح میں لیا۔
مولوی صاحب اور اس کے کلکس جو گواہ کے طور پر آئے تھے اسے مبارکباد دیتے چلے گئے۔۔۔

تم انہیں انکے گھر چھوڑ آو با عزت کسی تکلیف کے بغیر۔۔۔ شاہ ویر نے کھڑے ہوتے اپنے آدمیوں کو روحان کو لے جانے کا کہا۔۔۔

تو وہ اسکے حکم کی تعمیل کرتے روحان کو لے گئے جو کسی بے جان وجود کی طرح ان کے ساتھ گھسٹتا چلا گیا۔

حیات نے افسوس سے اسے دیکھا۔۔۔ اسکی آنکھوں میں کیا نہیں تھا۔۔۔ اذیت، تکلیف، غم۔۔۔ شاید اب ان آنکھوں میں یہی رہنا تھا۔

چلو حیات میں تم دونوں کو ابھی گھر چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ بعد میں بہت جلد بارات لے کے آؤ گا۔۔۔

اسنے مسکرا کے کہا تو حیات نے اسکی طرف دیکھا جس کے چہرے پر خوشی صاف دیکھی جاسکتی تھی۔

میں یہاں سے تب تک نہیں جاؤ گی جب تک آپ کے گھر والے یہاں نہیں آ جاتے۔۔۔

وہ یہاں آئے گے اور دیکھے گے کہ ان کے بیٹے نے کیا گل کھلایا ہے۔۔۔ حیات نے ڈری ہوئی کوئل کو دیکھتے سخت لہجے میں شاہ ویر سے کہا۔

وہ لوگ بھی آجائیں گے۔۔۔ پہلے میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ ورنہ ناٹم زیادہ ہو جائے گا۔۔۔ شاہ ویر نے سمجھنا چاہا

لگتا ہے آپ کو میری بات سمجھ نہیں آئی۔۔۔ اس نے شاہ ویر کو گھورتے ہوئے اپنی بات پر زور دیا۔

لیکن انہیں آنے میں وقت لگ جائے گا۔۔۔ اس نے پھر کوشش کی

چلو کوئل۔۔۔ حیات اٹھ کے کوئل کو ساتھ لیے اسی کمرے میں چل دی جہاں اسے رکھا تھا۔۔۔ جس کا مطلب صاف تھا وہ اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹے گی۔

اف ف ضدی لڑکی۔۔۔ وہ مسکرا کے بڑبڑاتا وہیں صوفے پر بیٹھ گیا۔



کوئی ہے حویلی میں۔۔۔ حویلی والوں کہاں ہو سب گھر کا چھوٹا چشموں چراغ آیا ہے۔۔۔ وہ حویلی میں داخل ہو تا سب کو آوازیں لگانے لگا۔

افہام لالا۔۔۔ اجالا جو نیچے آرہی تھی اسکی آواز سنتے دروازے کی طرف دیکھا۔۔۔ اپنے بھائی کو کھڑا دیکھ دوڑ کے اس تک پہنچی۔

لالا آپ تو ایک ماہ بعد آنے والے تھے۔۔۔ وہ اس کے گلے لگی خوشی سے بولی۔

میں نے سوچا سب کو سر پرانز دیا جائے۔۔۔ افہام نے پیار سے اسکا ماتھا چومتے کہا۔

افہام میرا بیٹا۔۔۔ رضیہ بیگم کچن سے نکلتیں اپنے بیٹے کی طرف بڑھیں۔

کسی ہیں آپ امی۔۔۔ اسنے ماں کو گلے لگایا۔

اتنے سالوں بعد اپنے بیٹے کو گلے لگا کے میری ساری تھکن اتر گئی ہے۔۔۔ انہوں نے

روتے ہوئے اسکا ماتھا چوما۔

امی روئیں نہیں۔۔۔ اور یہ بتائیں باقی سب کہاں ہیں۔۔۔ افہام ماں کے آنسو پونچھتا
۔۔۔ بہن اور ماں کو بازوؤں کے حلقے میں لیے اندر آیا۔

کون آیا ہے بہو۔۔۔ دادی جان کمرے سے نکلتی ہوئی بولیں۔

آپ کا چھوٹا پوتا آیا ہے ولایت سے۔۔۔ وہ شرارت سے کہتا دادی جان کے پاس
گیا۔۔۔ اور ان کے گلے لگا۔

ہائے میرا بچا۔۔۔ کیسا ہے اتنا دبلا ہو گیا ہے۔۔۔ وہ اس کے ساتھ آتی صوفے پر
بیٹھیں۔

بس دادی وہاں کوئی ٹھیک سے کھانا کھلانے والا نہیں تھا نا۔۔۔ اسے معصوم شکل
بنائے کہا۔

بہو اب میرے بچے کو خوب کھانا پلانا۔۔۔ دادی جان نے پیار سے سر پر ہاتھ پھیرتے
کہا۔

ہاں اور کھلا پلا کے ہاتھی بنانا۔۔۔ اجالا نے سنجیدگی سے کہا جیسے کوئی سیریز بات بولی ہو۔

تم تو چپ ہی رہو چھوٹی موٹی۔۔۔ افہام نے چڑایا

لالا میں موٹی نہیں ہوں۔۔۔ اجالا نے احتجاج کیا۔۔۔ تو سب ہنس دیئے۔

امی ایہا نظر نہیں آرہی۔۔۔ افہام نے یہاں وہاں دیکھتے پوچھا۔۔۔ اسکی بے چین نظریں کب سے ایہا کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

ہاں بیٹا اسکی تھوڑی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے سو رہی ہے۔۔۔ اور باقی سب کام پر گئے ہوئے ہیں۔۔۔ رضیہ بیگم نے بتایا۔

ابھی افہام کچھ کہتا جب رضیہ بیگم کے بجتے فون نے سب کی متوجہ اپنی طرف کی۔
رضیہ بیگم نے ٹیبل پر رکھا اپنا فون اٹھایا۔

ہیلو شاہ ویر بیٹا تمہیں پتہ ہے۔۔۔ امی پہلے آپ میری بات سنیں۔۔۔ شاہ ویر نے انکی بات کاٹتے اپنی کہی۔

ہاں بولو۔۔۔ انہوں نے پوچھا۔

امی آپ کو ابھی یہاں شہر آنا ہو گا۔۔۔ شاہ ویر نے تھوڑا پریشان ہوتے کہا۔۔۔ اسے تھوڑی سی فکر تھی کہ یہ سب جاننے کے بعد کے اس نے نکاح کر لیا ہے اور جب پتہ چلے گا کہ کس طرح سے کیا ہے تو ان کا کیا ردے عمل ہو گا۔

شاہ ویر سب ٹھیک ہے نا۔۔۔ انہیں نے فکر مندی سے پوچھا تو آپس میں بات کرتے دادی، اجالا اور افہام بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

جی امی آپ پریشان نہیں ہوں بس دادی کو لے کے یہاں آجائیں۔۔۔

مگر ہوا کیا ہے۔۔۔ جو تم ایسے اچانک بلارہے ہو۔۔۔ وہ پریشان ہوئیں۔

آپ لوگ یہاں آئیں گی پھر تفصیل سے بتاؤ گا۔۔۔ ابھی پلیز یہاں آنے کے لیے نکلیں۔۔۔ اسنے کہتے فون بند کر دیا۔۔۔

اماں شاہ ویر نے ہمیں ابھی وہاں بلایا ہے۔۔۔ رضیہ بیگم کو سمجھنا آیا کے ایسی کون سی بات ہے جو وہ انہیں اس طرح جلدی میں وہاں بلارہا ہے۔۔۔

کیونکہ آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔۔۔ اگر وہ کسی پریشانی میں بھی ہوتا تھا تو وہ کبھی بھی ایسے گھر پر کسی کو نہیں بتاتا تھا لیکن آج پتہ نہیں ایسا کیا تھا جو اس نے بلایا تھا۔

اگر بچے نے بلایا ہے تو ضرور فکر کی بات ہوگی تم ایک کام کرو کا شان کو فون کر کے بلاؤ پھر ہم اس کے ساتھ چلتے ہیں۔۔۔ دادی بھی فکر مند ہوئی۔

امی آپ بابا کو رہنے دیں میں آپ لوگوں کو لے چلتا ہوں۔۔۔ ان کو ضرور آپ سے ہی کوئی کام ہو گا ورنہ سیدھا بابا کو فون کرتے آپ کو کرنے کے بجائے۔۔۔ افہام نے سمجھداری سے کہا۔

پھر بھی کوئی بڑا تو ساتھ ہونا چاہیے نا۔۔۔ رضیہ بیگم کافی گھبرا گئی تھیں۔۔۔

بہو بچا ٹھیک کہہ رہا ہے اگر کوئی بڑی بات ہوتی تو وہ ہمیں نہیں کہتا۔۔۔ اس لیے مجھے بھی یہی لگتا ہے کہ کاشان کو پریشان کرنے کی بجائے ہم چلتے ہیں۔۔۔ دادی جان کے کہنے پر وہ سمجھتے ہوئے ہاں میں سر ہلاتی اٹھ گئی۔

امی میں بھی ساتھ جاؤ گی۔۔۔ اجالا بھی کھڑی ہوئی۔

نہیں بیتا تم یہیں رہو۔۔۔ ایہا کے پاس اسکی طبیعت ٹھیک نہیں ہے نا۔۔۔ ہم جلدی واپس آجائیں گے۔۔۔ رضیہ بیگم کہتی اپنے کمرے میں چادر لینے چلی گئیں۔۔۔

میں گاڑی نکالتا ہوں۔۔۔ افہام کہتا باہر چل دیا۔

تھوڑی دیر بعد افہام، رضیہ بیگم اور دادی شہر کے لیے روانہ ہو گئے۔۔۔



ارے روحان آگائے۔۔۔۔۔ شمیم بیگم نے دروازہ کھولا تو روحان اندر داخل ہوا۔

کو مل اور حیات کہاں ہیں روحان۔۔۔ ان دونوں کو ناپا کے شمیم بیگم نے
پوچھا۔۔۔ لیکن وہ خاموش رہا۔

روحان بولو کہاں ہیں وہ دونوں۔۔۔ شمیم بیگم نے اسے جھنجھوڑا۔

خالہ سب ختم ہو گیا۔۔۔ روحان کی حالت کافی خراب تھی بال ماتھے پر بکھرے
ہوئے تھے۔۔۔ لہجہ تھکا ہوا تھا۔۔۔ آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔

کیا کہہ رہے ہو روحان۔۔۔ کیا ہوا ہے میری بچیوں کو کہاں ہیں وہ۔۔۔ وہ کسی انہونی
کے تحت چنچیں۔۔۔

ان کی آواز سنتے اندر بیٹھے ناصر صاحب اور ندائیگم (روحان کہ والدہ)، بھی باہر
آئیں۔

کیا ہوا ہے کیوں شور مچا رہی ہوں۔۔۔ ناصر صاحب نے سختی سے پوچھا۔

روحان میری بچیوں کو ساتھ نہیں لایا اور اب بتا بھی نہیں رہا کہ وہ کہاں ہیں۔۔۔ وہ
فکر و پریشانی سے بولیں۔

پہلے اندر چلو پھر بات کرتے ہیں۔۔۔ ناصر صاحب بھی پریشان ہوئے لیکن روحان کی حالت دیکھتے اندر لے گئے۔

روحان بیٹا کہاں ہیں حیات اور کوئل۔۔۔ ندابیگم نے بھی تفتیشی انداز میں پوچھا۔
امی۔۔۔ سب ختم ہو گیا۔۔۔ میر۔۔۔ میری محبت میری ہی آنکھوں کے سامنے کسی اور کی ہو گئی اور میں کچھ نہیں کر سکا۔۔۔ روحان نے نم لہجے میں کہتے سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

یہ کیا کہہ رہے ہو روحان۔۔۔ کیا ہوا ہے پوری بات بتاؤ۔۔۔ ناصر صاحب نے غصے سے کہا تو روحان نے انہوں پوری بات بتائی۔۔۔

سب حیران پریشان ہو گئے کہ یہ کیا ہو گیا۔۔۔ ناصر صاحب نے بہت مشکل سے خود پر ضبط کیا تھا۔

یا اللہ میری بچی یہ کس مصیبت میں پھنس گئی۔۔۔ شمیم بیگم نے روتے ہوئے اپنا سر تھاما۔۔۔ تو ندابیگم بھی پریشانی سے اٹھتی ان کے پاس آئیں۔

کون ہے وہ جس سے حیات کا نکاح ہوا ہے۔۔۔ کہاں رہتا ہے۔۔۔ بتاؤ ہم ابھی پولیس کے پاس جاتے ہیں۔۔۔ ناصر صاحب ہمت سے کام لیتے ہوئے بولے۔

پتہ نہیں کون تھا وہ۔۔۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ جس جگہ وہ ہمیں لے کے گیا تھا وہ کہاں ہے۔۔۔ روحان نے آفسردگی سے کہا۔

کوئی بات نہیں پولیس سب پتہ لگوالے گی۔۔۔ ناصر صاحب کہتے جانے کے لیے کھڑے ہوئے۔

نہیں خالو ہمیں تھوڑی دیر انتظار کرنا چاہیے مجھے لگتا ہے وہ جلدی انہیں لے کے آجائے گا۔۔۔ روحان نے بتایا۔

تو کیا جب تک ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں۔۔۔

اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔۔۔ وہ بہت بڑا آدمی ہے مجھے یقین ہے پولیس بھی اس کے ساتھ ہی ملی ہوگی۔۔۔ روحان کے کہنے پر ناصر صاحب صبر کے گھونٹ بھرتے بیٹھ گئے۔۔۔

تھوڑی دیر پہلے جس گھر میں شادی کی تیاریاں چل رہی تھیں۔۔۔ سب خوشی سے جھوم رہے تھے۔۔۔ اب اسی گھر میں ایک دم سوگواری چاہ گئی تھی۔



بوا کھانا بھیجا آپ نے اوپر۔۔۔ شاہ ویر وہیں صوفے پہ بیٹھا اپنے گھر والوں کے آنے کا انتظار کر رہا تھا جب بوا کو وہاں آتا دیکھ پوچھا۔

جی میں نے دیا تھا لیکن انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔۔۔ انہوں نے سر جھکا کے کہا۔

ہممم آپ مجھے دیں میں لے کے جاتا ہوں۔۔۔ شاہ ویر نے گہرا سانس بھرتے کہا۔

تھوڑی دیر بعد بوا اسے کھانے کی ٹرے دے گئیں جسے لیے وہ اوپر بڑھا۔

دروازے پہ دستک دیتا اندر داخل ہوا تو وہ دونوں بہنیں صوفے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔۔۔

حیات نے ایک نظر اسے دیکھتے کوئل کو اپنے ساتھ لگایا جو شاہ ویر کو دیکھتے ڈر سے اس کے اندر ہی چپکے جارہی تھی۔

شاہ ویر کو دکھ ہوا اس چھوٹی لڑکی کو خود سے ڈر تا دیکھ کے۔۔۔

وہ آگے بڑھتا ان کے سامنے میز پر کھانا رکھتا وہاں رکھے سنگل صوفے پر بیٹھ گیا۔

کھانا کیوں واپس بھیج دیا تم نے۔۔۔ شاہ ویر نے حیات کو دیکھتے پوچھا۔

بھوک نہیں تھی۔۔۔ اسنے روکھائی سے کہا۔

تمہیں نہیں ہے لیکن اس چھوٹی سی گڑیا کو تو ہوگی۔۔۔ شاہ ویر نے کوئل کی طرف دیکھ پیار سے کہا۔

اسے بھی نہیں ہے۔۔۔ وہ اسے گھورتے ہوئے بولی۔

میں مانتا ہوں میری غلطی ہے مجھے اس طرح سے نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن میں مجبور تھا۔۔۔ وہ بتانا چاہتا تھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا لیکن ابھی یہ وقت ٹھیک نہیں تھا۔

آپ کی ایسی کون سی مجبوری تھی کہ آپ نے اس طرح سے نکاح کیا۔۔۔ وہ سرد مہری سے بولی۔

وہ بھی بتادوں گا بہت جلد۔۔۔ لیکن پہلے کھانا کھالو۔۔۔ اس چوٹی گڑیا کو بھی بھوک لگی ہوگی۔۔۔ اسنے مسکرا کے کومل کو دیکھا۔۔۔ اور اٹھ کے کمرے سے باہر نکل گیا۔ آپنی میں کھالوں۔۔۔ اٹھارہ سال کی کومل نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔۔۔ ہاں کھالو۔۔۔ حیات نے مسکرا کے کہتے اسے اجازت دی۔۔۔ جو ہوا تھا اس میں کومل کا تو کوئی قصور نہیں تھا پھر وہ کیوں اسے کھانا کھانے سے روکتی۔۔۔ جب کے وہ جانتی تھی کہ کھانا سامنے ہو تو کومل کو بھوک لگ ہی جاتی ہے۔۔۔

دروازے کے باہر کھڑے شاہ ویر کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور وہ اسکے ہر شکوے ہر شکایت دور کرنے کا عزم لیتا۔۔۔ نیچے چل دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ لوگ شہر پہنچے تھے۔

آگئے آپ۔۔۔ شاہ ویر جو لاؤنچ میں ہی بیٹھا ہوا تھا انہیں اندر آتے دیکھ کھڑا ہوا
کیا ہوا ہے بیٹا کیوں ہمیں اتنی جلدی میں بلایا ہے۔۔۔ دادی جان صوفے پر بیٹھیں۔
امی آپ بھی بیٹھیں پھر بتاتا ہوں۔۔۔ شاہ ویر ماں کو ساتھ لیئے بیٹھا۔
لالا سب ٹھیک تو ہے نا۔۔۔ افہام نے اندر آتے فکر مندی سے پوچھا
افہام تم واپس کب آئے۔۔۔ شاہ ویر اٹھ کے اس سے گلے ملا
آپ کا فون آنے سے کچھ دیر پہلے ہی آیا تھا۔۔۔ لیکن آپ یہ سب باتیں چھوڑیں یہ
... بتائیں ہوا کیا ہے۔۔۔۔ جو اتنی ایمر جنسی میں بلایا ہے
ہاں وہ بات یہ۔۔۔۔

میں بتاتی ہوں۔۔۔ ابھی شاہ ویر نے بات شروع ہی کی تھی جب نیچے آتی حیات اس
کی بات کاٹتی بولی۔۔۔ تو سب نے آواز کے تعاقب میں دیکھا۔

اسے جیسے ہی سب کی آوازیں آنی شروع ہوئیں تھیں وہ نیچے آگئی تھی۔۔۔
حیات کے پیچے پیچے کوئل بھی خاموشی سے اس کے ساتھ آتی انجان نظروں سے
سب کو دیکھ رہی تھی۔

حیات کو دیکھتے دادی جان اور رضیہ بیگم دنگ رہ گئیں تھی۔۔۔ جب کے افہام
پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا کہ یہ ہے کون۔

حیات تم یہاں۔۔۔ رضیہ بیگم کھڑی ہوتی بولیں۔

آپ لوگ چاہتے تھے نا کہ میں آپ کی بہو بنوں۔۔۔ تو دیکھیں بن گئی۔۔۔ آپ کے
بیٹے نے آپ کی یہ خواہش پوری کر دی۔۔۔ حیات ان کے مقابل آتی طنزیہ مسکرا
کے بولی۔۔۔

شاہ ویر یہ کیا بول رہی ہے۔۔۔ دادی جان نے خاموش کھڑے اپنے پوتے سے پوچھا
جب کے حیات کی بات سنتے وہاں موجود تینوں لوگ شوکڈ ہوئے تھے۔

دادی جان یہ سچ ہے کہ میں نے حیات سے نکاح کر لیا ہے۔۔۔ شاہ ویر گہر اسانس
بھرتا بولا

ہممم اور یہ بھی پوچھیں کیسے کیا ہے۔۔۔ وہ شاہ ویر کو دیکھتی سر دلہے میں بولی
میں سب بتاتا ہوں۔۔۔

اور شاہ ویر سب بتاتا چلا گیا۔۔۔ جب کہ دادی کے چہرے پر غصہ صاف دیکھا جاسکتا
تھا۔

شاہ ویر یہ کیا حرکت کی ہے تم نے۔۔۔ تمہیں یہ سب کرنے سے پہلے کسی کی عزت
کا خیال نہیں آیا۔۔۔ دادی غصہ سے دھاڑیں۔۔۔
ایک پل کو تو دادی کا ایسا روپ دیکھتے حیات بھی ڈر گئی۔

میں مانتا ہوں میرا طریقہ غلط تھا لیکن میری نیت بالکل صاف ہے۔۔۔ شاہ ویر نے
نرم آواز میں کہا۔۔۔ تو رضیہ بیگم نفی میں سر ہلاتی حیات کی طرف متوجہ ہوئیں۔

حیات بیٹا مجھے معاف کر دو۔۔۔ انہوں نے ہاتھ جوڑے۔

نہیں آنٹی آپ کیوں معافی مانگ رہی ہیں۔۔۔ اس میں آپ کی تو کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔ حیات نے جلدی سے انکے ہاتھ تھامتے نیچے کیئے۔

نہیں بیٹا اس میں میری ہی غلطی ہے میں ہی شاید شاہ ویر کی صحیح تربیت نہیں کر پائی۔۔۔۔ ان کا لہجہ نرم ہوا۔

شاہ ویر کو دکھ ہوا اپنی ماں کی بات سنتے۔۔۔

آنٹی مجھے پورا یقین ہے کہ آپ نے تو تربیت بہت اچھی کی ہوگی۔۔۔ لیکن جب اولاد بڑی ہو کے خود مختار ہو جائے تو اپنی تربیت اپنے حساب سے خود کر لیتی ہے۔۔۔

اس میں آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔ وہ بہت مان سے بولی تو وہاں موجود سب ہی اسکے سوچ پر مسکرا دیئے۔۔۔ جب کہ شاہ ویر مسکرا بھی ناسکا

حیات بیٹا تم فکر نہیں کرو ہم خود تمہارے ساتھ تمہارے گھر جا کے تمہارے والدین سے بات کریں گے۔۔۔ دادی جان اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتی بولیں۔

جی دادی اسی لیے میں نے آپ لوگوں کو بلوایا تھا۔۔۔ کیونکہ اگر میں کسی اجنبی شخص کے ساتھ گھر جاتی تو میرے بابا اور میری عزت پر بات آ جاتی۔

اب آپ سب بھی ہوں گے ساتھ تو ہماری عزت محفوظ رہے گی۔۔۔ اسکے لہجے نے ایک پل کے لیے شاہ ویر کو شرمندہ کر دیا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے افہام تم انہیں لے کے حیات کے گھر پہنچو۔۔۔ میں شاہ ویر کے ساتھ آ رہی ہوں۔۔۔ دادی جان کے کہنے پر افہام ہاں میں سر ہلاتا انہیں لیے باہر بڑھ گیا۔

دادی جان میں حیات سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ اسے کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا اس لیے میں نے یہ سب کیا۔۔۔ سب کے جاتے ہی شاہ ویر دادی کے قدموں

میں بیٹھا۔

شاہ ویر محبت کو حاصل کرنے کا یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔۔۔ کہ آپ کسی کی عزت کو خطرے میں ڈال دو۔۔۔ دادی نے غصے سے کہا۔

میں مانتا ہوں میرا طریقہ غلط تھا۔۔۔ لیکن آپ دیکھیے گا میں اسکی عزت پر کبھی کوئی حرف نہیں آنے دوں گا۔۔۔ اس کی عزت اب سے میری عزت ہے۔۔۔ شاہ ویر نے یقین دلایا۔

چلو ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ دادی اسکی بات کو نظر انداز کرتے اٹھ کے باہر چل دیں تو وہ بھی ٹھنڈی سانس بھرتا ان کے پیچے ہولیا۔



کون۔۔۔۔۔

عائش۔۔۔ آمنہ کے پوچھنے پر اسنے اپنا نام بتایا۔

آمنہ دروازہ کھولتی اندر چلی گئی تو وہ بھی اسکی ناراضگی پر مسکراتا دروازہ بند کرتا اندر آیا۔

اسلام و علیکم اماں کیسی ہیں۔۔۔۔۔ وہ لاؤنچ میں بیٹھی زینب بیگم کو سلام کرتا ان کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

و علیکم اسلام۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ تم سناؤ کیسے ہو۔۔۔ انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ پھیرتے شفقت سے پوچھا۔

ٹھیک ہوں بس زیادہ کام کی وجہ سے مصروف رہنے لگا ہوں۔۔۔ اس نے مسکرا کے کہا پانی۔۔۔۔۔

روکو یہ لیتی جاؤ۔۔۔ آمنہ کے پانی رکھ کر جانے سے پہلے وہ بول اٹھا۔ کیا ہے یہ۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولی۔

تمہارے لیے گفٹ۔۔۔ وہ اپنے ساتھ لایا شوپنگ بیگ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

اجنبیوں کو گفٹ نہیں دیتے۔۔ ایک منٹ کے لیے تو آمنہ کا دل چاہا سب ناراضگی
بھلا کے گفٹ لے لے لیکن پھر اپنے دل پر قابو کرتی۔۔ خفگی سے بول کے چلی گئی۔

عائش اسکا اشارہ (ناپہچاننے والی بات) کی طرف سمجھتا مسکرایا

اسے کیا ہوا ہے۔۔ کیا بول رہی تھی۔۔۔ اماں نے نا سمجھی سے پوچھا۔

کچھ نہیں اماں بس تھوڑی سی ناراض ہے مجھ سے،،، میں منا کے آیا۔۔۔ وہ مسکراتا
ہوا آمنہ کے پیچھے چل دیا۔

میں تو سمجھا گفٹ دیکھ کے تم مان جاؤ گی۔۔۔ عائش ڈائنگ ٹیبل پر برتن رکھتی آمنہ
کو دیکھتا گفٹ کا بیگ اس کے سامنے رکھتے کر سی کھسکا کے بیٹھ گیا۔

آپ کون ہیں۔۔۔ وہ ایسے بولی جیسے جانتی ہی نہیں ہے۔

یار آئی ایم سوری۔۔۔ میں مصروف تھا اس لیے نہیں پہچان سکا۔۔۔ اسنے پھر
معذرت کی۔

لیکن آمنہ کوئی بھی رسپانس دیئے بغیر اپنے کام میں لگی رہی جیسے وہاں اس کے علاوہ کوئی اور ہوئی نہیں۔

یار پلیز مان جاؤ دیکھو میں کان پکڑ کے سوری بولتا ہوں۔۔۔ عائش نے معصومیت سے کان پکڑے۔

آمنہ نے کن آنکھوں سے اسے دیکھا جو کان پکڑے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔
وہ بھوری آنکھوں والا، پرکشش نین نکش والا شہزادہ اس طرح کان پکڑے بہت کیوٹ لگ رہا تھا۔۔۔ وہ زیر لب مسکرائی۔

ٹھیک ہے۔۔۔ آپ کا سوری اکسپٹ کر لیتی ہوں۔۔۔ لیکن اگر آپ نے دوبارہ ایسا کیا تو یاد رکھے گا میں ایک گفٹ پر نہیں مانو گی پھر۔۔۔ وہ گفٹ اٹھاتی اسے گھولتے ہوئے بولی۔

کوئی بات نہیں میں تمہیں چار گفٹ دے کے منالوں گا۔۔۔ عائش مزے سے بولا۔

مطلب آپ پھر سے مجھے نہیں پہچانے گے۔۔۔ تو ٹھیک ہے رکھیں اپنا گفٹ اپنے پاس مجھے نہیں چاہیئے۔۔۔

وہ غصے سے بیگ سے نکالا ہوا بوکس واپس رکھتی وہاں سے جانے لگی جب جلدی سے کھڑے ہوتے عائش نے اسکا راستہ روکا۔

مزاق کر رہا تھا یار۔۔۔ تم تو سیریس ہی ہو گئی۔۔۔ آمنہ نے اسے دیکھا جس کے چہرے سے ہی لگ رہا تھا کہ وہ مزاق کر رہا ہے۔

ٹھیک ہے لیکن دوبارہ ایسا مزاق نہیں کرے گا ورنہ۔۔۔ اسنے انگلی دیکھاتے دھمکی دی۔

اچھا بابا آب نہیں کرو گا۔۔۔ اب کھانا بھی کھلاؤ گی یا نہیں۔۔۔

ضرور کھلاؤ گی۔۔۔ آمنہ نے خوشی سے کہا۔

ٹھیک ہے میں اماں کو لاتا ہوں جب تک تم کھانا لگاؤ۔۔۔ عائش کہتا زینب بیگم کو لینے چلا گیا۔۔۔ تو وہ بھی اوکے کہتی کچن کی طرف بڑھ گئی۔



میری بچیاں آگئیں۔۔۔ ڈور بیل کی آواز پر شمیم بیگم نے۔۔۔۔۔ بے چینی سے کہا۔۔۔ کیونکہ اب بہت وقت گزر گیا تھا حیات اور کوئل کو گھر سے باہر۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ ناصر صاحب کہتے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے دروازہ کھولا تو سامنے ہی حیات اور کوئل کھڑی تھیں۔ بابا۔۔۔ وہ دونوں اندر آتے ہی ناصر صاحب کے گلے لگیں۔۔۔ ناصر صاحب نے بھی کس کے دونوں کو اپنے ساتھ لگایا جیسے ڈر ہو کے کہیں پھر کوئی انہیں نالے جائے۔ ٹھیک تو ہونا تم دونوں انہوں نے باری باری دونوں کے ماتھے پر بوسہ دیتے پوچھا۔۔۔ تو دونوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ آئیں آپ لوگ۔۔۔ حیات نے انہیں باہر کھڑا دیکھ اندر آنے کا کہا۔

یہ لوگ کون ہیں بیٹا۔۔۔ ناصر صاحب نے حیات سے پوچھا۔
اندر چل کے بات کرتے ہیں بابا۔۔۔ وہ سب کو لیئے اندر آئی۔۔۔
حیات،،، کو مل۔۔۔ ٹھیک تو ہونا تم دونوں۔۔۔ شمیم بیگم نے تڑپ کے انہیں گلے سے لگایا۔

جی ماما ہم بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ حیات نے ان کے آنسو پونچھتے کیا۔
آپ لوگ سب بیٹھیں۔۔۔

حیات یہ سب کیا ہو رہا ہے کون تھا وہ جس نے تم سے نکاح کیا ہے۔۔۔۔۔ کہا ہے
وہ۔۔۔ اور یہ لوگ کون ہیں۔۔۔ شمیم بیگم نے بے چینی سے پوچھا۔
ندا بیگم، روحان اور ناصر صاحب کی سوالیہ نظروں بھی حیات کی طرف ہی تھیں۔
میں نے کیا ہے حیات سے نکاح۔۔۔ شاہ ویر دادی کا ہاتھ پکڑتے انہیں اندر لاتا
بولا۔۔۔ سب نے اس کی طرف دیکھا۔

خالو یہی ہے وہ شخص جس نے مجھ سے میری محبت چھینی ہے میں اسے جان سے مار ڈالوں گا۔۔۔۔۔ روحان بے قابو ہو تا شاہ ویر کی طرف بڑھتا اس کا گریبان پکڑ گیا۔
روحان چھوڑا اسے۔۔۔ ناصر صاحب، افہام اور حیات نے اسے شاہ ویر سے دور کیا۔۔۔

جب کے شاہ ویر خاموشی سے کھڑا تھا۔۔۔ وہ روحان کی حالت سمجھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اس کی محبت اس سے چھین لی گئی تھی۔۔۔

اور محبت آگر کوئی چھین لے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے یہ وہ جانتا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ بھی تو یہی ہوا تھا۔۔۔ اسے ڈر تھا حیات اس سے چھن جائے گی تبھی اس نے یہ قدم اٹھاتے حیات کو ہمیشہ کے لیے حاصل کر لیا۔۔۔

روحان ہوش سے کام لو۔۔۔۔۔ اور تم تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی سے زبردستی نکاح کرنے کی۔۔۔ روحان کو پیچھے کرتے ناصر صاحب غصے سے دھاڑے۔۔۔۔۔ تو سب کو سانپ سونگھ گیا۔

کیونکہ میں آپ کی بیٹی سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ ان کے برعکس شاہویر نے نرمی سے کہا۔

جھوٹ۔۔۔ ناصر صاحب پھر سے دھاڑے

بابا بیٹھ جائیں آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔ حیات نے آگے بڑھتے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بیٹھایا۔

دادی آنٹی آپ بھی بیٹھ جائیں۔۔۔ حیات نے کہا تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی بیٹھ گئیں۔ جب کے افہام وہیں سائڈ میں خاموش کھڑا تھا۔۔۔

بھائی صاحب ہم بہت شرمندہ ہیں اپنے بیٹے کی حرکت پہ۔۔۔ دادی جان نے شرمندگی سے کہا۔

آپ مجھے سے عمر میں بڑی ہیں۔۔۔ میرے لیے قابل احترام ہیں۔۔۔ لیکن ہماری بھی کوئی عزت ہے جو آپ کے بیٹے نے خراب کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس نے اس طرح ہماری بیٹی سے نکاح کر لیا۔۔۔ یہ سوچے بغیر کے دس دن بعد اس کی شادی ہے۔۔۔۔۔ دونوں گھروں میں شادی کی تیاریاں چل رہی ہیں۔

کارڈ چھپ گئے ہیں۔۔۔۔۔ لوگوں کو پتہ ہے اس گھر میں شادی ہونے والی ہے۔۔۔۔۔ اب ہم کیا جواب دیں گے سب کو۔۔۔ ناصر صاحب کی آواز دھیمی لیکن لہجہ سخت تھا۔

انکل کارڈ چھپے ہیں، بٹے نہیں۔۔۔ اس لیے لوگوں کو کچھ پتہ نہیں چلے گا کہ دلہا کون تھا اور اب کون ہے۔۔۔۔۔

شاہ ویر نے سکون سے کہا جیسے پہلے سے ہی سوچا ہوا ہو کہ اب کیا ہو گا اور اسے کیا کہنا ہے۔

نہیں حیات کی شادی تم سے کبھی نہیں ہوگی۔۔۔۔۔ تم ابھی حیات کو طلاق دو گے۔۔۔۔۔ روحان نے درستگی سے کہا۔

اس کی بات سنتے شاہ ویر کی آنکھیں میں خون اترے۔۔۔ دل کیا سامنے کھڑے لڑکے کا جو ان کر دے۔۔۔

میں ایسا کبھی نہیں کرو گا۔۔۔ اسنے ضبط سے مٹھیاں بھجتے کہا۔

تمہیں ایسا کرنا ہو گا۔۔۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو ہم کوٹ کے ذریعہ خلع لیں گے۔۔۔ روحان اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

روحان تم یہ کیا بول رہے ہو۔۔۔ شاہ ویر کو اب اپنا غصہ کنٹرول کرنا مشکل لگ رہا تھا۔۔۔ وہ ابھی غصے میں کچھ کرتا کے حیات کی آواز پر روک گیا۔

طلاق کا سنتے سانسیں تودادی جان اور رضیہ بیگم کی بھی روک گئی تھی لیکن حیات کے کہتے تھوڑا سانس بہال ہوا

تو کیا تم ساری زندگی اس شخص کے ساتھ گزارو گی۔۔۔ روحان چیخا۔

تم ہوتے کون ہو میری زندگی کا فیصلہ لینے والے۔۔۔ میں مانتی ہوں جس حالات میں میرا نکاح ہو رہا تھا اس وقت میں بھی رازی نہیں تھی۔۔۔ لیکن اب میرا نکاح ہو چکا ہے۔۔۔

اور میں اب اس نکاح کو تمام زندگی نبھاؤ گی۔۔۔ کبھی بھی وہ کام نہیں کرو گی جو اللہ کا سخت ناپسندیدہ کام ہے۔۔۔

میں کبھی طلاق نہیں لوں گی۔۔۔۔۔ حیات کی بات شاہد ویر کے غصے کو بھنگ سے اڑا گئی۔۔۔ اور چہرے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ آگئی تھی۔

مگر حیات۔۔۔۔۔ بس بہت ہو اور وحان۔۔۔۔۔ میں حیات کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔۔۔

کوئی بھی باپ نہیں چاہے گا کہ اس کی بیٹی کو طلاق ہو۔۔۔۔۔ چاہے نکاح جیسے بھی ہو۔۔۔۔۔ ہو تو گیانا۔۔۔۔۔

میں نہیں چاہتا کہ میری بیٹی کے ماتھے پر طلاق کا ٹھپہ لگے۔۔۔ اس لیے اب جو ہو گیا ہے اس میں راضی ہو جاؤ۔۔۔ ناصر صاحب روحان کی بات کاٹتے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولے۔

انہیں حیات کی بات کہیں نا کہیں صحیح لگی تھی۔۔۔ اس لیے تھوڑے ٹھنڈے ہوتے بولے تھے۔

بیٹا آپ نے ٹھیک کہا۔۔۔ جو ہوا اب ہمیں اسے قبول کر لینا چاہیے۔۔۔ اور آپ فکر نہیں کریں جس تاریخ کو شادی ہے اسی تاریخ کو ہوگی۔۔۔ ہم اسی دن بارات لائیں گے اور اپنی بیٹی کو عزت سے رخصت کروا کے لے جائیں گے۔۔۔

آگر آپ کو اب بھی کوئی اعتراض ہے تو بولو۔

بیٹا آپ کو کوئی اعتراض ہے۔۔۔ دادی جان نے شمیم بیگم کو خاموش بیٹا دیکھ پوچھا۔

شیمیم بیگم نے ایک نظر ناصر صاحب کو دیکھا جو آنکھوں سے تسلی کا اشارہ دے رہے تھے۔

اب اعتراض کرنے کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔۔۔ اس لیے ہمیں آپ کی بات منظور ہے۔۔۔ شیمیم بیگم نے بے تاثرات چہرے سے کہا لیکن ان کی بات میں چھپا طنز وہ اچھی طرح سمجھ گیں تھیں۔

یہ آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ امی آپ تو کچھ بولیں۔۔۔ روحان نے اپنی ماں کو مخاطب کیا جو خاموش تھیں۔

بیٹا یہاں جو کچھ ہو رہا ہے ٹھیک ہو رہا ہے۔۔۔

حیات کا نکاح ہو چکا ہے اور طلاق ایک بہت بڑی چیز ہے اس لیے اب تم اپنے آپ کو سمجھا لو۔۔۔ ند ا بیگم نے اسے سمجھایا جو سمجھنا ہے نہیں چاہتا تھا۔

امی آپ بھی۔۔۔ وہ غم و غصے سے کہتا گھر سے باہر ہی نکل گیا۔

ندا ہمیں معا۔۔۔ نہیں شمیم یہ تو نصیب میں لگا تھا اس میں کسی کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔ اور تم پریشان نہیں ہو میں روحان کو سمجھا دوں گی وہ جلد سمجھ جائے گا۔۔۔ ندا بیگم نے مسکرا کے کہا۔

اچھا بیٹا اب ہم چلتے ہیں اور آج سے ٹھیک دس دن بعد تمہارے دروازے پر بارات لے کے آئیں گے۔۔۔ دادی جان نے اجازت چاہی۔
انکل جو کچھ ہوا میں اسکی معافی چاہتا ہوں۔۔۔ لیکن آپ یقین رکھیں میں آپ کی بیٹی کو بہت خوش رکھو گا۔۔۔

وہ شخص جو کبھی کسی کے آگے جھکتا نہیں تھا کسی سے معافی مانگتا تھا آج اپنی محبت کے لیے سب سے معافی مانگ رہا تھا

ناصر صاحب نے جو ابا اس کا کندھا تھپتھپایا۔۔۔ لیکن بولے کچھ نہیں۔

دادی جان اور رضیہ بیگم حیات کو پیار کرتی نکل گئیں۔۔۔



آگئے آپ لوگ۔۔۔ سب خیریت تو ہے نا اجالانے بتایا کہ شاہ ویر نے ایمر جنسی میں بلایا ہے۔۔۔ وہ لوگ رات میں حویلی پہنچے تھے جب سب حال میں بیٹھے چائے پی رہے رہے۔۔۔

انہیں اندر آتے دیکھ دادا جان نے پوچھا۔۔۔

اپنے پوتے سے پوچھ لیں۔۔۔ دادی جان کہتی بیٹھ گئیں۔

ارے افہام تم کب آئے۔۔۔ دادا جان نے افہام کو پیچھے پیچھے آتے دیکھ پوچھا۔

دوپہر میں آیا تھا اور آتے ساتھ ہی یہ لوگ مجھے اپنا ڈرائیور بنا کے لے گئے۔۔۔ وہ دادا جان کے گلے لگتا شرا رت سے بولا۔

یہ تو اچھا ہے اب تم آگئے ہو تو ہم ایک ڈرائیور کی چھٹی کر دیں گے۔۔۔ عائل بھی مزے سے کہتا اسکے گلے لگا۔

کیا لالا آپ بھی شروع ہو گئے۔۔۔ وہ خفگی سے کہتا اپنے بابا کی طرف بڑھا

ان سے ملتے یا سر صاحب سے ملا اور وہیں بیٹھ گیا۔۔۔

کیسی ہو ایہا۔۔۔ افہام نے سامنے بیٹھی چائے پیتی ایہا سے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں لالا آپ کیسے ہیں۔۔۔ اسنے مسکرا کے بتاتے اسکا حال بھی پوچھا۔۔۔

جب کے افہام سخت بد مزہ ہوا تھا اسکے لالا کہنے سے

میں ایک دم فٹ فٹ ہوں۔۔۔ وہ اپنے ڈولے شولے دیکھتا شوخی سے بولا۔

اب اگر تم سب سے مل لیئے ہو تو کیا ہمیں کوئی بتائے گا کے آج ہوا کیا ہے۔۔۔ کیوں

آپ کو شاور نے شہر بلایا تھا۔۔۔ دادا جان نے افہام کو دیکھتے کہا۔

آپ کے پوتے نے آپ کی بہو ڈھونڈ لی ہے اور جناب نے ان سے نکاح بھی کر لیا

ہے۔۔۔ دادی جان کے کہنے پر چائے پیتے تقریباً سب کو ہی اچھو لگا

یہ آپ کیا بول رہی ہیں اماں۔۔۔ کسی کے لیئے بھی اس بات پر یقین کرنا مشکل نہیں

ناممکن تھا۔۔۔ کے گھر کا سب سے سمجھدار بچہ، سب سے بڑا بچہ ایسا کیسے کر سکتا ہے۔

پوچھ لو بیٹھا ہوا ہے۔۔۔ دادی نے پر سکون سے بیٹھے شاہ ویر کی طرف اشارہ کیا تو سب کی سوالیہ نگاہیں اس کی طرف ہوئی۔

میں بتاتا ہوں۔۔۔ افہام مزے سے کہتا سب کو بتانے لگا۔۔۔ جیسے کوئی مزے دار کہانی ہو۔

شاہ ویر یہ کیا کہہ رہا ہے تم نے اس بچی کو مجبور کر کے نکاح کیا۔۔۔ پوری بات سنتے دادا جان کر بے۔۔۔ جب کے ایہا اور اجالا تو خوش ہو گئی تھیں لیکن ابھی کچھ نہیں بول سکیں۔

میں نے مجبور نہیں کیا تھا۔۔۔ میں نے تو بولا تھا جانا ہے تو جاؤ۔۔۔ لیکن وہ ہی رک گئی اپنے کزن اور بہن کے لیے۔۔۔ اسے کندھے اچکائے ایسے کہا جیسے غلطی اس کی تھی کے وہ گئی کیوں نہیں جب اس نے بولا تھا تو۔

اچھا اب چھوڑیں اسے جو ہونا تھا ہو گیا اب تم سب شادی کی تیاری کرو۔۔۔ سترہ
تاریخ کو بارات لے کے جانا ہے۔۔۔۔ دادی جان نے دادا سے کہتے سب کو کہا تو سب
نے بات سمجھتے ہاں میں سر ہلایا۔

تھینک یو بھائی حیات کو ہماری بھابھی بنانے کے لیے۔۔۔ اجالا شاہ ویر کے پاس آتی
اس کے گلے لگتی خوشی سے بولی۔۔۔۔ تو وہ مسکرا دیا۔

اب تو میں بہت ساری شوپنگ کرو گی۔۔۔۔ وہ آکسائیڈ ڈھوتی اسے اپنی تیاری کے
بارے میں بتانے لگی جب کے سب اسکی خوشی دیکھتے مسکرا دیئے۔

خواہش تو سب کی تھی حیات کو بہو بنانے کی لیکن اس طرح سے سب ہو گا یہ کسی نے
نہیں سوچا تھا۔۔۔

اور اسی کو قسمت کہتے ہیں کے جو کوئی نہیں سوچتا وہ ہو جاتا ہے۔۔۔

وہ شیشے کے سامنے تیار کھڑا بالوں میں کنگھا کر رہا تھا۔۔۔

جب دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔

بھائی میں آجاؤ۔۔۔ اجالا کی آواز پہ اسنے اندر آنے کی اجازت دی۔

ہاں جی کوئی کام تھا آپ کو۔۔۔ وہ شیشے سے اسکا عکس دیکھا مسکرا کے پوچھنے لگا۔

آپ کہنا چاہتے ہیں میں صرف کام کے لیے ہی آتی ہوں آپ کے پاس۔۔۔ وہ براسہ

منہ بناتے خفگی سے بولی۔۔۔ وہ گہرا مسکراتا کنگھار کھتا اس کی طرف بڑھا۔

میں تو مزاق کر رہا تھا۔۔۔ وہ اسے اپنے ساتھ لگا تا بیڈ پر بیٹھا

اچھا بھائی میں سوچ رہی تھی کیوں نا ہم حیات کو۔۔۔ افف مطلب بھا بھی کو

شوہنگ پر لے کے جائیں۔۔۔ ان کی پسند کی انہیں چیزیں دلائیں۔۔۔ وہ چہک کے

بولی۔

اس کی ضرورت نہیں پڑے گی میں نے ساری چیزیں لے لی ہیں۔۔۔ وہ سکون سے

بولا۔

یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ ہم خود جاتے بھا بھی کو شوہنگ کرانے۔۔۔ وہ منہ بنا کے بولی۔

یہ جو بھی بات ہے ہو گئی ہے۔۔۔ اب تم یہ سارا سامان جا کے دے آنا۔۔۔ وہ اٹھ کے الماری سے بیگز نکالتا اجالا کے پاس آیا۔۔۔ اور بیگز اس کے برابر میں بیڈ پر رکھے۔

ٹھیک ہے بھائی میں دے آؤ گی۔۔۔ وہ کہتی بیگ اٹھانے لگی۔۔۔ آپ نے اپنی شوپنگ کر لی۔۔۔ وہ بولتا اپنے ولیٹ کی طرف بڑھا جو سائڈ کورنر پر رکھا تھا۔

نہیں بھائی ابھی نہیں کی۔۔۔ اب جب یہ سامان دینے شہر جاؤ گی تبھی کر لوں گی۔۔۔ وہ بیگ ہاتھ میں لیے اسے دیکھ مسکرا کے بولی۔

یہ کارڈ رکھو۔۔۔ اور خوب شوپنگ کرنا اور ایہا کو بھی کروانا۔۔۔ شاہویر نے اسکی طرف کریڈٹ کارڈ بڑھایا۔

تھینک یو بھائی ویسے تو میں نے افہام لالا کی جیب خالی کرانے کا سوچا ہے لیکن کوئی بات نہیں آپ کی بھی تھوڑی سی جیب ہلکی کر دوں گی۔۔۔ اسنے شرارت سے آنکھیں گھماتے کارڈ تھاما

ہاہا۔۔۔ اب چلو مجھے آفس جانے میں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ وہ ہنس کے کہتا اسے لیئے روم سے باہر نکل گیا۔



آپی آپ کی شادی ہونے والی ہے تھوڑا پار والر جا کے فیشنل ویشل کروا آئیں۔۔۔ کیا اب یہاں کاموں میں لگی ہوئی ہیں۔۔۔ کوئل چائے بناتی حیات کے پاس کچن میں آتی بولی۔

اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ حیات نے مصروف انداز میں کہا۔

ہاں یہ تو ہے آپ کو کسی فیشنل ویشل کروانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ آپ بغیر کچھ کیئے ہی اتنی پیاری ہیں۔۔۔ وہ پیچھے سے گلے لگتی پیار سے بولی۔۔۔

پیاری تو ہون گی نا۔۔۔ میری بہن جو اتنی پیاری ہے۔۔۔ انگلی اور انگھوٹھے کی مدد سے تھوڑی پکڑتے مسکرا کے کہا۔

ویسے آپ کی سسرال والے ہیں بہت اچھے۔۔۔ اب دیکھیں نا کچھ بھی سامان لینے سے منکر دیا۔۔۔ ورنہ آج کل تو لوگ جہیز ہی اتنا مانگتے ہیں۔۔۔

کوئل کے کہنے پر حیات کے چائے کپ میں ڈالتے ہاتھ رکے

بس زیادہ بڑوں والی باتیں نہیں کرو اور جا کے یہ چائے بابا کو دے کے آؤ۔۔۔ وہ چائے کی ٹرے اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔۔۔

تو کوئل بھی کندھے اچکاتی چائے لیئے باہر نکل گئی۔۔۔ جب کے حیات سوچ میں پڑھ گئی۔

لوگ تو اچھے ہیں!!!؟ کیا شاہویر بھی اچھے ہوں گے۔۔۔ کیا وہ واقعی مجھ سے محبت کرتے ہیں۔۔۔ لیکن محض دو تین ملاقاتوں میں کسی کو محبت کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔

اور ملاقات بھی ایسی جس میں دونوں کے بیچ کبھی اچھے سے بات نہیں ہوئی۔۔۔ یا انہوں نے کسی مقصد کے تحت مجھ سے شادی کی ہے۔۔۔

افسوس میں بھی کیا سوچنے لگ گئی۔۔۔ حیات ساری سوچوں کو جھٹکتی کچن سے نکل گئی۔

امی آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئیں۔۔۔ اجالا تیار ہو کے نیچے آئی تو شمیم بیگم کو ویسے ہی بیٹھے دیکھ پوچھا۔

نہیں بیٹا تم لوگ چلے جاؤ۔۔۔ میں گھر پر ہی ہوں۔۔۔ تمہاری دادی کے پاس بھی تو کوئی ہونا چاہئے نا۔۔۔ انہوں نے وجہ بتائی۔

اور حیات کے لیے بھی کچھ سوٹ لے لینا۔۔۔ ویسے تو انہوں نے بولا ہے کہ کپڑے وہ خود دیں گے لیکن پھر بھی ہماری طرف سے بھی تو ہونے چاہئے نا۔۔۔

جی امی ٹھیک ہے میں لے لوں گی۔۔۔ اور یہ لالا کہاں ہیں۔۔۔ اجالا نے افہام کا پوچھا

لالا تو ہم سے بھی زیادہ ٹائم لگا رہے ہیں تیار ہونے میں۔۔۔ اجالا نفی میں سر ہلاتی
افہام کے کمرے میں جانے کے لیے مڑی۔۔۔ لیکن ایسا کو نیچے آتا دیکھ رک گئی۔

ایہا وہیں رک جاؤ اور وہیں سے واپس جا کے افہام لالا کو بلا لاؤ۔۔۔۔۔ اجالا کے کہنے پر ایہا قدم روکے اسکی بات سنتی ہاں میں سر ہلاتی واپس اوپر بڑھ گئی۔

اس نے کمرے کے باہر رک کے دروازہ نوک کیا۔۔۔

آجائیں۔۔۔۔۔ اجازت ملے ہی وہ اندر داخل ہوئی۔

لالا ہم تیار ہیں آپ کب آئیں گے۔۔۔ وہ اندر آتی دھیمی آواز میں بولی۔

افہام جو بیڈ پر بیٹھا فون میں کچھ دیکھ رہا تھا اسکی آواز پر نظریں اٹھا کے دیکھا۔

وہ خوبصورت کالی آنکھوں والی لڑکی، جس کے باریک لب، چھوٹی سی ناک، گھنگرا لے
بال جو شاید چٹیا میں قید تھے۔۔۔ پیلی قمیض شلوار میں، دوپٹہ اوڑھے۔۔۔ چادر
لیئے۔۔۔ اسے وہ اس وقت بہت حسین لگ رہی تھی۔

لالا کیا ہوا جانا نہیں ہے کیا۔۔۔ وہ فرصت سے اسکا جائزہ لے رہا تھا جب دوبارہ اس کی
آواز آنے پر چونک کے اس کے سحر سے باہر نکلا۔

آ۔۔۔۔۔ ہاں کہاں جانا ہے۔۔۔ وہ سنبھال کے بولا۔

حیات بھابھی کے گھر ان کی شادی کا سوٹ دینے اور پھر شوپنگ پہ۔۔۔ ایہا نے یاد
دلایا۔

اوہاں میں بھول گیا تھا۔۔۔ تم چلو میں آتا ہوں۔۔۔ وہ بیڈ سے اٹھتا ہوا بولا۔
جی لالا۔۔۔ وہ کہتی کمرے سے نکل گئی۔

اف ایک تو اس کا لالا۔۔۔ جلدی یہ لالا بولنا بند کروانا پڑے گا۔۔۔ وہ بڑبڑاتا چیل
پہنتا کمرے سے نکل گیا۔



ہاں جی دادی کیا بنا ہے کھانے میں۔۔۔ وہ شرٹ کے ساتھ ڈھیلا سا ٹراؤزر پہنے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا کرسی پر بیٹھا۔

دال بنی ہے۔۔۔ آگر مجھے پتہ ہوتا کہ میرا پوتا آج میرے ساتھ کھانا کھائے گا تو کچھ اور بنوا لیتی۔۔۔ دادی نے دال اسکی پلیٹ میں ڈالتے خفگی سے کہا۔

سوری دادی بس آج کل ایک نئے پروجیکٹ پر کام کر رہا تھا اس لیے تھوڑا مصروف تھا۔۔۔۔

لیکن اب تقریباً کام ختم ہو گیا ہے اس لیے اب سے بالکل فری ہوں اور روز آپ کے ساتھ کھانا کھاؤ گا۔۔۔ اسنے مسکرا کے وجہ بتائی۔

تم مصروف ہوتے ہو اور میں بیچاری بوڑھی اتنے بڑے گھر میں اکیلی پڑی رہتی ہوں۔۔۔ دادی ٹھنڈی سانس بھرتی بولیں۔

دادی آپ کہاں بوڑھی ہیں۔۔۔ ابھی تو آپ جوان ہیں۔۔۔ وہ آنکھ مار تا شوخی سے

بولا

چل پاگل دادی کو آنکھ مارتا ہے۔۔۔ انہوں نے ہلکی سی چپت لگائی کندھے پہ۔

ہا ہا۔۔۔ اب آپ فکر نہیں کریں میں روز جلدی گھر آیا کرو گا اور ہم روز باہر جائیں
گے گھومنے۔۔۔ اسنے ہنستے ہوئے کہا۔

مجھے کہیں باہر نہیں جانا۔۔۔ تم میرے ساتھ رہنے والی میری بہولے آؤ بس اور مجھے
کچھ نہیں چاہیے۔۔۔ انہوں نے ایسے کہا جیسے کوئی چیز مانگ رہی ہوں۔

دادی ایک آپ اور دوسری آپ کی نامعلوم بہو۔۔۔ پتہ نہیں کب ملے گی مجھے۔۔۔
اسنے مصنوعی آہ بھری۔

ہے تو تمہارے سامنے ہی آگر تم دیکھو تو۔۔۔ وہ نوالہ لیتی ہوئی بولیں۔

دادی ہم اچھے دوست ہیں۔۔۔ اسنے انکا اشارہ سمجھتے ہوئے سمجھایا۔

تو اچھا ہے نا۔۔۔ تم دونوں دوست ہو ایک دوسرے کو سمجھتے ہو۔۔۔ اچھے سے زندگی گزار پاؤ گے۔۔۔۔ دادی جلدی سے بولیں۔

اف دادی آپ کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔۔۔ وہ مسکراتا نفی میں سر ہلاتا کھانے پر جھکا۔

تو تم میری بات سمجھ جاؤ۔۔۔ وہ دو بدو ہوئیں۔
ٹن ٹن۔۔۔

کس کا فون ہے۔۔۔ عائش کا فون بجنے پر انہوں نے گھورا۔
آپ کی بہو کا۔۔۔ اسنے ہلکا سا ہنس کے کہا۔

اچھا لاؤ پھر میں بات کروں۔۔۔ وہ فون لیکے اٹھنے لگا جب دادی کی بات سنتا نہیں دیکھ گیا۔

ارے دادی میرے سیکٹری کا فون ہے۔۔۔ وہ فون ان کے سامنے کرتا کال یس کرتا اٹھ کے تھوڑا دور گیا۔

ہا۔۔۔ پتہ نہیں کیا بنے گا اس لڑکے کا۔۔۔ وہ افسوس سے سر ہلاتی کھانے کی طرف متوجہ ہوئیں۔



آپ کون۔۔۔ ڈور بیل بجنے پر کوئل نے دروازہ کھولا تو اجنبی چہرے کھڑے تھے۔
میں اجالا ہوں اور یہ ایہا ہم شاہ ویر بھائی کی بہنیں ہیں۔۔۔ اجالا نے تعارف کرایا۔
اواچھا!!!! آئیں اندر آئیں۔۔۔ اسنے راستہ دیا۔

ارے ایک منٹ میرے لالا بھی آرہے ہیں۔۔۔ اسے دروازہ بند کرتا دیکھ اجالا نے جلدی سے کہا۔

لالا۔۔۔ اسنے نا سمجھی سے دیکھا۔

لالا مطلب بھائی۔۔۔ ایہا نے مسکرا کے سمجھایا۔

اچھا۔۔۔ اس نے سمجھتے ہوئے کہا۔

کو مل کون آیا ہے۔۔۔ جب کو مل کافی دیر تک اندر نہیں آئی تو حیات باہر آگئی پوچھتی ہوئی۔

ایہا،،، اجالا۔۔۔ کیسی ہو تم دونوں۔۔۔ حیات دونوں کو دیکھتی خوشی سے گلے لگی۔

ہم ٹھیک ہیں بھابھی آپ کیسی ہیں۔۔۔ اجالا نے شرارت سے کہا۔۔۔ جب کے حیات کی مسکراہٹ مدھم پڑی تھی۔

اسلام و علیکم کیسی ہیں آپ بھابھی۔۔۔ افہام اندر آتا بولا۔

و علیکم اسلام۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔ اس نے مسکرا کے جواب دیا۔

تم لوگ یہاں کیوں کھڑے ہو اندر آؤ۔۔۔ حیات سب کو لیئے اندر بڑھی۔۔۔

کو مل بھی دروازہ بند کرتی اندر آئی۔

ماما یہ اجالا ہے۔۔۔ یہ ایہا اور یہ افہام۔۔۔ شاہ ویر کے بہن بھائی۔۔۔ حیات نے اندر آتے اپنی ماں کو بتایا۔

کیسی ہیں آپ آنٹی۔۔۔ ایہا نے مسکرا کے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں بیٹا۔۔۔ تم لوگ بیٹھو۔۔۔ وہ خوش اخلاقی سے مسکرا کے بولیں۔

حیات بیٹا تم ان کے ساتھ بیٹھو میں کھانا بناتی ہوں۔۔۔ وہ حیات سے کہتی اٹھنے لگیں۔

ارے نہیں آنٹی ہم کھانا نہیں کھائیں گے بس ہم یہ بھابھی کا براؤنڈل ڈریس اور

جیولری دینے آئے تھے۔۔۔ اجالا بیگز حیات کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی۔

ارے بیٹا ایسے کیسے نہیں کھاؤ گے۔۔۔ پہلی بار آئے ہوں ایسے تو نہیں جانے دیں

گے نا۔۔۔ انہوں نے پیار سے کہا۔

اب تو آنا جانا لگا رہے گا۔۔۔ تو پھر کبھی کھالیں گے۔۔۔ ابھی ہمیں تھوڑی سی شوپنگ

کرنی ہے اور پھر واپس گاؤں بھی جانا۔۔۔

آگر کھانا کھانے ر کے تو کافی لیٹ ہو جائیں گے۔۔۔ اس لیئے کھانا نیکسٹ ٹائم کھائیں گے۔۔۔ ایہا نے انکار کیا۔

اچھا تو چائے تو پیو گے نا میں ابھی لاتی ہوں۔۔۔ اور اب میں انکار نہیں۔ سنوں گی۔۔۔ وہ کہتی کچن میں چلی گئی۔۔۔ انہیں نے اتنی اپنائیت سے کہا کہ وہ انکار نہیں کر سکے۔۔۔

بھابھی ہماری صحیح سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔۔۔ تو ہم شروع سے شروع کرتے ہیں۔

ہائے بھابھی!!!!!! میں افہام ہوں۔۔۔۔۔ افہام ڈرامائی انداز میں شرارت سے بولا۔
میں حیات ہوں۔۔۔ حیات مسکرائی۔

جی وہ تو مجھے دیکھ رہا ہے آپ حیات ہو لیکن آپ کا نام کیا ہے۔۔۔ وہ سیریس انداز میں بولا۔۔۔ تو سب نے اس کی طرف ایسے دیکھا جیسے پتہ نہیں اسنے کیا بول دیا ہو جو سب اسے گھور رہے تھے۔

آپ کو میں حیات دیکھ رہی ہوں نا تو ٹھیک ہے آج سے میرا نام ہی حیات ہے۔۔۔ وہ بھی سیریس ہو کے بولی تو سب قہقہہ لگا اٹھے۔

ہا ہا بہت اچھا جواب دیا بھابھی۔۔۔ اجالانے حیات کی سائنڈلی۔

واہ بھابھی بہت اسمارٹ ہیں آپ۔۔۔ افہام نے ستائشی انداز میں کہا۔

شکریہ۔۔۔ حیات نے ہلکا سا سر کو خم دیتے تعریف قبول کی۔

یہ لونچوں چائے۔۔۔ اتنے میں شمیم بیگم چائے لے آئی۔

ایسے ہی مستی مزاق کے ساتھ چائے پی اور وہ لوگ نکل گئے۔

سورج نکلتے ہی حویلی میں گہما گہمی شروع ہو گئی تھی۔۔۔

ہر کوئی اپنی اپنی تیاری میں مصروف تھا کیونکہ تھوڑی دیر بعد انہیں بارات لے کر نکلنا تھا جس میں چند ہی لوگ شامل تھے۔۔۔ بارات میں لوگ کم تھے لیکن ولیمہ بڑا کرنے کا ارادہ تھا ان کا۔

شادی جن حالات میں ہو رہی تھی اس کی وجہ سے حیات نے مایو بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا جس کی وجہ سے شاہ ویر بھی مایو نہیں بیٹھا تھا۔۔۔۔

اس کا کہنا تھا اگر حیات اپنی خوشیاں ٹھیک سے نہیں منارہی تو وہ بھی نہیں منائے گا۔۔۔ ہاں وہ خوش تھا اس شادی کو لے کے۔۔۔

وہ خوش تھا کہ جس سے اسے محبت کی اسے حاصل کر لیا۔۔۔ لیکن اسے دکھ ہو رہا تھا کہ اسکی وجہ سے حیات اپنی خوشیوں سے محروم ہو رہی ہے۔۔۔ وہ شادی کے بعد اسے اسکی ہر خوشی لوٹا دے گا جس کا وعدہ نا جانے وہ خود سے کتنی بار کر چکا تھا۔

اسلام و علیکم۔۔۔ کسی ہیں آپ نانی جان اندر آتی رانیہ حال میں بیٹھیں ممتاز بیگم کو دیکھتی خوشی سے بولی۔۔۔

اس کے پیچھے ثریا شاہ مسکراتے ہوئے اندر آئیں

وعلیٰ السلام میں ٹھیک ہوں بیٹا تم کیسی ہو اور اتنی دیر لگا دی تم نے آنے میں۔۔۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی بولیں۔

بس اماں کیا بتاؤں اس لڑکی نے ہی دیر کر دی تیاری میں۔۔۔۔۔ ثریا بیگم نے مسکراتے ہوئے کہتی اپنی ماں سے ملیں۔

نانی جان کیا آپ کو لگتا ہے کہ میں تیاری میں دیر کر سکتی ہوں۔۔۔ یہ تو ماما ہی ہیں جو میری چیزیں ادھر ادھر رکھ دیتی ہیں جنہیں ڈھونڈنے میں مجھے دیر ہو جاتی ہے۔۔۔ وہ مسکراہٹ دبائے معصومیت کی مورت بنی آنکھیں پٹیٹاتی بولی۔۔۔

ہاں بالکل!!!! سب کچھ میں ہی تو کرتی ہوں یہ تو کچھ کرتی ہی نہیں ہیں۔۔۔ ثریا شاہ
نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

ہاں مجھے پتا ہے میری بچی تو کچھ نہیں کرتی۔۔۔ تم ہی اسے تنگ کرتی ہو گئی
ضرور۔۔۔ نانی نے فوراً نواسی کی سائیڈ لی۔

نانی آپ بیسٹ ہو۔۔۔ وہ ان کے گلے لگتی چہکی۔۔۔ تو وہ مسکرا دیں۔

اچھانانی یہ ایہا اور اجالا کہاں ہیں وہ کسی کو بھی وہاں ناپا کے ادھر ادھر نظر گھماتی پوچھنے لگی۔

ایہا کے کمرے میں ہیں تیار ہو رہی ہیں تم بھی وہی چلی جاؤ۔۔۔ نانی کے کہنے پر وہ اوکے کہتی اوپر کی جانب بڑھے گی۔

اور بتاؤ ثریا فرہاد نہیں آیا۔۔۔ انہوں نے اپنے داماد کا پوچھا

آئے ہیں اماں باہر کاشان لال مل گئے تھے تو وہیں ان کے پاس رک گئے۔۔۔ انہوں نے مسکرا کے بتایا۔

وانیہ نہیں آئی ابھی تک واپس۔۔۔ اماں نے اپنی بڑی نو اسی کا پوچھا۔

نہیں اماں ابھی نہیں آئی۔۔۔ لیکن میری اس سے بات ہوئی تھی وہ کچھ دنوں تک آجائے گی۔۔۔ ثریا بیگم نے کہا۔

تم لوگوں کو جانے ہی نہیں دینا چاہئے تھا یوں بچی کو اکیلے دوستوں کے ساتھ۔۔۔۔۔ اماں نے اپنی ناخوشی ظاہر کی۔

میری چلنے ہی کب دیتے ہیں بیٹوں کی ضد کے آگے۔۔ اس نے تھوڑی سی ضد کی اور فرہاد نے اجازت دے دی۔۔۔ وہ سر جھٹک کے بولیں۔

تم نے اسے بتایا نہیں شاہ ویر کی شادی کا۔۔ ممتاز بیگم نے آہستہ سے پوچھا۔

نہیں اماں میں نے اسے ابھی کچھ نہیں بتایا۔۔۔ وہ اتنی دور ہے پتہ نہیں کیا رینکٹ کرتی شاہ ویر کی شادی کا سن کے۔۔۔

آپ سب جانتے تو ہیں۔۔۔۔ وہ کتنی جزباتی ہے شاہ ویر کے معاملے میں۔۔۔ مجھے تو ڈر ہے کہ جب اسے پتہ چلے گا تو کیا ہو گا۔۔۔ وہ فکر مندی ہوئی۔۔۔

کیونکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی ان کی بیٹی شاہ ویر کو کرنا پسند کرتی ہے۔۔۔ انہوں نے تورشتے کی بات بھی کی تھی لیکن شاہ ویر نے انکار کر دیا یہ کہہ کے۔۔۔ کہ اسے ابھی ان ساری جھنجھٹوں میں نہیں پڑنا۔

تم نے اچھا کیا جو اسے نہیں بتایا۔۔ ایک بار آجائے تو ہم اسے مل کے سمجھا لے گے۔۔۔

مجھے امید ہے بچی جلدی سمجھ جائے گی کہ جو نصیب میں ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔۔۔
اماں نے تسلی دی۔۔۔ تو ثریا بیگم نے گہرا سانس بھرا۔

بھابھی کہاں ہیں نظر نہیں آرہی۔۔۔ انہوں نے رضیہ بیگم کو وہاں ناپا کے پوچھا۔
وہ اپنے کمرے میں ہے تیار ہو رہی ہیں۔۔۔ اماں نے بتایا

اچھا ٹھیک ہے میں ان سے وہی جا کے مل لیتی ہوں۔۔۔ وہ کہتی ہوئی اٹھ کے رضیہ
بیگم کے کمرے کی جانب بڑھ گئی تو دادی بھی ہاں میں سر ہلاتیں وہیں بیٹھ کے
انتظامات دیکھنے لگیں۔



کیا کر رہی ہو تم دونوں۔۔۔ ابھی تک تیار نہیں ہوئیں۔۔۔ بغیر دروازہ بجائے رانیہ
تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی۔

اجالا جو بیڈ پر کالا سوٹ پہنے ہلکے سے میک اپ میں تیار بیٹھی کانوں میں جھمکے پہن رہی تھی اور ایہاڈریسنگ کے سامنے اجالا کے جیسا ہی سوٹ پہنے پالروالی سے تیار ہو رہی تھی اس کے دھڑام سے دروازہ کھولنے پر دونوں اپنی جگہ سے اچھلیں۔۔۔ آ آ آ۔۔۔ تم اتنی دیر سے کیوں آئی ہوں اور اتنی دنوں بعد بھی۔۔۔ کیا ہماری یاد نہیں آتی تھی۔۔۔ اجالا جوش سے اپنی جگہ سے اٹھتی رانیہ کے گلے لگتی شکوہ کرنے لگی۔

سوری یار تم لوگ جانتی تو ہو۔۔۔ آپی بھی گئی ہوئی ہیں اپنے دوستوں کے ساتھ ٹرپ پہ۔۔۔ اس لئے بابا مجھے کہیں جانے ہی نہیں دیتے۔۔۔

وہ کہتے ہیں اگر میں بھی چلی جاؤ گی تو گھر میں سناٹا ہو جائے گا۔۔۔ اس وجہ سے میں اتنے دنوں سے نہیں آرہی تھی۔۔۔ وہ اس کا شکوہ دور کرتی بیڈ پر آ کے بیٹھی۔

اب تم آگئی ہو نہ تو تم رک کے جاؤ گی۔۔۔ ہم تمہیں اب اتنی جلدی جانے نہیں دیں گے گے۔۔۔ میک اپ کرواتی ایہا نے کہا۔

ہاں ہاں تم لوگ فکر نہیں کرو۔۔۔ میں ابھی کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔ آرام سے رک کے ہی جاؤں گی۔۔۔ اس کے کہتی ہی وہ دونوں بھی خوشی سے مسکرا دیں۔

پھپھو اور پھوپھا بھی آئے ہیں نا۔۔۔ اجالانا زک سی انگلیوں میں انگوٹھیاں پہتے پوچھنے لگی۔

ہم نیچے ہیں۔۔۔ وہ بھی بیڈ پر رکھی جیولری سے چھیڑ چھاڑ کرتے بولی۔

وہ دونوں بھی روکے گے نا۔۔۔ آبیہا نے شیشے سے اسے دیکھتے پوچھا۔

ماما تو روکیں گی۔۔۔ لیکن بابا کا پتہ نہیں۔۔۔ رانیہ نے جواب دیا۔

ویسے تم لوگ بہت بری ہو مجھے بتایا بھی نہیں بھابھی کا اور نا ہی تصویر دیکھائی۔۔۔ وہ خفگی سے بولی

آج جارہے ہیں نا انہیں لینے دیکھ لینا۔۔۔ اجالانے مسکرا کے تپایا۔

ظاہر ہے دیکھ ہی لوں گی۔۔۔ وہ چڑھ کے بولی۔

اچھا تم بھی تیار ہو جاؤ جلدی سے کیوں کہ برات نکلنے میں کچھ ہی ٹائم بچا ہے۔۔۔۔
اجالا نے سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔ جو پنک سوٹ میں ہلکا سا میک کیئے،
لائٹ ہی جیولری پہنے تیار بیٹھی ہوئی تھی۔

کیا تمہاری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں۔۔۔ کیا تمہیں دیکھ نہیں رہا میں تیار ہوئی وی
ہوں۔۔۔ اسنے منہ کھولے اسکی بات سنی،،،، پھر اسے گھورتے ہوئے بولی۔
لیکن پھر تم اتنی بری کیوں لگ رہی ہو اجالا نے مصنوعی حیرت سے کہا۔۔۔ تو تیار
ہوتی ایہا کی ایک دم ہنسی چھوٹ گئی۔

رانیہ اجالا کی بات سنتی اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتی اس کی طرف بڑھی۔
اجالا کی بچی میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔

ہا ہا ہا ہا سوری یار میں مذاق کر رہی تھی۔۔۔۔ اجالا اس سے دور ہوتی بیڈ پے چڑھ کے
دوسری طرف اتری۔

لیکن میں مذاق نہیں کر رہی میں آج تمہیں واقع نہیں چھوڑوں گی۔۔۔ رانیہ بھی گھومتے ہوئے دوسری طرف آئی۔

بہن ابھی چھوڑ دو۔۔۔ ابھی میں تیار ہوئی وی ہوں۔۔۔ بعد میں پکڑ لینا۔۔۔ اسنے رانیہ کے اپنی طرف بڑھتے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دبوچے۔

ہاں یار ابھی چھوڑ دو بعد میں بتا دینا نا۔۔۔ ابیہا کے کہنے پر وہ احسان کرنے والے انداز میں اوکے کہتی ہاتھ جھاڑتی اجالا سے دور ہوئی۔۔۔ تو اجالانے سکون کا سانس لیا۔



آپی چلیں۔۔۔ کوئل کمرے میں آتی بیڈ پر بیٹھی حیات سے بولی۔۔۔ جسے پالروالی کچھ دیر پہلے ہی تیار کر کے گئی تھی۔

حیات لال رنگ کے شرارے میں شاہ ویر کے نام کا سنگار گئے۔۔۔ بہت حسین لگ رہی تھی۔۔۔

کوئل یہ میں نے پیک کر دیا ہے۔۔۔ یا تو اسے اسٹور روم میں رکھ دینا یا کسی کو دے دینا۔۔۔ حیات نے ایک ڈبے کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

اس میں کیا ہے آپ۔۔۔ اسنے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

کتابیں ہیں میری۔۔۔ اسنے عام سے لہجے میں کہا۔

تو آپ انہیں ایسے کیوں رکھ رہی ہیں۔۔۔ اسنے چونک کے پوچھا

کیا فائدہ انکا۔۔۔ وہ نظریں زمین پر جمائے الٹا اس سے ہی سوال کرنے لگی۔

آپ شادی کے بعد بھی تو پڑھ سکتی ہیں نا۔۔۔ جب روحان بھائی سے آپ کی شادی ہو رہی تھی تب بھی تو پڑھتی نا آپ۔۔۔

اب تو آپ کی شادی شاہ ویر بھائی سے ہوئی ہے مجھے یقین ہے وہ آپ کو ضرور پڑھنے دیں گے۔۔۔ کوئل نے اسے دیکھتے ہوئے سمجھایا تھا جیسے۔

کو مل کیا میں نے کسی کو بولا تھا کہ میں شادی کے بعد پڑھوں گی۔۔۔ یہ تم سب کا فیصلہ تھا میرا نہیں۔۔۔

اگر میری شادی روحان سے بھی ہوئی ہوتی تو بھی میں نہیں پڑھتی۔۔۔ کیونکہ جس مقصد کے لیے میں پڑھ رہی تھی شادی کے بعد وہ کبھی پورا نہیں ہوتا۔۔۔

روحان نے مجھے پڑھنے کی اجازت دی تھی لیکن جو ب کی اجازت نہیں دیتا یہ بات میں جانتی ہوں۔۔۔ کیونکہ جب بھی میں نے اس سے بات کی اس نے ہمیشہ جو ب کی بات کو نظر انداز کیا تھا۔

اور رہی بات اب کی تو شاہ ویر مجھے پڑھنے کی اجازت دے بھی دیں گے لیکن کیا جو ب کرنے دیں گے۔۔۔

اور چلو مان لیتی ہوں اگر کرنے بھی دی تو کیا بابا اپنی بیاہی ہوئی بیٹی سے اس کی تنخواہ لیں گے؟؟؟۔۔۔ حیات نے آخر میں سوال کیا جس کے جواب میں کو مل نے نفی میں سر ہلایا۔

میرے پڑھنے کا اصل مقصد جو ب کرنا تھا... بابا کا کندھا بننا تھا۔۔۔ اور جب شادی ہو جاتی ہے تو حقدا ر بدل جاتا ہے۔۔۔

اور پھر لڑکی جس گھر میں پلی بڑی ہوئی ہوتی ہے اسی گھر میں اسے مہمانوں کی طرح ٹریٹ کیا جاتا ہے۔۔۔

وہ سرد سانس بھرتی خود پر ضبط کرتی بولی۔

آپی آپ فکر نہیں کریں میں ہوں نا میں بابا کا کندھا بنو گی۔۔۔ میں پڑھوں گی۔۔۔
جو ب کروں گی۔۔۔ آپ کی خواہش میں پوری کرو گی۔۔۔

کو مل اسکے پاس آتی مسکرا کے کہتی اسکے گلے لگی۔۔۔ تو وہ بھی مسکرا دی۔۔۔

اچھا چلو سب باہر انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔ اسے خود سے الگ کرتی اپنا شرارہ سمجھالتی اٹھی۔

چلیں۔۔۔ کو مل اسکی مدد کرتی اسے لیئے کمرے سے باہر نکل۔۔۔۔۔ جہاں سب ہال میں جانے کے لیئے ان کا انتظار کر رہے تھے۔



سبھی لوگ گاڑیوں میں بیٹھ گئے تھے۔۔۔ بس انتظار تھا تو اجالا، ایہا اور رانیہ کا۔۔۔ جنہیں بلانے افہام گیا تھا۔

بھائی کس گاڑی میں ہیں۔۔۔ اجالا نے باہر آتے افہام سے پوچھا
اس میں۔۔۔ افہام کے بتاتے ہی اس نے جلدی سے گاڑی کی طرف دیکھا۔۔۔ جہاں
ڈرائونگ سیٹ پر عائل اور برابر والی سیٹ پر دولہا بنا شاہ ویر بیٹھا تھا۔۔۔
کون کون جارہا ہے اس گاڑی میں۔۔۔ اس نے وہی کھڑے پوچھا۔۔۔
بس میں جارہا ہوں۔۔۔ تم بیٹھو جلدی پہلے ہی دیر ہو رہی ہے۔۔۔ افہام نے اس
کے سوالوں سے تنگ آتے ہوئے جھنجھلا کے کہا۔
وہ تیزی سے شاہ ویر کی گاڑی کی طرف بڑھی اور پیچھے کا دروازہ کھول کے بیٹھ گئی۔۔۔

بیٹھتے کے ساتھ ہی اسنے ایہا اور رانیہ کو آنے کا اشارہ کیا۔۔۔ جو اسکا اشارہ سمجھتی جلدی سے اس گاڑی میں جا کے بیٹھ گئیں۔

یہ سب اتنا جلدی ہوا کے افہام منہ کھولے دیکھتا رہ گیا۔

یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔ تم لوگ اس گاڑی میں جاؤ گی۔۔۔ اترو اس گاڑی سے۔۔۔ افہام نے گھورتے ہوئے کہا۔

بھائی کیا ہم آپ کے ساتھ نہیں جاسکتے۔۔۔ اجالانے افہام کی بات نظر انداز کرتے شاہ ویر سے پوچھا۔

جاسکتی ہو گڑیا۔۔۔ شاہ ویر نے مسکرا کے کہا۔۔۔ تو افہام جل بھون گیا۔

لالا یہ آپ کیا بول رہے ہیں۔۔۔ آپ کے ساتھ تو میں جا رہا تھا نا تو یہ لوگ کہاں سے بیچ میں آ گئیں۔۔۔ اسنے غصے سے ان تینوں کو دیکھا۔

افہام کیوں بچوں کی طرح ضد کر رہے ہو۔۔۔ جاؤ اس گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔۔۔ شاہ ویر نے پیار سے کہا۔

نہیں لالا میں اسی میں بیٹھو گا آپ ان کو اتاریں۔۔۔ اسنے ضدی لہجے میں کہا۔
افہام ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ بچے نہیں بنو جاؤ پیچھے گاڑی میں۔۔۔ عائِل جو کب
سے سب دیکھ رہا تھا۔۔۔ دیر کے خیال سے سختی سے افہام کو آنکھیں دیکھاتا
بولا۔۔۔۔

تو افہام نے ایک بار پھر اپنے بھائی کو معصوم شکل بنائے دیکھا جو ایسے بے نیاز ہو کے
بیٹھا تھا جیسے اسے کوئی فرق ہی نہیں کرتا۔۔۔
کیا ہوا ہے بچوں نکل کیوں نہیں رہے۔۔۔ پیچھے گاڑی کی ونڈو سے جھانکتے یا سر
صاحب نے پوچھا۔

چاچو یہ آپ کا بھتیجا دیر کر رہا ہے فضول میں۔۔۔ اجالانے بھی ونڈو سے گردن باہر
نکالتے زور سے کہا۔

چھوٹی موٹی چپ ہو جاؤ پوری بارات کو سناؤ گی کیا۔۔۔ جارہا ہوں میں۔۔۔ افہام اسے
کہتا پیچھے گاڑی میں جا کے بیٹھ گیا۔

تو اجالا بھی فاتحانہ مسکرا سجائے سکون سے بیٹھ گئی۔۔۔

سب کے بیٹھتے ہی عائِل نے گاڑی اسٹاٹ کی۔۔۔ کیونکہ سب سے آگے ان ہی کی گاڑی تھی۔۔۔ تو ان کے پیچھے ہی سب گاڑیاں نکلیں۔۔۔ بارات شان سے اپنی منزل کی جانب رواں تھی۔



ہال کافی اچھا تھا جس میں بیچ میں دو پارٹیشن ہوئے وے تھے۔۔۔ ایک عورتوں کا تو دوسرا آدمیوں کا۔۔۔

حیات گھونگھٹ ڈالے اسٹیج پر بیٹھی اپنی گود میں رکھے مہندی سے سجے ہاتھوں میں شاہ ویر کے نام کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹوٹ کے ہتھیلی پر کراتا تو اسنے فورن مٹھی بند کر لی۔۔۔ جیسے اس آنسو کو وہیں قید کرنا چاہتی ہو۔

حیات۔۔۔۔ روحان کی ہلکی آواز پر اسنے اور آنسوؤں کو گرنے سے پہلے ہی روک لیا۔۔۔

حیات پلیر ایسا نہیں کرو۔۔۔ اسکی آواز میں اذیت ہی اذیت تھی۔

یہ سب تمہارا ہی کیا دھرا ہے۔۔۔ وہ گھونگھٹ میں سے ہی اسے دیکھتے سخت لہجے میں بولی۔

میرا۔۔۔ کیا مطلب ہے۔۔۔ ایک پل کو روحان گھبرا یا لیکن دوسرے ہی پل سنبھلتا بولا۔۔۔

زیادہ بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ مجھے سب پتہ چل گیا ہے۔۔۔ کہ تم میرے بار بارنا کرنے کے باوجود مجھے مال کیوں لے کے گئے تھے۔۔۔

تمہیں شرم نہیں آئی زرا سی بھی ایسی حرکت کرتے ہوئے۔۔۔ تم نے چند پیسوں کے لیے میری عزت داؤ پر لگا دی۔۔۔ میں شکر کرتی ہوں کہ میری شادی تم سے نہیں ہوئی۔۔۔

تم ایک ایسے شخص ہو جو پیسے کے لیے اپنا آپ بیچ سکتا ہے۔۔۔ اپنی محبت بیچ سکتا ہے تو آگے پتہ نہیں کیا کیا کرتا۔۔۔ پیسوں کے لیے جسے داؤ پر لگاتا۔۔۔

حیات نے درشتگی سے کہتے اسے حقیقت کا آئینہ دیکھایا۔

تم۔۔۔ تمہیں کیسے پتہ چلا۔۔۔ اسکا لہجہ لڑکھڑایا۔

بہت ہوشیار بنتے ہونا تم۔۔۔ پر ہو نہیں۔۔۔ ہم تمہارے گھر آئے تھے خالہ کو شادی کا بولنے۔۔۔

جب میں نے تمہیں تمہارے دوست سے باتیں کرتے سن لیا تھا۔۔۔ کا جل سے بھری اپنی آنکھیں اس پر مرکوز کیئے تمسخر سے کہا

حیات میں اپنی غلطی مانتا ہوں لیکن مجھے نہیں پتہ تھا وہ تم سے نکاح کر لے گا۔۔۔ اس نے بس یہ کہا تھا کہ کچھ بھی کر کے تمہیں مال لانا ہے وہ تمہیں ایک بار دیکھنا چاہتا ہے۔۔۔

آگر مجھے پتہ ہوتا کہ وہ ایسا کچھ کرنے والا ہے تو میں کبھی ایسا نہیں کرتا۔۔۔ میرا یقین کرو۔۔۔ میں بہت محبت کرتا ہوں تم سے۔۔۔ اسنے یقین دلانا چاہا جو مشکل تھا۔

ابھی وہ دونوں بات ہی کر رہے تھے جب ہال میں بارات آنے کا شور اٹھا۔۔۔

روحان پلیر چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔ میں تمہاری شکل زندگی بھر نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔ حیات کے لہجے کا سر دین محسوس کرتے وہ خاموشی سے اسٹیج سے نیچے اتر گیا۔

اس نے غلطی کی تھی۔۔۔ جس کا خمیازہ اپنی محبت کو کھو کے بھگت رہا تھا۔

نکاح ہونے کی وجہ سے شاہ ویر کو سیدھا حیات کے پاس اسٹیج پر ہی لے آئے تھے۔۔۔ گھونگھٹ ہونے کی وجہ سے شاہ ویر صحیح سے حیات کا چہرہ دیکھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔ لیکن حیات نے ایک نظر اٹھا کے شاہ ویر کو دیکھ لیا تھا۔۔۔ جو گولڈن شیر وانی پہنے۔۔۔ سر پر اپنی علاقائی پگھڑی سجائے۔

گھنی مونچھوں تلے لب مسکراہٹ میں ڈھلے ہوئے تھے۔۔۔ کالی آنکھوں میں خوشی صاف دیکھی جاسکتی تھی۔۔۔

حیات نے ایک نظر دیکھتے نظریں واپس اپنے ہاتھوں پر مرکوز کر لیں۔۔۔۔۔
بھا بھی اب یہ گھونگھٹ کیوں کیا ہوا ہے اسے ہٹا دیں۔۔۔۔۔ ابیہا نے اس کا گھونگھٹ اوپر کیا۔

ماشاء اللہ کتنی پیاری ہیں بھا بھی۔۔۔۔۔ رانیہ نے بے ساختہ کہا تو وہ مسکرا دی۔
گھونگھٹ اٹھاتے ہی شاہ ویر کی نظریں اس کے چہرے پر ٹک سی گئیں۔۔۔۔۔ دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔

باریک لبوں کو سرخ لب اسٹک سے سجایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ ناک میں نتھ جھول رہی تھی۔۔۔۔۔ جو بار بار اسکے لبوں کا بوسہ لے رہیں تھیں۔۔۔۔۔ ناجانے کیوں شاہ ویر کو اس نتھ سے جلن ہوئی۔

بھوری آنکھوں کو آج کا جل سے سجایا گیا۔۔۔ وہ آنکھیں جنہیں دیکھ کے ہی شاہ ویر
اپنا دل ہار بیٹھا تھا۔۔۔

بھائی آپ کی ہی ہیں بعد میں دیکھ لے گا۔۔۔ اجالا کے کہنے پر وہ ہوش میں آتا اس
سے بامشکل نظریں اٹھایا۔۔۔ جب کے حیات نے غلطی سے بھی اس کی طرف نہیں
دیکھا تھا۔

بھابھی یہ رانیہ ہے ثریا پھپھو کی بیٹی۔۔۔ ابہانے تعریف کروایا۔۔۔ تو اسنے مسکرا
کے سر ہلایا۔

ابہاتمہاری ماما نہیں آئیں۔۔۔ میں نے انہیں دیکھا ہی نہیں۔۔۔ جب میں حویلی آئی
تھی تب بھی وہ نہیں دیکھیں۔۔۔ میں پوچھنا چاہتی تھی لیکن موقع ہی نہیں ملا۔۔۔

سارے بڑے پہلے ہی حیات سے مل کے چلے گئے تھے۔۔۔ اب بس ینگ پارٹی کی
اسٹیج پر موجود تھی۔

حیات کے کہنے پر ایہا کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔۔۔ شاہ ویر جو اسکی طرف ہی متوجہ تھا یہ بات سن چکا تھا۔۔۔ اس سے پہلے وہ اسے بتاتا رانیہ بول پڑی۔

بھابھی۔۔۔ ایہا کی ماما نہیں ہیں۔۔۔ جب یہ تین سال کی تھی تب ہی انکا انتقال ہو گیا تھا۔۔۔ رانیہ نے اداسی سے کہا۔۔۔ تو حیات نے شو کڈ ہوتے ایہا کو دیکھا۔
سوری ایہا مجھے پتہ نہیں تھا۔۔۔ اسنے ایہا کو اپنے ساتھ بیٹھاتی گلے لگایا۔۔۔
کوئی بات نہیں۔۔۔ ایہا نمی چھپاتی مسکرا کے بولی۔

شاہ ویر بھائی یہ آپ کے لیے۔۔۔ کوئل نے وہاں آتے مسکراتے ہوئے دودھ کا گلاس شاہ ویر کے سامنے کیا تو سب وہاں متوجہ ہوئے۔

یہ کس لیے۔۔۔ شاہ ویر دودھ کے بھرے گلاس کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

یہ رسم ہوتی ہے پہلے تھوڑا سا آپ پیئے گا اور پھر آپی پیئیں گی۔۔۔ اس سے آپ دونوں کے بیچ میں پیار بڑھے گا۔۔۔ وہ پر جوش انداز میں بولی

حیات نے کوئی بھی رسم سے منا کر دیا تھا لیکن۔۔۔۔ کوئل کا کہنا تھا کہ اسکی ایک ہی تو بہن ہے۔۔۔ اگر وہ اس کی شادی پر بھی اپنے شوق پورے نہیں کرے گی تو کب کرے گی۔۔۔

جب کے پہلے ہی شادی میں کوئی فنگشن نہیں ہوئے تھے۔۔۔ لیکن وہ ایک رسم تو کر سکتی تھی نا۔۔۔ کوئل کی یہ بات اجالا کو ٹھیک ہی لگی تھی۔۔۔ وہ کیوں اپنے چکر میں کوئل کی خوشیاں نظر انداز کر رہی تھی۔

واہ۔۔۔ شاہ ویر نے گلاس تمانے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا لیکن کوئل نے گلاس پیچھے کر لیا۔

کیا!!!!!!.....لینے تو دو۔۔۔

بھائی اتنی جلدی کیا ہے پہلے نیک تو نکالیں۔۔۔ وہ دودھ کا گلاس اس سے دور کرتی ہتھیلی اسکے سامنے پھیلائے شرارت سے بولی۔

ارے یہ کیا تم ہمارے بھائی کو لوٹ رہی ہو۔۔۔ اجالا میدان میں کودی۔

میں کون سی پستول تان کے لوٹ رہی ہوں۔۔۔ میں تو اپنا نیک مانگ رہی ہوں بس اور ایک بات بتائیں کیا گھر جا کے آپ نہیں لوٹیں گی بھائی کو۔۔۔ کوئل نے ایک آئی برواچکائے سوال کیا۔

ہم لوٹیں گے تھوڑی۔۔۔ ہم تو اپنا حق لیں گے۔۔۔ وہ ایک ادا سے آنکھیں جھپکاتی بولی۔

جی اجالا آپنی میں بھی بس اپنا حق ہی لے رہی ہوں۔۔۔ آخر کو اکلوتی سالی جو ہوں۔۔۔ وہ گردن اکڑا کے بولی تو اسٹیج پر موجود سب ہی کے چہروں پر مسکراہٹ آگئی۔

شاہ ویر نے ایک نظر حیات کو دیکھا پھر جیب سے پیسے نکالتے کوئل کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔۔۔

یہہ تھینک یو۔۔۔ اسنے شکریہ کہتے گلاس اس کی طرف بڑھایا۔۔۔ شاہ ویر نے گلاس لیتے تھوڑا سا دودھ پیتے گلاس حیات کی طرف کیا۔۔۔

حیات نے ایک نظر اسکے ہاتھ میں پکڑے گلاس کو دیکھتے تھام لیا۔

کچھ دیر بعد۔۔۔۔۔!!!!!! کھانے سے فارغ ہوتے رخصتی کا شور اٹھا۔۔۔ تو حیات کی نا چاہتے ہوئے بھی آنکھیں بھینگنی شروع ہو گئیں۔

بڑی سی چادر اڑائے اسے گاڑی تک لائے۔۔۔ آگے بڑھتے کوئل حیات کے گلے لگتی رودی۔۔۔

شیمیم بیگم بھی بیٹی کو گلے لگاتے اشک بار ہوئی۔

ناصر صاحب خود پر ضبط کرنے کے باوجود رو دیئے۔۔۔ آج انکی لاڈلی بیٹی جو کافی دعاؤں کے بعد شادی کے بہت سال بعد پیدا ہوئی تھی۔۔۔ آج اتنی بڑی ہو گئی تھی کے وہ رخصت ہو رہی تھی۔۔۔

حیات بھی بابا سے ملتی رودی۔۔۔ آج اسنے اپنے بابا کا مان رکھتے بیٹی ہونے کا فرض نبھایا تھا۔۔۔ اپنے خوابوں کو چھوڑ کے اسنے باپ کی خواہش،،،، ان کی خوشی کا احترام کیا تھا۔

اپنے بابا سے ملتی وہ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی جب کے گاڑی شاہ ویر ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔ پیچھے اجالا، ایہا اور رانیہ بیٹھی تھیں۔۔۔

سب سے ملتے حیات اپنے نئے سفر پر نکل گئی۔۔۔



بس بس روک جائیں بھائی۔۔۔ چلیں نکالیں۔۔۔

اجالا نے شاہ ویر کو حال کے دروازے پر ہی روک لیا تھا اور تینوں اس کے آئے ہاتھ پھیلائے کھڑی تھی۔

اجالا بیٹا اندر تو آنے دو۔۔۔ بہو تھک گئی ہوگی۔۔۔ ثریا بیگم نے سمجھایا۔

بلکل نہیں۔۔۔ ہم یہاں سے پیسے لیئے بغیر نہیں ہلیں گے۔۔۔ رانیہ نے صاحب انکار کیا۔

یہ لو۔۔۔ شاہ ویر نے تین نوٹوں کی گڈیاں تین کے ہاتھ پر رکھیں۔

یہ کیا لالا آپ نے اتنی جلدی ہار مان لی۔۔۔ افہام جو ابھی باہر سے آیا تھا شاہ ویر کو پیسے دیتے دیکھ حیرت سے بولا۔

ہاں بھائی آپ نے اتنی جلدی دے دیئے۔۔۔ پہلے ہمیں بحث تو کرنے دیتے۔۔۔ اجالا کے معصومیت سے کہنے پر سب کے چہروں پر مسکراہٹ آگئی۔۔۔ جب کے اندر آتے عائل نے مسکرا کے نفی میں سر ہلایا۔

بس کرو لڑکیوں۔۔۔ جاؤ حیات کو اس کے کمرے میں چھوڑ آؤ۔۔۔ تھک گئی ہو گی ہو۔۔۔ ایک تو اتنا لمبا سفر اوپر سے تم نے اسے یہاں کھڑا کر رکھا ہے۔۔۔ دادی جان صوفے پر بیٹھتی ان سب کو دروازے پر کھڑا دیکھ بولیں۔

جی۔۔۔ وہ تینوں شرافت سے حیات کو اپنے ساتھ اوپر لے گئے۔۔۔

وہ کمرے میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔ وہ تینوں تھوڑی دیر پہلے ہی اسے ہنسی مزاق کر کے نیچھے گئیں تھیں۔۔۔

اس نے ایک نظر میں ہی پورا کمرہ دیکھ لیا تھا جہاں ہر آسائش موجود تھی۔۔۔ لیکن اس کمرے میں بھی تین دروازے تھے۔۔۔

ایک تو وہ تھا جس سے وہ اندر آئی تھی، دوسرا واش روم کا ہو گا۔۔۔ اور تیسرا کس کا ہے یہ اسے پتہ نہیں تھا۔۔۔ لیکن اب تو یہ اس کا بھی کمرہ تھا۔۔۔ وہ پتہ لگا لے گی۔۔۔

ابھی وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز آئی۔۔۔ دروازے کھلنے کی آواز پر ہی اس نے نظریں جھکا لیں۔

آہستہ آہستہ بھاری قدموں کی آہٹ اسے اپنی طرف آتی سنائی دے رہی تھیں۔۔۔ لیکن اس نے نظریں نہیں اٹھائی تھیں۔۔۔ دل آہستہ آہستہ اسپید پکڑتا جا رہا تھا۔۔۔ جسے بار بار ڈپٹ کے سولانے کی کوشش کرتی۔

شاہ ویر پگھڑی صوفے پر رکھتا۔۔۔ حیات کے پاس آتا بلکل اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔ جس سے حیات تھوڑا پیچھے سر کی۔

حیات۔۔۔۔۔ بھاری گھمبیر آواز میں پکارا گیا جو حیات کی دھڑکنیں بڑھا گیا لیکن وہ کچھ نہیں بولی۔

حیات میں چاہتا ہوں،،،، جو ہو گیا اب ہم اس کا ذکر کبھی نہیں کریں بلکہ اپنی زندگی میں آگے بڑھیں۔۔۔

شاہ ویر نے پیار سے کہتا۔۔۔ جب کے نظریں اس کے حسین چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ جیسے نظروں سے ہی اس کے ایک ایک نقوش کو چھو رہی ہوں۔

حیات کا گود میں رکھا ہاتھ تھا۔۔۔۔۔ جسے حیات نے آرام سے اسکے ہاتھ سے نکال لیا۔

کیا ہوا حیات۔۔۔۔۔ او اچھا منہ دیکھائی نہیں دی تبھی ایسا کر رہی ہونا۔۔۔۔۔ ایک منٹ میں ابھی لایا۔۔۔

وہ اچھے سے سمجھ گیا تھا کہ حیات نے ایسا کیوں کیا ہے لیکن بات کو دوسرا رخ دیتے اٹھ کے ڈراسنگ کی طرف گیا۔

وہ ہاتھ میں ایک بوکس لیئے واپس آ کے اسی جگہ پر بیٹھا۔

یہ لو۔۔۔۔۔ اسنے بوکس کھولتے اس کے سامنے کیا تو حیات نے نظریں اس بوکس پر
کیں جس میں بہت ہی خوبصورت سا ڈائمنڈ جیولری سیٹ تھا۔۔۔

کیسا ہے۔۔۔ اس کے کچھ نابولنے پر اسنے خود ہی پوچھ لیا۔

اچھا ہے۔۔۔ وہ دھیرے سے اتنا ہی بولی۔

کیا بات ہے حیات کچھ کہنا ہے۔۔۔ شاہ ویر نے نرمی سے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔

وہ اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہتی تھی لیکن چھڑوانہیں پائی۔۔۔ اسنے نظریں اٹھا کے شاہ ویر
کی آنکھوں میں دیکھا جہاں محبت، چاہت، عزت سب تھا۔۔۔ اسنے گہرا سانس بھرا
اور اپنی بات شروع کی۔

آپ نے کہا جو کچھ ہو گیا ہے ہم اس کی بات نہں س کریں گے۔۔۔ لیکن میں اتنی

جلدی سب بھول نہیں سکتی۔۔۔ مجھے یہ سب قبول کرنے میں وقت لگے

گا۔۔۔ میرے لیئے یہ سب اتنا آسان نہیں ہے

آپ میرے شوہر ہیں میں آپ کو خود کے قریب آنے سے روک تو نہیں سکتی لیکن بتا تو سکتی ہوں نا۔۔۔ باقی آپ کی مرضی ہے۔

وہ اسکے چہرے پہ نظریں جمائے چہرے کے تاثرات سخت ہونے کا انتظار کر رہی تھی لیکن توقع نے خلاف وہاں تو مسکراہٹ تھی۔۔۔

تم فکر نہیں کرو۔۔۔ تمہیں جتنا وقت چاہیے لے سکتی ہو۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے کہتا اس کے پاس سے اٹھا گیا۔۔۔ اگر وہ زیادہ دیر وہاں بیٹھا رہتا تو بہک جاتا۔

کیا آپ ناراض ہو گئے ہیں۔۔۔ اسکے یوں اٹھنے پر نا جانے کیوں وہ پریشان ہوئی۔
نہیں۔۔۔ میں بالکل ناراض نہیں ہوں۔۔۔ تم زیادہ نہیں سوچو۔۔۔ جا کے چینیج کر لو تھک گئی ہوں گی۔۔۔ شاہ ویر کو ایک انجانی خوشی ہوئی۔۔۔ کہ اسے میری ناراضگی سے فرق پڑتا ہے۔

وہ اپنے جذباتوں پر بندھ باندھتا اپنے کپڑے لیے واشروم میں گھس گیا۔

حیات اپنا بھاری شرارہ اٹھاتی ڈراسنگ تک آئی۔۔ ایک ایک کر کے اپنی جیولری اترتی۔۔۔ الماری کی طرف بڑھ گئی۔

الماری دروازے کے ساتھ دیوار پر بنی ہوئی تھی۔۔ جس کے شیشے کے سلائیڈنگ ڈور تھے۔۔ اسنے ڈور سرکایا تو کچھ کپڑے استری شدہ ہنگ ہوئے وے تھے تو کچھ نیچے طے کر کے رکھے گئے تھے۔

وہ طے ہوئے کپڑوں میں سے ایک ہلکا سا سوٹ نکالتے دیکھنے لگی۔۔ جب ہی واشروم کا دروازہ کھولتے شاہ ویر ٹراؤزر شرٹ پہنے بالوں کو رگڑتا باہر نکلا۔ حیات اسے دیکھتی ہاتھ میں پکڑے کپڑے لیے باتھ روم میں گھس گئی۔

حیات میں تمہیں سب کچھ بھولنے پر مجبور کر دوں گا۔۔ تم سب پچھلی باتوں کو بھول جاؤ گی۔۔ تم بھی مجھ سے محبت کرنے لگوں گی۔۔ وہ خود سے کہتا اپنی سائڈ آتے سونے کے لیے لیٹ گیا۔۔

نہیں تو آنی نہیں تھی لیکن اگر وہ ناسویا تو دل بے ایمان ہوتا رہے گا۔۔۔ اس لیے وہ زبردستی سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔ وہ حیات کے آنے سے پہلے سو جانا چاہتا تھا۔



گھڑکی سے پردے تھوڑے سے ہٹے ہونے کی وجہ سے کمرے میں تھوڑی سی روشنی ہو رہی تھی۔۔۔ جس سے پتہ چل رہا تھا کہ دن نکل گیا ہے۔۔۔ حیات کی آنکھ کھلی تو اس نے گردن تھوڑی سی گھما کے برابر والی دیوار پر لگی گھڑی میں ٹائم دیکھا جو صبح کے آٹھ بج رہی تھی۔ اٹھ کے بیٹھتی اپنے کھلے سلکی بالوں کا ہلکا سا جوڑا بنایا۔۔۔

اس نے برابر میں سوئے شاہ ویر کو دیکھا جو شرٹ لیس اسکی طرف پشت کیئے سو رہا تھا۔۔۔ رات کو بھی جب وہ واش روم سے نکلی تھی تو شاہ ویر سوچکا تھا۔ اس نے اٹھ کے اپنے کپڑے نکالے اور فریش ہونے چل دی۔



رانیہ اور ایہانیندوں میں جھولتی نیچھے آتی صوفے پر گریں۔

اجالا نہیں اٹھی۔۔۔ پھپھونے دونوں کو دیکھتے پوچھا۔

ہم اٹھا کے تو آگئے ہیں۔۔۔ کہہ رہی تھی آرہی ہے۔۔۔ رانیہ نے جمائی روکتے کہا۔

دادی جان میں بھا بھی اور بھائی کو بلا لاؤ۔۔۔ ایہانے کہا۔

سورہے ہوں گے ابھی۔۔۔ آجائیں گے۔۔۔ دادی نے انکار کیا۔

جی ٹھیک ہے۔۔۔ ایہا واپس صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے آنکھیں موند گئی۔

ایہا!!!! اجالا کہاں ہے۔۔۔ عائل حویلی میں داخل ہوتا پوچھنے لگا۔

کمرے میں ہے۔۔۔ کیا ہوا لالا کچھ کام ہے کیا۔۔۔ ایہانے اسکے ہاتھ میں کچھ پیپرز دیکھتے کہا۔

ہاں اجالا کی ڈیٹ شیڈ آگئی ہے۔۔۔ اسنے ڈیٹ شیڈ ایہا کی طرف بڑھائی۔۔۔

اجالا جو نیچھے ہی آرہی تھی عائل کی بات سنتی واپس جانے کے لیئے مڑی۔۔۔ کیونکہ اگر وہ نیچھے جاتی تو عائل صبح صبح پڑھائی کو لے کے شروع ہو جاتا اور وہ اپنی صبح خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اجالا واپس کہاں جا رہی ہوں۔۔۔ اجالا کی بد قسمتی کے رانیہ نے اسے دیکھ لیا اور آواز بھی لگادی۔

اففف رانیہ کی بچی۔۔۔ اللہ کرے تم پیپروں میں فیل ہو جاؤ۔۔۔ بہت ضروری تھا مجھے آواز لگانا۔۔۔ وہ واپس مڑتی منہ میں بڑبڑاتی۔۔۔ مسکراتے نفی میں سر ہلاتی نیچھے آئی۔

میں اپنا فون بھول گئی تھی۔۔۔ بس وہی لے نے جا رہی تھی۔۔۔ اجالانے بہانا بنایا۔
جسے کوئی سمجھے نا سمجھے لیکن عائل اس کی شکل دیکھتا اچھے سے بات کو سمجھ گیا تھا۔

اب فون کو چھوڑو اور پیپروں کی تیاری کرو۔۔۔ ایک ہفتے بعد پیپر شروع ہو رہے ہیں۔۔۔ عائل ڈیٹ شیڈ اسے دیتا تھوڑی سختی سے بولتے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

ایک تو پیپر بھی ابھی آنے تھے۔۔۔۔۔ وہ رونی شکل بناتی دادی کے پاس ان کے کندھے پر سر رکھے بیٹھ گئی۔

کچھ نہیں ہوتا بیٹا سب اچھا ہو گا۔۔۔۔۔ اللہ تمہیں کامیاب کرے گا۔۔۔۔۔

آمین۔۔۔۔۔ پھپھو کے کہنے پر وہ پھیکا سا مسکرا کے رہ گئی



حیات نے ٹائم دیکھا تو گھڑی نو کا ہندسہ پار کر چکی تھی اسے اجالا کی بات یاد آئی کے یہاں سب جلدی اٹھ جاتے ہیں۔۔۔۔۔

وہ خود تو تیار ہو گئی تھی لیکن شاہ ویر ابھی تک سو رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ شش و پنج میں مبتلا تھی کے شاہ ویر کو اٹھائے یا نہیں۔۔۔۔۔

لیکن وہ ایسے اکیلے بھی تو باہر نہیں جاسکتی تھی۔۔۔۔۔ وہ بھلے پہلے یہاں آچکی تھی لیکن اب وہ اس گھر کی بہو تھی۔۔۔۔۔ ایک دن کی نئی دلہن۔۔۔۔۔ جس کا اس طرح اکیلے باہر جانا ٹھیک نہیں تھا۔

وہ اپنی نازک انگلیاں مڑوڑتی شاہ ویر کے سرہانے کھڑی سوچ رہی تھی کہ اسے کیسے اٹھائے۔

سنیں۔۔۔۔ وہ لڑکی جو کبھی گھبراہٹ نہیں تھی آج گھبرا رہی تھی۔

سنیں اٹھ جائیں۔۔۔۔ ہمت کرتے پھر بولی۔۔۔ لیکن شاہ ویر نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔

یہ تو اٹھ ہی نہیں رہے کیا کروں۔۔۔۔ اسنے لب دانتوں میں دبائے۔

اٹھ جائیں۔۔۔۔ کافی ٹائم ہو گیا ہے۔۔۔۔ سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔۔ اسنے ہمت کرتے شاہ ویر کا ہلکا سا کندھا ہلایا۔۔۔۔ جس کے نتیجے میں اسنے تھوڑی سی آنکھیں کھولیں۔

شاہ ویر نے نروس سی خود کو جگاتی حیات کو دیکھا۔۔۔۔ جو پرپل کلر کا سوٹ پہنے جس کا دوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا۔۔۔۔ بالوں کی پونی گئے۔۔۔۔ ہلکا سا میک اپ۔۔۔۔

اور سب سے خاص منہ دیکھائی میں دیا اس کا سیٹ پہنے کھڑی اسے جگہ ہی تھی۔۔۔
شاہ ویر کو یہ صبح اپنی زندگی کی سب سے خوبصورت صبح لگی۔۔۔

جلدی اٹھ جانے والا شاہ ویر آج چاہتا تھا کہ یہ وقت یہیں ختم جائے اور وہ اسے ایسے ہی جگاتی رہے۔

اٹھ گئے نا آپ۔۔۔۔۔ اسنے کنفورم کرنا چاہا۔۔۔۔۔ کیا پتہ کے وہ دوبارہ ناسو جائے۔
ہاں اٹھ گیا ہوں۔۔۔۔۔ وہ مسکرا کے کہتا اٹھ کے بیٹھا۔

یار میرے کپڑے نکال دو۔۔۔۔۔ وہ جوڈریسنگ سمیٹ رہی تھی اسکی آواز پر اسے
دیکھتی جو اٹھ کے فون یوز کر رہا تھا۔۔۔۔۔ الماری کی طرف بڑھ گئی۔

یہ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ وہ نیوی بلو کلر کی شلوار قمیض اسے دیکھتی پوچھنے لگی۔

ہمممم۔۔۔۔۔ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ وہ اٹھتا اسکے پاس آتے۔۔۔۔۔ اسکے ہاتھ سے سوٹ لیتا

اسکی پیشانی پر محبت کی پہلی مہر ثبت گئے اسے حیران چھوڑتے فریش ہونے چلا گیا۔

اسنے آنکھیں پھاڑے پیشانی کو چھوا۔۔۔ اسے ابھی تک اسکا لمس اپنے ماتھے پر
محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ خود بخود اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔ ایک پیاری
سی مسکراہٹ۔۔۔ ایک شرمیلی سی مسکراہٹ۔



ارے ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔۔۔ میرے بچے ایک ساتھ کتنے پیارے لگ رہے
ہیں۔۔۔ شاہ ویر اور حیات کو نیچھے آتے دیکھ دادی جان نے دور سے ہی بلائیں لیں۔
اسلام و علیکم۔۔۔ وہ دونوں سلام کرتے دادی کے سامنے جھکے۔۔۔
اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے۔۔۔ آباد رکھے۔۔۔ انہوں نے سر پر ہاتھ
پھیرتے دعائیں دیں۔

واہ بھابھی آپ تو ایک ہی دن میں کتنی پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔ اجالا کے شوخی سے
کہنے پر حیات نے مسکراتے ہوئے آنکھیں دیکھائیں۔

چلو لڑکیوں جاؤ جا کے دیکھو ناشتہ لگایا نہیں۔۔۔۔۔ بچوں کو بھوک لگی ہوگی۔۔۔ دادی کے کہنے پر ایہا اور رانیہ اٹھ کے کچن کی طرف چل دیں لیکن اجالاٹس سے مس نہیں ہوئی۔

کیا تم لڑکی نہیں ہو؟؟؟؟۔۔۔۔۔ اجالا کے ناجانے پر افہام نے حیرت سے پوچھا۔

میں لڑکی ہوں۔۔۔۔۔ وہ نا سمجھی سے بولی۔۔۔۔۔ کے آخر وہ کہنا کیا چاہا ہے

پھر تم کیوں نہیں گئیں ان کے ساتھ۔۔۔۔۔ افہام نے ایک آئی برواچکائے پوچھا۔

لالا وہ بس دیکھنے گئی ہیں کے ناشتہ لگا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔ وہ کوئی پورے گاؤں کا ناشتہ

بنانے نہیں گئیں جو میں بھی ساتھ چلی جاتی۔۔۔۔۔ وہ منہ بناتی بولی۔

لیکن پھر۔۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔۔ افہام کے کہنے پر اجالا اس کی بات پوری ہونے سے

پہلے ہی شاہ ویر کو دیکھ کے چیخی۔۔۔۔۔ جیسے کہا ہوا افہام لالا کو دیکھتیں۔

افہام نہیں تنگ کروا سے۔۔۔۔۔ شاہ ویر نے گھورتے ہوئے کہا تو وہ شرافت سے سیدھا

کو کے بیٹھ گیا۔

ناشتہ لگ گیا ہے۔۔۔ آجائیں آپ سب۔۔۔ رانیہ نے آکے بتایا۔

چلو بچوں۔۔۔ اور افہام تم صدقے کے بکرے لاکے غریبوں میں بانٹ دے
نا۔۔ دادی جان نے اٹھتے ہوئے کہا۔۔ تو حیات انہیں سہارا دیتی اپنے ساتھ لے
گئی۔۔۔

تم ناشتہ نہیں کرو گے۔۔ شاہ ویر نے اسے باہر کی طرف جاتے دیکھ پوچھا۔
آج آپ کی صبح دیر سے ہوئی ہے۔۔۔ میں تو جلدی اٹھ گیا تھا۔۔ کیا کروں کنوارہ
جو ہوں۔۔۔ افہام کہتا تیزی سے باہر بھاگ گیا۔
شاہ ویر اسکی بات سمجھتا مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلاتا ڈانگ روم کی طرف بڑھ
گیا۔



دادی میں جا رہا ہوں۔۔۔ شام میں جلدی آؤ گا۔۔ عائش لاؤنچ میں بیٹھی زرینہ
بیگم سے کہتا باہر بڑھنے لگا۔

رکوعائش میں بھی ساتھ چلتی ہوں۔۔۔ تم مجھے آمنہ کے گھر چھوڑ دینا۔۔۔ پھر واپسی پر لے لینا۔۔۔

گھر میں بیٹھنے اور بور ہونے سے اچھا ہے میں وہیں چلی جاؤ۔۔۔ دادی نے مصنوعی اداسی سے کہا۔

دادی آپ بھی نا۔۔۔ چلیں میں چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔ دادی کی بات سننا وہ مسکرایا۔ مطلب تم میری بات نہیں مانو گے۔۔۔ وہ ماتھے پر تیوری چڑھائے پوچھنے لگیں۔ دادی میں باہر انتظار کر رہا ہوں آجائیں۔۔۔ وہ ان کی بات ان سنی کرتا باہر نکل گیا۔۔۔ وہ انکا اشارہ اچھے سے سمجھ رہا تھا۔

اففف کیا کرو میں۔۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتی باہر بڑھیں۔

سارے راستے دادی پوتے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔۔۔ وہ بہت اچھے سے انکی ناراضگی سمجھ رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ دادی کی بات بھی نہیں مان سکتا تھا۔۔۔

آگیا آپ کی پیاری آمنہ کا گھر۔۔۔ گاڑی روکتے عائش نے مسکراہٹ دبائے کہا۔
شام میں جلدی آیا۔۔۔ دادی کہتی گاڑی سے اتر گئیں۔۔۔ تو وہ بھی زیر لب
مسکراتا آفس کی طرف بڑھ گیا۔



ناشتے کے بعد دادی، اجالا، عائش، حیات اور شاہ ویرلان میں بیٹھے باتیں کر رہے
تھے۔

شاہ ویرولیمہ کب کرنے کا ارادہ ہے۔۔۔ عائش نے باتوں کے درمیان پوچھا۔
میں سوچ رہا ہوں اجالا کے پیپرز کے بعد رکھ لوں۔۔۔ شاہ ویر پر سوچ انداز میں
بولا۔

ہاں بھائی یہ ٹھیک ہے۔۔۔ اجالا فورن خوش ہوئی۔

کوئی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ شاہ ویرا بھی تو اس کے پیپر ز شروع بھی نہیں ہوئے ہیں تم ختم ہونے کی بات کر رہے وہ اس میں ابھی بہت وقت پڑا ہے۔۔۔ عائل نے پہلے اجالا کو گھورا پھر شاہ ویر سے کہا۔

میری خوشی تو ان سے برداشت ہی نہیں ہوتی۔۔۔ سڑو کہیں کے۔۔۔ وہ بڑ بڑائی لیکن ساتھ بیٹھی حیات نے اسکی بڑ بڑاہٹ سنتے مسکراہٹ چھپانے کی خاطر سر جھکا لیا۔ عائل ٹھیک کہہ رہا ہے شاہ ویر ولیمہ دو چار دن بعد کار کھ لو۔۔۔۔۔ دادی عائل کی بات سے متفق ہوئی۔

جی دادی جان پھر تین دن کے بعد ٹھیک رہے گا ولیمہ۔۔۔۔۔ اسنے رائے چاہی۔۔۔۔۔ جب کے نظریں بار بار حیات پر جا رہی تھیں۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ کیوں حیات ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔ وہ جو سر جھکائے بیٹھی تھی دادی کے اچانک مخاطب کرنے پر ایک دم چوک کے سر اٹھایا۔۔۔۔۔

تو نظریں شاہ ویر سے ٹھکرائیں۔۔۔ جو محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔
حیات نے اپنے دھڑکتے دل کو سنبھالتے نظریں دادی پر کرتے جواب دیا۔
جی دادی جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔۔۔ اسنے مسکرا کے کہا۔۔۔ تو دادی صدقے واری
گئیں۔

نا جانے کیوں جب وہ اسے دیکھتا بھی تھا تو دل روٹین سے تیز ہو جاتا تھا۔۔۔ شاید یہ
نکاح کے دو بول کا اثر تھا جو حیات کے دل میں کچھ کچھ کر رہا تھا۔
جب کے اجالا بس عائل کو کوس کے رہ گئی۔



وہ شام میں جلدی دادی کو لینے آگیا تھا۔۔۔ اور اب دروازہ بجا کے کھلنے کا انتظار کر رہا
تھا۔

آئے آئے۔۔۔ آپ کا ہی انتظار تھا۔۔۔ آمنہ نے پوچھ کے دروازہ کھولتے اسے
اندر آنے کی جگہ دی۔

میرا انتظار کیوں تھا؟؟؟؟۔۔۔ اسنے اندر آتے پوچھا۔

کیونکہ کھانا تیار ہے۔۔۔ دادی نے بتایا تھا آپ جلدی آئیں گے۔۔۔ اس لیے میں نے جلدی ہی کھانا تیار کر لیا۔۔۔ اسنے مسکرا کے فخر سے بتایا جیسے کوئی بہت بڑا کام کیا ہو۔

لیکن میں تو بس دادی کو لینے آیا ہوں کھانا تو نہیں کھاؤ گا۔۔۔ وہ اسکے ساتھ اندر آتا سنجیدگی سے بولا۔

اور جو میں نے اتنے پیار سے کھانا بنایا ہے اسکا کیا ہو گا۔۔۔ وہ اداس ہوئی۔

میں نے تو نہیں بولا تھا کہ اتنے پیار سے بناؤ۔۔۔ وہ روکھے انداز سے کہتا اندر بڑھ گیا۔۔۔ تو وہ بھی دکھی دل لیے پیچھے آئی۔

ارے عائش بیٹا آؤ آؤ۔۔۔ زینب بیگم نے اسے دیکھتے پیار سے پکارا۔

کیسی ہیں آپ اماں۔۔۔۔۔ عائش ان کے سامنے صوفے پر بیٹھا۔۔۔ اور ایک نظر آمنہ کو دیکھا جو خاموش اداس اداس سی کھڑی تھی۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔ ہم ابھی تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔ تم ہاتھ منہ دھولو
جب تک کھانا لگتا ہے۔۔۔۔ اماں کے کہنے پر ابھی عائش کچھ کہتا اس سے پہلے آمنہ
بول پڑی۔

رہنے دیں امی انہوں نے منا کر دیا ہے کھانا کھانے سے۔۔۔۔ یہ صرف دادی کو
لینے آئے ہیں۔۔۔۔ وہ روندھی آواز میں بولی۔۔۔۔
اسے رونا اس بات کا نہیں تھا کہ وہ کھانا نہیں کھائے گا بلکہ اسے رونا اس کے لہجے پر
آ رہا تھا۔

عائش یہ کیا بول رہی ہے۔۔۔۔ دادی نے اسے گھورا۔
پتہ نہیں دادی کیا بول رہی ہے۔۔۔۔ میں نے تو ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔۔ عائش نے اس کا
چہرہ دیکھا جو صدمے سے منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔

دادی مجھے تو لگتا ہے یہ ہمیں کھانا کھلانا ہی نہیں چاہتی۔۔۔۔ تبھی جھوٹ بول رہی
ہے۔۔۔۔ تاکہ ہم جلدی سے چلے جائیں۔۔۔۔

اسنے اسکے چہرے کو دیکھتے شرارت سے آنکھ ونگ کرتے بات جاری رکھی۔۔۔۔۔
جب کے وہ تو اسکے صاف جھوٹ پر رونے والی ہو گئی تھی۔

ارے آمنہ تو مزاق کر رہی ہوں گی کیوں آمنہ۔۔۔۔۔ ایسا کوئی مزاق کرتا ہے
کیا۔۔۔۔۔ اماں نے اسے ڈانٹا۔

آمنہ نے اپنے آنسوؤں چھپاتے چہرے نیچے جھکا لیا۔۔۔۔۔ عائش کو جب لگا کے اب زیادہ
ہو گیا ہے تو خود ہی بول اٹھا۔

ہا ہا سوری اماں، دادی اور خاص کر آمنہ میں مزاق کر رہا تھا۔۔۔۔۔ اس نے مجھے کچھ
نہیں کہا۔۔۔۔۔ عائش نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

عائش یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔۔۔ کیوں بیچاری کو تنگ کر رہے تھے۔۔۔۔۔ دادی نے سر
جھکائے آنسو بہاتی آمنہ کو اپنے ساتھ بیٹھاتے عائش کی کلاس لی۔

اتنے دن ہو گئے تھے اسے تنگ نہیں کیا تھا تو سوچا آج موقع ہے تو تھوڑا سا تنگ کرنا تو
بتا ہے۔۔۔۔۔ وہ مزے سے بولا۔

تمہارے تنگ کرنے کے چکر میں میری بچی رو گئی۔۔۔ دادی نے آنکھیں دیکھاتے
آمنہ کو اپنے ساتھ لگایا۔

ارے رہنے دیں نا اماں۔۔۔ بچہ ہے تھوڑی سی مستی کر لی تو کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔
زینب بیگم نے دادی سے مسکرا کے کہا تو آمنہ جل گئی۔

واہ امی جب میرے پر بات آئی تھی تو آپ مجھے ڈانٹ رہی تھیں اور اب جب انہوں
نے سچ بھی بول دیا تو آپ کہہ رہی ہیں بچہ ہے۔۔۔ وہ عائشہ کو گھورتے جل کے
بولی۔

ہاں ٹھیک کہہ رہی ہے آمنہ۔۔۔ کوئی بچہ نہیں ہے۔۔۔۔

اور تم کان کھول کے سن لو اب اگر تم نے اسے تنگ کرنا تو مجھ سے برا کوئی نہیں
ہو گا۔۔۔ دادی کے کہنے پر وہ شرافت سے کان پکڑتا نفی میں سر ہلا گیا۔

جاؤ بیٹا تم کھانا لگاؤ۔۔۔ اب یہ دوبارہ ایسا نہیں کرے گا۔۔۔ دادی کے کہنے پر وہ ہاں میں سر ہلاتی اسے نظر انداز کرتی کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ جس پر وہ مسکرا کے رہ گیا۔



رات کا کھانا سب نے ایک ساتھ پر سکون اور خوشگوار ماحول میں کھایا تھا۔۔۔ اس کے بعد چائے کا دور چلا۔۔۔ جو ہنسی مزاق میں بہت جلدی گزر گیا۔۔۔ وہ اور شاہ ویر ساتھ ہی کمرے کی طرف آرہے تھے جب شاہ ویر کسی کال کو سنتے وہیں رک گیا تو وہ اکیلی ہی کمرے میں آگئی۔

کمرے میں آنے کے بعد وہ چہینچ کرنے کا ارادہ کرتی۔۔۔ دوپٹہ اتار کے صوفے کی پشت پر ڈالتے۔۔۔ بالوں سے پونی نکالتے ڈرائنگ پر رکھتی الماری کی طرف بڑھی۔ ابھی وہ الماری کھولتی کہ اسکی نظر اس تیسرے دروازے پر پڑی جو بند تھا۔۔۔۔۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے اسکے قدم خود بخود اس دروازے کی طرف بڑھے۔

اسنے آہستہ سے دروازہ کھولا تو آنکھیں کھلی رہ گئی۔۔۔ وہاں ایک چھوٹا سا اسٹڈی روم تھا۔

ایک طرف اسٹڈی ٹیبل رکھی تھی جس پر لیپ ٹاپ، پین ہولڈر،،،، اور کچھ فائلز رکھی تھی۔۔۔ ایک دیوار پر بک شلف بنا تھا جہاں کچھ بکس اور فائلز تھیں۔۔۔ ساتھ والی دیوار پر پروکنگ چیئر رکھی تھی۔۔۔

اسے یہ چھوٹا سا کمرہ بے حد پیارا لگا تھا۔۔۔ جو وائٹ اور براؤن کلر کا ڈزائن کیا گیا تھا۔۔۔ دیواروں پر پینٹنگز لگی تھیں۔۔۔ وہ ہر ایک چیز کو چھو کے دیکھ رہی تھی۔ اس نے آج دیکھ صرف ٹی وی میں ہی ایسا دیکھا تھا۔۔۔ لیکن آج جیسے اس کا ہر خواب سچ ہو کے اس کے سامنے تھا۔۔۔۔۔

وہ اس کمرے میں ایسا کھو گئی تھی کہ اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ کب شاہ ویر اس کے بالکل پیچھے آ کے کھڑا ہوا ہے۔

یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔ اسکی گھمبیر آواز پر وہ چونک کے مڑی تو ایک دم اس سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

شاہ ویر نے دو قدم پیچھے لیئے اور گہری نظروں سے اسکا جائزہ لیا جو دوپٹے سے بے نیاز کھڑی تھی۔۔۔ کالے بال جو کمر سے تھوڑا اوپر تھے کچھ کندھے سے آگے تو کچھ پیچھے بکھرے ہوئے تھے۔۔۔

میں دیکھنے آئی تھی یہاں کیا ہے۔۔۔ وہ گھبرا کے بولی۔۔۔ اسے لگا شاید اسنے یہاں آکے غلطی کر دی ہے۔

ہممم تو کیسا لگا اسٹڈی روم۔۔۔ گھمبیر لہجہ جو شاید حیات نے نوٹ نہیں کیا۔

بہت بہت اچھا ہے۔۔۔ یہاں کی ہر ایک چیز بہت پیاری ہے۔۔۔ میرا تو دل کر رہا ہے میں آج یہیں سو جاؤ۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے کمرے میں نظریں دوڑاتی اپنی ہی بولے جا رہی تھی جب شاہ ویر اسکے قریب آتا کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔۔۔

حیات نے ایک دم بوکھلاتے دونوں ہاتھ اسکے کندھے پر رکھتے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔۔۔

تم بہت خوبصورت ہو۔۔۔ تمہارا یہ حسین سراپہ سر میرے لیے ہے۔۔۔ لیکن کوشش کرو تمہارا حسن میرے سامنے نہیں آئے۔۔۔ ورنہ میں بہک جاؤ گا۔۔۔ اور اگر میں بہک گیا تو میں اپنی زبان سے پھر جاؤ گا۔۔۔ جو تمہارے لیے مشکل ہو گا۔۔۔ تو دھیان رکھو جب تک تمہارا وقت پورا نہیں ہو جاتا۔۔۔ تھوڑی احتیاط کرو۔۔۔

شاہ ویر بہکے ہوئے لہجے میں کہتا پیشانی پر لب رکھ گیا۔۔۔ اسے اپنی حالت کا اب احساس ہوا تھا۔

پیشانی پر لبوں کا لمس محسوس ہوتے حیات کانپ اٹھی۔۔۔ دل کی دھڑکنیں ایک دم تیز ہو گئیں۔۔۔ اسے ایسے ہی لب رکھے کھڑا دیکھ اسنے کمزور سی آواز میں پکارتے اسکے نرم حصار سے نکلنا چاہا۔۔۔

لیکن شاید وہ چھوڑنا نہیں چاہتا تھا تبھی وہ ہلکی گرفت ہونے کے باوجود اس سے الگ نہیں ہو سکی

شاہ۔۔۔۔۔ویر۔۔۔۔۔وہ جو اس میں کھوتا جا رہا تھا اسکی پکار سنتا واپس آیا۔۔۔۔۔اور پیشانی سے لب ہٹاتے اسے خود کے حصار سے آزاد کرنا پیچھے ہوا۔

بیگم اگر آپ چاہتی ہیں کہ آج کی رات آپ سو کے گزاریں تو جلدی سے جا کے سو جائیں۔۔۔۔۔وہ شرم سے سرخ پڑتی نگاہیں جھکائے کھڑی حیات کو دیکھتے معنی خیزی سے بولا

حیات نے اسکی بات سنتے سر اٹھا کے اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں جذباتوں کا ایک جہاں آباد تھا۔۔۔۔۔

پھر جلدی سے اسکے برابر سے نکلتی کمرے میں بھاگ گئی۔۔۔۔۔

وہ ٹائم دیکھتی اٹھ کے اپنے کپڑے لیئے فریش ہونے چل دی۔۔۔

وہ فریش ہو کے آئی تو شاہ ویر صوفے پہ بیٹھا فون چلا رہا تھا۔۔۔ اس کے نکلتے ہی نظریں اس کی طرف کیں۔

لگتا ہے تم سمجھی نہیں تھی میری کل کی بات۔۔۔ وہ لب دانتوں تلے دبائے مسکراہٹ روکتا اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ جو ٹاول سے بال سکھاتی واشروم سے باہر آئی تھی۔

حیات اسکی بات کے پیچھے چھپا مطلب سمجھتی فورن ٹاول خود پر پہلا گئی۔۔۔ شاہ ویر اسکی یہ حرکت دیکھتا زیر لب مسکرایا۔

اسنے کمرے میں ادھر ادھر دیکھتے اپنا دوپٹہ تلاش کرنا چاہا جو شاہ ویر کے پیچھے پڑا دیکھا تھا۔

وہ آہستہ سے چلتی اس کے قریب آئی اور اشارے سے اسے پیچھے دیکھتے کا کہا۔

"شاہ ویر نے آئی برواچکائیں۔۔۔۔ جیسے پوچھ رہا ہو۔۔۔" کیا

وہ۔۔۔ تھوڑا آگے ہوں۔۔۔ آپ کے پیچھے میرا دوپٹہ ہے۔۔۔ وہ نروس ہوئی۔

اواچھایہ لو۔۔۔ اسنے دوپٹہ اپنے پیچھے سے نکالتے اسے تھمایا۔۔

میں فریش ہوں لوں۔۔۔ وہ کہتے اٹھا

آپ کے کپڑے نکال دیئے ہیں۔۔۔ وہ دوپٹہ اوڑھتی بیڈ پر رکھے کپڑوں کا بتانے لگی۔

ہمم ٹھیک ہے۔۔۔ وہ کپڑے لیتے جانے لگا جب اسنے پھر پکارا۔
سنیں۔۔۔

سنائیں۔۔۔ وہ اس ہی کے انداز میں بولا۔

آپ کا فون لے لوں ماما سے بات کرنی ہے۔۔۔ وہ فون لینے سے پہلے بھی اجازت مانگ رہی تھی۔۔

لے لو اور ہاں شام کو تیار رہنا ہم چلیں گے تمہاری ماما کی طرف وہ کہتا اسکا گال تھپتھپاتا
فریش ہونے چلا گیا۔

توحیات بھی فون اٹھاتی بیڈ پر بیٹھ گئی



اجالا یہ کیا ہے آدھا گھنٹہ ہو گیا اور تم سے یہ ایک سوال یاد نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔ عائل
سختی سے بولا۔

میں کوشش تو کر رہی ہوں اب مجھ سے نہیں ہو رہا تو کیا کروں۔۔۔۔۔ آپ کوئی دوسرا
سوال دے دیں۔۔۔۔۔ اجالانے بیزاریت سے کہا۔

یہ امپورٹنٹ سوال ہے۔۔۔۔۔ اس لیے اسے لازمی یاد کرنا ہو گا۔۔۔۔۔ عائل نے نرمی
سے سمجھایا۔

اففف ایہا۔۔۔۔۔!!!! ایہا۔۔۔۔۔!!! اجالانے ماتھا مسلتے آبیہا کو آواز لگائی۔

ایہا کو کیوں بلارہی ہو۔۔۔۔۔ عائل نے اسے نا سمجھی سے دیکھا جس نے ہاتھ کے اشارہ سے انتظار کا کہا۔

کیا ہوا۔۔۔۔۔ کیوں چیخ رہی ہو۔۔۔۔۔ ایہا چیختی ہوئی اندر آئی لیکن اپنے بھائی کو بیٹھے دیکھ آواز خود ہی آہستہ ہو گئی۔

لیکن وہ حیران ضرور ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کہ عائل کی موجودگی میں اجالا اتنی اونچی آواز میں پکار رہی تھی۔۔۔۔۔ ورنہ عائل کے سامنے کسی کی ہمت نہیں ہوتی تھی کچھ کہنے کی۔

یار ایہا تم تو جانتی ہو میرے پیپر ہونے والے ہیں۔۔۔۔۔ اور مجھ سے یہ سوال یاد ہی نہیں ہو رہا۔۔۔۔۔ میرا دماغ ہی نہیں چل رہا۔۔۔۔۔

تو کیا تم میرا دماغ تیزی سے چلانے کی خاطر ایک کپ چائے پلا سکتی ہو۔۔۔۔۔ اجالا نے تفصیل سے کہا۔

اتنی لمبی چوڑی تقریر کی جگہ بس یہ بول دیتی کہ۔۔۔۔۔ "ایہا مجھے ایک کپ چائے لا دو" تو بھی میں لا دیتی۔۔۔۔۔

ایہا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔ جب کے عائِل امڑتی مسکراہٹ روک رہا تھا۔
امما۔۔۔ میری پیاری بہن کتنا خیال کرتی ہے میرا۔۔۔ اجالانے اسے فلائنگ
کس دی۔۔۔ تو وہ اسے گھورتی ڈائنگ روم سے باہر نکل گئی۔
اگر تمہارا چھچھور پن ہو گیا ہو تو یاد کریں۔۔۔ عائِل نے عام سے انداز میں کہا۔
میں تو بھول گئی تھی یہ بھی یہاں ہیں۔۔۔ وہ بڑبڑائی۔
آج کل تم کچھ زیادہ ہی نہیں بڑبڑانے لگیں۔۔۔ عائِل نے ایک آئی برواچکائے
پوچھا۔
نہیں لالا میں تو بس کہہ رہی تھی کے چائے آجائے وہ پی کے پھر یاد کرتی
ہوں۔۔۔۔۔ وہ بڑی سی مسکراہٹ سجائے بولی۔
چائے بھی آجائے گی جب تک یاد کرو۔۔۔ وہ آنکھیں دیکھاتے بولا۔
اجالانے یاد کرنے میں ہی عافیت جانی اور کتابوں پر جھک گئی۔



کیا کر رہی ہو۔۔۔ افہام کچن میں پانی کا گلاس لینے آیا تھا جب ایہا کو وہاں دیکھ کے
پوچھا۔

اجالا کے لیے چائے بنا رہی ہوں۔۔۔ اسنے بتایا۔

تو کیا ایک کپ مجھے ملے گی۔۔۔ وہ سلپ کے ساتھ ٹیک لگائے سر کو ہلکا سادا میں
طرف جھکائے اسے دیکھتے ہوئے بولا

کیوں نہیں لا لا ضرور ملے گی۔۔۔ اسنے کپ میں چائے ڈالتے۔۔۔ ایک کپ اس کی
طرف بڑھایا۔

اسنے دو کپ چائے بنائی تھی ایک اپنے لیے اور ایک اجالا کے لیے۔۔۔ لیکن افہام
کے بولنے پر اسنے اپنا کپ افہام کو دے دیا۔

شکریہ۔۔۔۔ افہام اسکے لا لا کہنے پر ہمیشہ کی طرح بد مزہ ہوتے زبردستی کی مسکراہٹ
کے ساتھ بولا۔

جواب میں ایہا بھی مسکراتی دوسرا کپ لیے کچن سے نکل گئی۔

ہائے ایہا بی بی۔۔۔۔۔ بس کچھ ٹائم اور پھر تمہارے منہ سے لالا نکلنا بند ہو جائے

گا۔۔۔۔۔ وہ سرد آہ بھرتا کپ اٹھائے لان میں آگیا۔

فوں پر کال آتے دیکھ اسنے کپ لان میں رکھی ٹیبل پر رکھا اور کال یس کرتا تھوڑا
سائنڈ میں ہوا۔

کال سنتے وہ پلٹا لیکن وہیں ساکت رہ گیا۔۔۔۔۔ کیونکہ اسکی چائے رانیہ مزے لے لے
کے پی رہی تھی۔۔۔۔۔

تم یہ کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔ اسنے صدمے سے پوچھا۔

چائے پی رہی ہوں۔۔۔۔۔ اسنے سکون سے کہا۔۔۔۔۔

وہ باہر تازہ ہوا کھانے باہر آئی تھی جب اسے سامنے چائے رکھی نظر آئی۔۔۔۔۔ اسنے
دیکھا تھا افہام کھڑا فون پر بات کر رہا ہے۔۔۔۔۔

لیکن پھر بھی وہ کندھے اچکاتی یہ سوچ کے چائے پینے بیٹھ گئی کے جب تک وہ آئے گا چائے ٹھنڈی ہو جائے گی۔۔۔

تو کوئی مزہ نہیں آئے گا۔۔۔ وہ اسے دوسری بنا کے دے دے گی یہ سوچتے وہ چائے پینے بیٹھ گئی۔

یہ میری چائے تھی تم کیوں پی رہی ہو۔۔۔ وہ دکھ سے چیخا۔۔۔ کتنی چاہ سے اسنے ایہا سے چائے لی تھی۔۔۔ ایہا کی بنائی ہوئی چائے وہ کسی کے ساتھ شتر کیسے کر سکتا تھا۔۔۔ اور یہاں یہ میڈم مزے سے آدھا کپ پی گئیں تھیں۔
اس پر آپ کا نام تو لکھا نہیں تھا۔۔۔ اسنے کندھے اچکائے۔
یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔۔۔ اسنے غصے سے کہا۔

اوہ لالا کیا ہو گیا ہے ایک چائے تو پی ہے۔۔۔ میں آپ کو دوسری بنا کے دے دیتی ہوں۔۔۔ رانیہ نے اسے ریلکس کرنا چاہا۔۔۔ جو صرف ایک چائے کے لیے غصہ کر رہا تھا۔

نہیں پینی۔۔۔ تم ہی پیو۔۔۔ وہ غصے سے کہتا اندر چلا گیا۔

انہیں کیا ہوا۔۔۔ ایک چائے کے لیئے اوور رینکٹ کر رہے ہیں۔۔۔ ہنہ مجھے کیا۔۔۔ وہ بھی سر جھٹکتی واپس چائے کی متوجہ ہوئی۔



وہ دونوں بڑوں سے اجازت لیتے حیات کے گھر کے لیئے نکلے تھے۔۔۔

راستہ کافی خاموشی سے کٹ رہا تھا۔۔۔ گاڑی میں پہلی خاموشی جب شاہ ویر سے برداشت نہیں ہوئی تو خود ہی بات میں پہل کی۔

آنٹی کو کھانے کا منا کر دینا ہم باہر ڈنر کریں گے۔۔۔ شاہ ویر نے اسے دیکھا جو باہر دیکھ رہی تھی پھر واپس نظریں روڈ پر کیں۔

جی۔۔۔ وہ اک لفظی جواب دیتی واپس باہر دیکھنے لگی۔

کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو۔۔۔ شاہ ویر کے پوچھے گئے سوال پر اسنے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

مطلب تم سب گھر والوں سے تو بہت باتیں کرتی ہو۔۔۔۔ اور میرے ساتھ ایک دم خاموش۔۔۔

کیا تمہیں ڈر لگتا ہے مجھے سے بات کرنے میں۔۔۔ اسنے بات بڑھانے کی خاطر کہا۔
ہاہا۔۔۔ آپ جن تھوڑی ہیں جو آپ سے بات کرتے ڈروں گی میں۔۔۔ وہ ہلکا سا ہنس کے بولی تو شاہ ویر کے لب بھی مسکرائے۔

ہممم میں تو پرنس چارمنگ ہوں۔۔۔ ہنڈسم سا۔۔۔ وہ گردن اکڑا کے بولا
ہاہا اپنے منہ میاں مٹھو۔۔۔ حیات ہنسی تو ہنستی ہی چلی گئی اور شاہ ویر دعا کرتا گیا کہ
یہ مسکراہٹ ہمیشہ قائم رہے۔

اگر کوئی دیکھ لیتا شاہ ویر شاہ کو ایسی بچکانا باتیں کرتے تو کوئی یقین نہیں کرتا کہ یہ وہی شخص ہے جو کسی سے کام کے علاوہ بات نہیں کرتا۔۔۔ غصہ ہمیشہ ناک پر رہتا تھا۔

اور آج اپنی بیوی سے باتیں کرنے کی خاطر کچھ بھی کرنے کو تیار تھا۔۔۔ اپنا رعب و دبدبہ سب بھولے مزاق کر رہا تھا۔۔۔

مبخت میں جھکنا بھی پڑ جائے تو جھک جانا چاہیے۔۔۔ تھوڑا سا جھکنا محبت برقرار رکھ سکتا ہے۔۔۔ شاہ ویر محبت میں اپنا آپ بھول گا۔۔۔ جو شخص کسی کی طرف دیکھنا تک گوارہ نہیں کرتا تھا۔۔۔ جسے فرق نہیں پڑتا تھا کسی سے۔۔۔ آج اپنی بیوی کی توجہ پانے کے لیے اسے خوشی دینے کے لیے ایک مختلف انسان بن گیا تھا۔۔۔

یہ کہنا ٹھیک ہو گا کہ محبت نے اسے بدل کے رکھ دیا تھا۔۔۔۔



اور بیٹا کام ٹھیک چل رہا ہے۔۔۔ ناصر صاحب نے اپنی بیٹی کو مطمئن دیکھا تو پر سکون ہو گئے۔

جی انکل سب ٹھیک چل رہا ہے۔۔۔ شاہ ویر نے مسکرا کے کہا وہ لوگ کچھ دیر پہلے ہی پہنچے تھے۔

چونکہ وہ لوگ کھانے کا منا کر چکے تھے۔۔۔ اس لیے شمیم بیگم چائے بنا رہی تھی۔۔۔ اب وہ انہیں بغیر کچھ کھائے پیئے تو جانے نہیں دے سکتی تھیں۔۔۔ پہلی بار بیٹی داماد گھر آئے تھے

حیات تم خوش ہونا۔۔۔ حیات اور کوئل جو آپس میں باتیں کر رہیں تھیں ان کے پوچھنے پر انکی طرف دیکھنے لگیں۔

جی ماما میں خوش ہوں۔۔۔ اس نے مسکرا کے کہا۔

اور شاہ ویر کیسا ہے۔۔۔ مطلب اس کا رویہ کیسا ہے تمہارے ساتھ۔۔۔

وہ بہت اچھے ہیں ماما آپ پریشان نہیں ہوں۔۔۔ اپ کی بیٹی وہاں بہت خوش ہے۔۔۔ اس نے تسلی دلائی۔

بس بیٹا تم اپنے گھر میں خوش رہو اور کیا چاہیے۔۔۔۔ انہوں نے سر پر ہاتھ پھیرتے
نم آواز میں کہا۔

کوئل کیا میں ٹھیک دیکھ رہی ہوں۔۔۔۔ یہ میری ماما ہیں۔۔۔۔ انہیں مجھ سے اتنا پیار
کب سے ہو گیا۔۔۔ وہ کوئل کو دیکھتی آخر میں شرارت سے شمیم بیگم کو دیکھتی بولی۔
جب سے تم پرانی ہوئی ہو،،،، تب سے اتنا پیار ہو گیا ہے۔۔۔ وہ ہلکی سی چپت لگاتی
چائے نکالنے لگیں۔

لائیں میں کروں۔۔۔ وہ بھی ہنستی انکی مدد کے لیے اٹھی۔

ارے نہیں شادی کے بعد پہلی بار آئی ہو۔۔۔۔ تم سے کام کرواتی اچھی لگوں
گی۔۔۔۔ جاؤ تم باہر جا کے بیٹھو میں اور کوئل یہ سامان لاتے ہیں۔۔۔۔ وہ اسے ہٹاتے
ہوئے بولیں۔

ہمممممم ٹھیک ہے اب آپ مجھے اس گھر کا فرد نہیں سمجھتیں۔۔۔۔ وہ منہ بنا کے اداسی
سے بولی

ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔ لیکن ابھی تم نئی دلہن ہو۔۔۔۔۔ جب پرانی ہو جاؤ گی اور یہاں
رکنے آؤ گی تو سارا کام پھر تم ہی کرنا۔۔۔ لیکن ابھی نہیں۔۔۔ انہوں نے پیار سے
کہا۔

ٹھیک ہے آپ جیتیں میں ہاری۔۔۔۔۔ وہ ہاتھ کھڑے کر کے کہتی کچن سے نکل گئی۔
ہماری بیٹی تمہیں تنگ تو نہیں کرتی نا۔۔۔ اسے آگے دیکھ ناصر صاحب نے شاہ ویر
سے پوچھا۔

آپ کو لگتا ہے کہ آپ کی بیٹی کسی کو تنگ کرے گی۔۔۔ وہ انکے پاس بیٹھتی لاڈ سے
بولی۔

بلکل نہیں۔۔۔ میری بیٹی تو لاکھوں میں ایک ہے۔۔۔ وہ اسے اپنے ساتھ لگاتے
بولے۔

جی انکل ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔ شاہ ویر نے نظریں حیات پر ٹکائے کہا۔

چلیں باتیں بعد میں پہلے چائے ناشتہ ہو جائے۔۔۔ کوئل ریفریشمنٹ کا سامان لاتی
ٹیبل پر رکھنے لگی۔

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد وہ لوگ ولیمے کی دعوت دیتے اجازت لیتے ڈنر کے لیے نکل گئے

وہ لوگ آرڈر دے کے کھانے کا انتظار کر رہے تھے جب شاہ ویر کو کچھ دور ایک ٹیبل
پر عائش بیٹھا دیکھائی دیا۔

حیات میں ایک منٹ میں آتا ہوں۔۔۔ وہ کہتا اٹھ کے عائش کی ٹیبل کی طرف بڑھ
گیا۔

ہیلو مسٹر عائش کیسے ہیں آپ۔۔۔

وہ ابھی میٹنگ سے فارغ ہوا تھا اور بس جانے والا تھا جب شاہ ویر کے آنے پر اس سے
ملا۔

ارے شاہ ویر صاحب کیسے ہیں آپ۔۔۔۔۔ اسنے اٹھ کے ہاتھ ملایا۔

میں ٹھیک ہوں آپ یہاں اکیلے کیا کر رہے تھے۔۔۔ شاہ ویر نے پوچھا۔

میٹنگ تھی میری بس اسی کے لیے آیا تھا۔۔۔ کیا آپ کی بھی کوئی میٹنگ ہے

یہاں؟؟؟۔۔۔ عائش نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے کہا۔

ارے نہیں میں بیٹھو گا نہیں۔۔۔ اصل میں میں یہاں اپنی وائف کے ساتھ آیا

ہو۔۔۔ تم دیکھ گئے تو سوچا یہیں تمہیں اپنے ریسپشن کی دعوت دے دوں۔۔۔۔

اسنے کوٹ کی جیب سے انویٹیشن کارڈ اسے دیا۔

کیا تم نے شادی کر لی۔۔۔ عائش شوکڈ ہوا۔

ہمم۔۔۔ تم آنا ضرور ویسے میں۔۔۔ شاہ ویر نے مسکرا کے کہا۔

حیات اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ پتہ نہیں وہ کس سے باتیں کر رہا تھا جو اتنی دیر لگ

گئی۔

میں ضرور آؤ گا۔۔۔ عائش نے ہانی بھری۔

چلو پھر ملیں گے۔۔۔ ابھی میری وائف میرا انتظار کر رہی ہو گی۔۔۔ شاہ ویر کہتا اس سے ہاتھ ملاتے واپس ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔

جب کے عائش باہر کی طرف نکل گیا۔

اتنی دیر لگا دی کون تھا وہ۔۔۔۔۔ حیات نے اس کے بیٹھتے ہی پوچھا۔۔۔

کافی اچھا کلائنٹ تھا۔۔۔ اس لیے تھوڑی دیر ہو گئی۔۔۔ کیا تم مجھے مس کر رہی تھیں۔۔۔ وہ آنکھیں اس کے چہرے پر جمائے بولا۔۔۔۔۔ کے اتنے میں کھانا بھی آ گیا۔ جی نہیں میں ایسا کچھ نہیں کر رہی تھی۔۔۔ وہ کہتی مسکرا ہٹ دباتی کھانے کی پلیٹ پر جھک گئی۔

تم مانو یا نا مانو لیکن بات یہی تھی۔۔۔ اس نے پورے یقین سے کہا۔

آپ کھانا کھائیں باتیں کم بنائیں۔۔۔ وہ پلیٹ اس کے اور آگے سرکاتی امڑ آنے والی
ہنسی کو روکتی بولی۔۔۔

تو وہ بھی اسکے انداز پر مسکرا دیا۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ اس کے ساتھ کھل رہی تھی۔۔۔ یہ بات شاہ ویر کو کافی سکون بخش
رہی تھی

سفید رنگت،،، کندھے تک آتے ڈائی بال جو گولڈن کلر کے تھے۔۔۔ پینٹ کے
ساتھ گھٹنوں سے تھوڑی اوپر آتی کرتی اور گلے میں جھولتا اسٹولر۔۔۔ ایک بیگ ہاتھ
میں تو دوسرا کندھے پہ لیئے انر پورٹ کے دروازے پہ کھڑی تھی۔

اسنے بیگ سے فون نکالا اور اپنے گھر فون کیا۔۔۔ جو کسی ملازمہ نے اٹھایا تھا۔۔۔
ماما کو فون دو۔۔۔ فون اٹھاتے ہی کہا۔

جی۔۔۔ بیگم صاحبہ تو آپ کی نانی کے گھر گئی ہوئی ہیں۔۔۔ گھر پر تو کوئی نہیں
ہے۔۔۔ ملازم اسکی آواز پہچانتی ادب سے بتانے لگی۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ اسنے اتنا کہتے فون رکھ دیا اور وہاں کھڑی ٹیکسیوں کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

اس کا ارادہ شاہ حویلی جا کے وہاں سب کو سرپرائز دینے کا تھا لیکن وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔ وہاں ایک سرپرائز اس کا منتظر تھا۔



ولیمے کی تقریب حویلی میں ہی رکھی گئی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے حویلی کو بہت سے پھولوں اور لائمیٹوں سے سجایا گیا تھا۔۔۔ ناصرف باہر بلکہ اندر بھی ہر جگہ پھول ہی پھول لگے تھے۔

سب لوگ ہی صبح سے کام میں لگے ہوئے تھے۔۔۔ شاہ ویر دلہا ہونے کے باوجود خود بھی کام کر رہا تھا۔

شاہ ویر تم یہاں کیا کر رہے ہو جاؤ اور اپنا حلیہ درست کرو۔۔۔ اور حیات کو بھی بولو
کے اپنا سامان نکل کے رکھے پالروالی آتی ہی ہوگی۔۔۔ رضیہ بیگم شاہ ویر کو کام
کرواتے دیکھ بولیں

امی ابھی بہت وقت ہے میں شام میں تیار ہو جاؤ گا۔۔۔ وہ مصروف انداز میں بولا۔
شام کو بھی ہو جانا لیکن ابھی بھی ہو۔۔۔ آخر تم دلہا ہو ایسے جم سوٹ میں گھومتے اچھے
تھوڑی لگ رہے ہو۔۔۔ انہوں نے سمجھایا
اچھا ٹھیک ہے جارہا ہوں۔۔۔ وہ مسکرا کے کہتا اوپر بڑھ گیا۔
وہ کمرے میں داخل ہوا تو حیات الماری کھولے اپنی سینڈل نکال رہی تھی۔۔۔
حیات میں نہانے جارہا ہوں۔۔۔ کپڑے دے دینا۔۔۔ وہ کہتا جلدی سے ہاتھروم
میں گھس گیا۔

لے کے ہی چلے جاتے کتنا وقت لگا۔۔۔ وہ سر جھٹکتی واپس اپنے کام میں لگ گئی۔



کیسی ہیں آپ ممائی۔۔۔ وانیہ حویلی میں داخل ہوئی تو حویلی کو سجاد یکھ حیران ہوئی۔

وانیہ تم اچانک۔۔۔ رضیہ بیگم اسے دیکھ کے خوش ہوئی تھیں۔

جی ممائی بس میں نے سوچا آپ سب کو سر پر انزدوں۔۔۔ وہ ان کے گلے لگی۔

سب کہاں ہیں اور یہ حویلی اتنی کس خوشی میں سچی ہے۔۔۔ وہ حویلی کو دیکھتی بولی۔

سب اپنے اپنے کمروں میں ہیں اور۔۔۔۔۔

اور شاہ ویر بھی اپنے کمرے میں ہی ہے نا۔۔۔۔ میں نے اسکی گاڑی باہر کھڑی دیکھی

تھی۔۔۔۔ وہ انکی بات پوری ہونے سے پہلے بول اٹھی۔

ہاں وہ کمرے میں ہی ہے۔۔۔۔

میں اس سے مل کے آتی ہوں۔۔۔۔ وہ پھر سے انکی بات پوری سننے بغیر کہتی اوپر کی

جانب بڑھ گئی۔

وانیہ بیٹا میری بات تو سنوں۔۔۔ وہ اسے روکتی رہ گئیں لیکن وہ ان سنی کرتی چلی گئی۔
شاہ ویر۔۔۔ وہ چمکتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی لیکن سامنے انجان چہرہ دیکھتے
پوچھنے لگی۔

تم کون ہو۔۔۔ اور یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔

حیات جو شاہ ویر کے کپڑے نکال رہی تھی۔۔۔ بے دھڑک کسی کو کمرے میں
آتے دیکھ چونک گئی۔

یہی سوال میں آپ سے بھی کر سکتی ہوں۔۔۔ حیات نے قدرے ناگواری سے
پوچھا۔

تم ہوتی کون ہو مجھے سے پوچھنے والی۔۔۔ ملازمہ ہو تو ملازمہ ہی بن کے
رہو۔۔۔ زیادہ اپنی حیثیت بھولنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ میں
کپڑے دیکھ نخوت سے بولی۔

آپ کون ہیں میں نہیں جانتی لیکن میں یہ ضرور جانتی ہو کہ میری حیثیت آپ سے زیادہ ہے۔۔۔۔۔ حیات نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

حیات کپڑے دے دو۔۔۔ شاہ ویر کے آواز لگانے پر وہ اسے دیکھتی کپڑے دینے چلی گئی۔

جب کے وانیہ تو ششدر رہ گئی کہ یہ ہے کون جس سے شاہ ویر اتنے حق سے کپڑے مانگ رہا تھا۔

تم کون ہو۔۔۔ اس نے تشویش سے پوچھا۔

یہ سوال پہلے پوچھتیں تو زیادہ اچھا لگتا۔۔۔ وہ رسان سے بولی

ارے وانیہ تم کب آئیں۔۔۔ شاہ ویر باتھروم سے باہر آتا اسے دیکھتے ہوئے بولا

ابھی آئی ہوں لیکن شاہ ویر یہ کون ہے۔۔۔ وہ حیات کو دیکھتی پوچھنے لگی۔

یہ!!!! میری وائف حیات شاہ ویر۔۔ شاہ ویر نے محبت سے حیات کو دیکھتے تعارف کرایا۔

جب کے حیات ساکت کھڑی وانیہ کو دیکھ کے طنز یا مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا "گئی۔۔۔۔۔ جیسے کہہ رہی ہو۔۔" لوپتہ چل گیا نامیری حیثیت کا

شاہ ویر کے الفاظ اور حیات کی تمسخرانہ مسکراہٹ نے وانیہ کے بدن میں آگ لگا دی۔

کیا تم نے شادی کر لی۔۔۔ اسنے بے یقینی سے آنکھیں پھیلانے پوچھا۔

شادی کر لی تبھی میں یہاں کھڑی ہوں نا۔۔۔ شاہ ویر کی جگہ حیات نے دل جلانے والے انداز میں کہا۔

تم ایسا کیسے کر سکتے ہو شاہ ویر میں تم سے کتنا پیار کرتی تھی۔۔۔ تم ایسے کیسے کسی اور سے شادی کر سکتے ہو۔۔۔ وہ غم و غصے سے چیخی۔

حیات نے شاہ ویر کو دیکھا۔۔۔ وہ تو سمجھ رہی تھی کہ وہ اسے ملازمہ سمجھ کے اس طرح ٹریٹ کر رہی ہے لیکن یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور نکلا

کیا میں نے کبھی تم سے کہا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔ یا میں نے کبھی تم سے کوئی شادی کا وعدہ کیا تھا جو تم اس طرح ریٹکٹ کر رہی ہو۔۔۔ شاہ ویر اسے دیکھتے سنجیدگی سے بولا۔

لیکن میں تو تم سے محبت کرتی ہوں نا۔۔۔ پھر تم نے کیسے اس دو ٹکے کی لڑکی سے شادی کر لی۔۔۔ وہ حیات کی طرف انگلی کرتی غرائی۔

خبردار جو میری بیوی کو ایک لفظ بھی کہا تو۔۔۔ ورنہ میں بھول جاؤ گا کہ تم میری پھپھو کی بیٹی ہو!!!! سمجھی۔۔۔ اب دفا ہو جاؤ۔۔۔ اسنے استحقاق سے حیات کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے ساتھ لگاتے۔۔۔ وانیہ کو وون کیا۔

وانیہ اپنی بے عزتی محسوس کرتی۔۔۔ خفت سے سرخ پڑھتے چہرے کے ساتھ حیات کو گھورتی کمرے سے نکل گئی۔

شاہ ویر یہ۔۔۔۔۔ یہ صرف میری کزن ہے اور کچھ نہیں تم اپنا سامان نکالو پالروالی
آنے والی ہوگی۔۔۔

جب تک میں اپنا تھوڑا سا کام کر لوں، ہم۔۔۔ وہ اسکی بات کاٹا پیار سے کہتے اسٹڈی
روم میں چلا گیا۔

وہ بھی اپنی ساری سوچیں جھٹکتی کام میں لگ گئی۔



ماما یہ سب کیا ہے۔۔۔۔۔ وہ غصے میں اپنی ماں کے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

وانیہ تم کب آئیں بیٹا۔۔۔ وہ اسکی بات نظر انداز کرتی پوچھنے لگیں۔

میں کب آئی یہ چھوڑیں یہ بتائیں یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔ شاہ ویر نے شادی کر لی اور
آپ نے مجھے بتایا بھی نہیں۔۔۔۔۔ نا اس شادی کو روکا۔۔۔

آپ جانتی تھی نا میں شاہ ویر سے پیار کرتی ہوں پھر بھی آپ نے یہ شادی ہونے دی کچھ کیا نہیں۔۔۔ وہ غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔

بیٹا مجھے بھی شاہ ویر کا نکاح ہو جانے کے بعد پتہ چلا ہے۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ پکڑتی پیار سے بولیں۔

جھوٹ بول رہی ہیں آپ۔۔۔ وہ اپنا ہاتھ چھڑواتی دور ہوئی۔

میں جھوٹ نہیں بول رہی بیٹا۔۔۔ میری ایک بار بات تو سنو پوری۔۔۔ شاہ ویر کے نکاح کا مجھے تو کیا کسی کو نہیں پتہ تھا۔۔۔ انہوں نے سمجھنا چاہا۔

کیا مطلب۔۔۔ آپ کہہ رہی ہیں اسنے چھپ کے نکاح کیا ہے۔۔۔ وہ جھنجھلا کے بولی۔

ہاں۔۔۔ تم یہاں آ کے بیٹھو میں بتاتی ہوں۔۔۔ وہ اسے اپنے ساتھ صوفے پر لے کے بیٹھیں۔۔۔ اور پوری بات بتائی۔۔۔

وجہ جو بھی ہو ماما لیکن میں شاہ ویر کو حاصل کر کے رہوں گی چاہے مجھے کچھ بھی کیوں نا کرنا پڑے۔۔۔۔ وہ اٹل لہجے میں بولی۔

خبردار وانیہ جو تم نے کچھ بھی الٹا سیدھا کیا۔۔۔ وہ سخت رویہ اختیار کرتی بولیں۔۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی اپنی بیٹی کے دماغ کو۔۔۔ وہ اگر کوئی بات ذہن میں بیٹھالیتی تو اسے کر گزرتی تھی۔

نہیں ماما آپ لوگوں نے تو کچھ نہیں کیا لیکن میں اتنی جلدی پیچھے نہیں ہٹونگی میں شاہ ویر کو کسی بھی قیمت پر حاصل کر کے رہوں گی۔۔۔۔ وہ بضد تھی۔

وانیہ اگر تم نے ایسا ویسا کچھ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ وہ سختی سے اسکا بازو دبوچ کے کہتی کمرے سے نکل گئیں۔

سوری ماما لیکن میں نے جو کرنا ہے وہ کر کے رہوں گی۔۔۔ وہ بند دروازے کو گھوری کے جنونی انداز میں بولی۔



جی دادی آپ نے بلایا۔۔۔ دادی کے بلانے پر حیات اجازت لیتی اندر آئی

ہاں بیٹا آؤ یہاں بیٹھو۔۔۔ دادی نے اسے اپنے سامنے بیڈ پر بیٹھنے کا کہا

یہ لو یہ تمہارے لیئے۔۔۔۔۔ دادی نے اس کے سامنے کچھ جیولوی باکس رکھے۔

دادی یہ بہت خوبصورت ہیں۔۔۔ مگر میں یہ کیسے رکھ سکتی ہوں۔۔۔ اس نے جیولوی باکس سے سونے کا کنگن نکالتے کہا۔

میں نے خاص یہ سب شاہ ویر کی بیوی کے لیئے دنبوائے تھے۔۔۔ اب اسکی بیوی تم ہو تو یہ سب تمہارا ہے۔۔۔ وہ پیار سے بولیں۔

مگر دادی میں یہ کیسے سنبھالو گی۔۔۔۔۔ آپ ایسا کریں اسے اپنے پاس ہی رکھ لیں،،، مجھے جب پہننا ہو گا میں آپ سے لے لوں گی۔۔۔ اس نے سارے باکس بند کرتے انکی طرف سر کائے۔

چلو ٹھیک ہے جیسے تمہیں اچھا لگے۔۔۔ ان کے کہنے پر وہ مسکرا کے اٹھ گئی۔

اچھا بیٹا مجھے تم سے ایک اور بات بھی کرنی ہے۔۔۔ اسے اٹھتے دیکھ انہوں نے اسکا ہاتھ پکڑتے واپس بیٹھایا۔

جی دادی۔۔۔ وہ انکی طرف متوجہ ہوئی۔

بیٹا وانیہ کی باتوں کا برا نہیں ماننا۔۔۔ وہ کافی جذباتی ہے کبھی بھی کچھ بھی بول دیتی ہے۔۔۔ شاہ ویر دادی کو وانیہ کی حرکت کے بارے میں بتا چکا تھا۔۔۔ تبھی دادی حیات کو سمجھا رہی تھیں۔

دادی میں اس کے بارے میں کچھ سوچ ہی نہیں رہی تو آپ بے فکر ہو جائیں۔۔۔ اسنے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے انہیں تسلی دی۔

بس بیٹا میں میں چاہتی ہوں تم سب کی طرف سے اپنا دل صاف رکھو اور خوش رہو۔۔۔ وہ شفقت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتی بولیں۔

تو وہ بھی مسکرا کے اٹھتی باہر نکل گئی۔



ویسے کی تقریب شروع ہو گئی تھی۔۔۔ مہمانوں کا آنا جاری تھا۔۔۔ ناصر صاحب بھی اپنی فیملی کے ساتھ آچکے تھے۔

شاہ ویروائٹ پینٹ کوٹ پہنے مہمانوں کو اٹینڈ کر رہا تھا۔۔۔

شادی مبارک شاہ ویر۔۔۔ عائش اس سے گلے ملا۔

شکریہ۔۔۔ تم آئے مجھے بہت خوشی ہوئی۔۔۔ وہ بھی گرم خوشی سے ملا۔

تم اپنی فیملی کو ساتھ نہیں لائے۔۔۔ اسے اکیلے دیکھ کے شاہ ویر نے پوچھا۔

میری فیملی میں بس میری دادی ہیں۔۔۔ ان سے رات میں اتنی دور کا سفر نہیں ہوتا

اس لیے نہیں آئیں۔۔۔ اسنے مسکرا کے وجہ بتائی۔

اور تمہارے والدین؟؟؟۔۔۔

ایک کار ایکسیڈنٹ میں ان کا انتقال ہو گیا۔۔۔ وہ افسردگی سے بولا۔

اوسوری یار مجھے پتہ نہیں تھا۔۔۔ شاہ ویر کو بڑا لگا اسکے لیے۔

کوئی بات نہیں۔۔۔۔

اچھا تم بیٹھو میں آتا ہوں۔۔۔ شاہ ویر کہتا رضیہ بیگم کی طرف بڑھ گیا جو اشارے سے اسے بلارہی تھیں۔

جی امی۔۔۔

بیٹا حیات کو لے آؤ۔۔۔ سب مہمان انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ ان کے کہنے پر وہ ہاں میں سر ہلاتا اندر کی طرف بڑھ گیا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو حیات بیڈ پر بیٹھی چوڑیاں پہن رہی تھی۔۔۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر حیات نے اس طرف دیکھا تو شاہ ویر سانس روکے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وائٹ پیروں کو چھوتی فراک۔۔۔ ہم رنگ جیولوی۔۔۔ برائڈل میک اپ کیئے۔۔۔ بالوں کا جوڑا بنائے،،، سر پر دوپٹہ لیئے،،، وہ اتنی پیار لگ رہی تھی کہ شاہ ویر اس سے نظر ہی نہیں ہٹا پارہا تھا۔۔۔

شاہ ویر۔۔۔ حیات نے نروس ہوتے اسے پکارا۔۔۔ جو اس میں کھویا ہوا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ چلتا اسکے قریب آیا۔۔۔ اسکی نظروں کی تاب نالائے حیات نے
پلکیں جھکالیں۔۔۔

بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ وہ اسکے کان کے پاس جھکتا سر گوشی میں بولا جس سے
اسکے لب حیات کے کان سے مس ہوئے۔

حیات گھبرا کے تھوڑا پیچھے ہوئی۔۔۔ تو وہ مسکرا کے سیدھا ہوا۔

چلیں نیچے سب انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ اسنے ہاتھ اسکے سامنے پھیلا یا۔۔۔

حیات نے اپنا کان پتا نازک ہاتھ اسکی چوڑی ہتھیلی پر رکھ دیا۔

وہ ہلکے سے اسکا ہاتھ لبوں سے لگاتا سے لیئے اپنے ساتھ کمرے سے نکل گیا۔

حیات تو اسکی اتنی سی قربت پر کانپ کے رہ گئی تھی۔۔۔ نا جانے بعد میں کیا حال ہونا
تھا۔۔۔



شاہ ویر اسکا ہاتھ تھا مے لان میں داخل ہوا تو سب کی نظروں ان پر ٹک گئیں۔۔۔ ان نظروں میں دو نظریں نفرت سے بھری ہوئی وانیہ کی بھی تھیں۔۔۔

وہ ثریا بیگم کے اسرار پر وہاں آ تو گئی تھی لیکن سب سے الگ ایک کونے میں بیٹھی حیات اور شاہ ویر کو حسد بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

سب اسکی آمد پر بہت خوش تھے۔۔۔ اسے بار بار بلارہے تھے لیکن وہ جلتی بھنتی ایک جگہ بیٹھی تھی۔۔۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ حیات کو ہٹا کے اسکی جگہ پر خود بیٹھ جائے۔۔۔

بھائی بھابھی آپ دونوں کتنے پیارے لگ رہے ہیں۔۔۔ اجالا نے دل سے تعریف کی۔۔۔

اور تم چڑیل لگ رہی ہو۔۔۔ افہام وہاں آتا اسے چیرتے ہوئے بولا

ہنہ جل گئے۔۔۔ وہ منہ چڑاتے بولی۔

افہام اور عائش نے سیم ڈریسنگ کی تھی دونوں نے بلیک پینٹ کوٹ پہنا تھا۔۔۔
جب کے تینوں لڑکیاں سیم بلیک کلر کی مکی پہنے بہت اچھی لگ رہی تھیں۔
ابھی انکا ہنسی مزاق جاری تھا جب ابہار ضیہ بیگم کے کہنے پر مٹھائی لینے اندر چلی
گئی۔۔۔

وہ کچن سے مٹھائی لیتی ابھی حال میں رکھے صوفوں تک پہنچی تھی جب اسے محسوس
ہوا کہ کوئی اس کے پیچھے ہے۔۔۔

وہ ڈرتے ہوئے پیچھے مڑی تو ایک آدمی کو اپنے پیچھے دیکھ ڈر کے مارے چیخ نکل گئی۔
آ آ آ۔۔۔ کون ہو تم۔۔۔ وہ ڈرتے ہوئے بولی۔

عائش جو واشروم تلاش کر رہا تھا اسکو دیکھتے اس سے پوچھنے آیا تھا کہ وہ اسے دیکھ کے
ڈر گئی۔

دیکھیں آپ مجھ سے ڈریں نہیں۔۔۔ میں عائش ہوں شاہ ویر کا دوست۔۔۔ اس کے
چیخنے پر عائش گھبراتے جلدی سے بتانے لگا۔

آپ بھائی کے دوست ہیں تو یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔ وہ مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

میں واشر روم تلاش کر رہا تھا لیکن یہ حویلی کم مجھے بھول بھلیاں زیادہ لگ رہی ہے پتہ ہی نہیں چل رہا کہ جانا کہاں ہے۔۔۔ اسنے اپنا مسئلہ بتایا۔

او اچھا۔۔۔۔ وہ اس طرف ہے واشر روم۔۔۔۔ وہ گہرا سانس بھرتی بائیں طرف اشارہ کرتی بتانے لگی۔

تھینکس۔۔۔۔ اسنے مسکرا کے کہا۔

اچھا سنیں آپ کا نام کیا ہے۔۔۔ وہ جانے لگی تو اسنے پیچھے سے پکارا۔

میں اجنبی لوگوں کو اپنا نام نہیں بتاتی۔۔۔ وہ رکھ کے اسے دیکھتی کہہ کے چلی گئی۔

ایڈیٹوٹ۔۔۔۔ نائس۔۔۔ وہ مسکراتا ہوا اسکے بتائے گئے راستے کی طرف چلا گیا۔



آہستہ آہستہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی تو حیات کو اسکے کمرے میں بھیج دیا۔۔۔

وہ کمرے میں آتی چیزیں اتارنے ہی لگی تھی جب کمرے میں آنے سے پہلے کہی شاہ
ویر کی بات یاد آئی۔۔۔۔

اسنے کہا تھا جب تک وہ نا آجائے کچھ بھی چینج نہیں کرنا۔۔۔۔ وہ فرست سے اسے
ابھی دیکھنا چاہتا ہے۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھ کے اسکے آنے کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔ اسے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا
پڑا۔۔۔ تھوڑی ہی دیر میں شاہ ویر کمرے میں داخل ہوا۔۔۔

وہ دروازہ بند کرتے کوٹ اتارتے اس تک آیا جو اسے دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔
اسکے ہر بڑھتے قدم پر دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔۔۔

وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی جب وہ بالکل اسکے سامنے آ کے رکا۔۔۔۔ اسنے دو
انگلیوں کی مدد سے چہرہ اوپر کیا تو حیات نے گھبرا کے آنکھیں بند کر لیں۔

وہ نظروں سے اسکے ایک ایک نقش کو چھو رہا تھا۔۔۔ اسکی لرزتی پلکھوں کو دیکھتے مسکرایا۔

حیات کافی دیر اسکے بولنا کا انتظار کرتی رہی جب وہ نابولا تو دھیرے سے آنکھیں کھولیں جو سیدھا اسکی مسکراتی محبت سے لبریز آنکھوں سے ٹکرائیں۔۔۔ وہ کچھ بول نہیں رہا تھا لیکن اسکی آنکھیں دل کا حال بیان کر رہی تھیں۔ شاہ ویر مجھے سونا ہے کیا میں چینج کر لوں۔۔۔ اسکی بولتی آنکھوں سے کنفیوز ہوتی آخر وہ بول ہی گئی۔ ہمہممم کر لو۔۔۔ اسکے اجازت دینے کی دیر تھی وہ بوتل کے جن کی طرح غائب ہوئی۔۔۔

اسکی تیزی دیکھتے شاہ ویر ہنستا ہوا کلائی پر بندھی گھڑی اتار تا وہیں بیٹھ گیا۔ اسلام و علیکم۔۔۔ شاہ ویر اور حیات ڈانگ روم میں آتے سب کو سلام کرتے بیٹھ گئے۔

سب نے مسکرا کے سلام کا جواب دیا لیکن وانیہ منہ بنائے آنکھوں میں نفرت کی چنگاریاں لیئے حیات کو گھور رہی تھی۔

وعلیکم اسلام۔۔۔ کسی ہو حیات بیٹھی۔۔۔ یہاں کوئی پریشانی تو نہیں ہے نا۔۔۔ یا شاہ ویر تو تنگ نہیں کرتا۔۔۔ اگر کرتا ہے تو مجھے بتاؤ میں اسے ٹھیک کر دوں گا۔۔۔ دادا جان پیار سے بولے۔

نہیں دادا جان یہاں سب بہت اچھے ہیں۔۔۔ اسنے مسکرا کے کہا۔
لا لا آپ آفس جارہے ہیں؟؟؟؟۔۔۔ شاہ ویر کو تھری پیس سوٹ پہنے تیار دیکھ افہام
نے پوچھا۔

ہاں کچھ اہم میٹنگز ہیں جو شادی کے چکر میں پینڈنگ پر تھیں آج وہ نمٹانی ہیں۔۔۔ وہ
جیم لگا بریڈ کا بائٹ لیتا بولا۔

لیکن بھائی آپ کی تو ابھی شادی ہوئی ہے۔۔۔ اور آپ اتنی جلدی آفس جارہے
ہیں۔۔۔ ابھی تو بھابھی کو گھمانے پھر انے لے کے جانا چاہیئے۔۔۔

ہاں لالا میں دیکھ لوں گا آپ ابھی گھومنے پھرنے جائیں۔۔۔ مزے کریں۔۔۔

افہام نے شوخی سے کہا۔

تم ابھی نئے ہو کام میں سب نہیں دیکھ سکو گے۔۔۔۔۔ میں کچھ دنوں تک ضروری کام ختم کر کے پھر جہاں حیات چاہے گی اسے وہاں لے جاؤ گا۔۔ شاہ ویر نے مسکرا کے حیات کو دیکھا۔۔۔ جو اس کے دیکھنے پر نظریں جھکا گئی تھی۔

وانیہ سے انکا یہ پیار دیکھا نہیں گیا تبھی ہاتھ میں پکڑا جو س کا گلاس زور سے ٹیبل پر پٹخا جس سے سب اسکی طرف متوجہ ہوئے سوائے شاہ ویر کے جو سکون سے ناشتہ کر رہا تھا۔

کیا ہوا انیہ بیٹا سب ٹھیک ہے دادی جان نے فکر مندی سے پوچھا۔

جی نانی بس گلاس ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔۔ اسنے زبردستی مسکرا کے جواب دیا۔

اچھا میں چلتا ہوں۔۔۔ آنے میں دیر ہو جائے گی۔۔۔ اور افہام تم جلدی آجانا آفس۔۔۔ شاہ ویر کہتا فون پر آنے والی کال یس کرتا اٹھ کے چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد یاسر صاحب اور دادا جان بھی چلے گئے۔۔۔

عائل تم کب تک فیکٹری سائنڈ آؤ گے۔۔۔ کا شان صاحب نے جانے سے پہلے عائل سے پوچھا۔

کل اجالا کا پیپر ہے اسے کچھ تیاری کروانی ہے اس کے بعد آجاؤ گا۔۔۔ عائل نے رسان سے کہا جب کے اجالا بد مزہ ہوئی۔

عائل بھائی اگر آپ کہیں تو میں اجالا کو پیپر کی تیاری کروادوں گی۔۔۔ اجالا کا بگڑتا منہ دیکھ کے حیات نے پوچھا۔

بھابھی آپ ضرور تیاری کروائے گا لیکن اجالا کو نہیں ایہا کو۔۔۔ اجالا کبھی بھی پیار سے نہیں پڑھتی اس پر سختی کی ضرورت ہوتی ہے جو آپ سے ہو گا نہیں۔۔۔

یہ آپ کے سامنے دو چار جذباتی باتیں کرے گی اور آپ اسکی معصومیت کے جھانسنے میں آجائیں گی۔۔۔۔۔ اجالا کو عائل سے اتنی صاف گوئی کی ہی امید تھی۔

ہاں بیٹا عائل ٹھیک کہہ رہا ہے یہ تم سے نہیں پڑھے گی۔۔۔۔۔ کاشان صاحب کے کہنے پر اجالا نے آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔ جب کے ساتھ بیٹھی ایبہا اور رانیہ دونوں دانت نکل رہی تھیں۔

بابا آپ بھی۔۔۔۔۔ اسے صدمہ ہی تو لگا تھا۔۔۔۔۔ کہاں سوچا تھا کے اسکے بابا ایسا کہیں گے۔

اچھا اب میں چلتا ہوں۔۔۔۔۔ عائل جب تم فری ہو جاؤ تو آجانا۔۔۔۔۔ کاشان صاحب نے اجالا کو دیکھتے کندھے آچکائے اور عائل سے کہتے نکل گئے۔

اماں ہم بھی آج چلے جائیں گے۔۔۔۔۔ ثریا بیگم نے ماں کو بتایا۔

اتنی جلدی پھپھو ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ ایبہا نے اداسی سے کہا۔

ہاں پھپھو ابھی تو آئی تھیں آپ اور اب جانے کی بات کر رہی ہیں۔۔ دیکھیں

ایہا۔۔۔۔ میرا مطلب سب اداس ہو رہے ہیں آپ کے جانے کا سنتے۔۔۔۔

افہام کہاں ایہا کو اداس دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔ اس لیے جلد بازی میں کہتے کہتے زبان

پھسلی جو وہ بروقت سنبھال گیا۔۔۔۔

بچوں ہم ضرور رک جاتے لیکن اب گھر کو بھی تو دیکھنا ہے نا۔۔۔۔ پورا گھر ملازموں

کے ذمے تو نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔۔ انہوں نے سمجھنا تو سب نے سمجھتے ہوئے ہاں میں

سر ہلایا۔

تو ایک کام کریں رانیہ کو یہیں چھوڑ جائیں۔۔۔۔ یہ کچھ دن بعد آجائے گی۔۔۔۔ اجالا

نے جلدی سے مشورہ دیا۔

ہاں ماما آپ آپنی کو لے جائیں میں کچھ دن بعد آ جاؤ گی۔۔۔۔ رانیہ بھی خوش ہوتی جلدی

سے بولی۔

نہیں میں ابھی نہیں جا رہی۔۔۔۔ میں تو آئی ہی ابھی ہوں کچھ دن یہاں رہوں
گی۔۔۔ ابھی تم چلی جاؤ۔۔۔ وانیہ حیات کو دیکھتی پر اسرار مسکراہٹ سجائے بولی۔
نہیں وانیہ تمہارے بابا تمہیں بہت یاد کر رہے تھے تو تم دونوں ہی ساتھ چلو گی۔۔
ثریا بیگم اسے یہاں چھوڑنا ہی نہیں چاہتی تھیں اس لیے بہانا بنایا۔۔۔۔
وہ جانتی تھیں انکی بیٹی سر پھری ہے۔۔۔۔ ایسا نا ہو یہاں رک کے حیات اور شاہ ویر کا
گھر خراب کرنے کی کوشش کرے۔۔۔ جو وہ بالکل نہیں ہونے دے سکتی تھیں۔
ارے ثریا کچھ دن کی تو بات ہے چھوڑ دو بچیوں کو۔۔۔ رضیہ بیگم نے بھی بات میں
حصہ لیا۔

نہیں بھابھی۔۔۔۔ آپ کو تو پتہ ہے میں گھر میں اکیلی ہوتی ہوں۔۔۔۔ یہ دونوں ہوتی
ہیں تو رونق رہتی ہے گھر میں۔۔۔۔ انہوں نے سہولت سے انکار کیا۔
اچھا ماما پھر ہم کل چلیں گے۔۔۔۔ رانیہ نے کہا

ہاں بیٹا کل چلی جانا آج اور رک جاؤ بچیوں کا دل بھی بہل جائے گا۔۔۔ دادی جان سمجھ گئی تھیں کہ وہ وانیہ کو کیوں یہاں نہیں رہنے دینا چاہتی تھیں۔۔۔

لیکن وہ اپنی نو اسیوں کا دل بھی نہیں توڑ سکتی تھیں اس لیے ایک دن اور رکنے کا کہا۔ جی اماں۔۔۔ انہوں نے ہانی بھری تو سب کے چہروں پر خوشی آگئی۔۔۔۔۔ وانیہ بھی اپنے دماغ میں چلتے ارادوں کا سوچتی ایک طرف کی مسکراہٹ کے ساتھ جو س کا گلاس لبوں سے لگا گئی۔



ایہا یار پلیز کیا تم میری یہ شرٹ استری کر دو گی مجھے آفس جانا ہے۔۔۔ کوئی ملازمہ فارغ نہیں ہے ورنہ میں تمہیں نہیں بولتا۔۔۔۔

افہام نے بہانا بناتے شرٹ اسے دی۔۔۔ اصل میں تو وہ ایہا سے زیادہ سے زیادہ باتیں کرنا چاہتا تھا۔

جی میں کر دوں گی۔۔۔ وہ شرٹ اسکے ہاتھ سے لیتی اس کے کمرے میں ہی رکھے
استری کے اسٹینڈ پر استری کرنے لگی۔

وہ فون لیئے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔ وہ ایسے بیٹھا تھا جیسے ساری توجہ فون کی طرف ہو
لیکن اسکی ساری توجہ تو ایہا پر تھی۔

جو پنک کلر کی فراک میں ڈوپٹہ لیئے۔۔۔ اسکی طرف پشت کیئے کھڑی تھی۔۔۔ لمبے
بالوں کی چھوٹی اسکی کمر پر جھول رہی تھی۔۔۔

ایہا تم نے کبھی اپنے بال نہیں کٹوائے۔۔۔ اسنے بات کرنے کے لیئے ایسے ہی پوچھا۔
نہیں لالا۔۔۔ مجھے اپنے بالوں سے بہت پیار ہے۔۔۔ اور آپ کو پتہ ہے ماما کے بال
بھی لمبے تھے۔۔۔ اور میرے سے زیادہ خوبصورت تھے۔۔۔ میں نے تصویروں میں
دیکھا ہے۔۔۔ وہ ایک دم چہک کے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

ہمممممم کم خوبصورت تو تمہارے بھی نہیں ہیں۔۔۔ وہ نظریں اسکے چہرے پر جمائے
بولا۔

ہممم سب یہی کہتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ مسکرا کے کہتی واپس استری کی طرف گھومی۔

ایہا تم یہاں ہو میں تمہیں کب سے ڈھونڈ رہی ہوں۔۔۔ رانیہ کمرے میں آتی گہرا سانس لیتی بولی جیسے پتہ نہیں کتنی محنت کر کے آرہی ہو۔

لو آگئی کباب میں ہڈی۔۔۔ افہام نے دل میں سوچتے۔۔۔ اسے دیکھتے آنکھیں گھمائیں۔

میں لالا کی شرٹ استری کر رہی تھی۔۔۔ تم بولو کوئی کام ہے۔۔۔ ایہا نے مصروف انداز میں پوچھا۔

ہاں یار کام ہی کام ہیں۔۔۔ میری چیزیں نہیں مل رہیں مجھے پیکنگ کرنی ہے۔۔۔ وہ پریشانی سے بولی۔۔۔

لالا یہ آپ کی شرٹ ہو گئی استری۔۔۔ اسنے شرٹ بیڈ پر رکھی۔

اور تم چلو میں دیکھتی ہوں تمہاری چیزیں۔۔۔ ادھر ادھر رکھ دیتی ہو پھر ملتی نہیں ہیں۔۔۔ وہ رانیہ کا ہاتھ پکڑ کے اسے باہر لے گئی۔

افہام شاید ابھی تمہارے نصیب میں ہی نہیں ہے دو گھڑی سکون سے ابیہا سے بات کرنا۔۔۔۔ وہ ٹھنڈی سانس بھرتا کپڑے لیئے واشروم چلا میں گھس گیا۔



شبابش ایسی یاد کرو ضرور کامیاب ہوگی۔۔۔ وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتی اجالا کو کتابوں میں سر دیئے دیکھ اسکے پاس بیٹھی۔۔۔۔

کیا بھابی آپ بھی میرا مزاق اڑا رہی ہیں۔۔۔۔ وہ منہ بنا کے بولی۔

وہ بے زار ہو گئی تھی پڑھ پڑھ کے لیکن عائل تھا کے چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔۔ اب بھی وہ دھمکی دے کے گیا تھا کہ جب میں واپس آؤ تو تمہیں یاد ہو گیا ہو۔۔۔۔

ورنہ آج پورا دن پڑھاؤ گا۔۔۔۔ اور اسکی یہ دھمکی کارآمد بھی ثابت ہوئی تھی۔۔۔۔ تبھی وہ چپ چاپ بیٹھی پڑھ رہی تھی۔

ارے مزاق تھوڑی اڑا رہی ہوں میں تو دعا دے رہی ہوں۔۔۔۔۔ اسنے کندھے پر ہلکے سے ہاتھ مارتے مسکرا کے کہا۔

کاش بھابھی آپکی دعا لگ جائے اور میں کامیاب ہو جاؤ۔۔۔۔۔ وہ حسرت سے بولی۔
صرف دعا سے کام نہیں چلتا اسکے ساتھ محنت بھی کرنی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ اسنے سمجھایا۔
پلیز بھابھی ایک عائِل لا لا کافی ہیں۔۔۔۔۔ وہ اسکی طرف جھکتی بے چارگی سے بولی۔
ہممم یاد کر لیا۔۔۔۔۔ عائِل اندر آتا بولا۔۔۔۔۔

جی بس ہونے والا ہے۔۔۔۔۔ وہ ہڑبڑا کے واپس کتابوں پر جھک گئی۔
اچھا تم یاد کرو میں چلتی ہوں۔۔۔۔۔ حیات اسکی مسکینوں جیسی شکل دیکھ مسکرا ہٹ
دباتی اٹھ کے چلی گئی۔
اجالا سارے راستے بند دیکھتی بے دلی سے یاد کرنے لگی۔



ہاہا ہا جالا بھی نا۔۔۔ اسنے ہنستے ہوئے ابھی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تھا جب پیچھے سے
وانیہ کی مغرور آواز آئی۔

بہت ہنسی آرہی ہے نا۔۔۔ چلو آ بھی جتنا ہنسنا ہے ہنس لو۔۔۔ کیا پتہ بعد میں
موقع ملے یا نا ملے۔۔۔ وہ ہمدردانہ انداز میں بولی

اور تمہیں جتنے بڑے بڑے بول بولنے ہیں بول لو۔۔۔ کیا پتہ بعد میں منہ کی کھانی
پڑے۔۔۔ اسکا لہجہ صاف مزاق اڑانے والا تھا جو وانیہ کے بدن میں آگ لگا گیا۔

تم ابھی مجھے جانتی نہیں ہو۔۔۔ شاہ ویر کی زندگی سے تو میں تمہیں نکال کے رہوں
گی چاہے جو ہو جائے۔۔۔ وہ غصے سے دانت پیسے غرائی۔

کوشش کر کے دیکھ لو۔۔۔ وہ لا پرواہی سے کہتی اسے جلتے انگاروں پر چھوڑاؤ پر چلی
گئی۔



گھڑی بارہ کا ہندسہ پار کر چکی تھی اور شاہ ویرا بھی تک واپس نہیں لوٹا تھا۔۔۔۔۔ حیات پریشانی میں کمرے کے کوئی سوچر کاٹ چکی تھی۔

ایک تو اسکے پاس فون بھی نہیں تھا جو وہ فون کر کے پوچھ لیتی اور دوسرہ اس وقت سب سوچکے تھے ورنہ وہ کسی سے کہہ کے فون کروا لیتی۔

وہ ادھر سے ادھر چکر لگا رہی تھی جب دروازہ کھولے کی آواز آئی۔

آواز سننے ہی اسنے وہاں دیکھا تو شاہ ویرا آہستہ سے کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اسے دیکھتے ہی اسنے سکون کی سانس آئی۔

اتنی دیر لگا دی۔۔۔۔۔ ٹائم دیکھا ہے آپ نے کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ میں کتنا پریشان ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ حیات اسکے کمرے میں قدم رکھتے ہی شروع ہو گئی۔

وہ جو سوچ رہا تھا کہ وہ سو گئی ہوگی۔۔۔۔۔ لیکن وہ تو اسکی فکر میں جاگ رہی تھی۔۔۔۔۔

آج وہ کافی تھک گیا تھا لیکن حیات کی بات سنتے اسکی ساری تھکن اتر گئی تھی۔۔۔۔۔

اسکا شکوہ کرنا۔۔۔ اسکے لیئے پریشان ہونا۔۔۔ شاہ ویر کو سرشار کر گیا تھا۔
تم ابھی تک سوئی نہیں۔۔۔ وہ کندھے پر جھولتا کوٹ صوفے پر رکھتا ٹائی کی ناٹ
ڈھیلی کرتا بولا۔

مجھے نیند کیسے آتی۔۔۔ آپ جو گھر نہیں آئے تھے۔۔۔ اتنی دیر ہو گئی تھی اور میرا
آپ سے کوئی رابطہ بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔ وہ دھیرے سے بولی۔
پریشان تھیں میرے لیئے۔۔۔ اسنے بے تکا سا سوال کیا۔
ظاہر ہے پریشان تو ہو گئی نا۔۔۔ اسے مجھ نہیں آیا وہ پوچھنا کیا چاہتا ہے۔
کیوں پریشان تھیں۔۔۔ کیا محبت ہو گئی ہے مجھ سے۔۔۔ وہ اسکے قریب آتا
بھاری لہجے میں بولا۔

می۔۔۔ میں بیوی ہوں آپ کی اس لیئے۔۔۔ وہ اسکی دوسری بات نظر انداز کرتی
اسکے قریب آنے پر گھبرا کے بولی۔

کیا میری محبت نے تمہارے دل پہ دستک دے دی ہے۔۔۔ وہ نرمی سے کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کرتے گھمبیر لہجہ میں پوچھنے لگا۔

حیات دونوں ہاتھ اسکے کندھے پر رکھے اسکی گرم سانسوں کی تپش کو اپنے چہرے پر محسوس کر رہی تھی۔۔۔ اسکے بہکے بہکے لہجے پر دل کانپ رہا تھا۔

شاہ ویر پلینز۔۔۔ اسے چہرے پر جھکتے دیکھ وہ روہانی ہوتی اسکے شرٹ کے کالر کو مٹھیوں میں جکڑ گئی۔

شاہ ویر نے اسکی قربت میں گہرا سانس بھرا اور اسے اپنے حصار سے آزاد کرتے صوفے پر رکھے اپنی کوٹ کی جیب سے فون کا باکس نکالتا واپس آیا۔

یہ لو۔۔۔ اس میں سیم ڈال دی ہے اور اپنا نمبر بھی سیو کر دیا ہے باقی تم دیکھ لینا اور جب بھی مجھے دیر ہو تو فون کر لینا۔۔۔

اگر چاہو تو بغیر کسی وجہ کے بھی کر سکتی ہو مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔۔۔ اسنے نظریں جھکائے کھڑی حیات کے ہاتھ میں فون رکھتے کہا۔

کھانا کھائیں گے آپ۔۔۔ اسنے فون دیکھتے پوچھا۔

تم نے کھالیا۔۔۔ شاہ ویر نے الٹا سوال کیا۔۔۔ تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

تم نے کیوں نہیں کھایا۔۔۔ میں صبح بتا کے تو گیا تھا نا،،، کہ مجھے دیر ہو جائے گی تو تمہیں کھالینا چاہیے تھا۔۔۔ خیر جاؤ کھانا لگاؤ میں فریش ہو کے آتا ہوں۔۔۔ اس کے کہنے پر وہ ہاں میں سر ہلاتی نیچھے چلی گئی۔

کچھ دیر بعد شاہ ویر آستینوں کو کہنیوں تک موڑتا نیچے آیا تو حیات کھانا لگا چکی تھی۔۔۔ وہ ابھی تک اپنے آفس سوٹ میں ہی تھا۔۔۔

اسکے بیٹھتے ہی دونوں نے کھانا شروع کیا۔۔۔ ہلکی پھلکی باتوں کے ساتھ دونوں کھانا کھا رہے تھے لیکن اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑی یہ منظر دیکھتی وانیہ شدید غصے میں تھی۔

وہ کب سے اپنے ارادوں کو سرانجام دینے کا موقع تلاش کر رہی تھی لیکن آج شاہ ویر دیر سے واپس آیا تھا جس کی وہی سے اسے کوئی موقع نہیں ملا۔۔۔

یار پلینز کو فی ملے گی۔۔۔ بہت دل چاہ رہا ہے۔۔۔ کھانا ختم ہوتے ہی شاہ ویر نے جیسے ریکوسٹ کی تھی۔

کیوں نہیں۔۔۔ وہ برتن سمیٹتی مسکرا کے بولی۔

اچھا پھر میں لان میں ہوں وہاں لے آیا۔۔۔ وہ کہتا لان کی طرف چلا گیا تو وہ کچن میں بڑھ گئی۔

کمرے کے دروازے پر کھڑی وانیہ کو یہ موقع ٹھیک لگا۔۔۔ وہ آہستہ سے دروازہ بند کرتی خود بھی لان میں آگئی۔

شاہ ویر مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔ وانیہ نے وہاں آتے کرسیوں کے پاس کھڑے شاہ ویر کو پکارا

تم جاگ رہی ہو ابھی تک۔۔۔ اور یہ کس حلیہ میں گھوم رہی ہو۔۔۔ اسکا لباس دیکھتے شاہ ویر کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

وہ بلیک نائٹ سوٹ میں تھی جس کا اگلا گلہ کافی گہرا تھا۔۔۔ چھوٹی چھوٹی آستینوں سے سفید بازوؤں دیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ بغیر کسی چادر یا دوپٹے کے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

شاہ ویر پلیرز ایسا نہیں کرو تم اس لڑکی کو چھوڑ دو میں ہوں نا تمہارے پاس۔۔۔۔ میں اس لڑکی سے زیادہ محبت دوں گی تمہیں۔۔۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑتے پاگلوں کی طرح بولی۔۔۔

یہ کیا بیہودگی ہے چھوڑو۔۔۔ اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔
اس نے حیات کو لان میں آتے دیکھا تو جلدی سے شاہ ویر کے گلے لگ گئی۔۔۔ شاہ ویر تو اس کی حرکت پر دنگ رہ گیا۔۔۔ دنگ تو لان میں آتی حیات بھی ہو گئی تھی۔۔۔۔ جو یہ منظر دیکھ چکی تھی۔

شاہ ویر میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔۔۔ چاہو تو آزما لو۔۔۔۔۔ وہ اسکی سفید شرٹ پر کندھے کی طرف اپنے لبوں پر سچی ڈارک براؤن لب اسٹک کا نشان چھوڑتی بولی۔۔۔

شاہ ویر نے ماتھے کی تنی ہوئی رگوں کے ساتھ اسے خود سے دور جھٹکا۔۔۔۔۔ یہ کیا حرکت کی ہے تم نے۔۔۔۔۔ رات کا وقت ہونے کی وجہ سے وہ خود پر قابو کرتا غصے سے غرایا۔۔۔۔۔ او یہ۔۔۔۔۔ یہ کیسے لگ گیا۔۔۔۔۔ وہ اسکی بات کو انور کرتی جان بوچ کے لب اسٹک کے نشان کو ہٹانے لگی۔

حیات نے وہاں آتے کافی کاکپ زور سے ٹیبل پر رکھا۔۔۔۔۔ تو دونوں اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

حیات تم۔۔۔ لگتا ہے سب دیکھ لیا۔۔۔ چلو اچھا ہوا تم نے خودی دیکھ لیا۔۔۔ ورنہ بعد میں پتہ چلتا تو کتنا دکھ ہوتا۔۔۔ پہلے انجان بنتے پھر تمسخرانہ انداز میں بولی۔۔۔ اسے لگا ایسا کرنے سے حیات شاہ ویر سے بدگمان ہو جائے۔

حیات۔۔۔۔۔ شاہ ویر نے کچھ کہنا چاہا جب حیات نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔

یہیں رہے گا میں ابھی آتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ کہتی شاہ ویر کو پریشان چھوڑا اندر بڑھ گئی۔۔۔

شاہ ویر کو لگا وہ اس سے بدگمان ہو گئی ہے۔۔۔ ابھی تو وہ اسکے ساتھ کھلنے لگی تھی اور اب یہ سب۔۔۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا سامنے کھڑی وانیہ کا گلہ دبا دے۔

کچھ دیر بعد حیات لان میں آئی تو اسکے ایک ہاتھ میں مٹی کا تیل اور ماچس تھی تو دوسرے میں شاہ ویر کی شرٹ۔

یہ سب کیا ہے۔۔۔ وانیہ نے الجھ کے پوچھا تو حیات نے اسے تیز گھوری سے نوازتے بازو سے پکڑ کے دور کیا اور خود شاہ ویر کے سامنے ایسے کھڑی ہوئی کہ وانیہ کو اسکی پشت دیکھ رہی تھی۔

حیات۔۔۔ ششش۔۔۔ شاہ ویر نے کچھ کہنا چاہا لیکن حیات نے خاموش کروا دیا۔۔۔

حیات نے بغیر شاہ ویر کی طرف دیکھے اسکی شرٹ کے بٹن کھولنا شروع کیئے۔۔۔ وانیہ کو تو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کر کیا رہی ہے۔

جب کہ شاہ ویر شو کڈ تھا حیات کی اس حرکت پر۔۔۔ اسے تو غصہ ہونا چاہیئے تھا لیکن اسکے ماتھے پر تو ایک بھی بل نہیں پڑا تھا۔

اسنے وہ شرٹ اتارتے۔۔۔ اپنے ساتھ لائی بلو شرٹ اسے پہنائی۔۔۔ شاہ ویر کو کچھ سمجھ تو نہیں آ رہا تھا کہ اسکے دماغ میں چل کیا رہا ہے لیکن وہ مسکرا ضرور رہا تھا۔

ہاں تو یہ لب اسٹک کا نشان تمہارا ہے نا۔۔۔ وہ وائٹ شرٹ پر لگا نشان وانیہ کے سامنے کرتی پوچھنے لگی۔

کیا تم نے نہیں دیکھا۔۔۔ اسنے ایک آئی برواچکائے اسکے سوال پر سوال کیا۔
میں تو دیکھ چکی ہوں۔۔۔ اب تم دیکھو۔۔۔ وہ مسکرا کے کہتی شرٹ، تیل اور ماچس
لیئے ایک سائڈ پر ہوئی۔۔۔

ایک طرف لان کے کونے میں اس شرٹ کو پھینکتے۔۔۔ اس پر مٹی کا تیل ڈالتے
ماچس جلائی۔۔۔ اور شرٹ پر پھیک دی۔

حیات یہ کیا کر رہی ہو تمہیں جل سکتا ہے۔۔۔ آگ اٹھتے ہی شاہ ویر نے اسکے پاس
آتے اسے دور کیا۔۔۔ جب کے وانیہ منہ کھولے سب دیکھ رہی تھی۔

حیات سنجیدگی سے وانیہ کے سامنے آئی۔

میں اپنے شوہر پر کسی کا سایہ بھی برداشت نہیں کرتی یہ تو پر ہونٹوں کی چھاپ
تھی۔۔۔

سو جس چیز پر چھاپ تھی۔۔۔۔ میں نے اس چیز کو ہی ختم کر دیا۔۔۔۔ وہ ایک ایک لفظ چبا کے بولی۔۔۔

اور اگر یہی چھاپ تمہارے شوہر پر لگی ہوتی تو۔۔۔ وہ سائنڈ مسکراہٹ کے ساتھ پوچھنے لگی۔

تو میں ان ہونٹوں کو ہی جلا دیتی۔۔۔ وہ مضبوط لہجے میں اسے گھور کے کہتی شاہ ویر کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ اندر لے گئی۔۔۔

وانیہ نے غصے سے جلتی شرٹ کو دیکھا۔۔۔ حیات کے الفاظ بار بار اس کے کان میں گونج رہے تھے۔۔۔ وہ تو سمجھ رہی تھی بہت آسانی سے شاہ ویر کو حاصل کر لے گی لیکن حیات کا آج کا روپ دیکھ کے اسے یہ کھیل مشکل لگ رہا تھا۔



حیات۔۔۔ وہ کمرے میں آ کے اسکا ہاتھ چھوڑتی جانے لگی جب شاہ ویر نے اسکا ہاتھ تھاما۔

جی۔۔۔ وہ ایسے بولی جیسے نیچے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

مجھے بہت اچھا لگا تمہارا میرے لیے پوزیسو ہونا۔۔۔ مجھ پر یقین کرنا۔۔۔ اسنے محبت سے کہا۔۔۔ اسے اچھا لگا تھا کہ اسنے وانیہ کو منہ توڑ جواب دیا ہے۔

شاہ ویر آپ میرے شوہر ہیں اور مجھے آپ پر پورا یقین ہے کہ آپ میرے علاوہ کسی اور لڑکی کی طرف دیکھتے بھی نہیں ہیں۔۔۔ اسنے مان سے مسکرا کے کہا۔

اچھا اگر اتنا ہی یقین ہے تو یہ دوریاں ختم کر دونا۔۔۔ اب تو دل بھی بے قابو ہونے لگا ہے۔۔۔ اسنے حیات کا ہاتھ دل کے مقام پر رکھا۔۔۔ جو زور سے دھڑک رہا تھا۔

ہا ہا ہا۔۔۔ ایک تو آپ ہر بات میں زیادہ ہی فری ہو جاتے ہیں۔۔۔ چلیں سو

جائیں۔۔۔ وہ ہنس کے کہتی اپنا ہاتھ چھڑواتی بستر کی طرف بڑھ گئی۔

اور ایک آپ ہیں کے ہم پر ترس ہی نہیں کھاتیں۔۔۔ وہ بھی اسکی کے انداز میں کہتا اپنی جگہ پر آگیا۔۔۔

اب اس کے نصیب میں انتظار ہی لکھا تھا تو وہی سہی۔۔۔ وہ خوش تھا کہ حیات اس پر
بھروسہ کرتی ہے، یقین کرتی۔۔۔۔

اور رہ گئی محبت۔۔۔۔ تو محبت کی پہلی سیڑھی ہی بھروسہ ہے۔۔۔۔ وہ اسکا بھروسہ
جیت چکا تھا تو جلد ہی محبت بھی ہو جانی تھی۔

رانیہ سب سامان رکھ لیا تو نیچے آجاؤ سب بلا رہے ہیں۔۔۔۔ حیات ایہا کے کمرے
میں رانیہ کو بلانے آئی جو اپنا سامان دیکھ رہی تھی کہ کہیں کچھ رہ تو نہیں گیا
جی بھا بھی میں نے سب رکھ لیا ہے۔۔۔۔ وہ بیگ لیتی کمرے سے نکلی۔۔۔

ابھی وہ سیڑھیوں کے پاس پہنچے تھے کہ وانیہ وہاں آئی۔۔۔۔ وہ دونوں اسے دیکھ
کے رک گئی۔۔۔ حیات رکنا تو نہیں چاہتی تھی لیکن رانیہ کے رکنے پر اسے بھی رکنا
پڑا۔

رانیہ تم چلو مجھے حیات سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔ وانیہ کے کہنے پر رانیہ نیچے کی جانب
بڑھ گئی۔۔۔

کیا بات کرنی ہے جلدی بولو۔۔۔ حیات بے زاریت سے ہاتھ باندھے ادھر ادھر دیکھ کے بولی۔

سوری حیات کل جو کچھ بھی ہوا۔۔۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔۔۔ اسنے شرمندگی سے کہا۔۔۔

حیات نے ٹیڑھی نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھا جیسے کھوج رہی ہو کہ وہ سچ بھی بول رہی ہے یا نہیں۔۔۔

میں جانتی ہوں تم میری باتوں کو جھوٹ سمجھ رہی ہو گئی۔۔۔ لیکن میں سچ میں شرمندہ ہوں اپنی کل کی حرکت پر۔۔۔

میں شاہ ویر سے پیار کرتی تھی اس لیے وہ سب کر گئی۔۔۔ لیکن اب مجھے ریٹلائز ہو گیا ہے کہ وہ صرف تمہارا ہے۔۔۔ وہ میرے نصیب میں کبھی تھا ہی نہیں۔۔۔

اس لیے کیوں ناب ہم اپنے بیچ کی نفرت کو ختم کر کے دوست بن جائیں۔۔۔ وہ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ امید سے بولی۔

وانیہ میں نے تو پہلے بھی تم سے نفرت نہیں کی تھی۔۔۔ یہ تم ہی تھیں جو نفرت کا
رشتہ نبھا رہی تھیں۔۔۔

مجھے خوشی ہے کہ تم اپنی غلطی پر شرمندہ ہو۔۔۔۔۔ امید کرتی ہوں کہ ہم اچھے دوست بنے گے۔۔۔۔۔ حیات نے بڑے دل کا مظاہرہ کرتے وانیہ کو گلے لگایا۔۔۔۔۔ تھینک یو حیات تم واقع بہت اچھی ہو۔۔۔۔۔ وانیہ بھی مسکرا کے اسکے گلے لگی۔۔۔۔۔ چلو اب نیچے چلیں سب انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔۔۔ حیات کہتی اسے ساتھ لیئے نیچے بڑھ گئی۔

اچھا حیات اب ہم چلتے ہیں۔۔۔ اب تم لوگ آنا ہمارے گھر۔۔۔۔۔ ثرتا بیگم حیات کے ساتھ وانیہ کو دیکھ کے تھوڑا سا پریشان ہوئی تھیں لیکن کوئی بھی رینکٹ کیسے بغیر آگے بڑھتی حیات سے ملیں۔

ضرور پھپھو ہم ضرور آئیں گے۔۔۔ وہ بھی ان سے خوش دلی سے ملی۔
تھوڑی دیر بعد وہ لوگ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔



(کچھ دن بعد)

دوپہر کا وقت ہونے کی وجہ سے سب اپنے کمروں میں آرام کر رہے تھے۔۔۔
جب کے حیات بور ہوتی الماری سیٹ کرتے بیٹھ گئی۔۔۔
جب کپڑے اپنے حساب سے رکھنے کے لیے نکالے تو ان میں اپنی چادر جیسی چادر دیکھ
کے حیران ہوئی۔
یہ تو میری چادر جیسی لگ رہی ہے۔۔۔۔۔ اسنے نکالتے کھول کے دیکھا۔

یہ تو میری ہی ہے۔۔۔۔۔ لیکن یہ یہاں کیسے۔۔۔۔۔ اجالا تو بول رہی تھی وہ رکھ کے
بھول گئی ہے۔۔۔۔۔ لیکن یہ تو یہاں سے نکلی ہے۔۔۔۔۔ اسے تھوڑی تھوڑی بات سمجھ
آنے لگی تھی۔

ٹن ٹن۔۔۔۔۔ وہ چادر وہیں چھوڑ ڈریسنگ پر رکھے اپنے فون کی طرف متوجہ ہوئی۔
ہیلو۔۔۔۔۔ شاہ ویر کا فون آتے دیکھ جلدی سے اٹھایا۔
کیا کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ اسنے پیار سے پوچھا۔
ہاں میں جانتا ہوں مجھے یاد کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ وہ اسکے بولنے سے پہلے ہی شروع ہو
گیا۔۔۔

خوش فہمی ہے آپ کی۔۔۔۔۔ وہ بھی اترا کے بولی۔
ہائے ظالم لڑکی دل رکھنے کے لیے ہی کہہ دے تیں۔۔۔۔۔ وہ مصنوعی اداسی سے
بولا۔۔۔۔۔ تو وہ ہنس دی۔

اچھا سنو۔۔۔۔۔ شام میں ایک بزنس پارٹی میں جانا ہے۔۔۔۔۔ تو تیار رہنا۔۔۔۔۔ جس بات کے لیے اس نے فون کیا تھا وہ بتائی۔

لیکن میں جا کے کیا کرو گی آپ چلے جائیں۔۔۔۔۔ اس نے انکار کرنا چاہا۔

وہاں سب اپنی بیویوں کے ساتھ آئے ہوئے ہوں گے اور تم چاہتی ہو کہ میں اکیلا چلا جاؤ۔۔۔۔۔ یہ تو غلط بات ہے نا۔۔۔۔۔

اس لیے اب میں کوئی اسکیزوز نہیں سنوں گا۔۔۔۔۔ شام میں تیار رہنا اور میرے کپڑے بھی نکال دینا ہمدم۔۔۔۔۔ باقی باتیں آ کے ہونگی۔۔۔۔۔

حیات نے او کے کہتے اللہ حافظ کہا اور فون رکھتے شام کی تیاری دیکھنے لگی۔



چلیں۔۔۔۔۔ وہ گھڑی باندھتے مڑ کے حیات سے بولا۔۔۔۔۔ جو کب سے اس کے انتظار میں گھڑی تھی۔

اچھا بتائیں کون سی چادر لوں۔۔۔۔ اس کے کہنے پر حیات دو چادر لیئے اس کے سامنے آئی۔

یہ۔۔۔۔ یہ تمہیں کہاں سے ملی۔۔۔۔ وہ حیات کی پرانی چادر دیکھ کے بولا۔

یہ تو آپ بتائیں گے کہ،،،، یہ چادر آپ کے پاس کہاں سے آئی کیونکہ یہ تو میں نے

اجالا کو دی تھی۔۔۔۔ اس نے ایک آئی بروا چکائی۔

میں نے ہی اجالا کے کمرے سے لی تھی۔۔۔۔ کیونکہ تمہاری چیز میں اپنے پاس رکھنا

چاہتا تھا۔۔۔۔ وہ بغیر گھمائے پھر ائے صاف صاف بولا۔

آپ سے ایک سوال پوچھوں۔۔۔۔ حیات نے کہا۔

ہممم پوچھو۔۔۔۔ وہ مسکرایا۔

کب سے محبت کرتے ہیں آپ مجھ سے؟؟؟۔۔۔۔ کب سے دل میں رکھا سوال آخر

پوچھ ہی لیا۔

جب سے تمہیں اسپتال میں دیکھا تھا۔۔۔ بس جی ان آنکھوں میں دل ڈھوب گیا تھا۔۔۔

میں نے بہت کوشش کی اپنی کیفیت سے بھاگنے کی لیکن نہیں بھاگ سکا اور تم دوبارہ میرے سامنے آئیں۔۔۔ وہ محبت سے کہتا اسکے قریب ہوتا کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنے ساتھ لگا گیا۔

حیات سانس روکے اسے سن رہی تھی۔۔۔ دل عجیب ہی لے پہ دھڑک رہا تھا۔۔۔ اسے اپنا آپ بہت نایاب لگ رہا تھا۔۔۔ اسنے سوچا بھی نہیں تھا کہ کوئی اسے اس حد تک چاہتا ہو گا۔

حیات تم کب میرے سینے میں دل بن کے دھڑکنے لگیں مجھے خود بھی اندازہ نہیں ہوا۔۔۔

لیکن جب تمہاری شادی کا سنا تو میں برداشت نہیں کر سکا کہ تم کسی اور کی ہو جاؤ۔۔۔ بس اسی لیے اس وقت جو صحیح لگا کر گزرا۔۔۔

سیاہ آنکھوں بھوری آنکھوں میں گڑی ہوئی تھیں۔۔۔۔ وہ ابھی اسکے چہرے پر جھکتا
کے دروازہ بجنے پر دونوں ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔

آجاؤ۔۔۔۔ شاہ ویر دروازے کو گھورتا بولا۔۔۔۔ تو حیات اپنی ہنسی دبا گئی۔

بھائی رو مینس بعد میں کر لے گا ابھی آجائیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ اگر مجھے راستہ پتہ
ہوتا تو کبھی آپ کو ڈسٹرب نہیں کرتا۔۔۔ افہام اندر آتا شاہ ویر کے گھورنے پر
شرارت سے بولا۔

آ رہا ہوں میں تم جاؤ۔۔۔۔ اسکے آنکھیں دیکھانے پر وہ بے شرموں کی طرح دانت
دیکھاتا چلا گیا۔

اچھے خاصے موڈ کا ستیاناس کر دیا۔۔۔۔ اسنے سر جھٹکا۔

ہا ہا ہا۔۔۔۔ اب چلیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ وہ ہنستی ہوئی بیگ اٹھا کے دروازے تک
آئی تو وہ بھی براسا منہ بناتا اسکے پیچھے ہولیا۔



ایہا تم بھی کہیں جا رہی ہو۔۔۔۔ وہ لوگ نیچے آئے تو ایہا کو تیار کھڑا دیکھ حیات نے پوچھا۔

جی بھا بھی یہ میرے ساتھ جا رہی ہے۔۔۔۔ اب بھائی کے ساتھ آپ جا رہی ہیں تو میں اکیلے جاتا اچھا لگتا۔۔۔ ایہا کی جگہ افہام نے جواب دیا۔
میں تو اجالا کو بھی لے کے جانا چاہتا تھا لیکن اسکے پیپرز کی وجہ سے عائلہ لانے مناکر دیا۔۔۔۔ اس لیے اب صرف ایہا جا رہی ہے۔۔۔۔

اور فکر نہیں کریں ہم کباب میں ہڈی نہیں بنے گے۔۔۔۔ ہم الگ سے جائیں گے۔۔۔۔ وہ شوخی سے بولا تو شاہ ویر اسے گھور کے رہ گیا۔۔۔۔

زیادہ باتیں نہیں بناؤ۔۔۔۔ دیر ہو رہی ہے چلو۔۔۔۔ شاہ ویر کہتا ان کے سامنے ہی حیات کا ہاتھ پکڑے باہر نکل گیا۔

حیات تو گڑبڑا کے رہ گئی تھی یوں سب کے سامنے ہاتھ پکڑنے پر۔۔۔۔
پیچھے ہی ایہا اور افہام مسکراتے باہر بڑھ گئے۔



اچھی لگ رہی ہو۔۔۔۔ گاڈی میں چھائی خاموشی کو افہام نے توڑا۔
تھینک یو لالا۔۔۔ وہ مسکرا کے کہتی واپس باہر کے مناظر دیکھنے لگی۔۔۔
ایہا پرپل کلر کا سوٹ پہنے ہلکا سا تیار ہوئی وی بہت اچھی لگ رہی تھی۔۔۔
ایک تو تمہارا لالا۔۔۔ جلدی ہی دادی سے بات کرنی ہوگی۔۔۔ وہ بڑبڑایا۔
کیا۔۔۔ کچھ کہا آپ نے۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ اسنے کیا بولا ہے۔
نہیں۔۔۔ میں پوچھ رہا تھا تمہاری پڑھائی کسی جا رہی ہے اور پیپرز کب ہیں۔۔۔ اسنے
سنجھل کے کہا۔
پیپرز جلدی شروع ہونے والے ہیں اور تیاری بھی عائل لالا کافی کروا چکے ہیں۔۔۔
اسنے بتایا۔

اچھا ہے جلدی ہوں تاکہ میں شادی کی بات کروں۔۔۔ افہام کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

کس کی شادی۔۔۔۔ اسنے الجھ کے نا سمجھی سے پوچھا۔

شادی۔۔۔ تمہیں شادی سنائی دیا۔۔۔ ہا ہا میں نے پارٹی بولا ہے۔۔۔ اچھا ہے نا اجالا اور تمہارے پیپر ز ختم ہو جائیں گے پھر گھر پر دعوت رکھیں گے،، گھومنے جائیں گے مزہ آئے گا۔۔۔ اسنے جلدی سے گڑ بڑا کے بات بنائی۔

لیکن پیپر تو ہر سال ہوتے ہیں اس میں اسی کون سی دعوت رکھنے والی بات ہے۔۔۔۔۔ اسنے معصومیت سے پوچھا۔

اوہو یار چھوڑو اور تم باہر دیکھو کتنا خوبصورت نظارہ ہے نا۔۔۔ افہام نے اسے باتوں سے ہٹاتے باہر کی طرف متوجہ کرنا چاہا جس میں وہ کامیاب بھی ہوا تھا۔

پھر پورے راستے افہام نے کوئی بات نہیں کی۔۔۔ کیا پتہ کب کون سی بات جذبات میں آ کے منہ سے نکل جائے۔۔۔۔۔ اس سے بہتر وہ خاموش ہی رہ لے۔



پارٹی ایک ریسٹورنٹ میں اپنے زور و شور سے شروع تھی۔۔۔ وہاں پر چھوٹا بڑا ہر
بز نس مین موجود تھا۔۔۔

وہ لوگ آگے پیچھے ہی اندر داخل ہوئے۔۔۔ حیات جانتی تھی بز نس پارٹیوں میں
لڑکیاں کیسی ڈریسنگ کرتی ہیں اس لیے اسے تو کوئی ریٹیکشن نہیں دیا تھا۔

لیکن ایہا کا منہ کھلا رہ گیا تھا۔۔۔ انکے کپڑے دیکھ کر۔۔۔ جس میں کسی کی آدھی
ٹانگیں نکلی تھی تو کسی کا ایک بازو۔۔۔

کسی کے تو دونوں ہی بازو نہیں تھے تو کسی کی ساڑھی اتنی بولڈ تھی کہ ایہا کو دیکھ کے
شرم آرہی تھی۔

اگر مجھے پتہ ہوتا کہ ایسی ہوتی ہیں بز نس پارٹیاں تو میں کبھی نہیں آتی۔۔۔ تو بہ ہے
اتنی بے حیائی ایسا تو میں نے صرف ٹی وی یوں میں دیکھا تھا۔۔۔ وہ سر جھکائے
دروازے پر رکھ کے بڑبڑائی۔

حقیقت میں بھی دیکھ لیا نا۔۔۔ اب اندر چلیں۔۔۔ افہام کہتا اسے اپنے ساتھ لیئے
اندر بڑھا۔

ہیلو عائش کیسے ہو۔۔۔ شاہ ویر عائش کو دیکھتے اس سے ملا۔

میں ٹھیک ہوں تم سناؤ۔۔۔ اسنے مسکرا کے کہا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ عائش یہ میری وائف ہے حیات۔۔۔ اور حیات یہ عائش ہے

جو اس دن ہوٹل میں ملا تھا۔۔۔ شاہ ویر نے تعارف کرایا۔

کیسی ہیں آپ بھابھی۔۔۔ اس نے خوش دلی سے خیریت دریافت کی۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ اسنے بھی مسکرا کے خواب دیا۔

ارے عائش کیسے ہو۔۔۔ افہام بھی وہاں آتا ملا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ اسنے ابیہا کو دیکھتے جواب دیا۔

یہ۔۔۔ عائش نے ابیہا کا پوچھا۔

یہ میری بہن ہے ایہا۔۔۔۔ افہام سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کہے لیکن اتنے میں شاہ ویر نے کہہ کے اسکی مشکل آسان کر دی۔

ایہا۔۔۔۔ وہ زیر لب بولا۔

اکسکیوز میں۔۔۔ وہ لوگ اکسکیوز کرتے اور دوسرے لوگوں سے ملنے لگے۔



ہیلو شاہ ویر۔۔۔ کون ہے یہ پریٹی پر نسسز۔۔۔ مسٹر خاور نے حیات کا جائزہ لیتے شوخی سے پوچھا۔

اس کی نظریں حیات پر محسوس کرتے شاہ ویر نے غصہ ضبط کرتے حیات کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔ تو حیات اتنے سارے لوگوں کی موجودگی میں اس حرکت پر گڑبڑ اگئی۔

یہ میری وائف ہیں۔۔۔ اسنے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

بڑی اچھی قسمت ہے جو اتنی اچھی وائف ملی ہے۔۔۔ وہ اب بھی نظریں حیات کے
وجود پر گاڑے بولا۔

بلکل۔۔۔ میں اپنی وائف سے اتنی محبت کرتا ہوں کہ۔۔۔ اسکی طرف نظر اٹھا
کے دیکھنے والوں کی آنکھیں نوچ لوں۔۔۔

باظاہر آرام سے کہا تھا لیکن بات میں چھپے مطلب کو سمجھتے مسٹر خاور اسکیز کرتے
چلے گئے۔

شاہ ویر چھوڑیں۔۔۔ اسکے جاتے ہی حیات نے آہستہ سے کہا۔

کیوں۔۔۔ آئی برواچکائے پوچھا۔

ایسے اچھا نہیں لگتا۔۔۔ اسنے سمجھانا چاہا۔

تم میری بیوی ہو کوئی غیر نہیں سمجھی۔۔۔ اسنے سختی سے کہا۔۔۔ اسے ابھی بھی غصہ
آ رہا تھا خاور پر۔۔۔ اسکا بس چلتا تو واقع آنکھیں نوچ لیتا۔

اسکے لہجے کی سختی پر حیات کو چپ لگ گئی۔۔۔ وہ سمجھ گئی کہ شاہ ویر کو کیوں غصہ آ رہا ہے۔۔

اسکے بعد ایک پل کے لیے بھی شاہ ویر نے حیات کی کمر سے ہاتھ نہیں ہٹایا تھا نا حیات نے دوبارہ کہا تھا۔



ایہا تم یہیں بیٹھو میں واشروم سے ہو کے آیا۔۔۔ لالا اور بھابھی بھی یہی ہیں اگر تم ان کے پاس جانا چاہتی ہو تو چلی جاؤ۔۔۔ افہام اٹھتے ہوئے بولا۔

نہیں میں یہیں ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ جلدی آئے گا بس۔۔۔ ایہا کے کہنے پر وہ ہاں میں سر ہلاتا چلا گیا۔

کیسی ہیں آپ۔۔۔ ایہا کو اکیلا دیکھ عائش اسکے پاس آیا
جی میں ٹھیک ہوں۔۔۔ وہ گھبرا کے ادھر ادھر دیکھتی بولی۔

لگتا ہے آپ نے پہلی بار ایسی پارٹی اٹینڈ کی ہے تبھی آپ یہاں ان کفٹیبیل فیل کر رہی ہیں۔۔۔ وہ اس کے سامنے والی کرسی گھسیٹتے بیٹھا۔

جی۔۔۔ آپ کو کیسے پتہ۔۔۔ اس نے حیرت سے دیکھا۔

آپ کے چہرے پر صاف صاف لکھا ہے۔۔۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔ لیکن وہ خاموش رہی۔

آپ کو کچھ چاہئے۔۔۔ اس نے پھر پوچھا۔

جی نہیں۔۔۔ مختصر جواب دیا۔

اوکے۔۔۔ پھر ملیں گے۔۔۔ وہ افہام کو آتا دیکھ مسکرا کے کہتا اٹھ کے چلا گیا۔

ہنہ عجیب آدمی۔۔۔ میں کیوں ملوں گی دوبارہ۔۔۔ اس نے سر جھٹکا۔

جب تک وہ اس پارٹی میں رہی،،، عائش کی نظریں اس پر ہی ٹکی رہیں۔۔۔

وہ بھی کسی کی نظریں خود پر باخوبی محسوس کر رہی تھی لیکن دیکھنے پر اسے کوئی نہیں دکھا جو اسے دیکھ رہا ہو۔۔۔



ابھی اسنے کمرے میں آتے بیگ رکھا ہی تھا کہ اسکا فون بجنے لگا۔
ابہا کو بہت نیند آرہی تھی وہ جلد سے جلد چینج کر کے سو جانا چاہتی تھی لیکن فون بجنے پر پریشانی سے فون بیگ سے نکالنے لگی۔

انوں نمبر سے فون آتا دیکھ کال کا ٹی فون کو بیڈ پر رکھتی الماری کی طرف بڑھ گئی۔
ابھی اسنے الماری کھولی بھی نہیں تھی کہ فون پھر سے بجنا شروع ہو گیا۔
وہ نظر انداز کرتی اپنے کام میں لگی رہی۔۔۔ لیکن شاید فون کرنے والا بھی ڈھیٹ تھا
جو بار بار فون کرے ہی جا رہا تھا۔۔۔

کون۔۔۔ آخر تنگ آ کے اسنے فون اٹھا ہی لیا۔

بیا۔۔ دوسری طرف سے بہت محبت سے پکارا گیا۔

سوری رونگ نمبر۔۔ وہ کہتی فون رکنے لگی تھی جب دوسری طرف سے آواز آنے پر رکھ گئی۔

نمبر تو رائٹ ہے مس ایہا عرف میری بیا۔۔

آپ کون۔۔ ماتھے پر بل ڈالے پوچھا۔

آپ مجھے جانتی ہیں۔۔ ہماری آج ہی ملاقات ہوئی ہے۔۔ دوسری طرف سے مسکراتی آواز آئی۔

مجھے نہیں یاد آپ کون ہیں۔۔ اسے یاد نہیں پڑتا تھا کہ وہ کسی سے ملی بھی ہے اور نمبر بھی دیا ہے۔

میں عائش بات کر رہا ہوں۔۔ ہم آج ہی پارٹی میں ملے تھے اور اس سے پہلے حویلی میں۔۔۔ عائش کے بتانے پر اسنے چانک کے فون کان سے ہٹا کے دیکھا۔

آپ کے پاس میرا نمبر کہاں سے آیا۔۔۔ اسنے حیرت سے پوچھا۔
بس آگیا۔۔۔ یہ کوئی اتنا مشکل کام نہیں تھا۔۔۔ عائش وہ وقت یاد کر کے مسکرایا
جب اسنے افہام کا فون ایک ضروری کال کا کہہ کے لیا تھا اور اس میں سے ایہا کا نمبر
نکالا تھا۔

آپ نے کس خوشی میں مجھے فون کیا ہے۔۔۔ وہ تھوڑا سخت لہجے میں بولی۔
آپ سے بات کرنے کی خوشی میں۔۔۔ وہ شرارت سے بولا
آپ کیا میرے چاچا کے بیٹھے لگتے ہیں جو میں آپ سے بات کروں گی۔۔۔ اسنے
بے زاریت سے کہا۔

چاچا کا بیٹا تو نہیں۔۔۔ ہاں لیکن آگے جا کے کچھ اور ضرور لگوں گا۔۔۔ اسکے مسکرا
کے کہنے پر ایہا نے غصے سے فون بند کر کے نمبر بلاک کر دیا۔

اب کر کے دیکھائے فون۔۔۔ وہ منہ بنا کے کہتی کپڑے چینیج کرنے چل دی۔

عائش نے دوبارہ ملانے کی کوشش کی لیکن نمبر تو بلاک ہو چکا تھا۔۔۔

بیا۔۔۔۔ وہ مسکراتے سر آہ بھرتا آنکھیں مند گیا۔

اتوار کا دن ہونے کی وجہ سے آج آفس کی چھٹی تھی اس لیے افہام اور شاہ ویر حویلی میں ہی موجود تھے۔۔۔۔

ناشتے کے بعد سب ینگ پارٹی ہال میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب افہام نے شاہ ویر کو مخاطب کیا۔

لالا آپ بھابھی کو پرانی حویلی دیکھانے کب لے کے جا رہے ہیں۔۔۔ افہام ابیہا اور اجالا کو آنکھ مارتا بولا۔

پرانی حویلی؟؟؟۔۔۔ شاہ ویر سے پہلے حیات نے پوچھا۔

جی بھابھی وہ دادا کے بابا کی حویلی ہے۔۔۔ بہت خوبصورت ہے۔۔۔ وہ بند ہے لیکن پھر بھی دادی ہر ہفتے وہاں کی صفائی کرواتی ہیں۔۔۔ اجالا نے بتایا۔

لیکن وہاں ایسا دیکھنے والا کیا ہے جو ہم وہاں جائیں۔۔۔ شاہ ویر نے کندھے اچکاتے کہا۔

لو بھئی ہماری خاندانی حویلی ہے۔۔۔ اور بھا بھی اب اس خاندان کا حصہ ہیں تو انہیں بھی وہ حویلی دیکھنی چاہیے نا۔۔۔ اجالانے ماتھے پر ہاتھ مارا جیسے شاہ ویر کی عقل پر ماتم کیا ہو۔

ہاں لالا اگر آپ کو لگ رہا ہے کہ وہاں دیکھنے والا کچھ نہیں ہے تو آپ بھا بھی سے ہی پوچھ لیں وہ جانا چاہتی ہیں یا نہیں۔۔۔۔

ایہا نے جان بوجھ کے کہا کیونکہ وہ جانتی تھی حیات کو حویلیاں دیکھنے کا بہت شوق ہے۔۔۔۔ اور شاہ ویر حیات کے کہنے پر کبھی انکار نہیں کرے گا۔

ہممم تو مسسز آپ جانا چاہتی ہیں۔۔۔ شاہ ویر کے پوچھنے پر اسنے آکسائیڈ ڈھو کے اثبات میں سر ہلایا۔

چلیں اب تو بھا بھی بھی جانا چاہتی ہیں۔۔۔ اب آپ بولیں لے کے جائیں گے ہماری
پیاری بھا بھی کو یا میری بیچاری بھا بھی کا دل تھوڑیں گے۔۔۔ افہام نے آخر میں نا
نکلنے والے آنسوؤں پونچھے۔

لے جاؤ گا۔۔۔ شاہ ویر نے مسکراتے ہامی بھری۔

ارے واہ بھا بھی جلدی سے جائیں اور تیار ہو جائیں اور ہاں ایک آت سوٹ بھی رکھ
لے گا۔۔۔ وہاں جائیں گے تو ایک رات رک کے بھی آئے گا۔۔۔ اجالانے جلدی
مچائی۔

ایک منٹ،،، ایک منٹ۔۔۔ میں نے کہا لے جاؤ گا یہ نہیں کہا کہ ابھی لے کے جاؤ
گا۔۔۔ اور یہ رات رکنے والی بات کہاں سے آگئی۔۔۔ شاہ ویر نے آئی برواچکائے
مشکوک انداز میں پوچھا۔

ارے بھائی بعد میں بھی جانا ہے تو کیوں نا ابھی چلے جائیں اور کل واپس آجائے
گا۔۔۔ ایہا نے سمجھایا۔

بیٹا ہم کچھ منٹ کا سفر کر کے جائیں گے نا کے چار پانچ گھنٹے کا جو ہمیں وہاں رات رکنا پڑے۔۔۔ شاہویر بھی سمجھایا۔

اوہو لالا کبھی کبھی رک جانا بھی اچھا ثابت ہوتا ہے۔۔۔ افہام نے پاس آتے کان میں رازداری سے کہا تو شاہویر نے اسے انکھیں دیکھائیں

ہاں ہم نے ساری تیاری بھی کر دی ہے۔۔۔۔ مطلب وہاں کی صفائی وغیرہ بھی کروا دی ہے۔۔۔ اور ملازمہ کو بھی بھیج دیا ہے وہ آپ لوگوں کے پہنچنے تک کھانا بھی تیار کر لے گی۔۔۔

اجالا خوشی میں پورے سر پر انز کے بارے میں بتانے والی تھی جب ابیہا کے کہنی مارنے پر بات کو دوسرا رخ دیا۔

مطلب تم لوگوں نے سب پہلے سے ہی پلین کر کے رکھا ہے۔۔۔ اسنے تینوں کو گھورا۔

جی۔۔۔۔۔ تینوں نے ایک ساتھ کہتے دانتوں کی نمائش کرائی۔۔۔۔۔ تو حیات منہ پہ ہاتھ رکھتی ہنس دی۔

آپ کو بہت ہنسی آرہی ہے کہیں آپ بھی تو اس پلین میں شامل نہیں تھیں۔۔۔۔۔ شاہ ویر نے آنکھیں چھوٹی کیئے حیات کو دیکھا۔۔۔۔۔

نہیں مجھے کچھ نہیں پتہ تھا۔۔۔۔۔ وہ ایک دم گڑبڑا کے نفی میں سر ہلا گئی۔

جی بھائی بھائی کو کچھ نہیں پتہ تھا۔۔۔۔۔ افہام کے کہنے پر اس نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آپ لوگ بیٹھے کیوں ہیں جائیں تیاری کریں جانے کی۔۔۔۔۔ اجالانے انہیں ویسے ہی بیٹھے دیکھ کہا۔

چلے جائیں گے گڑیا پہلے میں اپنے کچھ ضروری کام نمٹالوں۔۔۔۔۔ شاہ ویر نے پیار سے کہا۔

جو بھی کام ہے آپ مجھے بتادیں میں دیکھ لوں گا۔۔۔ آج اور کل آپ کوئی کام نہیں کریں گے۔۔۔

اور اب میں کچھ نہیں سنو گا جائیں اور تیاری کریں جانے کی۔۔۔ شاہ ویر کو کچھ کہنے کے لیے منہ کھولتے دیکھ اسنے بڑے بوڑھوں کی طرح حکم دیا۔

جو حکم دادا جی۔۔۔ وہ بھی مسکراتا نفی میں سر ہلاتے اٹھ گیا۔

شاہ ویر کے اٹھتے ہی ابیہا نے حیات کو بھی جانے کا اشارہ کیا جو وہ سمجھی شاہ ویر کے پیچھے ہی ہوئی۔

مشن کمپلیٹ۔۔۔ ان تینوں نے جوش سے یک زبان کہا۔



شاہ ویر نہانے گیا ہوا تھا اور حیات شیشے کے سامنے بیٹھی بال بنا رہی تھی۔۔۔ جب اسکا فون بجا۔۔۔ اسکرین پر روانیہ کا نام چمکتے دیکھ اسنے مسکرا کے کال اٹھائی۔

جب سے اسنے حیات سے دوستی کی تھی وہ ہر روز ہی حیات کو فون کر کے اس سے بہت باتیں کرتی تھی۔۔۔

کبھی کبھی تو حیات بھی حیران ہو جاتی تھی کہ یہ وہی لڑکی ہے جو کل تک اس سے حسد کرتی تھی اور آج کسی اچھے دوست کی طرح روز فون کر کے خیریت پوچھتی ہے۔
ہیلو حیات کیسی ہو۔۔۔۔۔ وانیہ نے خوشگوار لہجے میں پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں تم سناؤ۔۔۔ حیات فون کندھے سے ٹکائے بات کرتی نازک کلائیوں میں چوڑیاں پہنتی بولی۔

سنانے کو تو میرے پاس کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔ تم بتاؤ کیا کر رہی تھیں۔۔۔۔۔ وانیہ نے پوچھا۔

میں تیار ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اسنے مصروف انداز میں جواب دیا۔

کہیں جا رہی ہو۔۔۔۔۔ اسنے تجسس سے پوچھا۔

ہاں ہم پرانی حویلی جا رہے ہیں۔۔۔ وہاں افہام، اجالا اور ایہا نے ہمارے لیے کوئی سرپرست تیار کیا ہے شاید۔۔۔ وہ ہاتھ سے فون پکڑتی دوسرے کان پر لگاتی بولی۔

ارے واہ۔۔۔ کب جا رہے ہو تم لوگ۔۔۔

بس تھوڑی دیر تک نکلیں گے۔۔۔ اور کل واپس آئیں گے۔۔۔ اسنے بتایا۔

ہممم چلو ٹھیک ہے پھر تم تیاری کرو۔۔۔ بعد میں بات ہوگی۔۔۔ بائے!!!!

انجوائے کرنا۔۔۔ وہ ایک اچھی دوست کا فرض نبھاتے ہوئے بولی۔

توحیات نے بھی مسکرا کے فون رکھ دیا۔



لالا آپ نے فون کر کے پوچھا سب تیاری ہو گئی ہے نا۔۔۔ اجالا نے افہام سے پوچھا جو

صوفے پر ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے فون چلا رہا تھا۔

ہاں سب ہو گیا ہے۔۔۔ تم فکر نہیں کرو۔۔۔ اسنے اجالا کو ایک نظر دیکھتے کہا اور پھر نظریں ایہا پر کیں جو بار بار فون پر آتی کال کو کاٹ رہی تھی۔

کیا ہوا ایہا کون بار بار فون کر رہا ہے۔۔۔ افہام نے سنجیدگی سے اسکے چہرے کو دیکھتے پوچھا جو کچھ پریشان لگ رہی تھی۔

کوئی نہیں لالا بس میری ایک دوست ہے۔۔۔ میری اس سے لڑائی ہو گئی تھی نا تو اب شاید منانے کے لیے فون کر رہی ہو گی۔۔

ایہا نے مسکرا کے بات بنائی جب کے عائش کے میسج اور کال سے وہ خود میں بہت پریشان ہو گئی تھی۔۔۔

وہ صبح سے اسکے دو نمبر بلاک کر چکی تھی لیکن وہ اتنا ڈھیٹ ثابت ہوا تھا کہ ہر بار کسی نئے نمبر سے فون کرتا۔

ایہا تمہاری ایسی کون سی دوست آگئی جس سے تم لڑتی بھی ہو۔۔۔ اجالانے اسے دیکھ کے سوال کیا۔

ہے ایک تم نہیں جانتی کافی پرانی ہے۔۔۔ جب میں پچھلے سال پیپر دینے گئی تھی تب بنی تھی۔۔۔ ایہا نے گھبراہٹ پر قابو پاتے وضاحت دی۔

اچھا کیا نام ہے۔۔۔ اجالانے سرسری سا پوچھا۔

کیا ہو گیا چھوٹی موٹی کیوں اتنی تفتیش کر رہی ہو۔۔۔ ہوگی کوئی دوست ایہا کی تمہیں کیا۔۔۔ افہام نے ٹوکا تو ایہا نے شکر کا سانس لیا کہ وہ مزید جواب دینے سے بچ گئی۔ نہیں میں تو بس ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔۔۔ اجالانے لا پرواہی سے کندھے اچکائے۔ میں آتی ہوں اس سے بات کر کے۔۔۔ ایہا اپنی جان بچاتی وہاں سے اٹھ کے اوپر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

افہام کی نظروں نے دور تک اسکا پیچھا کیا۔

کمرے میں آتے اسنے جلدی سے دروازہ لاک کیا اور بجتے ہوئے فون کو اٹھتے کان سے لگایا۔

کیا مسئلہ ہے آپ کا۔۔۔ کیوں مجھے بار بار کال کر کے پریشان کر رہے ہیں۔۔۔ اسنے انتہائی غصے سے کہا۔

مسئلے تو بہت ہیں لیکن ان سب مسئلوں کا حل صرف تم ہو۔۔۔ عائش اپنے آفس کی کھڑکی کے پاس کھڑا باہر کا منظر دیکھتا دلکشی سے بولا۔

کیا چاہتے ہیں آپ۔۔۔۔۔ کیوں مجھے تنگ کر رہے ہیں۔۔۔ وہ آہستہ آواز میں غرائی۔
آپ کو چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔ گھمبیر آواز میں کہا۔
ہا ہا ہا۔۔۔ اچھا مزاق ہے۔۔۔۔۔ وہ طنز یہ ہنسی۔

یہ مزاق نہیں ہے میں سچ بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ اسنے یقین دلانا چاہا۔

محض دو ملاقاتوں میں کسی کو محبت نہیں ہوتی۔۔۔ اسنے اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔

غلط کہا۔۔۔ کیا کبھی آپ نے پہلی نظر کی محبت کے بارے میں نہیں سنا۔۔۔ اور اگر نہیں بھی سنا تو اب سن لیں۔۔۔ مجھے آپ سے پہلی نظر میں محبت ہو گئی ہے۔۔۔۔ وہ محبت سے چھوڑ لہجے میں بولا۔

ایک سیکنڈ کے لیے ایہا کی دھڑکنیں تیز ہوئی اسکا محبت بھرا لہجہ سن کے۔۔۔ اسنے بہت بار کتابوں میں کہانیوں میں پہلی نظر کی محبت کا سنا تھا۔۔۔ لیکن حقیقت میں پہلی بار دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس لیے یقین کرنا مشکل تھا۔

میں ایسی کسی پہلی نظر کی محبت پر یقین نہیں رکھتی،،، تو بہتر ہے آپ مجھے دوبارہ فون کر کے پریشان نہیں کریں۔۔۔۔ ورنہ مجھے مجبوراً بھائی کو بتانا پڑھے گا کہ آپ مجھے پریشان کر رہے ہیں۔۔۔۔

اور پھر آپ کی جو بھی ڈیل ہے بھائی کے ساتھ وہ بھی ختم ہو جائے گی۔۔۔ اسنے اپنی طرف سے اسے دھمکی دے کر ڈرانے کی کوشش کی۔

ٹھیک ہے تو پھر میں سیدھے رشتہ ہی لے کے آجاتا ہوں۔۔۔ پھر تو تمہیں یقین آجائے گا۔۔۔ وہ سیدھے آپ سے تم پر آگیا تھا۔

پاگل ہو گئے ہیں۔۔۔ آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے۔۔۔۔۔ اسنے گھبراتے ہوئے کہا۔

میں ایسا کر جاؤں گا۔۔ اسکا ضدی انداز سن سنتے ایہا نے ڈر کے مارے کال کاٹتے فون کو پاؤر آف ہی کر دیا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا یہ بیٹھے بیٹھائے کسی کو اس سے محبت کیسے ہو گئی۔۔۔ اور پھر وہ رشتہ لے کے آنے کی بھی بات کر رہا تھا۔۔۔

جس پر اسے اور پریشانی ہو رہی تھی۔۔ کہ اگر حویلی میں کسی کو پتہ چلا تو سب کیا سوچیں گے اس کے بارے میں۔

عائش نے دوبارہ فون ملایا لیکن فون آف جا رہا تھا۔۔۔

ڈرپوک۔۔۔ وہ اسے لقب دیتا مسکرا دیا۔

وہ سوچ چکا تھا کہ جو بھی ہو جائے وہ اسے اپنے پاس لے کے ضرور آئے گا۔



لو آگئے بچے۔۔۔ دادی جان نے سیڑھیاں اترتے شاہ ویر اور حیات کو دیکھتے کہا۔
افہام اور اجالانے پہلے ہی دادی جان کو اپنے پلین کے بارے میں بتا دیا تھا۔۔ جس پر
وہ بہت خوش ہوئی تھیں۔

ماشاء اللہ بہت اچھے لگ رہے ہو دونوں۔۔ رضیہ بیگم نے مسکرا کے پیار سے
کہا۔۔۔ تو وہ دونوں بھی مسکرا دیئے۔

شاہ ویر سفید شلوار قمیض میں کالی شال اوڑھے بہت پرکشش لگ رہا تھا جب کے
دوسری طرف حیات اور نج فراک میں لائٹ سی تیاری میں سفید شال اوڑھے بہت
پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ وہ دونوں ایک ساتھ بالکل مکمل لگ رہے تھے

اوہو کیا آپ لوگ انہیں باتوں میں لگا رہے ہیں جانے دیں انہیں۔۔۔ اجالانے ان
سب کو باتیں شروع کرتے دیکھ جلدی سے کہا۔

ہاں ہاں بھئی جاؤ اور خوب مزے کرو۔۔۔ دادی جان نے اجازت دی۔

پتہ نہیں کیا کر رکھا ہے ان لوگوں نے جو اتنی جلدی مچا رہے ہیں۔۔۔ شاہ ویر نے کہا۔

جو بھی ہے بہت اچھا ہے اب آپ لوگ جائیں لیٹ نہیں کریں۔۔۔۔ افہام نے کہتے انہیں باہر کا راستہ دیکھایا۔

چلیں بیگم ورنہ ایسا نہیں ہو کے یہ لوگ ہمیں اٹھا کے خود چھوڑ آئیں۔۔۔ شاہ ویر نے انکے جلدی مچانے پر طنز کیا۔

خدا حافظ۔۔۔ وہ لوگ کہتے باہر کی طرف بڑھ گئے۔

کہیں جا رہے ہو۔۔۔۔ اندر آتے عائل نے دونوں کو تیار باہر نکلتے دیکھ پوچھا۔

بس ان کی کمی رہ گئی تھی۔۔۔ اجالا بڑبڑائی۔

ہاں جی بھائی بھابھی گھومنے جا رہے ہیں اور آپ سوال پوچھ کے انہیں دیر کروا رہے

ہیں۔۔۔ اجالانے اونچی آواز میں انہیں دیکھ کے کہا۔

ٹھیک ہے تم لوگ نکلو اور تم کتابیں لے کے ڈرائنگ روم میں آؤ۔۔۔ پہلے شاہ ویر سے کہتے آخر میں اجالا کو گھور کے کہا۔

دیکھ رہے ہیں بھائی کیسے آپ کے سامنے آپکی بہن کو گھور رہے ہیں۔۔۔ اسنے شاہ ویر سے شکایت لگائی۔

شاید ابھی انہیں دیر ہو رہی تھی تو تم اپنی شکایتیں بعد میں لگانا بھی انہیں جانے دو۔۔۔ عائِل نے بھی اونچی آواز میں اسی کی طرح کہا۔۔۔ تو وہ منہ بنا گئی حیات اور شاہ ویر مسکراتے باہر نکل گئے جب کے عائِل ڈرائنگ روم میں چلا گیا۔ اجالا جاؤ عائِل انتظار کر رہا ہو گا۔۔۔ رضیہ بیگم اسے وہیں بیٹھا دیکھ بولیں۔ تھوڑی دیر میں جاتی ہوں۔۔۔ اسنے لا پرواہی سے کہا۔

ابھی جاؤ وہ بچا اپنے کام سے تمہیں پڑھانے کے لیے وقت نکالتا ہے۔۔۔ تمہاری طرح فارغ نہیں ہے جو ٹائم ایسے ضائع کرے گا۔۔۔ رضیہ بیگم نے ڈانٹا۔

آپ تو میری امی لگتی ہی نہیں ہیں۔۔۔ وہ پیر پٹختی اٹھ کے کمرے سے کتابیں لینے چلی گئی۔



اتنی دیر لگا دی۔۔۔ میں کب سے یہاں بیٹھا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ اسکے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی عائل شروع ہو گیا۔

سوری لالا۔۔۔ وہ نظریں جھکائے معازت کرتی اسکے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔

کل تمہارا آخری پیپر ہے۔۔۔ اس لیے میں آج تمہیں ساری تیار کروا کے چھوڑو گا۔۔۔ تو اپنے دماغ میں پہلے سے بیٹھا لو کہ آج دیر سے چھٹی ہوگی۔۔۔ عائل بک پر جھکے سنجیدگی سے بولا۔

اففف!!!! اکاش میری جلدی سے شادی ہو جائے تاکہ ان سے اور پڑھائی سے جان چھوٹے۔۔۔ وہ سر جھکائے ہمکلام ہوئی۔

انویٹیشن دینا پڑھے گا کیا اب۔۔۔ یاد کرو۔۔۔ اسے سوچوں میں ڈوبادیکھ عائل
نے سختی سے کہا۔

جی کر رہی ہوں۔۔۔ وہ بڑبڑاتی بے دلی سے کام کی طرف متوجہ ہوئی۔

واہہہہ۔۔۔ ان لوگوں کو وہاں پہنچتے اندھیرا ہو گیا تھا۔۔۔ پوری حویلی اس وقت
روشنی میں نہائی ہوئی تھی۔۔۔ حویلی کی خوبصورتی دیکھتے حیات کا منہ کھلا رہ گیا۔

صاحب آپ آگئے ہم کب سے آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے۔۔۔ افہام صاحب نے
ہمیں بتا دیا تھا۔۔۔ ہم نے آپ کا کمر بھی سیٹ کر دیا ہے۔۔۔

وہاں موجود ملازم نے انہیں گاڑی سے اترتے دیکھ حیات کے ہاتھ سے بیگ لیا جس
میں وہ ایک سوٹ اپنا اور ایک شاہ ویر کالائی تھی۔۔۔

واو یہ حویلی کتنی خوبصورت ہے۔۔۔ اسے دیکھ کے کہیں سے نہیں لگتا کہ یہ پرانی
حویلی ہے۔۔۔ یہ تو بالکل نئی جیسی ہے۔۔۔ اندر داخل ہوتے حیات نے گھوم کے
پورے ہال کو ستائشی انداز میں دیکھا۔

یہ دادا جان کہ بدولت ہی پہلے جیسی ہے وہ کبھی بھی اس حویلی کو پرانی نہیں ہونے دیتے۔۔۔ شاہ ویر نے اسکے انداز پر مسکرا کے بتایا۔

صاحب وہ آپ کا کمرہ ہے۔۔۔ آپ لوگ منہ ہاتھ دھولیں جب تک میں کھانا لگواتا ہوں۔۔۔ ملازم نے بائیں جانب بنے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

ٹھیک ہے۔۔۔ شاہ ویر کے کہنے پر وہ ملازم ادب سے سر ہلاتا چلا گیا۔۔۔ وہ انکا کافی پرانا ملازم تھا جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ حویلی کے کواٹر میں رہتا اور حویلی کی دیکھ بھال کرتا تھا۔

پہلے فریش ہو جاؤ پھر دیکھ لینا۔۔۔ حیات کو ایک ایک چیز چھو کے دیکھتے دیکھ۔۔۔ شاہ ویر نے مسکرا کے کہا تو وہ بھی مسکرا کے ہاں میں سر ہلاتی اسکے ساتھ کمرے کی طرف چلی۔

ان لوگوں نے جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھولا دونوں دنگ رہ گئے۔۔۔ پورا کمرہ گلاب کے پھولوں سے سمجھا ہوا تھا۔۔۔ زمین، صوفہ، بیڈ ہر جگہ گلاب کی پتیاں سجی ہوئی تھیں۔۔۔

گلاب کے پھولوں کی خوشبو پورے کمرے میں پھیلی ماحول کو رومانی بنا رہی تھی۔۔۔

شاہ ویر نے کمرے میں قدم رکھا تو آنکھیں پھاڑے حیات بھی کمرے کو دیکھتی اندر آئی۔۔۔ وہ کمر الگ ہی اتنا پیارا رہا تھا۔

تو یہ پلین تھا ان لوگوں کا۔۔۔ شاہ ویر خود کلامی کرتا زیر لب مسکرایا۔
شاہ ویر یہ سب۔۔۔۔ حیات نے دھڑکتے دل کے ساتھ کہا۔

تم پریشان نہیں ہو۔۔۔۔ میں خود پر قابو پانا جانتا ہوں۔۔۔۔ تم جا کے فریش ہو جاؤ
پھر کھانا کھاتے ہیں۔۔۔ شاہ ویر اسکا گھبراہٹ سمجھتا اسے ریلیکس کرنے لگا۔
حیات اسکی بات کا مطلب سمجھتی نظریں جھکائے واشروم میں گھس گئی۔۔۔



کھانے سے فارغ ہو کے شاہ ویر اور حیات ہال میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔۔۔ جب شاہ ویر کے فون پر کال آئی۔۔۔

وانیہ کا فون اس وقت۔۔۔ شاہ ویر نے حیات کو دیکھا۔

اس وقت کال کر رہی ہے تو کوئی ضروری بات ہوگی آپ فون تو اٹھائیں۔۔۔ حیات کو پریشانی ہوئی۔۔۔

شاہ ویر نے سر ہلاتے کال یس کی تو دوسری طرف سے وانیہ کے رونے کی آواز آئی۔ وانیہ کیا ہوا کیوں رو رہی ہو۔۔۔ وہ پریشانی سے اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔ تو حیات بھی ساتھ ہی اٹھی۔

شاہ ویر میں۔۔۔ میں اپنی ایک دوست کے گھر سے واپس آرہی تھی کے میری گاڑی خراب ہو گئی۔۔۔ یہاں بہت سناٹا ہے۔۔۔ اور مجھے سے دور کچھ آوارہ لڑکے بھی کھڑے ہیں۔۔۔

میں بہت مشکل سے ایک جگہ چھپی ہوں۔۔۔۔۔ پلیز میری مدد کرو۔۔۔۔۔ وانیہ نے روتے ہوئے گھبرا کے کہا۔

وانیہ تم گھبراؤ نہیں مجھے بتاؤ کہاں ہو تم میں آ بھی آتا ہوں۔۔۔۔۔ شاہ ویر تیزی سے کمرے کی طرف بڑھا اپنی گاڑی کی چابیاں لینے۔۔۔۔۔

شاہ ویر کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔ حیات بھی پریشانی سے اسکے پیچھے آئی۔

میں پہاڑی والی سائنڈ پر ہوں۔۔۔۔۔ جہاں بابا نے میرے لیے گھر بنوایا تھا۔۔۔۔۔ پلیز تم جلدی آ جاؤ۔۔۔۔۔

اوکے میں آتا ہوں تم بالکل بھی ڈرنا نہیں۔۔۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کس جگہ کی بات کر رہی ہے۔۔۔۔۔ اسنے اسے تسلی دی اور فون بند کر تا چابیاں لیے کمرے سے باہر نکلا۔

حیات وانیہ کو میری مدد کی ضرورت ہے اسکی ایک جگہ گاڑی خراب ہو گئی ہے اور وہ بہت ڈری ہوئی ہے۔۔۔۔۔ میں کچھ دیر میں اسے گھر چھوڑ کے آتا ہوں۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے!!!! تم پریشان نہیں ہونا۔۔۔۔۔

حیات کے گال پر ہاتھ رکھتے اسے مختصر سا بتاتا باہر کی جانب بڑی گیا۔۔۔۔ پیچھے
حیات کمرے میں آتے انکی حفاظت کی دعا کرنے لگی۔



شاہ ویر ریش ڈرائیونگ کرتا تقریباً دس منٹ بعد وانیہ کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچا تو اسے
دور دور تک کوئی نہیں دیکھا۔۔۔

وہ گاڑی سے نکلتا آس پاس نظریں دوڑاتے قمیض کی جیب سے فون نکالتے وانیہ کو کال
کرنے لگا۔۔۔ جب دوسری بیل پر ہی فون اٹھالیا گیا۔

وانیہ کہاں ہو۔۔۔ میں گھر کے باہر کھڑا ہوں۔۔۔ اسنے بے چینی سے پوچھا۔۔۔

کیونکہ وانیہ چاہے جیسی بھی ہو لیکن تھی تو انکے گھر کی عزت۔۔۔ اسکی پھپھو کی بیٹی جو
رات کے پہر ایک سنسان جگہ پر اکیلی تھی۔

میں یہاں ہوں۔۔۔ وہ فون کال سے لگائے کھڑا تھا جب وانیہ نے گھر کا دروازہ
کھولا۔۔۔۔

تم ٹھیک تو ہوں نا۔۔۔ وہ فکر مندی سے اسکی طرف آتا پوچھنے لگا۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔۔ اسکے چہرے پر اب سکون تھا۔

چلو چلیں بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔ وہ کہتا آگے بڑھا

میں اپنا بیگ لے کے آتی ہوں اندر ہے۔۔۔ وہ کہتی اندر بڑھ گئی تو وہ بھی وہیں رک کے اسکا انتظار کرنے لگاتا۔

آہ۔۔۔ اندر سے آتی ہلکی سی چیخ کی آواز پر وہ تیزی سے اندر کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔
تو سامنے ہی وانیہ زمین پر بیٹھی اپنا پاؤں پکڑے کر رہی تھی۔

کیا وہاں کیسے لگی۔۔۔ وہ اسکے پاس آتا اسے اٹھنے میں مدد کرنے لگا۔۔۔ لیکن اس سے اٹھا ہی نہیں جا رہا تھا۔۔۔ تو مجبوراً شاہ ویر نے اسے گود میں اٹھایا اور پاس رکھے
صوفے پر بیٹھایا۔۔۔

پتہ نہیں کیسے ایک دم پیر سلپ ہو گیا۔۔۔ وہ درد برداشت کرتی بولی۔

ہممم زیادہ نہیں لگی بس ہلکا سا ہی مڑا ہے گھر جاتے جاتے ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ وہ اسے بازو سے پکڑتے سہارہ دیتے اٹھانے لگا۔۔۔ لیکن وانیہ نے کراہتے روک دیا۔

وہ کچن میں پین کمر ہے اور جوس بھی رکھا ہے پلیز مجھے وہ لادو تو میں پھر خودی چل لوں گی۔۔۔ اسنے تکلیف سے کہا۔

لیکن یہ گھر تو بند رہتا ہے تو یہاں دوائی اور جوس کہاں سے آگیا۔۔۔ اسنے آئیبرو اچکائی۔

وہ کیا ہے ناکل میں اور میری دوستیں یہاں پارٹی کرنے آئی تھیں۔۔۔ تو جب سے ہی یہ چیزیں یہاں رکھی ہوئی ہیں۔۔۔ اسنے آرام سے جواب دیا۔

شاہ ویر کو ایک پل کو لگنے لگا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے لیکن یہ بات سچ تھی کہ وہ یہاں اپنی دوستوں کے ساتھ اکثر آتی رہتی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے شاہ ویر اسکا یقین بھی کر گیا۔

وہ کچن میں گیا اور ایک گلاس میں جوس ڈالتے پین کمر لیئے واپس آیا۔۔۔

یہ کیا ایک ہی گلاس لائے ہوں تم نہیں پیو گے۔۔۔۔۔ وہ اسکے ہاتھ سے گلاس اور
دوائی لیتی بولی

نہیں میں ابھی کافی پی کے آیا تھا۔۔۔۔۔ تم جلدی سے پیو پھر ہمیں نکلنا بھی ہے۔۔۔۔۔
حیات بھی پریشان ہوگی۔۔۔۔۔ وہ انکار کرتے صوفے پر بیٹھا۔

یہ لو یہ تمہارا اور یہ میرا۔۔۔۔۔ وہ سامنے میز پر رکھے گلاس کو اٹھاتی (جو اسنے شاہ ویر
کے آنے سے پہلے پانی پی کے رکھا تھا) اس میں آدھا جوس ڈالتے ایک شاہ ویر کی
طرف بڑھانے لگی۔۔۔۔۔ جب دوائی کا پیکٹ نیچے گر گیا۔۔۔۔۔

اوہو۔۔۔۔۔ وہ گلاس ٹیبل پر رکھتے پیکٹ اٹھانے کے لیے جھکی لیکن ایک دم آہ کرتی اپنا
پیر پکڑے پیچھے ہوئی۔۔۔۔۔

میں اٹھاتا ہوں شاہ ویر اپنی جگہ سے اٹھتے پین کلر اٹھانے لگا جب اسنے جلدی سے
ایک چھوٹی سی گولی جوس کے ایک گلاس میں ڈال دی جو فورن ہی ہل ہو گئی۔

تھینک یو۔۔۔ اسنے کہتے ایک پین کلر نکال کے منہ میں ڈالی اور جوس کا گلاس لبوں سے لگا گئی۔

شاہ ویر کو بھی مجبوراً جوس پینا پڑھا۔

اسنے جوس کا گلاس ختم کرتے ٹیبل پر رکھا ہی تھا جب اسکا سر بھاری ہونا شروع ہوا۔ چلو چلیں۔۔۔۔ وہ ایک ہاتھ سے سر تھامتا کھڑا ہوا۔

لگتا ہے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ تم بیٹھ جاؤ۔۔۔ وہ اٹھ کے اسکے پاس آئی۔

نہیں دیر ہو رہی ہے ہمیں چلنا چاہیے۔۔۔ اسکی آنکھوں لال ہونے لگیں تھیں۔۔۔۔ دھڑکنیں تیز ہو رہی تھیں۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ اسکے ساتھ اچانک ہوا کیا ہے ابھی تو وہ بالکل ٹھیک تھا پھر کیسے اچانک اسکی طبیعت خراب ہونے لگی۔

اپنی حالت کو دیکھتے اسنے نوٹ ہی نہیں کیا تھا کہ وانیہ خود چل کے اسکے پاس آئی ہے۔۔۔۔۔ جب کے تھوڑی دیر پہلے تک تو وہ درد سے کراہ رہی تھی۔

شاہ ویر بیٹھ جاؤ اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔۔۔ وانیہ بے باکی سے اسکی گردن میں باہیں ڈالتی شوخی سے بولی۔

یہ کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔ اور تمہارے توپیر میں چوٹ آئی تھی پھر یہ۔۔۔۔۔ شاہ ویر کہتے کہتے رکا۔۔۔۔۔ اسے اب بات سمجھ آنے لگی تھی۔۔۔۔۔ اسنے ایک دم وانیہ کے ہاتھ اپنی گردن سے جھٹکے

وہ سمجھ گیا تھا یہ سب وانیہ کا پلین تھا۔۔۔۔۔ اسنے جان بوجھ کے یہ سب ڈرامہ کیا اور اسی نے جو س میں کچھ ملایا ہو گا جسے پینے کے بعد اسکی یہ حالت ہو رہی تھی۔

کیا ملایا تھا جو س میں۔۔۔۔۔ وہ خود پر قابو کر تا غصے سے دھاڑا۔۔۔۔۔ لیکن بھاری ہوتے سر اور بند ہوتی آنکھوں کی وجہ سے اسکی دھاڑ بھی ہلکی تھی۔

تم غصہ نہیں کرو یہ میں نے ہم دونوں کے لیئے ہی کیا ہے۔۔۔۔۔ وہ پھر سے اسکے قریب جاتی اسکے سینے سے لگی۔

میں نے پوچھا کیا ملا یا تھا تم نے جو میں۔۔۔۔۔ شاہ ویر نے نفرت سے اسے خود سے دور دھکیلا۔۔۔۔۔ تو وہ زمین پر جا گری۔

کچھ نہیں بس ایک چھوٹی سی نشیلی گولی ملائی تھی جس سے تم خود کو بھول کے آج میرے ہو جاؤ گے۔۔۔۔۔ وہ آنکھوں میں پاگل پن لیئے شدت سے وہیں بیٹھی بولی۔ اسکی بات سنتے شاہ ویر کی پہلے سے لال ہوتی آنکھیں اب خون چھلکانے لگیں تھیں۔۔۔۔۔ اسنے بہت مشکل سے خود کو خماری میں جانے سے قابو کیا۔۔۔۔۔ اگر وہ خود پر کیا ہوا قابو توڑ دیتا تو آج بہت کچھ غلط ہو جاتا۔۔۔۔۔

وہ بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ بڑے بڑے قدم اٹھاتا باہر دروازے کی طرف بڑھا۔ اسے باہر بڑھتے دیکھ وانیہ جلدی سے اٹھتی اسکے پیچھے بھاگی۔

نہیں شاہ ویر میں تمہیں آج کہیں نہیں جانے دوں گی۔۔۔۔۔ بس کچھ دیر اور پھر تم خود میری طرف متوجہ ہو گے۔۔۔۔۔ وہ اسکا بازو پکڑتی اسے روکنے لگی۔

شاہ ویر نے اپنا بازو چھڑاتے اسے دھکا دیا جس کی وجہ سے وانیہ کا سر دروازے کی چوکھٹ سے جا لگا۔

وانیہ کے جسم میں درد کی ایک لہر دوڑ گئی۔۔۔۔۔ وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتی اٹھی کے اتنی دیر میں شاہ ویر گاڑی میں بیٹھتا گاڑی بھگالے گیا۔

وانیہ جلدی سے سنبھلتی اپنی گاڑی لیئے اسکے پیچھے نکلی۔۔۔۔۔

شاہ ویر کی بند ہوتی آنکھوں اور بھاری ہوتے سر کی وجہ سے وہ گاڑی ٹھیک سے چلا بھی نہیں پارہا تھا۔۔۔۔۔ پورے روڈ پر گاڑی لہراتی ہوئی چل رہی تھی۔۔۔۔۔

وانیہ بھی اسپید سے اسکے پیچھے آرہی تھی۔۔۔۔۔ وہ کیسے اتنا اچھا موقع ہاتھ سے جانے دیتی... اتنی مشکل سے تو سب پلین کیا تھا۔۔۔۔۔

اتنے دنوں تک حیات سے دوستی کا ناک کر کے۔۔۔ شاہ ویر کی نظروں میں اچھا بنی تھی۔۔۔ اور آپ شاہ ویر ہی اسکی ساری پلینگ خراب کر رہا تھا

وہ غصے میں اسکے پیچھے ہی جا رہی تھی جب شاہ ویر کی گاڑی ایک درخت سے ٹکرا گئی۔۔۔ اور اسی کے ساتھ وانیہ نے بھی اپنی گاڑی کو بریک لگائی۔

وہ جلدی سے گاڑی سے اترتی شاہ ویر کی گاڑی کے پاس گئی جہاں شاہ ویر کا سر اسٹیرنگ پر لگا ہوا تھا۔۔۔ اسے ڈر بھی تھا کہ کہیں شاہ ویر کو چوٹ نا لگی ہو۔

اسنے ڈرتے ہوئے شاہ ویر کا سر اسٹیرنگ سے اٹھایا تو اسکی آنکھیں بند تھیں۔۔۔ شاید ہو بیہوش ہو گیا تھا۔۔۔

اسنے شکر کا سانس بھرا کہ اسے کہیں چوٹ نہیں لگی تھی۔۔۔

اسنے جلدی سے اپنے دماغ میں نیا پلین ترتیب دیا اور شاہ ویر کو وہیں چھوڑ اپنی گاڑی میں بیٹھتی واپس اسی راستے پر گاڑی کر لی جہاں سے وہ آئی تھی۔۔۔

اب اسے کوئی فکر نہیں تھی شاہ ویر کی کیونکہ اب اس کے حساب سے وہ صبح تک ہی ہوش میں آتا۔۔۔ جب تک وہ اپنا کام سرانجام دے چکی ہوگی۔



شاہ ویر ایک مضبوط آدمی تھا جو خود پر قابو پانا جانتا تھا۔۔۔ اس نے جان بوجھ کے گاڑی درخت میں ٹھوکی تھی۔۔۔ اور پھر جیسا اس نے سوچا تھا ویسا ہی ہوا تھا۔۔۔ وانیہ اسے بیہوش سمجھ کے وہیں چھوڑ گئی تھی۔

اسکی گاڑی تو آپ چلنے کے قابل نہیں رہی تھی اس لیے وہ گاڑی سے نکلتا خود پر قابو پاتے مشکل سے آنکھیں کھولے پرانی حویلی کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ وہ ضبط ٹوٹنے سے پہلے حویلی پہنچ جانا چاہتا تھا۔

چونکہ حویلی تھوڑی ہی دور تھی اس لیے وہ تیز تیز قدم بڑھاتا حویلی تک پہنچا۔ صاحب کیا ہوا آپ کو۔۔۔ اسے لڑکھڑاتے ہوئے آتے دیکھ چوکیدار نے فکر مندی سے پوچھا۔

کچھ نہیں ہوا تم ہٹو آگے سے۔۔۔ وہ چوکیدار کو سائنڈ کرتا لڑکھڑاتے ہوئے اندر بڑھ گیا۔۔۔

ہال پورا خالی پڑا تھا۔۔۔ وہ سیدھا کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

حیات پریشانی سے چکر کاٹ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ فون کرے شاہ ویر کو یا نہیں۔۔۔ جب زور سے دروازہ کھولتے شاہ ویر ڈھمکاتے قدموں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

سامنے ہی حیات گلے میں دوپٹہ ڈالے کھڑی پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔
شاہ ویر آپ آگئے اور یہ کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔ اور وانیہ کسی ہے وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔ وہ فکر مندی سے اس کے تھوڑا پاس آتی پوچھنے لگی۔

شاہ ویر نے مڑ کے دروازہ بند کیا اور خماری میں دوبی لال سرخ آنکھوں کے ساتھ اسکے پاس آیا۔

شاہ ویر یہ آپ کی آنکھیں اتنی لال کیوں ہو رہی ہیں۔۔۔۔۔ وہ گھبرا کے دو قدم پیچھے ہوئی۔

شششش۔۔۔ آج کچھ نہیں بولو۔۔۔۔۔ وہ اس کے خشک پڑتے لبوں پر انگلی رکھتا۔۔۔۔۔
بھاری لہجے میں بولا۔۔۔۔۔

اس کے لہجے کی بے خودی محسوس کر حیات کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔۔۔۔۔
مجھے تمہاری ضرورت ہے حیات۔۔۔۔۔ وہ آہستہ سے انگلی اس کے ہونٹوں سے سرکاتا
تھوڑی تک لایا اور چہرہ اوپر کیا۔۔۔۔۔ وہ اپنا چہرہ حیات کے چہرے کے بالکل قریب لایا
جس سے حیات کے دل نے اسپید پکڑی۔

اسے سمجھ نہیں آیا کہ جاتے ہوئے تو شاہ ویر بالکل ٹھیک تھا تو اب اسے کیا ہو گیا ہے
۔۔۔۔۔

شاہ ویر کی گرم سانسوں کی تپش اس کے چہرے کو جھلسا رہی تھیں۔۔۔۔۔

شاہ۔۔۔ باقی کے الفاظ شاہ ویر نے اپنے ہونٹوں سے چن لیے۔۔۔ وہ بے خود سا ہو تا دنیا بھلائے خود کو سیراب کر رہا تھا۔۔۔۔۔ حیات اسکی قربت پر کانپ کہہ رہ گئی۔۔۔۔۔

شاہ ویر نے دھیرے سے دوپٹہ اسکے گلے سے نکالتے سائڈ میں اچھال دیا۔۔۔۔۔ حیات کو اب اپنے پیروں پر کھڑا رہنا مشکل لگ رہا تھا۔۔۔ سانس رکنے لگی تھی لیکن شاہ ویر تو جیسے آج اپنے ہوش میں ہی نہیں تھا۔

حیات دونوں ہاتھ شاہ ویر کے سینے پر رکھے اسے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد شاہ ویر پیچھے ہوا تو وہ سرخ پڑھتے چہرے کے ساتھ لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔۔۔

ابھی اسنے صحیح سے سانس بھی نہیں لی تھی کہ ایک بار پھر سانس حلق میں اٹکی جب شاہ ویر اسے اپنی باہوں میں بھرے بیڈ کی طرف بڑھا۔

شاہ ویر آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔۔ وہ سٹیٹاتی لرزتی ہوئی آواز میں بولی۔۔۔ لیکن شاہ ویر تو جیسے کچھ سن ہی نہیں رہا تھا۔

اسنے آوام سے اسے بیڈ پر لیٹایا اور خود اس پر حاوی ہونے لگا۔

اسنے اپنے ہونٹ شد سے حیات کے ماتھے پر رکھے اور پھر یہ سفر شروع ہو گیا۔

شاہ ویر۔۔۔ اسکے بے باک لبوں کا لمس اور داڑھی مونچھوں کی چبھن اپنی گردن پر محسوس کر کانپ اٹھی۔۔۔

باقی جان تو تب نکلی جب اپنی شرٹ کندھے سے سرکتی محسوس ہوئی۔۔۔ وہ بے چینی سے بیڈ کی چادر مٹھیوں میں دبوچ گئی۔

شاہ ویر آہستہ آہستہ اسے خود میں قید کر تا جا رہا تھا اور وہ اسکی بڑھتی شدتوں سے گھبراتی خود کو اس میں ہی چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

وہ اسکا شوہر تھا۔۔۔ اسے محبت اور پیار سے چن رہا تھا تو وہ کیوں اسے دور کرتی۔۔۔ وہ اپنی ساری مزاحمتیں چھوڑے اسکے ساتھ ایک نئے سفر پر نکل گئیں۔

باہر ہر سو اجالا پھیلا ہوا تھا۔۔۔ بالکنی کی دیوار شیشے کی تھی لیکن اس پر پردے ہونے کی وجہ سے سورج کی روشنی اندھیرے کمرے کو روشن نہیں کر پا رہی تھی۔

کمرے میں ایک چھوٹا سا نائٹ بلب جل رہا تھا جس سے کمرے میں تھوڑی سی روشنی ہو رہی تھی۔

بیڈ پر سوئے دو وجود ایک دوسرے میں کھو کے دنیا جہاں سے بے خبر سو رہے
تھے۔۔۔ جب شاہ ویر کا فون بجنا شروع ہوا۔

شاہ ویر کافی کچی نیند میں سوتا تھا جس وجہ سے فون بجتے ہی اسکی آنکھ گھل گئی۔
اسنے نیند میں ہی ہاتھ بڑھاتے فون اٹھا کے دیکھا جس پر افہام کی کال آرہی
تھی۔۔۔۔

اسنے فون سائلینڈ کرتے اپنے سینے پر سر رکھے سوئی حیات کو دیکھا جو اسکی قمیض پہنے
مزے سے سو رہی تھی۔۔۔ خوبصورت چہرے پر سکون صاف دیکھائی دے رہا
تھا۔۔۔۔

وہ مسکراتا اسے آہستہ سے خود پر سے اٹھاتے تکیہ پر لیٹاتا اٹھ بیٹھا۔۔۔

ایک پل کے لیے رات کا سارہ واقع شاہ ویر کے دماغ میں گھوم گیا۔

اسے وانیہ کی حرکت پر شدید غصہ آنے لگا۔۔۔ وہ بد تمیز تھی یہ تو وہ جانتا تھا لیکن وہ

ایسی نکلے گی یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔۔۔ اگر وہ رات خود پر قابو پاتا

وہاں سے ناکلتا تو ناجانے کیا قیامت آجاتی۔۔۔

ابھی وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھا جب ہاتھ میں پکڑا فون بند ہو کے دوبارہ وائبریت

کرنے لگا تو وہ فون کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

حیات ڈسٹر ب ناہو اس لیے فون لیتا بالکنی میں آگیا۔۔۔

ہاں افہام بولو۔۔۔ فون کان سے لگائے پوچھا۔

لالا آپ کہاں ہیں۔۔۔۔۔ افہام نے پریشانی سے پوچھا

جہاں تم لوگوں نے بھیجا تھا پرانی حویلی میں۔۔۔ وہ اسکا لہجہ نوٹ نہیں کر پایا۔۔۔
اس لیے عام سے لہجے میں بولا۔

لالا آپ بھابھی کو لے کے فورن حویلی پہنچیں۔۔۔۔ وہ گھبراہٹ اور بے چینی سے
بولا۔

مگر ہوا کیا ہے۔۔۔۔ شاہ ویر نے اسکا پریشان لہجہ محسوس کرتے پوچھا۔
میں فون پر نہیں بتا سکتا بس جتنی جلدی ہو سکے آپ بھابھی کو لے کے یہاں
پہنچو۔۔۔ افہام نے جلدی سے کہتے فون رکھ دیا۔

ہیلو افہام۔۔۔۔ اففف پتہ نہیں کیا ہوا ہے جو اتنی جلدی میں بلایا ہے۔۔۔۔۔ وہ
کالے بالوں میں ہاتھ پھیرتا کمرے میں داخل ہوا۔

اسکی نظر سیدھی حیات پر ہی گئی تھی جو آرام سے سو رہی تھی۔۔۔ مسکراہٹ نے خود
باخود اس کے لبوں کو چھوا تھا

وہ اسے اٹھانا تو نہیں چاہتا تھا لیکن مجبوری تھی۔۔۔۔ افہام کے فون نے اسے پریشان کر دیا تھا۔۔۔۔

حیات اٹھو۔۔۔۔ وہ حیات کے پاس بیڈ پر بیٹھتا پیار سے اسے کھلے سلکی بالوں میں انگلیاں چلاتا اٹھانے لگا۔

آپ نے رات کو اپنی من مانیاں کر لی تھیں نا۔۔۔۔ اب مجھے سونے دیں۔۔۔۔ وہ نیند میں ڈوبی کہہ کے کربٹ بدل گئی۔۔۔۔ تو شاہ ویر مسکرا دیا۔

حیات پلیز ابھی اٹھ جاؤ ہمیں حویلی جانا ہے۔۔۔۔ تم وہاں جا کے سو جانا لیکن ابھی اٹھو۔۔۔۔ اسنے پھر کوشش کی

شاہ ویر پلیز۔۔۔۔ تھوڑی دیر میں چلتے ہیں۔۔۔۔ وہ رونی صورت بنائے بولی۔۔۔۔ لیکن آنکھیں ہنوز بند تھی۔

حیات اگر ضروری نہیں ہوتا تو میں تمہیں کبھی نہیں اٹھاتا۔۔۔ لیکن افہام کی کال آئی تھی اسنے ہمیں ارجنٹ بلایا ہے۔۔۔ شاہ ویر نے محبت سے اسکے سر پر بوسہ دیتے سمجھایا۔

حیات مندی مندی آنکھیں کھولے شاہ ویر کو دیکھتی اٹھ کے بیٹھی جو اسے دیکھتا مسکرا رہا تھا۔

گوڈاب جلدی سے فریش ہو جاؤ پھر نکلتے ہیں۔۔۔ شاہ ویر اسکا گال تھپتھپاتا اٹھا اور کپڑے نکالنے کے لیے بیگ کی طرف بڑھ گیا جو صوفے پر رکھا ہوا تھا۔ کیا ہوا تم اب تک اٹھی نہیں۔۔۔ وہ کپڑے نکالتے حیات کو ویسے ہی بیڈ پر بیٹھا دیکھ حیرانی سے بولا۔

پہلے آپ فریش ہو آئیں پھر میں ہو جاؤ گی۔۔۔ وہ جلدی سے بولی۔

میں دوسرے روم میں جا رہا ہوں شاور لینے تم یہاں لے لو۔۔۔ وہ کپڑے نکال کے اسے دیکھتا ہوا بولا۔

اچھا۔۔۔ اسنے مختصر کہا لیکن اپنی جگہ سے نہیں ہلی۔۔۔

کیا ہوا حیات کیوں بیٹھی ہو۔۔۔ جاؤ جا کے فریش ہو پھر ہمیں نکلنا بھی ہے۔۔۔ اسنے اسے بیٹھا دیکھ پھر کہا۔

آپ جائیں پہلے پھر میں جاؤ گی۔۔۔ وہ جھجھکتی ہوئی نظریں جکائے بولی۔

اواچھا۔۔۔ وہ اسکی جھجک کو سمجھتا مسکراہٹ دباتا باہر نکل گیا۔۔۔

جیسے ہی اسنے باہر جا کے دروازہ بند کیا حیات فورن سے اٹھتی صوفے پر رکھے بیگ سے جلدی سے کپڑے لیتی واشروم میں گھس گئی۔

واشروم کا دروازہ بند ہونے کی آواز پر شاہویر جو کمرے کے باہر ہی کھڑا تھا دروازہ کھول کے کمرے میں جھانکنے لگا۔۔۔

خالی کمرہ دیکھتے مسکرا کے سر جھٹکتا دروازہ بند کر تا دوسرے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔



شاہ ویر ہم اس گاڑی میں تو نہیں آئے تھے۔۔۔۔۔ حیات دوسری گاڑی دیکھتی پوچھنے لگی۔

ہاں وہ خراب ہو گئی تھی اس لیے میں نے حویلی سے دوسری گاڑی منگوالی۔۔۔۔۔
اسنے اصل بات چھپائی۔۔۔۔۔ اور گاڑی میں بیٹھا۔

ہاں میں پوچھنا بھول گئی۔۔۔۔۔ کل آپ وانہ کو لینے گئے تھے۔۔۔۔۔ تو وہ کیسی ہے اور
آپ جب واپس آئے تھے تو۔۔۔۔۔ مجھے آپ کی حالت کچھ ٹھیک نہیں لگی۔۔۔۔۔ وہ
گاڑی میں بیٹھتی ہوئے پوچھنے لگی۔

بتاتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ اسنے گہری سانس بھرتے گاڑی اسٹاٹ کی اور حیات کو سب
بتانے کا فیصلہ کیا۔

وہ اسکی بیوی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس سے کیسے کچھ چھپا سکتا تھا۔۔۔۔۔

وہ ڈرائیونگ کے درمیان حیات کو سب بتاتا گیا۔۔۔۔۔ جسے سنتے حیات کو وانہ پر غصہ
بھی آیا اور افسوس بھی ہوا۔۔۔۔۔

وہ تو سمجھ رہی تھی اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔۔۔ وہ سدھر گئی ہو گی لیکن نہیں وہ تو نئی سازش کی وجہ سے بس اسکا استعمال کر رہی تھی۔۔۔

وہ شاہ ویر کو حاصل کرنے کے لیے اتنی آگے جائے گی کہ اپنی عزت کا بھی خیال نہیں کرے گی یہ حیات نے کبھی نہیں سوچا تھا۔



وہ لوگ ساتھ ہی حویلی میں داخل ہوئے تو تقریباً سب ہی ہال میں جماتھے۔۔۔ سوئے اجالا کے جو پیپر دینے گئی ہوئی تھی۔

شاہ ویر کو شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔ دونوں نے ہم آواز سلام کیا تو سب کی نظریں حال میں داخل ہوتے شاہ ویر اور حیات پر گئی۔

شرم نہیں آئی تمہیں یہ سب کرتے ہوئے شاہ ویر۔۔۔ شاہ ویر کو دیکھتے دادا جان غصے سے گرج اٹھے۔۔۔۔۔ کے حیات بھی ایک پل کو ڈر گئی۔

دادا جان۔۔۔۔ وہ کہتا آگے بڑھا جب باقی کے الفاظ صوفے پر بیٹھی آنسوؤں بہاتی
وانیہ کو دیکھتے منہ میں ہی رہ گئے۔۔۔۔ جو اپنی ماں کے سینے سے لگی سسکیاں بھر
رہی تھی۔

بولو اب کیا بولو گے اپنی صفائی میں۔۔۔۔ بلکہ تم بتاؤ بہو کیا یہ کل رات حویلی سے
باہر گیا تھا۔۔۔۔ وہ شاہ ویر کو شعلہ بار نظروں سے دیکھتے حیات سے سوال کرنے لگے
جو خود بھی گھبرائی ہوئی کھڑی سچویشن کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

دادا جان شاہ ویر نے۔۔۔۔ میں نے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔۔۔۔ حیات کی بات
کاٹتے دادا جان نے سختی سے اپنی بات پر زور دیا۔

جی لیکن۔۔۔۔۔ بس۔۔۔۔ ہمیں اتنا ہی سنا تھا۔۔۔۔ دادا جان نے حیات کو آگے
بولنے سے باز کیا۔

شاہ ویر تمہاری گاڑی کہاں ہے۔۔۔۔ کاشان صاحب بھی اپنے بیٹے کے مقابل
آئے۔۔۔۔ انہوں پتہ چل گیا تھا کہ شاہ ویر نے دوسری گاڑی منگوائی ہے۔

وہ خراب ہو گئی تھی۔۔۔ اسنے خود پر ضبط کرتے کہا۔

خراب ہو گئی تھی یا تم نے نشے کی حالت میں اسے ٹھوک دیا۔۔۔ دادا جان کی طنز سے بھری آواز سنتے اسنے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔۔۔

یہ آپ لوگ کیا بول رہے ہیں۔۔۔ اسنے سب کو دیکھا۔۔۔ جو دکھ اور غصے سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ اسے افسوس ہوا کہ پوری بات جانے بغیر سب لوگ اسے غلط سمجھ رہے ہیں۔

تجھے شرم نہیں آئی۔۔۔ اپنے ہی گھر کی عزت پر ہاتھ ڈالتے ہوئے۔۔۔ دادی جان دکھ سے کہتی اٹھ کے اسکے سامنے آئیں۔

دادی جان آپ ایسا کیسے بول سکتی ہیں۔۔۔ آپ کو کیا اپنے پوتے پر یقین نہیں ہے۔۔۔

آپ کو لگتا ہے کہ آپ کا پوتا ایسی کوئی حرکت کر سکتا ہے۔۔۔ اسنے دادی کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیئے۔۔۔ جو انہوں نے آرام سے اسکے ہاتھ سے نکال لیئے۔۔۔

وہ اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتا رہ گیا۔۔۔ مطلب اب اس پر جان دینے والی دادی کو بھی اس پر یقین نہیں تھا۔

تو تم کہنا چاہے ہو کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں۔۔۔۔ میں اپنی عزت خود خراب کروں گی۔۔۔۔۔ وانیہ چیختے ہوئے اسکے سامنے آئی اور سب سے نظریں بچاتی آنکھ ماری۔۔۔۔۔

وہ اسکا چہرہ دیکھتا رہ گیا جہاں جگہ جگہ خراشوں کے نشان تھے باقی وہ پوری چادر میں چھپی ہوئی تھی۔

ہاں تم جھوٹ بول رہی ہو۔۔۔۔۔ تم نے خود مجھے وہاں بلایا تھا۔۔۔۔۔ تم نے خود مجھے جوس میں نشے کی گولی ملا کے دی تھی۔۔۔۔۔

سب تمہارا پلین تھا۔۔۔۔۔ لیکن میں نے تمہارے ساتھ کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔ وہ بھی اپنا ضبط کھوتا غصے سے دھاڑا۔

ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے تمہیں بلایا تھا کیونکہ میں مشکل میں تھی اور اس وقت مجھے جو سمجھ آیا میں نے ہو کیا لیکن باقی باتیں جو تم بتا رہے ہو ایسا میں نے کچھ نہیں کیا۔

تم نشہ کر کے ہی آئے تھے اور موقع کا فائدہ اٹھاتے تم نے میرے ساتھ۔۔۔۔۔ وہ کہتی سسک اٹھی۔۔۔ جب کے شاہ ویر تو اسکی ارادہ کاری دیکھتا ہے رہ گیا۔

شاہ ویر میں تمہیں بہت سمجھدار سمجھتی تھی تم نے ہی میری بیٹی کو کہیں منہ دھیکانے کے لائنک نہیں چھوڑا۔۔۔۔۔ پھپھو اپنی بیٹی کو کندھوں سے تھامتی نم آواز میں بولیں۔

پھپھو آپ کیا بول رہی ہیں۔۔۔ آپ سب جانتے ہیں کے میں نشہ نہیں کرتا پھر بھی آپ لوگ میری بات کا یقین نہیں کر رہے۔۔۔ وہ غم وغصے سے بولا

بس بہت ہو گیا شاہ ویر تم نے ہی اس کی زندگی برباد کی ہے اور اب تم ہی اسکی زندگی آباد کرو گے!!!! تم ابھی اور اسی وقت میری بیٹی سے نکاح کرو گے۔۔۔

پھوپھا جو کافی دیر سے سب برداشت کر رہے تھے۔۔۔ اب مزید اپنی بیٹی کی حالت نا دیکھ سکے۔۔۔ اور غصے سے اٹھتے شاہ ویر کا گریبان پکڑتے غرائے۔

پھوپھا جان چھوڑیں۔۔۔۔ حیات نے آگے بڑھتے انہیں شاہ ویر سے دور کیا۔

فرہاد تم فکر نہیں کرو۔۔۔ آج ہی تمہاری بیٹی کا نکاح ہو گا شاہ ویر کے ساتھ۔۔۔۔ دادا جان شاہ ویر کو دیکھتے تحکمانہ بولے۔۔۔۔ تو سب کو جیسے سانپ سنگ گیا۔

مگر دادا جان میں نے ایسا کچھ کیا ہی نہیں ہے تو کیوں میں نکاح کروں۔۔۔۔ جب کے میں تو اس کے مجھے نشے کی دوائی دیتے ہی وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔ وہ بے بسی سے اپنا یقین دلارہا تھا۔

ہمیں کچھ نہیں سننا۔۔۔۔ سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔۔۔۔ دادا جان نے کرخت آواز میں کہا۔

اس وقت حال میں موجود بچوں بڑوں سب کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔۔

ایہا، رانیہ، افہام اور عائل کو داداجان سے ایسے فیصلے کی امید نہیں تھی۔۔۔۔ جب کہ رضیہ بیگم آنسو بہاتی دکھ سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

داداجان یہ آپ کیا بول رہے ہیں۔۔۔۔ بغیر کسی ثبوت کے آپ شاہ ویر کو اتنی بڑی سزا کیسے دے سکتے ہیں۔۔۔ حیات نے حیرت سے گنگ ہوتے داداجان کو دیکھا۔ حیات کیا تمہیں میری حالت دیکھ کے بھی کسی ثبوت کی ضرورت ہے۔۔۔۔ کیا تم دیکھ نہیں سکتیں میرے چہرے کے نشان۔۔۔

اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو چلو میرے ساتھ کمرے میں۔۔۔۔ میں تمہیں پوری رات کی اذیت کے نشان دیکھاؤ۔۔۔۔ وانیہ حیات کے مقابل آئی ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے آنسو صاف کرتی بولی۔

شاہ ویر نے حیات کو دیکھا۔۔۔ جیسے کہہ رہا ہو یہ جھوٹ بول رہی ہے۔

بس۔۔۔ تم سب جاؤ اور نکاح کی تیاری کرو تھوڑی دیر میں نکاح ہو گا۔۔۔ دادا جان کہتے ضبط سے مٹھیاں بھیجتے مڑ کے اپنے کمرے کی جانب قدم بڑھا گئے۔۔۔ مطلب صاف تھا کہ وہ اب کچھ بولنا یا سننا نہیں چاہتے۔

چٹاخ۔۔۔۔۔ تھپڑ کی آواز کے ساتھ دادا جان کے کمرے کی طرف جاتے قدم رکھے۔۔۔ انہوں نے مڑ کے دیکھا تو وانیہ بائیں جانب منہ کیئے گال پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔

ہال میں ایک دم سناٹہ چھا گیا۔۔۔ سب اپنی جگہ منہ پر ہاتھ رکھے کھڑے تھے۔

شاہویر بھی حیات کی حرکت پر حیران ہوئے بغیر نارہ سکا۔

اپنی بکواس اور جھوٹ بند کرو۔۔۔ اور سب کو سچ بتاؤ۔۔۔ حیات اسکے بازو کو دبو چتی دانت پیس کے بولی۔

حیات تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔ کیا تمہیں دیکھائی نہیں دی رہی میری
حالت۔۔۔ او اچھا تم اس لیے یہ سب کر رہی ہو کیونکہ میں تمہاری سوتن بنے جا رہی
ہوں۔۔۔۔

لیکن کیا میں یہ اپنی خوشی سے کر رہی ہوں۔۔۔ نہیں!!!! یہ سب تمہارے شوہر کی
وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔

جس نے نشے میں چور ہوتے ساری رات مجھے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔۔۔ پوری رات
میری عزت کو روندھتا گیا۔۔۔ وہ آنکھوں میں آنسو لیے غمگین لہجے میں بولی۔
پوری رات۔۔۔ وہ اس ڈھیٹ لڑکی کی اداکاری دیکھتی رسان سے بولی۔
ہاں پوری رات تمہارا یہ بدکردار شوہر۔۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔۔ اسکی چلتی زبان تو حیات کے ایک اور تھپڑ نے بند کیا تھا۔۔۔ جس
سے وانیہ کو اپنا دماغ سن ہوتا محسوس ہوا تھا۔

حیات۔۔۔۔۔ دادی نے سختی سے پکارے حیات کو باز رکھنا چاہا۔

خبردار جو میرے شوہر کو کچھ کہا تو۔۔۔۔۔ بد کردار کون ہے یہ میں اچھی طرح سے جانتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ سب کو نظر انداز کرتی بولی۔

ارے تم کیسی لڑکی ہو۔۔۔۔۔ تمہیں ایک بار بھی شرم نہیں آئی اپنی عزت خود کھوتے ہوئے۔۔۔۔۔ یا شاید تم جانتی نہیں کہ ایک لڑکی کے پاس اسکی عزت ہی ہوتی ہے۔۔۔۔۔

جو تم نے اپنے ہاتھوں سے خراب کی ہے۔۔۔۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے۔۔۔۔۔ کرخت آواز میں بولتی اسے شرم دلانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

حیات یہ تم کیا بول رہی۔۔۔۔۔ رضیہ بیگم نے آخر کار اپنی چپ تھوڑی۔

دادا جان آپ نے نا کوئی تصدیق کی نا کوئی ثبوت مانگا بس اپنے پوتے کو سزا سنادی۔۔۔۔۔

ان کی ایک بار بھی بات نہیں سنی۔۔۔۔۔ اسنے دادا جان کو دیکھتے مایوسی سے کہا۔

آپ کی اس نوا سی نے میرے شوہر پر جھوٹی تہمت لگائی ہے۔۔۔۔۔ آپ کا پوتا پوری رات اس کے ساتھ نہیں بلکہ میرے ساتھ تھا اور اس کے جھوٹ کا اندازہ آپ

لوگ یہیں سے لگالیں کہ اسنے بولا کہ شاہ ویر پوری رات اس کے ساتھ تھے۔۔۔۔۔
وہ وانہ کو گھورتی بولی تو وانہ اپنی بازی پلٹ جانے پر گڑبڑائی۔

اتنی پریشانی میں بھی شاہ ویر کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔۔۔۔ کیونکہ کوئی اس کے ساتھ ہونا ہو، کوئی اسکا یقین کرے یا نا کرے لیکن اسکی بیوی اسکے ساتھ تھی۔

یہ یہ جھوٹ ہے می۔۔۔۔۔ میں نے بولا تھا یہ میرے ساتھ۔۔۔۔۔ وانہ سے کوئی بات ہی نہیں بن پارہی تھی۔۔۔۔۔ اسے تو لگا تھا شاہ ویر رات وہیں بہوش ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ پر سکون ہو کے اپنے پلین پر دھیان دے رہی تھی۔

وانہ یہ سب کیا ہے۔۔۔۔۔ حیات کیا بول رہی ہے۔۔۔۔۔ پھپھونے بے یقینی سے اپنی بیٹی کو دیکھا۔

حیران تو سب ہی تھے اس نئے انکشاف پہ۔۔۔۔۔

ارے یہ کیا بولے گی۔۔۔۔۔ اس کا جھوٹ جو سب کے سامنے آ گیا ہے۔۔۔۔۔ حیات نے تمسخر سے اسے دیکھا۔

مجھے سمجھ نہیں آتا تم کیسی لڑکی ہو۔۔۔۔۔ جو کسی کو حاصل کرنے کے لیے اپنی عزت تک داؤ پر لگا سکتی ہو۔۔۔۔۔ تھو ہے تم جیسی بے حیا اور بے غیرت لڑکی پر۔۔۔۔۔ حیات نے افسوس سے کہا۔

ہاں کیا ہے میں نے سب۔۔۔۔۔ اور تم ہوتی کون ہو مجھے بے غیرت کہنے والی۔۔۔۔۔ میں شاہ ویر سے محبت کرتی تھی تم ہم دونوں کے بیچ آئی ہو اور مجھے تمہیں ہم دونوں کے بیچ سے ہٹانے کے لیے جس بھی حد تک جانا پڑا میں جاؤ گی۔۔۔۔۔ وہ اپنی تزیل محسوس کرتی جذبات میں آ کے خود ہی اپنا بیچ بول گئی۔۔۔۔۔ چٹاخ۔۔۔۔۔ یہ تیسرا تھپڑ تھا جو پھپھونے وانیہ کے منہ پر مارا تھا۔

شرم نہیں آئی ایسی بے ہودہ حرکت کرتے ہوئے۔۔۔۔۔ ارے اپنی نہیں تو ہماری عزت کا ہی کچھ خیال کر لیتیں۔۔۔۔۔ ثریا بیگم نے آنکھوں میں نمی لیے غصے سے کہا۔ جس جس نے بھی شاہ ویر کو غلط سمجھا تھا ان سب کا سر جھک گیا تھا۔۔۔۔۔ انہیں اب پچھتاوا ہو رہا تھا کہ کاش اگر پہلے وہ اسکی سن لیتے۔

کاش کے پہلے وہ لوگ صحیح سے تصدیق کر لیتے۔۔۔۔۔ لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا
سوائے پچھتاوے کے۔

سن لیا یا اور کچھ بھی سنا باقی ہے۔۔۔۔۔ مجھے بہت دکھ ہوا آج آپ سب پر آپ اپنے بیٹے
کو ہی سمجھ نہیں پائے اور بلا وجہ ان پر الزام لگاتے رہے۔

لیکن کہتے ہیں نا جھوٹ کی عمر بہت جھوٹی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ وہ کبھی نا کبھی سب کے
سامنے آ ہی جاتا ہے۔۔۔۔۔

اب آپ جانے اور آپ کی نواسی۔۔۔۔۔ میرے شوہر کا اس سب سے کوئی تعلق نہیں
ہے۔۔۔۔۔ چلیں شاہ ویر۔۔۔۔۔ حیات سب کو شرمندہ چھوڑتی شاہ ویر کا ہاتھ پکڑے
اوپر کمرے میں لے گئی۔

ثریا لے جاؤ اپنی بیٹی کو یہاں سے۔۔۔۔۔ مجھے آج کے بعد یہ لڑکی اپنے گھر میں نہیں
چاہیے نا ہی میرا اس سے کوئی تعلق ہے۔۔۔۔۔ دادا جان برہمی سے کہتے اپنے کمرے
میں چلے گئے۔۔۔۔۔

دادا کے جانے کے بعد ایک ایک کر سب ہی اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔۔۔۔۔
اب ہال میں صرف پر یا بیگم، فرہاد صاحب، رانیہ اور وانیہ ہی باقی تھے۔

بابا میں نے کچھ غلط نہیں کیا ہے اس میں۔۔۔۔۔ وانیہ کو اب بھی کوئی شرمندگی نہیں
ہوئی تھی وہ بے شرم لڑکی اب بھی خود کو صحیح کہہ رہی تھی۔

چوپ ایک لفظ نہیں۔۔۔۔۔ فرہاد صاحب غرائے۔۔۔۔۔ جس بیٹی کو اتنے لاڈ پیار سے
پالا تھا آج اسنے ہی انکا آرم شرم سے جھکا دیا تھا۔

اس لڑکی نے مجھے کسی کے سامنے نظریں اٹھا کے بات کرنے کے قابل نہیں چھوڑا
ثریا۔۔۔ فرہاد صاحب تکلیف سے کہتے باہر نکل گئے۔۔۔۔۔

ثریا بیگم بھی اسے بازو سے پکڑتی اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے باہر لے گئیں اور وہ خاموشی
سے ان کے ساتھ کھچتی چلی گئی۔۔۔۔۔ رانیہ بھی انہوں جاتا دیکھ ان کے پیچھے ہی
جلدی سے باہر بڑھی۔



تھینک یو حیات۔۔۔ تم نہیں جانتی آج مجھے جتنی تکلیف اپنوں کے رویوں نے دی ہے۔۔۔ اس تکلیف پر تمہارے یقین اور ساتھ نے مجھے سکون بخشا ہے۔۔۔

مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ میرے گھر والے ہی مجھ پر یقین نہیں کریں گے۔۔۔ شاہ ویر نے بیڈ پر بیٹھے کرب سے آنکھیں بند کیں۔

شاہ کوئی آپ کا ساتھ دے یا نادے زندگی کے ہر موڑ،،، ہر مشکل میں، میں آپ کے ساتھ ہمیشہ روں گی۔۔۔ حیات نے اسکے پاس بیٹھتے اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔

کیا پکارہ تم نے ابھی۔۔۔ وہ اسکی بھوری روشن آنکھوں میں دیکھتا پوچھنے لگا۔

شاہ۔۔۔ اسنے محبت سے مسکرا کے کہا

بہت اچھا لگا تمہارا یوں پکارنا۔۔۔ وہ بھی تھوڑا پر سکون ہوتا مسکرایا۔

میں نے سوچا آپ کا نام اتنا بڑا ہے "شاہ ویر" تو اسے کیوں ناچھوٹا کر دیا جائے۔۔۔ اس لیے اب سے میں آپ کو شاہ بلاؤ گی۔۔۔ وہ اسکا موڈ ٹھیک کرنے کی خاطر ہلکے ہلکے انداز میں بولی۔

لیکن میں تمہیں حیات ہی بلاؤ گا کیونکہ تم میری حیات ہو۔۔۔ میرے جینے کی وجہ ہو۔۔۔ میری روح کا سکون ہو۔۔۔ وہ محبت سے چور لہجے میں کہتا اسے اپنے ساتھ لگا گیا تو حیات نے بھی مسکرا کے اسکے کندھے پر سر رکھا۔

کہاں جا رہی ہو۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اسے اٹھتا دیکھ شاہ ویر نے پوچھا۔

ناشتہ لینے۔۔۔ اسے یاد آتے ہی کہ وہ لوگ بغیر ناشتہ کیے آئے تھے اٹھ کے نیچے جانے لگی تھی۔

صرف اپنے لیے لانا مجھے بھوک نہیں ہے،، میں نہیں کروں گا۔۔۔ اسنے انکار کیا۔

ٹھیک ہے تو پھر میں بھی نہیں جا رہی مجھے بھی بھوک نہیں ہے وہ واپس آتی بیڈ پر چڑ کے بیٹھ گئی۔

حیات تم کھالوپلیز میں بعد میں کھالوں گا۔۔۔ اسنے اسے منانا چاہا۔۔۔ لیکن
حیات شاید آج ضد کرنے کے موڈ میں تھی۔

ہاں تو میں بھی بعد میں کھالوں گی لیکن کھاؤ گی آپ کے ساتھ ہی۔۔۔ حیات جانتی
تھی شاہ ویر اداس ہے اس لیے اسنے بھی شاہ ویر کے ساتھ ہی کھانے کی ضد کی کیونکہ
اسے پتہ تھا وہ خود کے لیے کھائے یا نا کھائے حیات کے لیے تو ضرور کھائے گا۔

اچھا ٹھیک ہے تم لے آؤ ناشتہ۔۔۔ لیکن جلدی آنا ہمم۔۔۔ شاہ ویر اسکے پاس آتا
پیار سے پیشانی پر بوسہ دیتا واشروم میں چلایا۔

تو وہ بھی مسکرا کے ناشتہ لینے چل دی۔

ٹن ٹن۔۔۔ ہیلو۔۔۔ آج کے ہوئے ہنگامے کے بعد وہ پریشان سی صوفے پر بیٹھی
انگلیاں چبار ہی تھی۔۔۔ جب فون بجنے پر بغیر دیکھے ٹھاتے کال سے لگایا۔

کیسی ہوں بیا۔۔۔ دوسری طرف سے عائش کی خوشگوار آواز آئی۔

آپ کیوں مجھے بار بار تنگ کر رہے ہیں۔۔۔ وہ اسکی آواز پہچانتی بے زاریت سے بولی۔

میں تنگ کہاں کرتا ہوں۔۔۔ بس تھوڑی دیر تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ لیکن تم اتنی ظالم ہو کے بار بار میرا نمبر بلاک کر دیتی ہو یا اپنا فون ہی بند کر دیتی ہوں۔۔۔۔۔ اسنے بڑی اپنائیت سے شکوہ کیا۔

آپ کے پاس اور کوئی کام نہیں ہے جو میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔۔۔۔۔ وہ چڑ کے بولی۔ صحیح سمجھی ہو تم۔۔۔۔۔ میرے پاس تمہیں سوچنے اور تم سے باتیں کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے۔۔۔۔۔ اسکے محبت سے کہنے پر ایہا کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔۔۔۔۔

مطلب آپ انتہائی فارغ انسان ہیں۔۔۔۔۔ جبھی میرے ساتھ ٹائم پاس کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ ایہا نے چڑانے کی خاطر کہا۔۔۔۔۔ اسے اب اچھا لگنے لگا تھا اس سے بات کرنا۔

یا شاید وہ اس کی محبت سے کہی ہر بات کو دل میں جگہ دینے لگی تھی۔
بیاسب کچھ کہہ لینا لیکن میری محبت، میرے سچے جذباتوں کو کبھی ٹائم پاس کا نام نہیں
دینا۔۔۔

کیونکہ عائش آغاسب کر سکتا ہے لیکن ایہا شاہ کے ساتھ کبھی ٹائم پاس نہیں کر
سکتا۔۔۔۔ وہ جنونی انداز میں بولا۔۔۔۔

ایہا اسکا جنونی اور جذبات سے بھرپور لہجہ سنتی جلدی سے فون کاٹ گئی۔۔۔ دل نے
ایک دم تیزی سے دھڑکن شروع کیا تھا۔۔۔ ایک نیا نیا اور اچھا احساس محسوس ہوا
تھا۔۔۔ جسے وہ معصوم لڑکی سمجھنے سے قاصر تھی۔

وہ چار دیواری میں رہنے والی ایک عام سی لڑکی تھی۔۔۔ جس کی خواہش بھی عام
لڑکیوں کی طرح تھیں۔۔۔

کوئی اسے محبت دے، عزت دے، صرف اسے چاہے، ہر لڑکی کا یہی خواب ہوتا ہے اور ایہا کو آج ایسا ہی احساس ہو رہا تھا کہ کوئی ہے جو صرف اسے چاہتا ہے۔۔۔ اور یہ احساس اسے بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

وہ معصوم لڑکی انجانے میں ہی کسی کو دل میں بسانے لگی تھی۔۔۔ انجام کو بھول کر۔



چلیں جی ناشتہ آگیا ہے۔۔۔۔ وہ ناشتے کی ٹرے ہاتھ میں لیے کمرے میں داخل ہوئی

شاہ ویر آنکھوں پر کہنی رکھے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا اسکی آواز سنتا ہاتھ ہٹاتے اٹھ کے بیٹھا۔

پتہ ہے آپ پہلے خوش نصیب ہیں جسے میرے ہاتھ کا ناشتہ نصیب ہو رہا ہے۔۔۔ وہ

شرارت سے بولتی ناشتہ کی ٹرے بیڈ پر ہی اسکے سامنے رکھی خود بھی بیٹھی۔

واقع خوش نصیب تو میں بہت ہوں۔۔۔۔ تبھی تم میرے نصیب میں ہو۔۔۔۔ وہ

مسکرا کے اسکے چہرے کو دیکھتا بولا جو اسے ہی دیکھ رکھی تھی۔

آنکھیں دو سے چار ہوئیں۔۔۔۔۔ حیات زیادہ دیر محبت سے بھری آنکھوں میں نادیکھ سکی اور شرما کے نظریں جھکا گئی۔

اچھا چلیں اب ناشتہ شروع کریں ٹھنڈا ہو رہا ہے سب۔۔۔۔۔ وہ اسکی توجہ ناشتے کی طرف دلانے لگی۔۔۔۔۔ جو مسکراتی آنکھوں سے اسے تک رہا تھا۔
ہلکی پھلکی باتوں کے درمیان دونوں نے ناشتہ کیا۔۔۔۔۔

ناشتے سے فارغ ہو کے حیات ٹرے اٹھائے ٹیبل کی طرف بڑی جب شاہویر نے اسے مخاطب کیا۔

پیکنگ کر لو ہم کچھ دنوں کے لیے شہر جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ بیک گراؤنڈ سے ٹیگ لگائے بولا۔

مگر کیوں۔۔۔۔۔ وہ ٹرے رکھتی اسکی بات پر چونک کے وجہ پوچھنے لگی۔

میں نے ایک نیا پروجیکٹ شروع کیا ہے۔۔۔ اس لیے کام زیادہ ہے میں روز یہاں سے آنا جانا نہیں کر سکوں گا۔۔۔ اور تمہارے بغیر میں ایک منٹ رہ نہیں سکوں گا اس لیے تمہیں بھی ساتھ لے کے جاؤ گا۔۔۔ وہ عام سے لہجے میں بولا۔

یہ سچ تھا کہ اسے نئے پروجیکٹ پر کام کرنا تھا لیکن کام اتنا بھی نہیں تھا کہ وہ روز آنا جانا کر سکتے۔۔۔ وہ تو بس کچھ دنوں کے لیے یہاں سے جانا چاہتا تھا۔۔۔

آج جو اس کے اپنے گھر والوں نے اس پر یقین نہیں کیا تھا۔۔۔ وہ بات وہ بھول ہی نہیں پارہا تھا۔۔۔ اس لیے شاید سب سے ناراض ہو کے بھاگ رہا تھا۔

ٹھیک ہے۔۔۔ حیات کو سب سمجھ میں آ رہا تھا کہ کام تو ایک بہانا ہے۔۔۔ اصل مقصد تو اس ماحول سے دور جانا ہے۔۔۔۔۔ بس اس لیے وہ بھی مزید کچھ بولے مان گئی تھی۔



فائنلی۔۔۔۔۔ اب میں آزاد ہوں۔۔۔۔۔ اجالاہال میں داخل ہوتی خوشی سے بیگ
صوفے پر پھینکتی خود بھی گرنے کے انداز میں بیٹھی۔

آج کافی سناٹا لگ رہا ہے کہاں ہیں سب۔۔۔۔۔ وہ حیران ہوئی۔۔۔ کیونکہ اس وقت
کوئی ہونا ہودادی جان اور ایہا یہیں ہوتی تھیں۔۔۔ لیکن آج کوئی نہیں تھا۔
ارے کوئی ہے حویلی میں۔۔۔۔۔ اسنے انچی آواز پکارہ۔

کیا ہوا کیوں چلا رہی ہوں۔۔۔۔۔ عائل باہر جا رہا تھا جب اسکے چلانے پر اسکی طرح آیا
شکر کوئی تو ہے حویلی میں۔۔۔۔۔ وہ گہری سانس بھرتی آنکھوں گھوما کے بولی۔۔۔۔۔ تو وہ
اسکی اور ایکٹنگ دیکھانفی میں سر ہلاتے قدم باہر کی طرف بڑھانے لگا۔

ارے لالا کہاں جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ یہ تو بتاتے جائیں کے سب کہاں ہیں۔۔۔۔۔ وہ
اسے جاتا دیکھ جلدی سے اٹھتی اسکے پیچھے بھاگی۔

سب اپنے کمروں میں ہیں تم بھی جاؤ اپنے کمرے میں۔۔۔۔۔ وہ اسے جواب دیتا۔۔۔
اسکی سنے بغیر تیزی سے باہر نکل گیا۔

توبہ ہے بھاگے تو ایسے ہیں جیسے میں انہیں کھا جاتی۔۔۔ وہ منہ بناتی صوفے سے بیگ اٹھائے اوپر بڑھ گئی۔



دوپہر میں۔ دادی جان اور ایہا ہال میں بیٹھے تھے جب شاہ ویر اور حیات بڑا سا بیگ لیے نیچے آتے دیکھے۔

تم لوگ کہیں جارہے ہوں بیٹا۔۔۔۔ دادی نے سامان دیکھتے سوال کیا۔
حیات میں باہر تمہارا انتظار کر رہا ہوں جلدی آ جاؤ۔۔۔۔ شاہ ویر حیات سے کہتا دادی کی بات اگنور کر تابیگ لیے باہر نکل گیا۔

دادی نے بے بسی سے اپنے پوتے کو جاتے دیکھا۔۔۔۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اس نے دادی کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔ انہیں دکھ ہوا لیکن اب وہ بھی کیا کر سکتی تھیں غلطی بھی تو انہی کی تھی نا۔

جی دادی جان ہم شہر جارہے ہیں۔۔۔ شاہ ویر کو کچھ کام ہے تو وہ زور آنا جانا نہیں کر سکتے اس لیے کچھ دنوں کے لیے جارہے ہیں۔۔۔ حیات نے تفصیل سے بتایا۔

بیٹا وہ ہم سے ناراض ہے کیا۔۔۔ دادی نے اداسی سے پوچھا۔

دادی ایک آپ کے اپنے ہی تو ہوتے ہیں جن سے آپ کو امید ہوتی ہے کہ وہ انہیں کبھی غلط نہیں سمجھیں گے کبھی دکھ نہیں دیں گے۔۔۔

اور شاہ ویر کو بھی آپ سب سے ایسی ہی امید تھی۔۔۔ جو آپ سب نے توڑ دی ہے۔۔۔ وہ آفسردگی سے بولی۔

بیٹا ہم شرمندہ ہیں۔۔۔ ہم سے انجانے میں بھول ہو گئی۔۔۔ تم اس سے بولو ہمیں معاف کر دے۔۔۔ دادی کے لہجے میں نمی گھلی تو ابہا آنکھوں میں نمی لیے دادی کے پاس آتی کندھے پر ہاتھ رکھتے انہیں حوصلہ دینے لگی۔

دادی انجانے میں ہی سہی لیکن بے اعتباری کا زخم تو دے دیا ہے نا۔۔۔ اور زخموں کو بھرنے میں ٹائم لگتا ہے۔۔۔

آپ فکر نہیں کریں بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ وہ انکے قدموں میں بیٹھتی
انکی گود میں رکھے ہاتھ تھامتی مسکرا کے تسلی دینے لگی۔

انشاء اللہ وہ بھی پھیکا سا مسکرائی۔۔۔

خدا حافظ۔۔۔ وہ ایبہا اور دادی کو کہتی باہر نکل گئی جہاں شاہ ویر اس کا انتظار کر رہا تھا۔
وہ باہر آئی تو شاہ ویر پہلے سے ہی گاڑی میں بیٹا ہوا تھا۔۔۔ اسنے حیات کے بیٹھتے ہی
گاڑی اسٹاٹ کی

شاہ آپ آفس جائیں گے۔۔۔۔ اسے خاموشی سے ڈرائیو کرتے دیکھ حیات نے بات
کرنے کی خاطر پوچھا۔۔۔ جب کے وہ جانتی تھی کے اسے آفس ہی جانا ہے۔۔۔
صبح سے شاہ ویر کافی چپ چپ ہو گیا تھا۔۔۔ جیسے حیات پیار اور توجہ سے واپس پہلے
جیسا کرنا چاہتی تھی۔

ہممم تمہیں گھر چھوڑ کے پھر آفس جاؤ گا۔۔۔ اسنے سنجیدگی سے جواب دیا۔

میں سوچ رہی ہوں کیوں نا آج آپ کے ساتھ میں آفس چلوں۔۔۔۔ اچھا ہے اسی
بہانے آپ کا آفس بھی دیکھ لوں گی۔۔۔۔ پھر تھوڑی دیر میں ماما کی طرف چلی جاؤ
گی۔۔۔۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟؟؟؟ وہ اپنا پروگرام بناتی آخر میں اسکی رائے بھی جاننے
لگی۔

ہممم جیسے تمہیں اچھا لگے۔۔۔ وہ ہلکے سب مسکان کے ساتھ کہتا توجہ روڑ کی طرف
مرکوز کر گیا۔



بڑے ہی بے مروت ہو آپ عائش۔۔۔۔ اگر میں آپ کو یاد نا کرو تو آپ تو بھول ہی
جاؤ ہمیں۔۔۔۔ کال یس ہوتے ہی آمنہ کی خفاسی آواز آئی۔
ایسی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔ میں

ہاں ہاں میں جانتی ہوں اب آپ بولو گے،،،، میں بیزی ہوتا ہوں۔۔۔۔ کام زیادہ ہونے کی وجہ سے بات نہیں کر پاتا وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔ وہ اسکی بات کاٹتی اسکے ہزار بار کے بولے گئے جملے دوہرا گئی۔

چلو اچھا ہے تمہیں پہلے ہی سب پتہ ہے۔۔۔۔۔ وہ اسکی بات کا اثر لیئے بغیر آرام سے بولا۔

آپ ہو ہی بد تمیز۔۔۔۔۔ جبھی آپ کو فون کرو ہمیشہ بیزی جا رہا ہوتا ہے پتہ نہیں کس سے باتیں کر رہے رہتے ہوں۔۔۔۔

پتہ ہے امی آپ کو کتنا یاد کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ روز پوچھتی ہیں کے آج تمہاری عائش سے بات ہوئی۔۔۔۔ وہ کب آئے گا ہم سے ملنے۔۔۔۔ وہ اداسی سے بولی۔

اسکے لہجے کی اداسی محسوس کرتے عائش بھی سنجیدہ ہوا۔

اماں کو کہنا میں ان سے ملنے بہت جلد آؤ گا۔۔۔۔۔ ہم۔

بس ان سے ملنے۔۔۔۔۔ ہم آپ کے کچھ نہیں لگتے۔۔۔۔۔ وہ معصومیت سے بولی۔

ہاں بھئی تم سے بھی ملنے آؤ گا بس خوش۔۔۔ اب مجھے کام کرنے دو پھر بات ہوگی۔۔۔۔ وہ الوداعی کلمات کہتے فون بند کر گیا۔



ارے واہ بھا بھی آج آپ آفس میں۔۔۔۔ وہ لوگ ابھی آفس میں داخل ہی ہوئے تھے جب سامنے ہی ورکر کو کچھ بناتے افہام نے انہیں دیکھ خوشی سے کہا۔ میں نے سوچا ایک بار جا کے چیک تو کرو کے میرے دیور صاحب آفس میں کوئی کام وام بھی کرتے ہیں یا پھر سارے کام میرے بیچارے شوہر کو ہی کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔ وہ شرارت سے مسکراہٹ دبائے اسے گھور کے بولی۔

توبہ کریں بھا بھی آپ کے شوہر بیچارے تو کہیں سے نہیں ہیں۔۔۔۔ میں ہوں معصوم تبھی یہ سارا دن مجھ سے ڈھیر سارہ کام کرواتے ہیں۔۔۔۔

وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا بولا تو اسکی اداکاری پر حیات مسکرا دی۔۔۔۔ جب کے شاہ ویر نے اسے گھورا۔

اکسیوزمی ایوری ون۔۔۔۔ ان سے ملیں یہ ہیں میری وائف حیات شاہ ویر شاہ۔۔۔۔
وہ سب کو اپنی طرف متوجہ کرتا حیات کے گرد بازو کا گھیرا بناتا اسکا تعارف کروانے
لگا۔

شادی کی بہت بہت مبارک ہو سر،،، میم۔۔۔۔ سب اسٹاف نے تالیاں بجاتے
مبارکباد دی۔

تھینکس۔۔۔۔ انہوں نے مسکرا کے قبول کی۔

آؤ حیات میں تمہیں اپنا کین دیکھاؤ۔۔۔۔ وہ حیات کو لے کے آگے بڑھا تو افہام بھی
پیچھے ہی آیا۔

ایک منٹ تم کہاں آرہے ہو۔۔۔۔ جاؤ اور حیات کے لیے کچھ کھانے کو لاؤ۔۔۔۔ وہ ایک
دم پیچھے مڑتا افہام کو آنکھوں چھوٹی کیئے دیکھ کے بولا۔

نہیں شاہ میں بس تھوڑی دیر میں ماما کے گھر کے لیے نکلوں گی۔۔۔۔ اسنے انکار کیا

ٹھیک ہے افہام تم تھوڑی دیر میں حیات کو چھوڑ آنا۔۔۔ اور اب ہمارے پیچھے نہیں آنا۔۔۔ اپنا کام کرو جا کے۔۔۔ شاہ ویر اسے سختی سے کہتا حیات کو لیئے لفٹ کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسکا کیمین فسٹ فلور پر تھا۔

عزت ہی نہیں ہے تیری تو افہام۔۔۔ لگتا ہے جلدی شادی کرنی پڑھے گی کیا پتہ شادی کے بعد سب عزت کرنے لگیں۔۔۔ وہ سر جھٹکتا اپنے کام میں لگ گیا۔



حیات تھوڑی دیر بعد افہام کے ساتھ اپنے گھر آگئی تھی اور اب دروازے پر کھڑی دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہی تھی۔

آپی آپ۔۔۔ کیسی ہیں آپ اور آپ اکیلی آئی ہیں شاہ ویر بھائی نہیں آئے۔۔۔۔ کوئل دروازہ کھولتی خوشی سے اس کے گلے لگے سوالوں کی بو چھاڑ کر گئی۔

پہلے مجھے اندر تو آنے دو لڑکی۔۔۔ تم نے تو دروازے پر ہی سوال جواب شروع کر دیئے۔۔۔ وہ ہلکا سا تھپڑ اس کے سر پر لگاتی مسکرائی۔

سوری۔۔۔ کو مل دروازہ بند کرتی اسکو لیئے اندر بڑھی۔

ماما دیکھیں آج چاند ہمارے گھر آیا ہے۔۔۔۔ کو مل حیات کا ہاتھ پکڑے اسے اندر لاتی چہک کے بولی۔

ارے میں چاند کب سے ہو گئی۔۔۔ وہ اس کے ساتھ اندر آتی شمیم بیگم کے گلے لگتی نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔

آپ چاند ہی تو ہو وہ بھی عید کا۔۔۔ جب عید کا چاند دیکھتے ہیں تو رونق آ جاتی ہے گھر میں بھی اور چہروں پر بھی۔۔۔

ایسے ہی جب آپ آتی ہو تو ہمارے گھر میں رونق آ جاتی ہے۔۔۔ ورنہ آپ کے جانے سے تو گھر ایک دم سونا سونا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ وہ ادا سی سے بولی تو حیات کو اس پر بہت پیار آیا۔۔

ہاں حیات تمہارے بابا بھی تمہیں بہت یاد کرتے ہیں۔۔۔ شمیم بیگم نے پیار سے بتایا۔

میں بھی آپ سب کو بہت یاد کرتی ہوں۔۔۔۔ وہ انکے گلے میں باہیں ڈالے پیار سے بولی۔

اچھا یہ بتاؤ تم آئی کس کے ساتھ ہو۔۔۔۔ وہ اسے اکیلا دیکھ پوچھنے لگیں مجھے افہام چھوڑ کے گیا ہے۔۔۔۔ رات کو شاہ ویر لینے آئیں گے۔۔۔۔ اسنے بتایا۔ اچھا۔۔۔۔ اور سناؤ تمہارے سسرال میں سب کیسے ہیں۔۔۔۔ انہوں نے سب کی خیریت معلوم کی۔

جی سب ٹھیک ہے۔۔۔۔ ان کے پوچھنے پر حیات کو صبح کا واقع یاد آیا۔۔۔۔ وہ انہیں بنا کے پریشان نہیں کر سکتی تھی اس لیے نہیں بتایا۔ ماما خالہ کیسی ہیں۔۔۔۔ اسنے ندا بیگم کا پوچھا۔

وہ لاہور چلی گئی ہیں۔۔۔۔ روحان کی وہاں بہت اچھی جو ب لگ گئی ہے۔۔۔۔ انہوں نے بتایا اور اٹھ گئیں۔

اچھا تم لوگ باتیں کرو میں رات کے کھانے کا دیکھ لوں زرا۔۔۔ وہ کہتی کچن میں چلی گئیں۔

توحیات اور کوئل اپنی باتوں میں لگ گئیں۔



اجالا اٹھو کب سے سو رہی ہو۔۔۔ ابیہا رات کے کھانے پر اجالا کو بلانے آئی تھی۔
اجالا جب سے پیپر دے کے آئی تھی جب سے سو رہی رہی تھی۔۔۔ پہلے تو رضیہ بیگم
اٹھا دیتی تھیں لیکن آج ایسا نہیں ہوا تھا۔
انہوں نے ملازمہ سے معلوم تو کر لیا تھا کہ وہ آگئی ہے یا نہیں لیکن اسے اٹھایا نہیں
تھا۔۔۔

اب جب رات ہو گئی تھی تو ابیہا کو بھیجا تھا اٹھانے تاکہ وہ سب کے ساتھ کھانا کھا
سکے۔

تھوڑی دیر بعد اٹھتی ہوں۔۔۔ ایہا کے لائٹ کھولنے پر اجالا کمبل منہ پر لیتی بڑبڑائی۔
اجالارات ہو گئی ہے اٹھ جاؤ اب۔۔۔۔۔ ایہا نے کمبل کھینچا۔

جھوٹ نہیں بولوں مجھے پتہ ہے ابھی رات نہیں ہوئی ہے۔۔۔۔۔ وہ تھوڑی سی
آنکھیں کھولے بولی۔

اچھا تو خودی اٹھ کے دیکھ لو کے بار سورج نکلا ہے یا چاند۔۔۔۔۔ وہ چڑ کے بولی
اجالانے نیند میں ہاتھ چلا کے اپنا موبائل ڈھونڈا جو بیڈ پر ہی پڑا ہوا تھا۔

اجالانے ایک آنکھ کھول کے ٹائم دیکھا تو دنگ رہ گئی اور فورن بستر سے اٹھی۔

ایہا یہ کیا رات کے نو بج رہے ہیں۔۔۔۔۔ میں اتنی دیر تک سوتی رہی اور امی نے مجھے
جگایا بھی نہیں۔۔۔۔۔ وہ اسکے مقابل آتی حیرت سے بولی۔

کھانا لگ گیا ہے آجاؤ۔۔۔ وہ اسکی بات کو نظر انداز کرتی اپنی کہتی باہر نکلنے لگی جب
اجالانے کہنی سے پکڑ کے روکا۔

پریں سس سس سس!!!! اس وقت کون سا کھانا کھا رہے ہیں۔۔۔۔ ایک اور حیرت کا جھٹکا لگا۔۔۔۔ کیونکہ عموماً تو سب آٹھ بجے کھانا کھا چکے ہوتے ہیں۔

اوہو ایک دن دیر سے نہیں کھا سکتے کیا۔۔۔۔ ابہانے نظریں چراتے کہا۔۔۔۔ کیونکہ رضیہ بیگم نے اجالا کو کچھ بھی بتانے سے منا کیا تھا۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھیں کہ اجالا کو کچھ بھی پتہ چلے اور وہ بھائی کی چمچی لڑنے پہنچ جائے۔۔۔۔ ابہا تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہوں۔۔۔۔ وہ مشکوک ہوئی۔

نا۔۔۔۔ نہیں تو۔۔۔۔ اسکی زبان لڑکھرائی۔

جھوٹ نہیں بولوں بتاؤ کیا چھپا رہی ہو۔۔۔۔ کچھ ہوا ہے کیا حویلی میں۔۔۔۔ وہ آنکھیں چھوٹی کیئے اسے گھورنے لگی۔

پہلے وعدہ کرو بری ماما کو کچھ نہیں بتاؤ گی۔۔۔۔ اسنے ہاتھ آگے کرتے کہا۔

نہیں بتاؤ گی۔۔۔ اب جلدی سے بتاؤ۔۔۔ وہ جلدی سے ایہا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی
وعدہ کرتی بے صبری سے بولی۔۔۔۔ تو ایہا بھی گہری سانس بھرتی اسے سب بتادی
چلی گئی۔

کیا تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔ میں تو دانیہ آپنی کو صرف مغرور سمجھتی تھی
لیکن وہ اتنی مکار نکلیں گی یہ میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔

ان کی ہمت کیسے ہوئی میرے بھائی پر اتنا کھٹیا الزام لگانے کی۔۔۔ کیسے وہ میرے بھائی
بھابھی کو الگ کرنے کی کوشش کر سکتی ہیں۔۔۔ میں ابھی ان کے گھر جاؤ گی اور ان کو
سیدھا کرو گی۔

وہ غصے سے بھڑکتی آستیں اوپر چڑھاتی باہر نکلنے لگی جب ایہا نے اسے بازو سے پکڑتے
واپس کھینچا۔

پاگل لڑکی اپنے غصے پر قابو رکھو۔۔۔۔۔ تبھی تمہیں کچھ نہیں بتا رہی تھی کہ تم غصے میں ہر لحاظ بھول جاتی ہو۔۔۔۔۔ اب خدا کے لیے نیچے جا کے کچھ نہیں کہنا پہلے ہی سب پریشان ہیں!!!! سمجھیں۔۔۔۔۔

اس نے سمجھا یا لیکن اجالا کے چہرے سے کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا کہ وہ سمجھی ہے۔

ہاں میں سمجھ گئی ہوں کہ وانیہ آپی۔۔۔۔۔ نہیں آپی نہیں وہ اس لائق ہی نہیں ہے کے میں اسے آپی بولوں۔۔۔۔۔ وہ وانیہ اب میں اسے بتاؤں گی کہ کس کے بھائی سے پنگا لیا ہے اس نے۔۔۔۔۔

اب یہاں اسکی آنکھوں میں غصہ دیکھتے سر پہ ہاتھ مارا۔۔۔۔۔ مطلب سمجھانے پر بھی وہ نہیں سمجھی تھی۔

اجالا تمہیں شاہ ویر بھائی کی قسم ہے تم کچھ نہیں کرو گی۔۔۔ اور یہ تھی اجالا کی کمزوری۔۔۔ اب کچھ بھی ہو جائے اجالا شاہ ویر کی دی گئی قسم کبھی نہیں توڑے سکتی تھی۔

ایہا تم نے جانتے بوجھتے مجھے یہ قسم دی ہے نا۔۔۔ تم جانتی بھی ہو میں بھائی سے کتنا پیار کرتی ہوں پھر بھی۔۔۔ وہ اسے آنکھیں دیکھاتی بولی۔

اجالا یہ ضروری تھا تمہارے لیے۔۔۔ اچھا اب چلو نیچے۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ پکڑے اسے لے جانے لگی۔

منہ ہاتھ تو دھونے دو۔۔۔ اجالا دانت پیس کے غصہ ضبط کرتی بولی۔
اپس سوری۔۔۔ ایہا نے دانت نکالتے کہا تو وہ سر جھٹکتی باتھ روم میں گھس گئی۔



وہ لوگ تھوڑی دیر پہلے ہی گھر آئے تھے۔۔۔۔۔

شاہ ویر چنچ کر کے شرٹ لیس بیڈ پر لیٹا اپنے ہاتھ سے آہستہ آہستہ سرد بارہا تھا۔
کیا ہوا شاہ طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ کی۔۔۔ حیات چنچ کر کے آئی تو اسے اپنا سر
دباتے دیکھ پریشانی سے اسکے پاس آتی پوچھنے لگی۔

ہاں یار بس تھکن ہو گئی ہے تھوڑی۔۔۔ وہ اسکو دیکھتا آہستگی سے بولا۔
میں دبا دیتی ہوں۔۔۔ اسنے اسکے ہاتھ سر سے ہٹائے۔

تم بس میرے پاس آؤ۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ پکڑتا اسے اپنے برابر میں لیٹا گیا۔
شاہ ویر نے اسکے کھلے باہوں میں چہرہ چھپاتے گہرا سانس بھرا۔

شاہ آپ تھک گئے ہیں نا تو آرام کریں۔۔۔ اسکی گرم سانسوں کی تپش اپنی گردن
پر محسوس کرتے وہ خود میں سمٹی۔

میرا آرام صرف تم میں ہے کیا تم مجھے آرام دو گی۔۔۔ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا
جیسے اجازت مانگ رہا تھا۔۔۔

حیات نے شرم سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ مسکرا کے شرم سے بھاری ہوتی
پلکیں ایسے جھکالیں جیسے اسے اجازت دی ہو۔

اسکا شرمناشاہ ویر کو اور بے خود کرنے لگاتا۔۔۔۔۔ وہ آنکھوں میں ہزاروں جذبات
لیئے شرم سے جھکی آنکھیں پر اپنے لب رکھ گیا۔۔۔

وہ بار بار اس کے چہرے کے ہر نقش کو چومتا۔۔۔۔۔ اس کے چہرے پر محبت کے کئی رنگ
لانے کا باعث بن رہا تھا۔

وہ اس کے وجود میں گم ہوتا اپنی تھکن اتارتا گیا۔۔۔ اور حیات خاموشی سے اس کی
شدتیں سہتی رہی۔

سینیں گاڑی بھائی کے گھر کی طرف لے لیں۔۔۔۔۔ ابہا کا آج پیپر تھا۔۔۔۔۔ پیپر دینے
کے بعد وہ گاؤں جانے کے بجائے شاہ ویر کے گھر جا رہی تھی۔۔۔ جنہیں شہر آئے دو
دن ہو گئے تھے۔

گاڑی شاہ ویر کے گھر کے باہر روکی۔۔۔ وہ اپنا بیگ اٹھاتی گاڑی سے نکلتی دروازے کی جانب بڑی۔۔۔

چوکیدار نے اسے پہچانتے دروازہ کھولا۔۔۔۔

وہ اندر آئی تو حیات لان میں ہی بیٹھی ہوئی دیکھ گئی۔

اسلام و علیکم بھابھی۔۔۔ وہ چہکتی ہوئی آتی حیات کے گلے لگی۔

ارے ایہا و علیکم اسلام کیسی ہوں تم۔۔۔ وہ بھی خوشی سے ملی۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ وہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

اور حویلی میں سب کیسے ہیں۔۔۔ حیات اسے لیئے بیٹھی۔

سب اچھے ہیں۔۔۔۔ بس آپ لوگوں کو بہت مس کرتے ہیں۔۔۔۔ وہ آفسردگی سے بولی۔

شاہ ویر کا کام جیسے ہی ختم ہو گا ہم واپس آجائیں گے۔۔۔۔ اور تم بتاؤ کس کے ساتھ آئی ہوں۔۔۔۔۔ حیات نے مسکرا کے کہتے بات کو رخ بدلہ

میرا آج پیپر تھا تو میں نے سوچا کیوں نا آپ سے مل کے ہی جاؤ۔۔۔ اس لیے گاؤں جانے کی بجائے ڈرائیور کے ساتھ یہاں آگئی۔۔۔۔۔ ایہا نے بتایا۔

یہ تو اچھا کیا۔۔۔۔۔ لیکن تم ایک کام کیوں نہیں کرتیں جب تک تمہارے پیپر زہور ہے ہیں تم یہیں رک جاؤ۔۔۔۔۔ حیات نے مشورہ دیا۔

ہممم بات تو آپ کی صحیح ہے لیکن میری ساری بکس تو حویلی میں ہیں اور پھر سارے پیپر ز کی تیاری بھی عائل لا لا ہی کراتے ہیں۔۔۔۔۔ اسے مسئلہ پیش کیا۔

اس میں کون سی بڑی بات ہے افہام دیر سے آتا ہے میں اس سے بول کے تمہارا سامان منگوا لوں گی۔۔۔۔۔ اور رہی بات تیاری کی تو میں ہوں نا میں تمہیں اچھی سی تیاری بھی کروادوں گی۔۔۔۔۔ اسے منٹوں میں مسئلہ حل کیا۔

ارے واہ یہ تو بہت اچھا ہو جائیے گا۔۔۔۔۔ اسے خوش ہوتے کہا۔

اچھا... چلو آؤ کچھ کھاتے ہیں۔۔۔۔۔ حیات کہتی ایہا کو ساتھ لیئے اندر بڑھی۔



اجالا ایہا کو جا کے بولو میں اسکا ڈرائنگ روم میں انتظار کر رہا ہوں کتابیں لے کے آجائے۔۔۔۔۔ اجالا کو لان میں بیٹھا دیکھ عائل اسکی طرف آتا ایہا کو بلانے کا کہتے اندر بڑھنے لگا۔

نہیں ہے وہ حویلی میں۔۔۔۔۔ اسنے سنجیدگی سے کہا تو عائل کے جاتے قدم رکھے۔
کہاں گئی ہے۔۔۔۔۔ اسنے نا سمجھی سے اسے دیکھتے پوچھا جو ایک دم سیریس لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ ورنہ اجالا اور سیریس ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔
شہر میں ہے بھائی کے گھر۔۔۔۔۔ اسنے سر دلچے میں جواب دیا۔
وہاں کیا کر رہی ہے۔۔۔۔۔ عائل نے آئیبر واچکائے پوچھا۔۔۔۔۔ اسے آپ کچھ کچھ بات سمجھ آنے لگی تھی۔

پیسر دینے کے بعد وہاں گئی تھی۔۔۔ تو بھابھی نے روک لیا۔۔۔ اور افہام لالا سے اسکے کپڑے اور کتابیں وہیں منگوا لی ہیں۔۔۔۔۔ سنجیدگی تاہنوز قائم تھی۔

چلو ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ لیکن تمہارا منہ کیوں بنا ہوا ہے۔۔۔۔۔ اسکے چہرے پر بجے بارہ کو دیکھتے اسنے آخر پوچھ ہی لیا۔

اب آپ کو تو فرق نہیں پڑ رہا ہو گا نا۔۔۔۔۔ آپ کی بہن بیچ پیسروں میں چلی گئی ہے۔۔۔۔۔ اب آپ کو اسے پڑھانے کی فکر تھوڑی ہو گی۔۔۔۔۔

ابہا کے وہاں رکنے پر اجالانے بھی جانے کی ضد کی تھی جسے رضیہ بیگم نے ڈانٹ کر منا کر دیا تھا جس کی وجہ سے اجالا بھری پڑی تھی۔۔۔۔۔ اور اب اسکی بھڑاس عائل پر نکل رہی تھی۔

تو وہاں بھابھی ہیں وہ اسے پڑھا دیں گی۔۔۔۔۔ اس لیے مجھے فکر نہیں ہے۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی میری بہن بہت لائق ہے جلدی سب سمجھ جائے گی۔۔۔۔۔ اسنے اسے چڑاتے فخر سے کہا۔

ہاں بس میں ہی ایک نالائق ہوں باقی تو سب لائق فائق ہیں۔۔۔۔۔ وہ تپ کے اسے گھور کے بولی۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے۔۔۔۔۔ وہ مزید اسے تپا گیا۔

آپ سے تو انسان بات ہی نا کرے تو وہی اچھا ہے۔۔۔ ایک آپ کی بہن مجھے چھوڑ کے وہاں جا کے بیٹھ گئی ہے اور ایک آپ میرا پیچھا نہیں چھوڑتے۔۔۔۔۔ وہ غصے سے بڑبڑاتی پیر پٹختی اندر بڑھ گی۔

اسکی بڑبڑاہٹ اتنی تیز تو تھی کے عائل کے کان میں پڑ گئی تھی۔۔۔۔۔ جیسے سنتے اسکے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

زندگی میں پہلی بار ہوا تھا کے عائل شاہ کو کسی کو چڑا کے مزہ آیا ہو۔۔۔۔۔ ورنہ اس جیسا غصیل بندہ کبھی کسی مزاق پر بھی نا ہنسے۔



یہ لیں بھا بھی۔۔۔ آپ لوگوں نے تو مجھے ملازم سمجھ کے رکھا ہے۔۔۔۔ کوئی میری عزت ہی نہیں کرتا۔۔۔ حیات اور ایہالاؤنچ میں ہی بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں جب افہام لائنچ میں آتا اپنے ساتھ لایا ایہا کابیگ صوفے پر رکھتا دہائیاں دیتے خود بھی بیٹھا۔

کیا ہوا افہام کیا پھر اپنے لالا سے ڈانٹ سن کے آئے ہو۔۔۔۔ حیات نے جلے پر نمک چھڑکا۔

بس بھا بھی چھوٹا ہوں نا اس لیے سب سنا دیتے ہیں۔۔۔۔ اب آپ ہی بتائیں اگر میں تھوڑا لیٹ ہو گیا تو اس میں میری کیا غلطی ساری غلطی تو نیند کی ہے جو مجھے جوابوں میں میری رانی کو دیکھاتی ہے۔۔۔۔

بس اسی لیے میرا ٹھننے کو دل نہیں کرتا اور پھر آپ کے شوہر سے باتیں سننے کو ملتی ہیں۔۔۔۔ وہ پہلے نظریں کالا سوٹ پہنے بیٹھی ایہا کی طرف کیئے پھر حیات کو دیکھتا افسردگی سے بولا۔

ہائے میرے پیارے دیورجی۔۔۔ آنے دو شاہ کو پھر میں ان سے پوچھتی ہوں کے
کیسے میرے دیورجی کو اتنا تنگ کرتے ہیں۔۔۔ وہ بچوں کی طرح اسے پچکارنے لگی۔
تھینک یو بھابھی۔۔۔ ایک آپ ہی ہیں جو میرا احساس کرتی ہیں۔۔۔ وہ منہ بنا کے
ایسے بولا جیسے پتہ نہیں اس پر کتنا ظلم کرتے ہیں سب۔
اسکی شکل دیکھتے ایہا اور حیات کی ہنسی نکل گئی۔
ایہا بوا کو بولو کچھ کھانے کو لائیں۔۔۔ حیات نے ہنستے ہوئے کہا تو ایہا بھی ہاں میں سر
ہلاتی اٹھ کے کچن کی طرف بڑھ گئی۔
ویسے میرے دیورجی کے سپنوں کی رانی ہے کون۔۔۔ حیات نے شوخی سے پوچھا۔
ہائے بھابھی کیا بتاؤ آپ کو۔۔۔ وہ آہ بھرتے بولا۔
یہ بتائیں کے ہے کون اور کیا وہ جانتی ہے کے آپ اسے اپنے سپنوں میں بسائے
ہوئے ہیں۔۔۔ حیات نے مزاحیہ پوچھا۔

سپنوں میں کیا ہم نے اسے دل میں بسایا ہوا ہے۔۔۔۔۔ وہ دلکشی سے مسکراتا کچن کی طرف دیکھتا بولا۔

کیا مطلب واقع کوئی ہے میں تو سمجھی مزاق کر رہی ہیں۔۔۔۔۔ حیات نے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔۔ اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ سچ بول رہا ہو گا۔

ہا ہا ہا بھابھی اب آپ سے کیا چھپانا۔۔۔۔۔ وہ سر میں ہاتھ پھیرتا دوبارہ کچن کی طرف دیکھتا ہنس کے بولا۔

اچھا تو بتائیں وہ کون ہے اور آپ بار بار وہاں کیا دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ وہ اسے کچن کی طرف دیکھتے ہوئے بولی تو ایک پل کو افہام گڑبڑا گیا۔۔۔۔۔ وہ ایہا کے پیپر ز سے پہلے کسی کو کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا۔

وہ میں دیکھ رہا تھا کہ ایہا ابھی تک آئی نہیں کچھ کھانے کالے کے۔۔۔۔۔ وہ ہڑبڑا کے بولا۔

افہام کچھ چھپا رہے ہو۔۔۔۔۔ حیات نے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

آ۔۔۔ وہ بھا بھی میں چلتا ہوں دیر ہو رہی ہے بھائی انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔ وہ جلدی سے کہتا اٹھ کے باہر نکل گیا۔

ارے کہاں جا رہے ہو کچھ کھا کے تو جاؤ۔۔۔ حیات آوازیں دیتی رہ گئی لیکن وہ نکلتا چلا گیا۔

ارے بھا بھی کہاں گئے لالا۔۔۔ ایہا ہاتھ میں لوازمات سے بھری ٹرے پکڑے آئی تو افہام کو ناپا کے پوچھنے لگی

پتہ نہیں کیا ہوا کہہ رہا تھا دیر ہو رہی ہے اور کچھ سنے بغیر ہی چلا گیا۔۔۔ اسنے نا سمجھی سے کندھے اچکائے۔۔۔

اب اس کا کیا کروں۔۔۔۔۔ ایہا نے ٹرے کا پوچھا۔

کیا کرنا ہے ہم کھالیں گے۔۔۔ حیات نے ٹرے اس کے ساتھ سے لیتے کیا تو وہ بھی ہنستی ہوئی بیٹھ گئی۔

کھاتے کھاتے حیات کا دماغ افہام کی باتوں اور اسکی نظروں میں ہی الجھا ہوا تھا۔۔۔
وہ تھوڑا تھوڑا تو سمجھ رہی تھی لیکن جب تک خود پکا نہیں کر لیتی اس بارے میں کچھ
کہہ نہیں سکتی تھی۔۔۔۔



تمہیں کیا پسند ہے۔۔۔۔ شاہ ویر ٹیرس پر کھڑا کافی کا کپ ہاتھ میں پکڑے اپنے
کندھے پر سر رکھے کھڑی حیات سے پوچھنے لگا۔

مجھے ہر رنگ پسند ہے۔۔۔۔ ہر خوشبو سے پیار ہے۔۔۔۔ مجھے وہ چاند پسند
ہے۔۔۔۔ اسکی چاندنی سے پیار ہے

۔۔۔۔ مجھے بارش پسند ہے۔۔۔۔ بارش کے بعد اسکی مٹی کی خوشبو سے پیار ہے۔۔۔۔

مجھے سمندر کے کنارے چلنا پسند ہے۔۔۔۔ اسکی ہر آتی جاتی لہروں سے پیار ہے

۔۔۔۔ وہ اسکے کندھے پر سر رکھے کھولے آسمان کو دیکھتی بس بولے جارہی

تھی۔۔۔۔ اور وہ اسکی ہر بات دل میں بساتا۔۔۔۔ سنے جارہا تھا۔

چلو چلیں۔۔۔۔ اس کے چپ ہونے پر شاہ ویر حیات کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ کمرے میں لایا۔

کہاں جانا ہے۔۔۔۔ وہ نا سمجھی سے بس اس کے ساتھ چلتی جا رہی تھی جو سائڈ کورنر سے گاڑی کی چابی فون اور والیٹ اٹھاتا اسے لیئے کمرے سے باہر نکل رہا تھا۔
تمہاری ایک پسند کو پورا کرنے۔۔۔۔ وہ دلکشی سے کہتا احتیاط سے اسے لیئے سیڑھیاں اترنے لگا۔۔۔۔

مطلب۔۔۔۔ وہ نا سمجھی سے اترتی پوچھنے لگی۔

مطلب ہم سمندر پر جا رہے ہیں۔۔۔۔ وہ ایک لمحے رک کے اسکا ماتھا چومتا واپس ہاتھ پکڑے باہر نکلا۔

مگر اس وقت۔۔۔۔ اور ایسا وہ گھر میں اکیلی ہے۔۔۔۔ کم سے کم اسے تو بتانے دیں۔۔۔۔ وہ گاڑی تک آتی بولی۔

فکر نہیں کرو وہ سو گئی ہوگی۔۔۔ اور ویسے بھی پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے باہر
چوکیدار اور گارڈز سب موجود ہیں تو فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ سمجھی۔۔۔
اب بیٹھو جلدی۔۔۔ وہ گاڑی کا دروازہ کھولے کہنے لگا۔

وہ ایک مسکراتی نظر اس پر ڈالتی گاڑی میں بیٹھی تو شاہویر بھی دروازہ بند کرتا
ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا گاڑی اسٹارٹ کر گیا۔

چوکیدار نے جلدی سے دروازہ کھولا اور کچھ ہی منٹوں میں گاڑی ہوا سے باتیں کر رہی
رہی تھی۔



وہ سکون سے خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی لیکن شاید کسی سے اسکی سکون
کی نیند برداشت نہیں ہوئی۔۔۔ جی رات کے بارہ بجے فون ملا رہا تھا۔

اسنے نیندوں میں ہی تکیہ کے پاس رکھا فون اٹھاتے کال یس کرتے کان سے لگایا۔

ہیلو۔۔۔ نیند سے بھری آواز میں پوچھا۔

سورہی تھیں۔۔۔ دوسری طرف سے عائش کی مسکراتی آواز آئی۔

نہیں دھوپ میں پیٹھی چائے پی رہی تھی۔۔۔ وہ بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ جو منہ میں آیا بول گئی۔

اچھا تو کیسی بنی ہے چائے۔۔۔ عائش نے ہنسی دباتے پوچھا۔۔۔

آپ نے اتنی رات کو یہ پوچھنے کے لیے فون کیا ہے بھائی۔۔۔ وہ اسے پہچانے بغیر جمائی لیتی بولی۔

استغفر اللہ لڑکی۔۔۔ اب اپنے ہونے والے شوہر کو بھائی بولو گی۔۔۔ وہ فوراً بولا۔

ہونے والا شوہر۔۔۔ اسنے نا سمجھی سے مندی مندی آنکھیں کھولے فون کان سے ہٹا کے دیکھا جہاں اسکرین پہ عائش کا نام چمک رہا تھا۔۔۔ اسنے کچھ دن پہلے ہی اسکا نمبر سیو کیا تھا۔

آپ نے اتنی رات کو کیوں فون کیا ہے۔۔۔۔ اسکا نام دیکھتے ہی ایہا کی نیند بھنگ سے اڑی۔۔۔ اور وہ فورن اٹھ کے بیٹھی۔

کیا اب میں تمہیں ٹائم دیکھ کے فون کیا کروں گا؟؟؟۔۔۔ اسنے خفگی سے پوچھا جی۔۔۔۔ اسنے اک لفظی جواب دیا۔

وہ تو میں تمہیں کل بتاؤ گا کہ اب میں کب فون کیا کروں گا۔۔۔۔ مطلب۔۔۔۔ اسنے نا سمجھی سی پوچھا۔

مطلب یہ کہ کل تم مجھ سے ملنے آرہی ہوں۔۔۔۔ اور میں انکار نہیں سنوں گا۔۔۔۔ کیونکہ مجھے پتہ ہے تم شہر میں ہی ہو۔۔۔۔ اسنے حکمیہ کہا۔ آپ کو کیسے پتہ کہ میں شہر میں ہوں۔۔۔۔ وہ حیران ہوئی۔

بس پتہ ہے اور یہ بھی پتہ ہے تم کل مجھ سے ملنے آؤ گی۔۔۔۔ اسنے مسکرا کے کہا۔ جی نہیں۔۔۔۔ میں نہیں آؤ گی۔۔۔۔ اسنے صاف انکار کیا۔

ٹھیک ہے پھر میں تمہارے بھائی کے گھر آجاتا ہوں۔۔۔ مجھے امید ہے اب تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔۔۔ اسنے جان بوجھ کے کہا۔

آپ پاگل ہو گئے ہیں۔۔۔ مجھے کیوں اعتراض نہیں ہوگا۔۔۔ مجھے اعتراض ہی اعتراض ہے۔۔۔ وہ جلدی سے گھبرا کے بولی۔۔۔ کے کہیں ایسا نا ہو کہ یہ پاگل آدمی سچ میں ہی نا پہنچ جائے۔

ٹھیک ہے !!! تو پھر تم کل آرہی ہو مجھ سے ملنے؟؟؟۔۔۔ اسنے مصنوعی سنجیدگی سے پوچھا۔

میں نہیں آسکتی۔۔۔ میرا کل پیپر بھی نہیں ہے۔۔۔ گھر سے نکلنا مشکل ہے۔۔۔۔۔ اسنے مسئلہ بتایا۔

میں کچھ نہیں جانتا تم کل آرہی ہو یونیورسٹی میں وہیں سے تمہیں پک کر لوں گا اور اگر تم نہیں آئیں تو میں گھر آ جاؤ گا تم سے ملنے۔۔۔ اسنے اپنا فیصلہ سناتے اسکی سنے بغیر فون رکھ دیا۔۔۔

وہ بے بسی سے فون کو دیکھتی سر پکڑ کے بیٹھ گئی۔۔

وہ کبھی گھر سے اس طرح باہر نکلی نہیں تھی اور اب کسی کے بلانے پر جانا اسے بہت عجیب لگ رہا تھا۔۔۔ لیکن اب کیا کرتی عائش نے تو اسکی سنی ہی نہیں اور اگر وہ اپنی کرتا سچ میں گھر آگیا تو پھر وہ کیا جواب دے گی۔۔۔۔ یہی سب سوچتی وہ بیک گراؤنڈ سے ٹھیک لگائے آنکھیں موند گئی۔



وہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے سمندر کنارے چل رہے تھے۔۔۔۔۔
آتی جاتی لہریں چپل میں قید پاؤں کو چھوتی ایک اچھا احساس بخش رہی تھیں۔۔۔۔۔
چاند کی روشنی میں وہاں کا منظر حسین لگ رہا تھا۔۔۔۔ دور دور تک کوئی نہیں تھا۔۔۔
ہر طرف خاموشی تھی۔

کافی دیر واک کرنے کے بعد حیات اور شاہ ویر دونوں گاڑی کے بونٹ پر بیٹھے سمندر
میں اٹھتی لہروں اور خاموشی میں پیدا ہوتے لہروں کے شور کو سن رہے تھے۔۔۔۔

حیات کو یہ وقت اپنی زندگی کا سب سے خوبصورت وقت لگ رہا تھا۔۔۔۔۔ اسنے سوچا بھی نہیں تھا کہ کبھی اسے اتنا سکوں ملے گا۔۔۔۔۔ آج اسے اپنی ساری پریشانی ختم ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

شاہ ویر کا ساتھ، اسکا خیال رکھنا، ہر خواہش کو پورا کرنا، اسکا پیار کرنا،، ایسا لگ رہا تھا زندگی میں اس سے حسین اور کچھ نہیں ہے۔

شاہ ویر نے کب اس کے دل میں اتنا بڑا مقام بنا لیا یہ سوچ کر تو وہ خود بھی حیران ہو جاتی تھی۔۔۔۔۔ اسے تو لگتا تھا کہ کبھی وہ کسی سے محبت نہیں کرے گی لیکن شاہ ویر نے اسکی سوچ کو غلط ثابت کیا اور اسے خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دیا۔

شاہ آپ کو یاد ہے آپ نے مجھ سے پوچھا تھا!!!! کہ کیا آپ کی محبت نے میرے دل پہ دستک دی ہے۔۔۔۔۔ وہ اسکے کندھے پر سر رکھے سامنے دیکھتی پوچھنے لگی۔

ہممم یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے تم نے مجھے جواب نہیں دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ اسکے گرد حصار تنگ کر تا گھمبیر تا سے شکوہ کر گیا۔

آج میں آپ کو اسکا جواب دینا چاہتی ہوں۔۔۔ وہ ہونٹوں پر مسکان سجائے محبت سے بولی۔

تو پھر بتاؤ کیا میری محبت نے تمہارے دل پہ دستک دے دی؟؟؟؟۔۔۔ اسنے پھر سوال کیا

ہاں دے دی۔۔۔۔ اسنے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

تو کیا تم نے میری محبت کو اندر آنے دیا۔۔۔۔ وہ مسکراتا سا منے دیکھتا پوچھنے لگا۔۔۔۔۔ اسے خوشی ہو رہی تھی کہ حیات خود اس سے اپنی محبت کا اظہار کر رہی ہے۔۔۔۔

آپ کی محبت دستک دیتی خاموشی سے کب میرے دل میں داخل ہو گئی مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔۔۔ لیکن اب جب وہ میرے دل میں داخل ہو گئی ہے تو میں نے دل کا دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا ہے تاکہ ناب آپ کی محبت باہر جاسکے ناب کسی کی محبت اندر آسکے۔۔۔

آپ کی محبت دل میں بسا کے۔۔۔ اب کسی کی محبت کی جگہ نہیں بچی۔۔۔ آپ کی محبت نے مجھے آپ سے محبت کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔۔۔۔ اب میری آخری سانس تک میرے دل میں آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں آ سکتا۔۔۔

اتنے پیارے اظہارِ محبت پر شاہ ویر تو دم سادھے اسے بس سنتا جا رہا تھا۔۔۔ آج اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے زندگی کی سب سے بڑی خوشی مل گئی ہو۔۔۔ اس کا محبوب بھی اس سے محبت کرتا ہے اس سے زیادہ خوشی کی بات ایک عاشق کے لیے اور کیا ہو سکتی ہے۔

تھنک یو حیات مجھ سے محبت کرنے کے لیے۔۔۔ شاہ ویر نے محبت سے اس کے سر پر بوسہ دیا۔

تھنک یو آپ کا جو آپ میری زندگی میں آئے۔۔۔ حیات اس کی آنکھوں میں دیکھ کے کہتی۔۔۔ مسکرا کے واپس سر کندھے پر رکھ گئی تو اس نے بھی مسکراتے ہوئے دل میں اللہ کا شکر ادا کرتے سر حیات کے سر پر رکھا۔

چاند کی روشنی میں سمندر کنارے دودل مل کے ایک ہو گئے تھے۔۔۔ ایک طرف
محبت نکاح کے دو بولوں کے بعد دو طرفہ ہو گئی تھی۔۔۔

وہ شیشے کے سامنے کھڑی غائب دماغی سے بس بالوں میں کنگھا چلا رہی تھی جب کے
سوچوں کا دائرہ عائش کی باتوں کے درمیان کھوم رہا تھا۔۔۔

عائش نے میسج کر کے اسے کہا تھا کہ وہ یونی ٹائم میں آجائے اور وہ اسے یونی اوف
ہونے سے پہلے واپس چھوڑ دے گا۔۔۔

جس پر اس نے انکار بھی کیا لیکن اسکی وہی دھمکی کے اگر وہ نہیں آئی تو یونی کے اوف
ہوتے ہی وہ اسے گھر آجائے گا پھر وہ جانے اور اسے گھر والے۔۔۔

یہ سوچتے ہوئے وہ کشمکش میں مبتلا تھی کے جائے یا نہیں۔۔۔ اگر نہیں جائے گی تو
ایسا نا ہو وہ سچ میں یہاں آجائے اور جانا اسے کافی عجیب لگ رہا تھا۔۔۔

اسکی سوچوں کا تسلسل میسج کی ٹون کی آواز نے توڑا۔۔۔ وہ جلدی سے کنگھا ڈریسنگ
ٹیبل پر رکھتی بیڈ پر رکھے فون کی طرف بڑھی۔۔۔

ایک گھنٹہ گزر چکا ہے اور میں یونی کے باہر کھڑا تمہارا انتظار کر رہا ہوں!!!!!!"۔۔۔۔۔ میسج پڑتے ہی دل کی دھڑکنیں سست پڑیں۔۔۔۔۔ اسے سمجھنا آیا کے اب کیا کرے۔۔۔۔۔

میسج کو بار بار پڑھتے آخر وہ اس نتیجے پر پہنچی کے تھوڑی دیر کے لیے چلی جائے گی۔۔۔۔۔ جلدی جلدی تیار ہوتی شال اور ہنڈ بیگ لیتی باہر نکل گئی۔۔۔۔۔ باہر نکلی تو کچن سے حیات کی آواز آرہی تھی جسے سنتے اسنے کچن کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔۔۔

بھابھی میں یونی جا رہی ہوں کچھ نوٹس ہیں وہ لینے ہیں۔۔۔۔۔ ایہا کچن میں آتی سامنے ہی بوا کے ساتھ کھانا پکاتی حیات کو دیکھ نارمل انداز میں بولی جب کے اندر سے ڈر رہی تھی پہلی بار جھوٹ بول کے گھر سے باہر جانے پر۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ کتنی دیر میں آؤ گی۔۔۔۔۔ حیات نے مصروف انداز میں پوچھا۔۔۔۔۔ ایک گھنٹے تک آ جاؤ گی۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے بولی۔۔۔۔۔

او کے۔۔۔ حیات کے کہتے ہی وہ سکوں کا سانس بھرتی باہر نکل گیا۔

وہ گاڑی میں بیٹھی آنے والے وقت کا سوچ کے گھبرا رہی تھی۔۔۔ وہ ابھی تک صبح اور غلط میں اٹکی ہوئی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس کا فیصلہ صحیح ہے یا غلط۔۔۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب گاڑی یونی کے باہر رکی۔۔۔

آپ چلے جائیں مجھے تھوڑا ٹائم لگے گا تو میں فری ہو کے کال کر لوں گی۔۔۔ وہ ڈرائیور سے کہتی گہری سانس بھرتی باہر نکلی اور ڈرائیور کو دیکھانے کے لیے یونی کے اندر بڑھ گئی۔۔۔

وہ دروازے کی آڑ میں چھپتی ڈرائیو کے جانے کا انتظار کرنے لگی جیسے ہی گاڑی وہاں سے گئی وہ باہر نکل آئی اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی یونی سے تھوڑا آگے ہی عائش آنکھوں پر سن گلاسز لگائے گاڑی سے ٹیک لگا کے کھڑا تھا۔۔۔

وہ بلیک پینٹ شرٹ میں موجود تھا۔۔۔ شرٹ کی ہاف آستینوں سے اسکے کسرتی بازو دیکھ رہے تھے۔۔۔ بالوں کو اچھے سے سیٹ کیئے وہ بہت ہنڈ سم لگ رہا تھا ایک پل تو ایہا اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔

وہ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتی گہری سانس لئے اسکی طرف قدم بڑھا گئی۔
عائش اسے اپنی طرف آتے دیکھ چہرے پر مسکراہٹ سجائے سیدھا ہوا۔
وہ اسکی طرف آئی تو کچھ کہے بغیر جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔
ایہا نے ایک نظر اسے دیکھتے آس پاس دیکھا اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ اسے ڈر بھی لگ رہا تھا کہ کہیں کوئی دیکھ نالے۔۔۔۔۔ اگر کوئی دیکھ لیتا تو وہ کیا جواب دیتی۔۔۔۔۔

اسکے گاڑی میں بیٹھتے ہی عائش جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔۔۔۔۔ اور گاڑی اسٹاٹ کی۔

کہاں لے کے جا رہے ہیں۔۔۔ آپ کو جو بھی بولنا ہے جلدی اور یہیں بولیں۔۔۔۔
وہ گاڑی اسٹاٹ کرتے دیکھ گھبرا کے بولی

بیاہم یوں روڈ پر گاڑی میں بیٹھ کے تو بات نہیں کر سکتے نا۔۔۔ کسی ریسٹورنٹ میں
بیٹھ کے آرام سے بات کریں گے۔۔۔ عائش نے نرمی سے سمجھایا۔۔۔

تو اسے بھی عائش کی بات ٹھیک لگی اس لیے آہستہ سے سرہاں میں ہلاتے چلنے کی
اجازت دی۔۔۔ جس پر عائش نے فورن عمل کیا۔



جاؤ یہ کپڑے عائل کو دے آؤ۔۔۔ رضیہ بیگم استری ہوا واسوٹ ایہا کو دیتی کہنے
لگیں۔

امی اتنے ملازم ہیں گھر پہ پھر بھی آپ نے مجھے ہی اٹھانا ہے۔۔۔ وہ ان کے کمرے میں
بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔ جب ان کے کہنے پھر براسا منہ بنا گئی۔

تم جانتی ہو عائِل کو پسند نہیں ہے کے کوئی ملازمہ اس کی موجودگی میں اس کے کمرے میں جائے۔۔۔ اور اگر تم نہیں دینے جانا چاہتیں تو یہ اپنے بابا کا سوٹ استری کرو جب تک میں عائِل کو سوٹ دی کے آتی ہوں۔۔۔۔

ان کے گھر کے آدمیوں کے کپڑے کبھی کوئی ملازمہ نہیں دھوتی تھی یا تو دھوبی دھوتے اور استری کرتے تھے یا گھر کی عورتیں۔۔۔

ارے امی آپ جائیں گی پھر آئیں گی۔۔۔ فضول میں تھک جائیں گی۔۔۔ میں دے آتی ہوں نا۔۔۔ وہ کام چور لڑکی استری کرنے سے بچنے کے لیے جلدی سے ان سے عائِل کے کپڑے لیتی باہر نکل گئی۔

کہاں جارہی ہو چھوٹی موٹی۔۔۔ افہام جو آفس جانے کے لیے تیار شیار ہوئے نیچھے آیا تھا اجالا کو کپڑے لے جاتے دیکھ پوچھنے لگا۔

عائِل لالا کو کپڑے دینے جارہی ہوں۔۔۔ وہ اسے جواب دیتی آگے بڑھ گئی۔۔۔

ارے ارے رو کو تو۔۔۔۔۔ افہام نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے دماغ میں چلتی شرارت کو عملی جامہ پہنایا۔۔۔۔۔ اسنے ہال میں رکھے صوفے سے کشن اٹھتے اجالا کو مارا جو سیدھا اجالا کے سر پر لگتا اسے دن میں تارے دیکھا گیا

آ۔۔۔۔۔ یہ کیا تھا۔۔۔۔۔ وہ غصے سے سر پر ہاتھ رکھے مڑی۔

میں تم سے بات کر رہا ہوں اور تم چلتی جا رہی ہوں یہ اس کی سزا تھی۔۔۔۔۔ وہ اسے گھورتے ہوئے بولا جب کے دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔

اب میں اب کو چھوڑو گی نہیں۔۔۔۔۔ اسنے دانت پیس کے کہا۔

ہن۔۔۔۔۔ بہت دیکھے ہیں تم جیسے تم کچھ نہیں کر سکتیں۔۔۔۔۔ وہ چڑانے اور اجالا کو غصہ دلانے کی خاطر جان بوجھ کے بولا۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ جانتا تھا اجالا غصے میں کچھ نہیں دیکھتی۔۔۔۔۔ اور ہوا بھی یہی تھا۔۔۔۔۔ اسکی سوچ کے عین مطابق اجالا نے ریٹکٹ کیا تھا

جب کے افہام دروازے کی اوٹ میں سے جھنکتا عائل سے پڑنے والی اجالا کی ڈانٹ کو سوچتے ہنستے ہوئے باہر نکل گیا

میں کس کام کے لیے جارہی تھی۔۔۔۔۔ اسے یاد آیا کہ وہ تو کسی کام سے جارہی تھی لیکن کہاں اور کیوں جارہی تھی یہ یاد نہیں آرہا تھا۔۔۔۔۔

اسنے سوچتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا لیکن جب نظر اپنے ہاتھ میں موجود عائل کے سلوٹوں بھرے سوٹ پر گئی تو آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

یہ کیا عائل لالا کا سوٹ تو پورا خراب ہو گیا۔۔۔۔۔ افف اب میں کیا کرو۔۔۔۔۔ یہ سب افہام لالا کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔۔۔ وہ پریشانی سے ماتھا مسلتی سوٹ کو صحیح کر کے دیکھتے لگی۔

امی کے پاس واپس لے کے جاؤں۔۔۔۔۔ وہ سوچنے لگی۔

نہیں نہیں بہت بے عزتی کریں گی۔۔۔۔۔ اپنی ہی سوچ کی نفی کرتے بے بسی سے سوٹ کو دیکھنے لگی۔

اتنا بھی نہیں ہوا۔۔۔ تھوڑی سی ہیں یہ تو ہاتھ سے ٹھیک ہو جائیں گی۔۔۔ وہ بے شمار سلوٹوں کو تھوڑا سا کہتی ہاتھ کو استری سمجھ کے اس سے صحیح کرتی عائل کے کمرے کے دروازے پر پہنچ کے دستک دینے لگی۔

ہممم ٹھیک ہے۔۔۔ وہ خود کو مطمئن کرتی سوٹ کو دیکھ کے بولی۔

آجاؤ۔۔۔۔۔ عائل کی آواز پر وہ مسکرا کے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی۔

لالا یہ آپ کے کپڑے۔۔۔ وہ صوفے پر بیٹھے لیپ ٹاپ یوز کرتے عام کو دیکھ کے کہتی کپڑے بیڈ پر ٹھیک سے رکھنے لگی۔

ہممم ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ اسنے ایک مصروف سی نظر اپنے کپڑوں پر ڈالی اور پھر واپس لیپ ٹاپ کی طرف کر لیں۔۔۔۔۔ لیکن پھر ایک دم اسنے واپس کپڑوں کی طرف دیکھا اور لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھتا کپڑوں کی طرف بڑھا۔

اچھا لالا میں چلتی ہوں۔۔۔۔۔ اسے کپڑوں کی طرف آتا دیکھ وہ جلدی سے کہتی نکلنے لگی

جی۔۔۔۔۔ اسنے معصومیت کی انتہا کی۔

یہ کیا ہے۔۔۔۔۔ عائلے نے بیڈ پر رکھے کپڑوں کی طرف اشارہ کرتے تیوری
چڑھائے پوچھا۔

کپڑے ہیں۔۔۔۔۔ اسنے تھوک نگلتے ہا مشکل مسکرا کے جواب دیا۔

میں نے استری کرنے کے لیے دیئے تھے۔۔۔ تو کیا یہ استری شدہ ہیں؟؟؟۔۔۔ وہ اسے دیکھ ایک آئینہ اچکائے سوال کرنے لگا۔

استری ہوئی وی تو ہے۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہے،،، ہوئی وی تھی۔۔۔۔۔۔۔ وہ روانگی

میں بولنے لگی تھی جب عامل کے گھورنے پر آہستہ سے بولی۔۔۔

تو خراب کیسے ہوئی۔۔۔۔۔ اسنے سنجیدگی سے پوچھا۔

میری کوئی غلطی نہیں ہے ساری غلطی افہام لالا کی ہے۔۔۔ وہی مجھ سے لڑنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ جب انہوں نے مجھے کشن مارا تو میرے ہاتھ میں آپ کے کپڑے تھے،،

مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا اور غصے میں آپ کے کپڑے موڑ توڑ کے انہیں مار دیئے۔۔۔۔ اور اس۔۔۔ وہ اپنی بولے جارہی تھی جب عائشہ کی سخت گھوری نے اسکی چلتی زبان کو بریک لگائی۔

اب یہ کپڑے پکڑو اور دو منٹ میں مجھے استری کر کے دو۔۔۔۔ وہ کپڑے اس کے ہاتھ میں تھماتے صوفے پر بیٹھتے واپس لیپ ٹاپ کھول گیا۔

اجالانے منہ بناتے کپڑے اٹھائے اور باہر نکلنے لگی جب عائشہ کی آواز نے پھر قدم روکے۔

کہاں جا رہی ہو۔۔۔ یہیں استری کرو۔۔۔ وہ اسے کپڑے لیے باہر جاتا دیکھ سنجیدگی سے بولا۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا وہ خود تو کرے گی نہیں اور جا کے واپس بڑی ماما کے متھے مار دے گی۔۔۔ جب کے غلطی اسکی خود کی تھی۔

میں کر کے لے آتی ہوں نا۔۔۔ اسنے جان چھڑانی چاہی۔

یہیں کرو یہاں بھی استری ہے اور جلدی کرنا مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ اسنے جیسے فیصلہ سنایا تھا۔۔

وہ مرتی کیا نا کرتی۔۔۔ کپڑے لیے اسٹینڈ تک آئی اور مرے مرے ہاتھوں سے کرنے لگی۔

آہہہہ۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اجالا کی ایک دم چیخ پر وہ پریشانی سے اٹھتا اسکے سامنے آیا۔

وہ۔۔۔ وہ یہ۔۔۔ اسنے ڈرتے ڈرتے قمیض اسکے سامنے کی جسے دیکھتے عائل کا پارہ ہائی
ہوا۔

یہ کیا کیا ہے تم نے کام چور لڑکی۔۔۔ وہ اپنی سینے کے پاس سے جلی قمیض کو دیکھتا
غصے سے ڈھاڑا۔

می۔۔۔ میں نے جان بوجھ کے نہیں کیا۔۔۔ وہ من منائی۔
دھیان کہاں تھا تمہارا۔۔۔ وہ پھر چیخا۔

دیکھیں آپ مجھ پر اس طرح چیخ نہیں سکتے۔۔۔ ایک تو غلطی اس استری کی ہے جو
پتہ نہیں کیسے تیز ہو کے آپکی قمیض جلا گئی۔۔۔ اور آپ۔ مجھ پر غصہ ہو رہے
ہیں۔۔۔ وہ خود کو مضبوط ظاہر کرتے سارا الزام استری پر ڈالتی خود بری الزمہ
ہو گئی۔

ابھی اور اسی وقت نکل جاؤ میرے کمرے سے۔۔۔ وہ غصہ ضبط کرتے مٹھیاں بھیج
کے بولا۔

میں تو کب سے یہی چاہ رہی تھی۔۔۔۔۔ اجالا دل میں بولتی جلدی سے باہر نکل گئی۔
اسکے نکلتے عائل نے زور سے دروازہ بند کیا۔

ہا۔۔۔ شکر بچ گئی۔۔۔ لیکن یہ افہام لالا آنے دوا نہیں۔۔۔ چھوڑو گی نہیں
میں۔۔۔ وہ اپنے کمرے میں آتی سانس بھرتے ایسے بولی جیسے کسی قید خانے سے
نکل کے آئی ہو۔۔۔



وہ دونوں ریسٹورنٹ میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔ ایہا نے کچھ بھی کھانے سے انکار کر دیا تھا جس پر عائش نے صرف جو س منگو الیا تھا۔۔۔

عائش کب سے ایسا کو محبت بھری نظروں سے دیکھے جا رہا تھا جس سے وہ پزل ہوتی
کبھی ادھر ادھر دیکھتی تو کبھی نظریں جھکائے انگلیاں مڑوڑنے لگتی۔

عائش آپ نے کچھ بات کرنی تھی پلیز وہ کریں اور چلیں یہاں سے۔۔۔ بڑتی خاموشی کو ابہانے ہی توڑا۔

پہلے جی بھر کے دیکھ تو لینے دو۔۔۔ وہ گھمبیر لہجے میں کہتا ایہا کی ہتھیلیوں میں نمی لے آیا تھا۔

وائٹ سوٹ کے ساتھ ڈارک بلو شال لیئے دوپٹہ سر پر اوڑھے۔۔۔ کالے بالوں کی چند لٹیں چہرے پر جھول رہی تھیں۔۔۔ چھوٹی سی ناک جس میں باریک سانگ چمک رہا تھا۔۔۔ کالی آنکھوں میں گھبراہٹ صاف عیاں تھی۔۔۔ عالش کا دل ہی نہیں کر رہا تھا اتنے حسین چہرے سے نظریں ہٹانے کا۔

وہ ڈرپوک اور معصوم سی لڑکی جو کبھی گھر سے باہر نہیں نکلیں تھی۔۔۔ آج کسی ایسے آدمی کے ساتھ جو اسکے بھائی کا کلائنٹ تھا۔۔۔

جس کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتی تھی ایک ایسے آدمی کے ساتھ اکیلے بیٹھی ہوتی تھی اور اوپر سے اسکی باتیں رہی سہی جان بھی نکال رہی تھیں۔

عالش میں گھر پر صرف ایک گھنٹے کا بول کے آئی تھی اور اب ایک گھنٹا ہونے بھی والا ہے۔۔۔ پلیز آپ کو جو بات کرنی ہے وہ کریں۔

بیا میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ اپنی سحر زدہ بھوری انہیں ایہا کی کالی چمکتی آنکھوں میں ڈالے بولا۔

عائش۔۔۔ یہ،،، آپ کیا بول رہے ہیں۔۔۔۔۔ دل کی دھڑکنیں کانوں میں سنتی کپکپاتی آواز میں بولی

میں تم سے محبت کرتا ہوں یہ میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں اور اب شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

عائش اگر آپ کو مجھ سے شادی کرنی ہے تو میرے گھر رشتہ لانا ہو گا۔۔۔۔۔ اور اگر میرے گھر والے مان گئے تبھی ہماری شادی ہو گی ورنہ نہیں۔۔۔۔۔ وہ نظریں جھکائے بولی۔

میں بہت جلد تمہارے گھر آؤ گا اور انکار نہیں سنوں گا سمجھیں۔۔۔۔۔ اسنے انگلی اٹھے تنبیہ کیا۔

میں شادی اپنے گھر والوں کی مرضی سے کرو گی۔۔۔۔۔ اسنے سمجھانا چاہا۔

کیا تم مجھ سے پیار نہیں کرتیں۔۔۔ اسنے سوال کیا۔

نہ۔۔۔ نہیں عائش۔۔۔ اسنے اٹکتے ہوئے کہا۔

اگر تم مجھ سے پیار نہیں کرتی تو آج یہاں میرے سامنے نہیں بیٹھی ہوتیں۔۔۔۔ وہ یقین سے کہتا ایہا کو سوچ میں ڈال دیا۔۔۔۔

وہ اس کی بات پر خود بھی کنفوز ہوتی اپنے دل سے پوچھنے لگی اور وہاں بھی اسے عائش کا ہی نام ملا۔۔۔۔ لیکن وہ ابھی بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔

عائش آپ کی۔۔۔۔ اس سے پہلے کے وہ کچھ اور پوچھتی اسکا فون بجنے لگا اسنے گھبرا کے جلدی سے فون نکالا تو حیات کی کال آرہی تھی۔

ہیلو جی بھابھی۔۔۔۔ وہ کال ریسیو کرتی نارمل انداز میں بولی۔

کب تک آرہی ہوں ایہا۔۔۔۔ تم نے کہاں تھا ایک گھنٹے تک آ جاؤ گی اور آپ تو دو گھنٹے ہونے والے ہیں مجھے فکر ہو رہی تھی تمہاری۔۔۔ وہ فکر مندی سے کہنے لگی۔

جی بھا بھی بس آرہی ہوں تھوڑی دیر میں۔۔۔۔ آپ دس منٹ بعد ڈرائیور کو بھیج دے گا۔۔۔۔ ابیہا کے کہنے پر حیات نے اوکے کہتے فون رکھ دیا۔

عائش پلینز مجھے یونی چھوڑ دیں جلدی سے۔۔۔۔ وہ فون بیگ میں رکھتی اٹھ گئی جو س تو پی لو پھر چلتے ہیں۔۔۔۔۔ عائش بھی کھڑا ہوا۔

نہیں دیر ہو رہی ہے پلینز چلیں۔۔۔۔ اسنے پھر پریشانی سے کہا۔۔۔۔ اسے بار بار ڈر لگ رہا تھا۔۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا کوئی انہیں دیکھ رہا ہے۔۔۔۔ وہ جب بھی دیکھتی تو سب اپنے کاموں میں مصروف ہوتے اور وہ یہ سمجھتی کے پہلی بار ایسے جھوٹ بول کے ملنے آئی ہے اس لیے لگ رہا ہوں گا۔

اوکے چلو۔۔۔۔ بل اسنے پہلے ہی پے کر دیا تھا اس لیے بس ٹیبل پر رکھی گاڑی کی چابیاں اٹھتا اسے لیے باہر نکل گیا۔۔۔۔

وہ اسے ہر تھوڑی دیر بعد تیز گاڑی چلانے کو کہتی اور وہ اسے ہر بار ریلیکس رہنے کا بولتا۔

پھر کب مل رہی ہوں۔۔۔ گاڑی ایک جھٹکے سے یونی سے تھوڑا دور روکتے اسنے مسکرا کے پوچھا۔

کبھی نہیں۔۔۔ وہ دوبدو کہتی گاڑی سے نکل کے یونی کے دروازے کے پاس کھڑی ہو گئی اور تھوڑی ہی دیر بعد اسکا ڈرائیور آ گیا تھا۔

جب تک وہ چلی نہیں گئی عائش بھی وہیں کھڑا رہا۔۔۔ اس کے جاتے ہی عائش نے گاڑی اسٹاٹ کی اور ایک پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ آگے بڑھالے گیا۔ کیا خبر ہے۔۔۔ درخت کے پیچھے چھپے آدمی کے کان سے لگے فون کی دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

ابھی عائش سر کسی لڑکی کے ساتھ ریسٹورینٹ گئے تھے اور پھر اس لڑکی کو یونیورسٹی بھی چھوڑا ہے۔۔۔ آدمی نے اطلاع دی۔

ہممم ٹھیک ہے جب بھی ایسی کوئی بات لگے فورن مجھے بتانا۔۔۔ دوسری طرف سے کہتے ہوئے فون رکھ دیا تو وہ آدمی بھی اپنے راستے ہو لیا۔



دن تیزی سے گزر رہے تھے۔۔۔ آج ایہا کا آخر پیپر تھا وہ پیپر دے کے واپس آئی تو کچن سے کھانوں کی بہت اچھی خوشبو آرہی تھی وہ بیگ صوفے پر رکھتی کچن کی طرف بڑھی۔

واہ بھابھی بہت اچھی خوشبو آرہی ہے۔۔۔ لگتا ہے کچھ اسپیشل بن رہا ہے آج۔۔۔ ایہا کچن میں آتی ہنڈیا میں جھانکتی چمچہ چلتی حیات کو دیکھ کے بولی۔ آج کچھ نہیں بہت کچھ اسپیشل بن رہا ہے۔۔۔ حیات نے خوشی سے بتایا۔ کس خوشی میں۔۔۔ اسنے تجسس سے پوچھا۔

اس خوشی میں کے۔۔۔ حیات نے دانستہ بات ادھوری چھوڑ کے تجسس بڑھایا۔ کے،،، کے آگے بھابھی۔۔۔ اسنے بے چینی سے پوچھا۔

کے آج حویلی سے سب آرہے ہیں اور ہم آج حویلی جا رہے ہیں۔۔۔ حیات نے جوش سے بتایا۔

ہیں!!!! اگر ہم جا رہے ہیں تو وہ کیوں آرہے ہیں اور اگر وہ آرہے ہیں تو ہم کیوں جا رہے ہیں۔۔۔ وہ نا سمجھی سے بولی۔

اففف ایہا میرا مطلب ہے وہ لوگ یہاں آئیں گے پھر ہم ان کے ساتھ ہی حویلی جائیں گے۔۔۔ ہم تو بس تمہارے پیپرز ختم ہونے کا انتظار کر رہے تھے جواب ختم ہو گئے ہیں تو اب رکنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔۔ وہ کام کرتی سمجھانے لگی۔

جب کے اصل بات تو یہ تھی کہ وہ لوگ شاہ ویر کو منانے آرہے تھے۔۔۔ سب لوگ تو پہلے ہی آنا چاہتے تھے لیکن حیات نے کہاں ابھی ایہا کے پیپرز ہو رہے ہیں۔۔۔

تو کچھ دن اور یہاں رک جاتے ہیں پھر جب سب آئیں گے تو ساتھ ہی چلے جائیں گے۔۔۔۔۔ یہ بات سب کو ٹھیک ہی لگی تھی کیونکہ جب تک شاہ ویر بھی تھوڑا اور سنبھال جاتا۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے۔۔۔۔۔ میں بھی حویلی کو،،، سب کو اور خاص کر اجالا کو بہت مس کر رہی ہوں۔۔۔۔۔ وہ تو مجھ سے ناراض بھی ہے اتنے دن ہو گئے بات ہی نہیں کر رہی ہے۔۔۔۔۔ اب یہاں ادا سی سے کہا۔

ہممم مجھ سے بھی بات نہیں کر رہی ہے۔۔۔۔۔ میں تو اسے بھی بلا لیتی لیکن امی کی بات بھی تو صحیح ہے نا وہاں بھی تو کوئی ہونا چاہیے اس پھر نہیں بلایا لیکن کوئی بات نہیں آج ہم اسے منالیں گے۔۔۔۔۔ حیات نے پر اعتماد سے کہا۔

بلکل۔۔۔۔۔ اچھا بھابھی میں فریش ہو کے آتی ہوں۔۔۔۔۔ اس کے کہنے پر حیات نے ہاں میں سر ہلایا تو وہ کچن سے نکلتی اپنا بیگ لیے کمرے میں چلی گئی۔

اسلام علیکم۔۔۔ حیات اور ایہالاؤنچ میں بیٹھے سب کا انتظار کر رہے تھے جب کچھ
دیر بعد ہی دادا جان کے پیچھے سب اندر داخل ہوئے۔

وعلیکم اسلام بیٹا کیسی ہو۔۔۔ دادا جان نے جواب دیتے حیات اور ایہا کے سر پر ہاتھ
رکھا

ہم ٹھیک ہیں آپ سب کیسے ہیں۔۔۔ ایہا نے مسکرا کے پوچھا۔

ہم بھی ٹھیک ہیں بیٹا۔۔۔ بس تم لوگ حویلی میں نہیں تھے تو سب سونا سونا لگ رہا
تھا۔۔۔ دادی جان نے شفقت سے کہا۔

اجالا تم کیسی ہو۔۔۔ حیات نے اجالا کو گلے لگایا

ٹھیک ہوں۔۔۔ وہ منہ بنائے بولی۔

لگ تو نہیں رہا۔۔۔ حیات نے آئبر واچکائے شرارت سے پوچھا۔

آپ کو کیا فرق پڑتا ہے میں ٹھیک ہوں یا نہیں۔۔۔۔ آپ تو خوب مزے کر رہی تھیں نا اپنی اس نند کے ساتھ۔

اور یہ میڈم بھی یہاں آتے مجھے بھول گئیں۔۔۔۔ یہ نہیں کے اپنی بہنوں جیسی کزن کو بھی زور زبردستی اپنے پاس بلوالوں۔۔۔ وہ حیات سے کہتی ایہا کو گھورنے لگی مجھے کیوں گھور رہی ہو میری کیا غلطی ہے۔۔۔ ایہا منہ بسورے بولی۔۔۔ اس نازک دل والی لڑکی سے کہاں برداشت ہوتا تھا کہ کوئی اس سے ناراض ہو۔

اجالا اگر تم بھی یہاں آ جاتیں تو حویلی تو بالکل ہی خالی ہو جاتی۔۔۔۔ دادی جان اور امی بالکل اکیلی ہو جاتی۔۔۔ اس لیے ہم نے تمہیں نہیں بلایا۔۔۔ حیات نے بچوں کی طرح سمجھایا۔

ہمممم۔۔۔ لیکن اب اگلی بار صرف میں آؤ گی۔۔۔ اس ایہا کی بچی کو نہیں لائیں گے۔۔۔۔ اسنے تنبیہ کہا۔

او کے۔۔۔ حیات کے کہنے پر وہ کھل اٹھتی اسکے گلے لگی۔۔۔ تو ان کا پیار دیکھتے
سب کے چہروں پر مسکان آگئی۔

مجھ سے بھی مل لو۔۔۔ ابہا اس سے گلے ملنے کے لیے آگے بڑھی۔

دل تو نہیں کر رہا لیکن میں اتنی اچھی ہوں کے زیادہ دیر کسی سے ناراض نہیں رہ سکتی
اس لیے مل لیتی ہوں۔۔۔۔۔ وہ احسان کرنے والے انداز میں کہتی اس سے ملی۔

عائل لالا اور افہام بھائی نہیں آئے۔۔۔۔۔ ان دونوں کو نادیکھ حیات نے پوچھا۔

عائل کو کچھ کام تھا اور افہام کسی دوست کے ساتھ کہیں گیا ہے۔۔۔۔۔ رضیہ بیگم نے
بتایا۔

شاہ ویر نہیں آیا ابھی تک۔۔۔۔۔ کا شان صاحب نے پوچھا۔

ویسے تو اس وقت تک آجاتے ہیں۔۔۔۔۔ شاید آتے ہی ہوں گے۔۔۔ حیات نے

دیوار پر لگی گھڑی سے ٹائم دیکھتے بتایا۔۔۔۔۔ تو انہوں نے سمجھتے ہاں میں سر ہلایا۔

کافی دیر گزر گئی تھی لیکن شاہ ویر ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔۔

حیات کو اب فکر ہونے لگی تھی۔۔۔ وہ کمرے میں آتی شاہ ویر کو فون کرنے لگی جو دوسری بیل پر ہی اٹھالیا گیا تھا

ہیلو شاہ کہاں ہیں آپ۔۔۔ اتنی دیر ہو گئی آپ اب تک نہیں آئے۔۔۔۔۔ کال ریسیو ہوتے ہی اسنے فکر سے پوچھا۔

سب چلے گئے؟؟؟۔۔۔ اسکی بات کا جواب دینے کے بجائے اسنے اپنا سوال کیا۔
سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ آئیں گے تو ساتھ کھانا کھائیں گے اور پھر ہم ساتھ جائیں گے۔۔۔ حیات نے آخری بات پر زور دیا۔

مجھے دیر ہو جائے گی تم لوگ کھانا کھا لو۔۔۔۔۔ اسنے سپاٹ انداز میں کہا۔
شاہ میں جانتی ہوں آپ کیوں نہیں آرہے لیکن کب تک آپ ایسے سب سے بھاگتے رہیں گے۔۔۔ کب تک سب سے ناراض رہ کے سب کو تکلیف دیں گے۔۔۔ وہ

جھنجھلا کے بے بسی سے بولی۔۔۔ اسنے اسے بہت سمجھایا تھا لیکن وہ سمجھ کے ہی نہیں دے رہا تھا۔۔۔ ہر بار کوئی نا کوئی بہانا کر کے بات ٹال جاتا تھا۔

اور جو تکلیف ان سب نے مجھے دی ہے اسکا کیا۔۔۔ میں نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ میرے گھر والے وقت پڑھنے پر میرا ساتھ چھوڑ دیں گے۔۔۔ مجھ پر یقین کرنا تو دور میری بات بھی نہیں سنیں گے۔۔۔ وہ غمگین ہوا۔

شاہ میں جانتی ہوں سب سے غلطی ہوئی ہے لیکن اب تو سب اپنی غلطی پر شرمندہ ہیں نا۔۔۔ سچ سب کے سامنے ہے۔۔۔ سب آپ کو اس مان سے منانے آئیں ہیں کے آپ انہیں سمجھو گے انکا مان رکھو گے۔۔۔ حیات نے پیار سے سمجھایا۔

لیکن حیات۔۔۔

شاہ پلیز انکا مان نہیں توڑیں۔۔۔ پلیز آجائیں۔۔۔ میرے لیے ہی آجائیں۔۔۔

میری خوشی کے لیے آجائیں۔۔۔ وہ اتنے پیار اور مان سے بول رہی تھی کہ شاہ ویر منانا کر سکا۔

ٹھیک ہے آتا ہوں۔۔۔ اس کے کہتے ہی حیات کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی

تھینکیو۔۔۔۔ اس نے چہک کے کہا۔

مجھے تھینکیو نہیں چاہئے۔۔۔۔ وہ گھمبیر آواز میں بولا۔

پھر کیا چاہئے۔۔۔۔۔ حیات نے خوشی سے پوچھا۔

سوچ لو جو میں مانگو گا وہ دوگی۔۔۔۔ اس نے کنفورم کرنا چاہا۔

جی جی جو آپ مانگے گے وہی دوں گی۔۔۔ اس نے یقین دلایا۔

ٹھیک ہے پھر تیار رہنا رات کو جو میں مانگو گا وہ دینے کے لیے۔۔۔۔ اس نے ذومعنی انداز

میں کہتے فون رکھ دیا۔۔۔ جب کے دوسری طرف حیات سوچتی ہی رہ گئی کہ وہ کیا

مانگنے والا ہے۔



عائش بس بہت ہو گیا اب تمہیں شادی کرنی ہی ہوگی۔۔۔۔۔ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے عائش ان کے پاس بیٹھا انہیں دوائی دے رہا تھا جب وہ سخت لہجے میں بولیں۔

دادی ہو جائے گی میری شادی آپ ٹینشن لے کے اپنی طبیعت خراب نہیں کر لے گا۔۔۔۔۔ اسنے پیار سے ہر بار کہ طرح سمجھاتا۔

کب ہوگی جب میں مر جاؤ گی تب۔۔۔۔۔ انہوں نے چڑ کے کہا۔

دادی پلیز۔۔۔۔۔ آپ جانتی ہیں مجھے ایسی باتیں پسند نہیں ہیں پھر کیوں کرتی ہیں۔۔۔۔۔ وہ سنجیدہ ہوا۔

میں ٹھیک کہہ رہی ہوں تم دیکھ نہیں رہے میری طبیعت کو کبھی بھی خراب ہو جاتی ہے اس سے پہلے میں نکلوں تم میرے سامنے ہی شادی کر لو۔۔۔۔۔ وہ مسکراہٹ دبائے شرارت سے بولیں۔

پھر وہی بات۔۔۔۔ آپ کو یہ سب مزاق لگ رہا ہے۔۔۔۔ آپ جانتی ہیں نامیرے پاس آپ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے پھر بھی آپ بار بار وہی بات بولتی ہیں جس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔۔۔ اسکا لہجہ نم ہوا۔

ہا ہا ہا اچھا اگر تم کہتے ہو تو میں زینب سے بات کرو آمنہ کے لیے۔۔۔۔ انہوں نے بات بدلی۔

اففف ہو دادی۔۔۔۔ اسنے سر پر ہاتھ مارا۔۔۔۔ شائد یہ دادی کافیوریٹ ٹوپک تھا "عائش کہ شادی" تبھی ہر دوسرے دن شروع ہو جاتی تھیں۔ کیا کہیں تو نے کوئی اور تو نہیں دیکھ لی۔۔۔۔ انہیں شک ہوا۔ یہی سمجھ لیں۔۔۔ اسنے مسکرا کے انکے شک پر یقین کی مہر لگائی۔

ہائے دادی صدقے کون ہے وہ بچی؟۔۔۔ کیا کرتی ہے؟۔۔۔ کہاں رہتی ہے؟۔۔۔ کیسی ہے؟۔۔۔ تیرے پاس کوئی تصویر تو ہوگی وہ مجھے دیکھا۔۔۔۔ انہوں نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔

ہاہا بس یہ جان لیں بہت اچھی بچی ہے اور جب وقت آئے گا باقی آپ کو سب جب پتہ چل جائے گا۔۔۔۔۔ اسنے ہنستے انکی بات کے جواب میں مختصر جواب دیا۔

کب آئے گا وقت۔۔۔۔۔ انہوں نے بچوں کی طرح بے صبری دیکھائی۔

بہت جلد۔۔۔۔۔ اب اور کوئی سوال نہیں آپ نے دوائی کھالی ہے اب سو جائیں ہم، وہ انہوں لیٹا تا ان پر کمبل ٹھیک سے ڈالنے لگا۔

لیکن۔۔۔۔۔

دادی بس اب سو جائیں۔۔۔۔۔ اسنے بڑوں کی طرح مصنوعی سختی سے کہا تو وہ بھی منہ بناتی لیٹ گئی۔

گڈ نائٹ۔۔۔۔۔ عائش انکے ماتھے پر بوسہ دیتا لائٹ بند کرتا باہر نکل گیا۔

وہ کمرے میں آتا بیڈ پر بیٹھتے سائڈ کورنر کی دراز سے ایک فوٹو فریم نکال کے بیڈ پر نیم دروازہ ہوا۔

ماما بابا دیکھیں آپ کا عائش کتنا بڑا ہو گیا ہے کہ اب اسکی شادی کی بات ہو رہی ہے۔۔۔ وہ فریم میں موجود اپنے والدین کو نم آنکھوں سے دیکھتا بولا۔

وہ ہو بہو اپنے باپ جیسا تھا۔۔۔ صاف رنگ۔۔۔ کھڑی ناک۔۔۔ بھوری روشن آنکھیں۔۔۔ گھنے بال۔۔۔ پرکشش چہرہ۔۔۔ اگر آج اسکا باپ زندہ ہوتا تو کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ باپ بیٹا ہیں۔۔۔

اسنے نین نکش اپنے باپ سے چرائے تھے لیکن عادت میں وہ بالکل اپنی ماں پر گیا تھا۔۔۔ صاف دل۔۔۔ ہنس مکھ مزاج اور اپنی ماں کی طرح بلا کا ضدی جو سوچ لیا اسے کر گزرنے والا۔

آپ لوگوں کو اتنی جلدی نہیں جانا چاہئے تھا۔۔۔ بابا آپ کا عائش اکیلا ہو جاتا ہے۔۔۔ ماں آپ کے عائش کو آپ کی گود میں سر رکھ کے سکون کی نیند سونے کی ضرورت پڑتی ہے۔۔۔ یہ دنیا اسے بہت تھکا دیتی ہے۔۔۔ وہ نم آنکھوں سے ان سے شکوہ کر رہا تھا۔

آپ لوگ فکر نہیں کرے گا آپ کا عائش آپ لوگوں کو انصاف دلائے گا۔۔۔ اسنے
تصویر سینے سے لگائی۔۔۔۔ دو آنسو آنکھوں سے پھسل کے داڑھی میں گم
ہوئے۔۔۔ وہ تصویر سینے سے لگائے کب سویا اسے پتہ ہی ناچلا۔



شاہ ویر بیٹا آگئے۔۔۔۔ اسے لاؤنچ میں داخل ہوتے دیکھ دادا جان جلدی سے کھڑے
ہوئے۔۔۔۔ تو سب شاہ ویر کی طرف متوجہ ہوئے
اسلام و علیکم۔۔۔۔ کیسے ہیں آپ سب۔۔۔۔ اسنے دادا جان کے پاس آتے سب کو
سلام کیا۔

و علیکم اسلام۔۔۔۔ ہم ٹھیک ہیں بیٹا۔۔۔۔ دادی نے اسکا ہاتھ پکڑے اپنے پاس بیٹھایا
تو دادا جان بھی اپنی جگہ پر بیٹھے۔

کیسے بھائی ہیں آپ،،، آپ کو اپنی بہن کی یاس نہیں آئی۔۔۔۔ یہ نہیں کے اسے اپنے
پاس بلا لیں۔۔۔۔ اجالا اسکے سینے سے لگتی خفگی سے بولی۔

میرے پاس ایک بہن تھی ناتو سوچا دوسری کو وہیں رہنے دیتے ہیں۔۔۔ تاکہ وہاں بھی رونق رہے۔۔۔ اسنے پیار اسے اپنے ساتھ لگایا۔

اور کام کیسا جارہا ہے۔۔۔ یاسر صاحب نے پوچھا۔

جی چاچو اچھا جارہا ہے۔۔۔ اسنے مختصر کہا۔

شاہ ویر ناراض ہو ہم سے۔۔۔ کاشان صاحب نے آہستہ سے پوچھا لیکن وہ خاموش رہا۔۔۔ اس کی خاموشی دیکھتے سب اپنی جگہ ایک بار پھر شرمندہ ہو گئے تھے۔

حیات نے بے بسی سے شاہ ویر اور پھر سب کے شرمندہ چہروں کو دیکھا۔۔۔ اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ اسے بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا سب کو اس دیکھ کے۔۔۔ لیکن وہ چاہتی تھی ایک بار سب بیٹھ کے ساری باتیں کلیئر کر لیں۔

بیٹا اس دن جو بھی ہوا ہم سب اسکے لیئے بہت شرمندہ ہیں۔۔۔ وانیہ نے ہمارے سامنے جو کہانی رکھی تھی ہم چاہ کر بھی اسے نظر انداز نہیں کر سکے۔۔۔

بیٹا اس دن وانیہ نے ہماری آنکھوں پر پٹی باندھی تھی جس وجہ سے ہم سچ دیکھ ہی نہیں پائے۔۔۔ ہو سکے تو ہمیں معاف کر دو۔۔۔۔ دادا جان نے ندامت سے اس کے آگے ہاتھ جوڑے۔۔۔

دادا جان یہ آپ کیا کر رہے ہیں ایسا نہیں کریں پلیز۔۔۔ شاہ ویر نے جلدی سے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں بھرے۔۔۔ وہاں موجود ہر فرد کی آنکھیں نم ہوئیں۔ بیٹا ہم سے غلطی ہوئی ہم نے اپنے بیٹے کا یقین نہیں کیا۔۔۔۔ دادی جان بھی آنکھوں میں نمی لیے بولیں۔

آپ سب نے میرا یقین نہیں کیا اس پر مجھے دکھ ضرور ہوا تھا لیکن آپ لوگ یوں مجھ سے معافی مانگ کے مجھے تکلیف دے رہے ہیں۔۔۔ وہ دادی کے قدموں میں بیٹھتا۔ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

تو اس کا مطلب تم اب ہم سے ناراض نہیں ہو۔۔۔ رضیہ بیگم نے امید سے کہا۔

جی نہیں ہوں۔۔۔۔۔ اسنے مسکرا کے ماں کو جواب دیا.... تو سب کے چہرے کھل اٹھے۔

تو بر خودار اب تم حویلی چلو گے نا ہمارے ساتھ۔۔۔۔۔ کاشان صاحب نے خوشگوار انداز میں پوچھا۔

جی بابا۔۔۔۔۔ اسنے بھی انہیں کے انداز میں کہا۔

اچھا اب باتیں بہت ہو گئی ہیں میں نے کھانا لگوادیا ہے آجائیں سب۔۔۔۔۔ حیات کے کہنے پر سب مسکرا کے اٹھتے ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھ گئے۔

سب خوش تھے کے شاہ ویرمان گیا ہے۔۔۔۔۔ اب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے لیکن وہ نہیں جانتے تھے ایک پریشانی ختم ہوئی ہے تو دوسری رہ دیکھ رہی ہے۔



وہ لوگ کافی دیر رات تک حویلی پہنچے تھے اور پہنچتے کے ساتھ ہی سب اپنے اپنے کمروں میں سونے کے لیے چلے گئے تھے۔۔۔۔۔

ارے تم ایسے کیسے سو سکتی ہو۔۔۔ شاہ ویر چلیج کر کے آیا تو حیات سونے کے لیئے لیٹ گئی تھی۔۔۔ وہ جلدی سے بیڈ پر آتا سونے کی کوشش کرتی حیات کو ہلانے لگا۔

تو کیسے سونا ہے۔۔۔ وہ نا سمجھی سے نیند سے بھری آنکھیں کھولتی اسے دیکھ کے بولی جو کہنی کے بل لیٹا اس پر جھکا ہوا تھا۔

تم بھول گئیں تم نے شام کو کیا کہا تھا جو میں مانگو گا وہ دو گی۔۔۔ اسنے اسکی کہی بات یاد دلائی۔

تو صبح دوں گی ابھی سونے دیں نیند آرہی ہے۔۔۔ وہ نیند سے بو جھل آواز میں کہتی دوسری طرف کربٹ لینے لگی لیکن شاہ ویر نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسکی کربٹ اپنی طرف کر لی۔

شاہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ اسنے ہڑبڑا کے ایک دم اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود کے اور قریب کرنے سے روکا۔۔۔ لیکن وہ کہاں رکنے والا تھا۔۔۔ وہ اپنا حصار تنگ کرتا اسے خود میں بھیج گیا۔

جب تک تم اپنی بات پوری نہیں کرتی تم سوگی نہیں۔۔۔ وہ سرگوشی نما بولا۔
کی۔۔۔ کیا چاہئے آ۔۔۔ آپ کو۔۔۔ اسکی گرم سانسوں کی تپش اسکے چہرے کو جھلساتی سرخ کر گئی تھی۔۔۔ وہ لڑکھائی ہوئی آواز میں دل کا شور کانوں میں سنتی پوچھنے لگی۔

نہیں تو اسکی اتنی سی قربت نے ہی اڑادی تھی۔
ایک چھوٹی سی پیاری سی کس۔۔۔ وہ دلکشی سے مسکرا کے فرمائش کر رہا تھا۔
کیا۔۔۔۔۔ وہ پوری آنکھیں کھولے حیرت سے بولی۔

کیا نہیں ایک کس۔۔۔۔۔ اسنے پھر دوہرایا۔

استغفر اللہ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ وہ اس سے دور ہونے کی کوشش کرتی شرم سے پلکیں اٹھاتی گراتی بولی لیکن شاہ ویر کی پکڑ مضبوط تھی جبھی وہ ایک انچ نہیں ہلی۔

میں نے ایسی کون سی انکو کھی فرمائش کر دی۔۔۔۔ بس ایک کس ہی تو مانگ رہا ہوا اپنی بیوی سے اس میں کون سی غلط بات ہے۔۔۔ وہ ایک آئبر و اچکائے پوچھنے لگا۔

پ۔۔۔۔ پر مجھے شرم آتی ہے۔۔۔۔ وہ اپنا چہرہ اسکے چوڑے سینے میں چھپاتی شرما کے بولی۔

تم ایسے شرما کے خود کام خراب گرو گی۔۔۔ تو پھر مجھ سے شکوہ نہیں کرنا کہ میں نے پوری رات سونے نہیں دیا۔۔۔ وہ کان کے پاس جھک کے معنی خیز انداز میں کہتا کان کی لو کو لبوں میں دبا گیا۔

اسکی حرکت سے حیات کے جسم میں ایک کرنٹ سادوڑ گیا۔۔۔ ایک تو اسکی باتیں اور دوسرا اپنی کمر پر شاہ ویر کی رقص کرتی انگلیوں کا لمس محسوس کرتے وہ خود میں سمٹی۔

حیات تم مجھے کس کر رہی ہو یا۔۔۔ اسنے دانستہ بات ادھوری چھوڑی۔

کر رہی ہوں پہلے آپ آنکھیں بند کریں۔۔۔ وہ گھبرا کے جلدی سے کہتی سر اٹھا
کے اسے دیکھتے لگی

لو کر لیں۔۔۔ شاہ ویرا سکی بات مانتا مسکرا کے جلدی سے آنکھیں بند کر گیا۔

وہ شرم اور گھبراہٹ سے ہونٹ کاٹتی خود کوریلیکس کرتی توڑا اوپر ہوتی اسکے ماتھے پر
لب رکھنے لگی تھی جب اچانک شاہ ویر نے اسکے گلابی لبوں کو اپنی گرفت میں لیا۔۔۔

حیات تو اس اچانک حملے پر سانس روک گئی تھی۔۔۔ وہ اسے جتنی دور کرنے کی
کوشش کرتی وہ اور شدت اختیار کر لیا۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ اس پر حاوی ہوتے اسے خود میں قید کرتا گیا جس سے حیات کی
مزا حمتیں بھی دم توڑتی چلی گئیں۔

ان لوگوں کو حویلی آئے دو دن گزر گئے تھے۔۔۔ سب اپنی روٹین پر چل رہے تھے۔۔۔ ایہا اور اجالا پیپرز سے فارغ ہو کے اپنی مستی میں لگی ہوئی تھی۔۔۔ حیات رضیہ بیگم کے ساتھ مل کے حویلی کے کاموں میں حصہ لینے لگی تھی۔

آج دوپہر کے کھانے کے بعد دادا جان اور دادی جان نے سب کو اپنے کمرے میں بلایا تھا سوائے افہام، اجالا اور ایہا کے۔۔۔

افہام کسی کام سے گیا ہوا تھا۔۔۔ جب کے اجالا سو رہی تھی اس لیے اسے تو کچھ پتہ نہیں تھا لیکن ایہا بے چینی سے اوپر گرل کے پاس کھڑی بار بار بیچے جھانک رہی تھی۔۔۔ جہاں دادا جان کے کمرے کا دروازہ بن تھا۔

ہم نے تم سب کو یہاں ایک بہت ضروری بات کرنے کے لیے بلایا ہے۔۔۔۔ دادا جان نے سب کو متوجہ کیا۔

جی بولیں ابا۔۔۔ یاسر صاحب نے احترام سے کہا۔

کاشان اور یاسر اب بچے بڑے ہو گئے ہیں تو کیوں ناہم اپنی چھوٹی بہو کی خواہش کو پورا کریں۔۔۔ دادا جان نے رسان سے کہا۔

کیسی خواہش دادا جان۔۔۔ عائل نے نا سمجھی سے پوچھا۔

بیٹا تمہاری ماں کی خواہش تھی کہ تمہاری اور اجالا کی شادی ہو۔۔۔ یاسر صاحب نے مسکرا کے اپنی مرحومہ بیوی کی خواہش کا اظہار کیا۔

مگر مجھے تو اس بارے میں کچھ نہیں پتہ تھا۔۔۔ عائل کو شوکڈ لگا۔۔۔ اسنے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اجالا سے اسکی شادی ہوگی۔۔۔ کبھی غلطی سے بھی اسکے دماغ میں ایسا خیال نہیں آیا تھا۔۔۔ اسنے تو ہمیشہ اسے اپنی کزن کی حیثیت سے دیکھا تھا۔ جب اجالا پیدا ہوئی تھی تبھی کوثر نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تھا جسے ہم سب نے بھی کھلے دل سے قبول کیا تھا۔۔۔ دادی جان آسودہ مسکراہٹ سجائے بولیں۔

بیٹا تمہیں کوئی اعتراض ہے کیا؟؟؟ رضیہ بیگم نے پوچھے۔

نہیں بڑی ماما مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔۔ اپنی ماں کی خواہش کا احترام کرتے
اسنے ہاں کر دیا۔۔۔۔ ورنہ اگر کوئی اور اس سے یہ بات کرتا تو وہ صاف انکار کر دیتا۔
اسنے ہمیشہ سے ایک ایسے ہمسفر کو چاہا تھا جو سلجھی ہوئی ہو۔۔۔۔ پڑھی لکھی ہو۔۔۔۔
ایک مچیور لڑکی ہو۔۔۔۔ لیکن اس کے نصیب میں بالکل الٹ ہمسفر لکھا تھا۔
چلو یہ تو اچھی بات ہے عائِل کی طرف سے ہاں ہے۔۔۔۔ مبارک ہو سب کو۔۔۔۔
دادی جان نے خوشی سے کہا۔

عائِل کو کوئی اعتراض نہیں ہے اب ایک بار اجالا سے بھی پوچھ لیتے ہیں مجھے یقین ہے
اسے ضرور اعتراض ہو گا۔۔۔۔ شاہ ویر نے مسکراہٹ روکے کہا
جانتی ہوں اس کو اعتراض ہو گا لیکن ہم اسے منالیں گے۔۔۔۔ دادی جان نے
پر امید سے کہا۔

میں بلا کے لاؤ اجالا کو۔۔۔۔ حیات نے آکسائیڈ ہوتے پوچھا

ہاں بیٹا بلاؤ ہم سب بھی باہر آرہے ہیں۔۔۔ دادا جان نے اجازت دی تو وہ جلدی سے باہر نکلتی اوپر بڑھ گئی۔۔۔

اسے اوپر آتا دیکھ نیچے جھانکتی ایہا فورن اسکی طرف بڑھی۔

کیا بات ہے بھابھی آپ بڑی جلدی میں لگ رہی ہیں۔۔۔۔۔ سب ٹھیک تو ہے نا۔۔۔۔۔
ایہانے بے صبری سے پوچھا

ہاں سب ٹھیک ہے بلکہ ایک خوشی کی خبر ہے۔۔۔۔۔ حیات اسکے دونوں ہاتھ تھامتی خوشی سے بولی۔

کیسی خبر۔۔۔۔۔ ایہانے نا سمجھی سے پوچھا۔

عائل لالا اور اجالا کی بات پکی ہونے جارہی ہے۔۔۔۔۔ تم یہ بتاؤ اجالا کہاں ہے۔۔۔۔۔ وہ
جوش سے کہتی پوچھنے لگی۔

وہ سو رہی ہے۔۔۔۔۔ ایہا بھی خوش ہوتی اس سے لیئے اجالا کے کمرے کی طرف
بڑھی۔

ایک تو اس کی نیندیں ہی پوری نہیں ہوتیں۔۔۔۔۔ اجالا جلدی اٹھو تمہیں نیچے بلارہے ہیں سب۔۔۔۔۔ حیات کمرے کی بند لائٹیں کھولتی اسکے سر پر پہنچی۔

کسی جنگ پر جانا ہے کیا۔۔۔۔۔ وہ نیند میں بڑبڑائی۔

تمہارے لیے تو جنگ ہی ہوگی۔۔۔۔۔

خیر!!!! اٹھ جاؤ نیچے تمہاری شادی کی بات ہو رہی ہے اور یہاں تم سو رہی ہو۔۔۔۔۔
حیات آنکھیں گھماتی مسکرا کے بولی۔

کیا شادی کی بات۔۔۔۔۔ سچی آپ سچ بول رہی ہیں بھابھی۔۔۔۔۔ شادی کا نام سنتے اجالا کی نیند خوشی کے مارے بھنگ سے اڑی۔۔۔۔۔ وہ کمبل ہٹاتی اٹھ کے بیٹھی۔
اس میں جھوٹ بولنے والی کون سی بات ہے۔۔۔۔۔ وہ بھویں سمٹا بولی۔

ہائے شکر ہے اب پڑھائی سے جان چھوٹے کی اور عائِل لا لا سے بھی۔۔۔۔۔ ہر وقت کہتے رہتے تھے پڑھو پڑھو پڑھو۔۔۔۔۔ اب تو میں اپنے سسرال چلی جاؤں گی۔۔۔۔۔
وہ شرمانے کی ایکٹنگ کرتی دونوں ہاتھ منہ پر رکھ گئی۔

زیادہ خوش نہیں۔۔۔

ارے بھابھی باقی باتیں بعد میں کریں گے۔۔ ابھی دیر نہیں کرتے جلدی سے نیچے چلتے ہیں۔۔ ایسا ناہو کے تم دیر سے نیچے جاؤ اور جب تک بات ہی ختم ہو جائے۔۔۔

حیات اسے بتانے ہی لگی تھی کہ جیسا وہ سوچ رہی ہے ویسا نہیں ہے عائل سے اسکی جان اب کبھی نہیں چھوٹنے والی لیکن ابہانے بیچ میں ہی حیات کی بات کاٹتے اسے آنکھ مارتی بولی جس پر حیات ابہا کی چلا کی اور شرارت سمجھی چپ ہو گئی۔۔

ارے ہاں جلدی سے چلتے ہیں۔۔۔ اجالا شیشے میں دیکھتی اپنے بکھرے بالوں کو ٹھیک کرتی باہر نکلی تو وہ دونوں بھی مسکراہٹ دباتی اسکے پیچھے ہی باہر نکلیں۔

آؤ اجالا بیٹا آؤ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے۔۔ اسے نیچے آتا دیکھ دادا جان نے پیار سے کہا۔

یہاں آ کے بیٹھو میرے پاس۔۔۔ انہوں نے اسے اپنے پاس بلایا تو وہ مسکرا کے انکے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔ جب کے ایہا اور حیات اپنی ہنسی چھپاتی رضیہ بیگم کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئیں۔

اجالا بیٹا ہم آپ کی شادی کا سوچ رہے ہیں۔۔۔ دادا جان نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بات کا آغاز کیا۔

اس میں سوچنے والی کون سی بات ہے دادا جان۔۔۔ آپ بس بسم اللہ کریں۔۔۔ وہ پر جوش انداز میں بغیر جھجھکے بولی تو سب کے چہروں پر دبی دبی ہنسی آگئی یہ سوچ کے کہ جب اسے یہ پتہ چلے گا کہ اسکی شادی عائل سے ہو رہی ہے تو وہ کیسا رینکٹ کرے گی۔۔۔

بیٹا ہم نے آپ کے لیے ایک لڑکا پسند کیا ہے اور۔۔۔۔۔

دادا جان مجھے آپ کی پسند پر پورا بھروسہ ہے آپ جس سے چاہیں میری شادی کر سکتے ہیں۔۔۔ بس ایک ریکوئسٹ ہے آپ سے جو بھی کرنا ہے جلدی کرے گا۔۔۔

دادا جان اسے عائل کا بتانے لگے تھے جب وہ انکی بات کا ٹٹی معصومیت سے مسکرا کے بولی۔

بیٹا ایک بار سن تو لو وہ لڑکا ہے کون۔۔۔۔ دادی جان نے کہا۔

دادی جان آپ سب نے لڑکا دیکھ لیا ہے نا تو ضرور اچھا ہی ہو گا پھر مجھے کیا ضرورت دیکھنے کی۔۔۔۔ اسنے فرما بر داری کے سارے ریکارڈ توڑے۔۔۔۔ یہ جانے بغیر کے ابھی اسے جھٹکا لگنے والا ہے۔

ٹھیک ہے پھر یا سر وہ انگو ٹھی اجالا کو پہنا دو۔۔۔۔ دادی جان کے کہنے پر یا سر صاحب جو تھوڑی دیر پہلے اپنی بیوی کی انگو ٹھی لائے تھے تا کے آج ہی اجالا کو پہنا کے اپنی بہو بنا سکیں ابیہا کو دی اجالا کو پہنانے کے لیئے۔۔۔۔ جسے اسنے فورن ہی لیتے اجالا کی انگلی میں پہنا دی

یہ۔۔۔۔ یہ تو چچی کی انگو ٹھی ہے۔۔۔۔ پر آپ لوگ مجھے کیوں پہنا رہے ہیں۔۔۔۔ وہ اپنی انگلی میں ہیرے کی انگو ٹھی کو دیکھ الجھی۔

سب اپنی ہنسی رو کے ہوئے تھے جب کے عائل سکون سے صوفے پر بیٹھا اسکے
چہرے کے اکسپریش بدلتا دیکھ رہا تھا۔

اب ساس کی انگوٹھی بہو کو ہی پہنائیں گے۔۔۔ حیات بہت مشکل سے اپنی ہنسی رو کے
بولی۔

کیا مطلب۔۔۔۔ اسنے نا سمجھی سے پوچھا۔

مطلب یہ کے تمہارا اور عائل لالا کا رشتہ پکا ہو گیا ہے اور تم میری بھابھی بنے والی
ہو۔۔۔۔۔ ابیہا نے خوشی سے اسکے سر پر دھماکہ کیا۔

کیا۔۔۔۔۔ وہ چیختی آنکھیں پھاڑے کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔ اسے 440 والٹ کا جھٹکا ہی تو لگا
تھا۔

کیا ہوا اجالا کوئی مسئلہ ہے کیا۔۔۔۔۔ شاہ ویر نے سیریس انداز میں ایسے پوچھا جیسے
اسے کچھ پتہ ہی نا ہو۔

بھائی بہت بڑا مسئلہ ہے۔۔۔ میں کنویں سے دور جانا چاہتی ہوں اور آپ لوگ مجھے کنویں میں ہی پھیک رہے ہیں۔۔۔۔ وہ صدمے سے چیخی۔۔۔

ہا ہا ہا۔۔۔ اسکی شکل دیکھتے کب سے رکی سب کی ہنسی نکل گئی۔۔۔ جب کے عائل نے ناگورایت سے اسے دیکھا جو اسے ایک کنواں سمجھتی تھی جس میں وہ ڈوبنا نہیں چاہتی تھی۔

بیٹا ایسا نہیں کہتے عائل ایک اچھا لڑکا ہے۔۔۔ کاشان صاحب نے بیٹی کو سمجھایا۔ ہوں گے اچھے لیکن میرے لیے نہیں ہیں۔۔۔ اسنے پھر سے انکار کیا۔

مگر ابھی تو آپ کہہ رہی تھیں آپ کو ہماری پسند پر پورا بھروسہ ہے۔۔۔ ہم جس سے کہیں گے آپ شادی کر لیں گی۔۔۔ دادا جان نے اسکی کہی بات یاد دلائی۔

قسم لے لیں دادا جان میں آپ کے پسند کیسے کیسی اور لڑکے سے چوکیے بغیر شادی کر لوں گی لیکن ان سے نہیں۔۔۔ وہ دونوں ہاتھوں سے ناکا اشارہ کرتی آخر میں عائل کی طرف دیکھ کے بولی جو اس کی بات سننا ضبط سے مٹھیاں بھیجے بیٹھا تھا۔

بیٹا یہ تمہاری چچی کی خواہش تھی۔۔۔۔۔ یاسر صاحب کے کہنے پر وہ ایک پل کو چپ ہوئی۔۔۔۔۔ اسے ٹھیک سے یاد تو نہیں تھا کہ انکے ساتھ اسکا وقت کیسا گزرا ہے کیونکہ اس وقت وہ بہت چھوٹی تھی لیکن جتنا بھی سب سے انکے بارے میں سنا تھا سب نے یہی کہا تھا کہ وہ اجالا کو بالکل ایسا ہی طرح رکھتی تھیں۔۔۔۔۔

دونوں میں کبھی فرق نہیں کرتی تھیں۔۔۔۔۔ اس سے بھی اتنا ہی پیار کرتی تھیں جتنا ایسا سے کرتی تھیں۔۔۔۔۔

ہاں بیٹا اپنی چچی کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ہی ہاں کر دو۔۔۔۔۔ دادی جان نے اسے واپس بیٹھاتے پیار سے کہا۔

ٹھیک ہے لیکن میری کچھ شرطیں ہیں پھر جو انہیں ماننی پڑیں گی۔۔۔۔۔ وہ سب کو دیکھتی انگلی اٹھا کے کہتی آخر میں ایک چور نظر عائِل پر ڈالی۔۔۔۔۔ جو اس پر ہی نظریں جمائے بیٹھا تھا۔

ہاں بیٹھا بولو۔۔۔۔۔ یاسر صاحب نے پوچھا۔

تو شرط نمبر ایک۔۔۔۔ یہ مجھے ڈانٹیں گے نہیں۔

شرط نمبر دو۔۔۔۔ جوانکی آنکھیں ہیں نا اس سے گھوریں گے نہیں۔

شرط نمبر تین۔۔۔۔ میں دیر تک سوئگی اور جب میرا دل کرے گا میں ٹی وی دیکھو گی اور یہ مجھے کچھ نہیں بولیں گے۔

اور

شرط نمبر۔۔۔۔۔ بس بہت ہو گیا میں تمہاری ایک شرط نہیں مانوں گا۔۔۔۔ عائل کی جب برداشت سے باہر ہوا تو غصے سے گھورتے ہوئے بول اٹھا۔

دیکھا دیکھا کیسے گھور رہے ہیں آپ سب کے سامنے ہی۔۔۔۔ پیچھے تو پتہ نہیں کیا کریں گے۔۔۔۔ وہ سب کو کہتی رونی صورت بنا گئی۔

عائل تم چپ ہو کے بیٹھ جاؤ ہم بات کر رہے ہیں نا۔۔۔۔۔ یاسر صاحب نے عائل کو گھورتے خاموش کروایا تو وہ اجالا کو گھورتے چپ ہو گیا

یاسر لالا عائِل ٹھیک بول رہا ہے۔۔۔ اس لڑکی کا تو دماغ خراب ہو گیا ہے جو ایسی الٹی سیدھی شرطیں رکھ رہی ہے۔۔۔ رضیہ بیگم بھی بھڑک اٹھیں۔

چاچو دیکھ رہے ہیں نا آپ کیسے آپ کے بیٹے نے سب کو میرے خلاف کر دیا ہے۔۔۔ وہ اٹھ کے یاسر صاحب کے پاس جا بیٹھی۔

ایہا اور حیات تو اسکی ڈرامہ بازی دیکھ اپنی ہنسی چھپا رہی تھیں۔۔۔ اور شاہ ویر اپنی بہن کی بچکانہ حرکتوں پر مسکرائے جارہا تھا۔

آپ چھوڑو سب کو اور اپنی آگے کی شرطیں بتاؤ۔۔۔ یاسر صاحب پیار سے بولے تو عائِل اپنے بابا کو دیکھتا رہ گیا جو اتنے مزے سے اس سے پوچھ رہے تھے جیسے وہ ان شرائط کو پورا کریں گے۔۔۔ اس سے تو ایک بار بھی پوچھا نہیں تھا کہ عائِل تم ان شرائط کو مانتے بھی ہو یا نہیں۔

چاچو میری چوتھی اور آخری شرط یہ ہے کہ یہ شادی کے بعد مجھے پڑھنے کے لیے نہیں کیں گے۔۔۔ میں نے بس بارہ پڑھ لیں بہت ہے۔۔۔ وہ مزے سے آخری شرط بتانے لگی۔

ایسی کوئی شرط و شرط نہیں ہیں تمہیں کم سے کم گریجویشن کرنا پڑے گا۔۔۔ عائل فورن بولا

چاچو۔۔۔۔ وہ منہ بسورے یاسر صاحب کو دیکھنے لگی۔

عائل اگر بچی نہیں پڑھنا چاہتی تو تم کیوں زبردستی کر رہے ہو۔۔۔ جتنا پڑھ لیا اتنا کافی ہے۔۔۔۔ وہ سخت لہجے میں بولے۔

مگر بابا۔۔۔۔ عائل۔۔۔۔ انکی ایک سخت آواز پر عائل پھر خاموش ہو گیا۔

ٹھیک ہے بیٹا اب یہ کچھ نہیں بولے گا۔۔۔ انہوں نے اجالا کو یقین دلایا۔

پہلے انہیں بولنا ہو گا کہ انہیں یہ شرطیں منظور ہیں۔۔۔ یاسر صاحب کا ساتھ پاتے وہ اور شیر ہوئی۔

چل پتر جلدی سے بول کے یہ بات ختم کرتا کے سب اپنے اپنے کام پر جا سکیں۔۔۔۔
دادی جان نے عائل کو سمجھایا۔

ٹھیک ہے قبول ہیں مجھے یہ ساری فضول شرطیں۔۔۔۔ عائل جانتا تھا اسکی ایک نہیں
چلے گی اور وہ اپنی ماں کی خواہش سے انکار بھی نہیں کر سکتا تھا اس لیے ہاں کرتے
وہاں سے اٹھ کے ہی چلا گیا۔

ناراض کر دیا ناپچے کو۔۔۔۔ رضیہ بیگم نے اجالا کو گھورا۔

آپ کو تو بس اپنا بچہ ہی دیکھتا ہے۔۔۔۔ خیر ایہا اتنا خوشی کا موقع ہے جاؤ میٹھائی تو
لاؤ۔۔۔۔ رضیہ بیگم کو منہ بنا کے کہتی ایہا سے چہک کے بولی تو وہ بھی مسکراتی ہاں میں
سر ہلاتی میٹھائی لینے چل دی۔



ہیلو عائش۔۔۔۔ آپ کو پتہ ہے آج میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔ عائش کی کال آتی
دیکھ اسنے خوشی سے کال یس کرتے جلدی سے بتایا۔

وہ تو تمہاری آواز سے ہی لگ رہا ہے لیکن یہ بتاؤ کیوں خوش ہو۔۔۔۔۔ اسنے بھی مسکرا کے پوچھا۔

اجالا ہے نامیری کزن اسکی میرے لالا سے بات پکی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ وہ میری بھابھی بنے گی۔۔۔۔۔ کتنا مزہ آئے گا نا۔۔۔۔۔ اسنے اکسائڈ منٹ دیکھائی۔

اچھی بات ہے۔۔۔۔۔ اور بہت جلد تمہاری خوشی ڈبل ہونے والی ہے۔۔۔۔۔ وہ رساں سے بولا۔

وہ کیسے۔۔۔۔۔ اسنے نا سمجھی سے پوچھا۔

میں بہت جلد دادی کو تمہارے گھر لے کے آنے والا ہوں۔۔۔۔۔ اسکی مسکراتی آواز سنتے ایہا کا دل دھڑکا۔

آپ نے دادی کو میرے بارے میں بتا دیا۔۔۔۔۔ وہ دھڑکنوں کو سنبھالتی پوچھنے لگی۔

ابھی بتایا تو نہیں ہے لیکن بہت جلد بتا دوں گا اور مجھے یقین ہے وہ میری پسند کو کبھی منا نہیں کریں گی۔۔۔۔۔ اسنے یقین سے کہا۔

تمہارے گھر والے مان جائیں گے نا۔۔۔؟؟؟۔۔۔ اسنے سوال کیا

پتہ نہیں۔۔۔۔۔ وہ کندھے آچکا کے ایسے بولی جیسے وہ اسے دیکھ رہا ہو۔

اگر نہیں مانے تو اٹھا کے لے جاؤ گا۔۔۔ اسنے مصنوعی سنجیدگی سے کہا تو ایہا قہقہہ لگا اٹھی۔

ہا ہا ہا۔۔۔ آپ میرے لالا کو نہیں جانتے اگر انہیں پتہ چل گیا نا کے آپ انکی بہن کو اٹھانے کے خواب دیکھ رہے ہیں تو وہ آپ کو ہی اٹھا دیں گے۔۔۔۔۔ اسکی آواز میں اپنے بھائی کے لیے مان تھا۔

ہا ہا ہا کوئی بات نہیں سالے صاحب سے میں نمٹ لوں گا۔۔۔۔۔ اسنے ریلکس انداز میں کہا۔

اچھا اب میں فون رکھتی ہو۔۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے کوئی آرہا ہے۔۔۔۔۔ ایہا نے کہا تو عائش نے بھی اوکے کہتے فون رکھ دیا۔

ایہا فون کورنر پر رکھی دروازہ کھولے باہر دیکھنے لگی تو وہاں کوئی نہیں تھا جب کے نیچے ہال سے افہام کی آوازیں آرہی تھیں۔۔۔ وہ کندھے اچکاتی دروازہ بند کر گئی۔



دادی یہ میرے ساتھ نا انصافی ہے۔۔۔ افہام نے دوہائی دی۔
کیوں ہم نے کیا کر دیا۔۔۔ انہوں نے بھویں سکیڑیں پوچھا۔
آپ لوگوں نے عائِل لالا کی شادی کا تو پروگرام بنالیا اور میرا کیا۔۔۔ وہ خفگی سے ہال میں موجود سب کو دیکھتا بولا۔

وہاں سب تھے لیکن اب وہاں عائِل، شاہ ویر، اجالا اور ایہا نہیں تھے۔
تو تم بھی کوئی لڑکی بتا دو تمہارا بھی پروگرام سیٹ کر دیتے ہیں۔۔۔ دادا جان نے
دوستانہ انداز میں پوچھا۔

اب میں کیا بتاؤں دادا جان۔۔۔ لڑکی آپ لوگوں کے سامنے ہی ہے۔۔۔ وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا سا نڈ مسکان کے ساتھ بولا۔

سامنے ہے۔۔۔ تم کس کی بات کر رہے ہو۔۔۔ رضیہ بیگم نے نا سمجھی سے پوچھا جب کے انکے برابر میں بیٹھی حیات سمجھ گئی تھی کے وہ کس کے بارے میں بات کر رہا ہے۔

میں سمجھ گئی افہام کس کے بارے میں بات کر رہا ہے۔۔۔ حیات تیزی سے بولی۔ یہ بات!!!! میری بھابھی کتنی سمجھدار ہیں۔۔۔ بھابھی جلدی سے سب کو بتائیں۔۔۔ اسنے داد دیتی نظروں سے دیکھا۔

افہام رانیہ کی بات کر رہا ہے۔۔۔ حیات ہنسی دباتی جان بوجھ کے رانیہ کا نام بولی۔۔۔ تو افہام منہ کھولے آہستہ سے نفی میں سر ہلا کے رہ گیا۔

رانیہ ماشاء اللہ بہت پیار بچی ہے وہ تو۔۔۔ کاشان صاحب نے تعریف کی۔

ہاں اگر ایسا ہے تو ہم کل ہی جا کے رانیہ بیٹی کا ہاتھ مانگ لیتے ہیں۔۔۔ دادی جان نے بھی جلدی مچائی۔

ارے نہیں آپ لوگ غلط سمجھ رہے ہیں میں رانیہ کی نہیں ایہا کی بات کر رہا ہوں۔۔۔ اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اس نے جلدی سے سب کی غلط فہمی دور کی۔

ایہا۔۔۔ ایہا کا نام سنتے یا سر صاحب کو خوشی ہوئی کے ان کی بیٹی اس طرح انکے سامنے ہی رہے گی۔

جی چاچو ایہا۔۔۔ یہ موصوف ابھی سے نہیں نا جانے کب سے ایہا کو پسند کرتے ہیں۔۔۔ اور ہم سب کو آج بتا رہے ہیں لیکن مجھے تو پہلے ہی شک ہو گیا تھا ان کی حرکتوں سے۔۔۔ حیات نے ہنستے ہوئے کہا۔

بھابھی آپ سب جانتی تھی پھر بھی آپ نے رانیہ کا نام لیا۔۔۔ اس نے شکوہ کناں لہجے میں کہا۔

اگر میں پہلے بتا دیتی تو تمہارے منہ سے کیسے سنتی۔۔۔ وہ چلا کی سے مسکرائی۔۔۔ تو وہ بھی ہنس دیا۔

چلو یہ تو اچھا ہی ہے دونوں بچیاں گھر میں ہی رہیں گی کیوں یا سر تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔۔۔ کا شان صاحب نے چھوٹے بھائی سے پوچھا۔

لا لا مجھے کیا اعتراض ہو گا بھلا۔۔۔ یہ تو میرے لیے خوشی کی بات ہے کہ میری بیٹی میری آنکھوں کے سامنے رہے گی۔۔۔ انہوں نے خوشی سے کہا۔

لیکن بیٹا تم ایک بار ایہا سے بھی پوچھ لو۔۔۔ دادا جان نے کہا۔

جی ابا میں پوچھ لیتا ہوں لیکن مجھے یقین ہے وہ انکار نہیں کرے گی۔۔۔ انہیں نے پر اعتماد سے کہا

میں بلا کے لاتی ہوں۔۔۔ حیات کہتی جانے لگی جب یا سر صاحب نے روک دیا۔

رہنے دو بیٹا میں جاتا ہوں۔۔۔ وہ کہتے اوپر بڑھ گئے۔۔۔

وہ دروازے پر دستک دیتے اندر داخل ہوئے تو ابیہا صوفے پر بیٹھی کوئی بک پڑھ رہی تھی۔۔۔ دروازے کی آواز پر وہاں متوجہ ہوئی۔

ارے واہ بابا آج آپ میرے کمرے میں کوئی کام تھا کیا۔۔۔ اسنے آنسو بھرنا چکائے مشکوک انداز میں پوچھا۔

کیوں میں اپنی بیٹی کے کمرے میں نہیں آسکتا۔۔۔ انہوں نے سوال پر سوال کیا۔
آسکتے ہیں بلکل آسکتے ہیں۔۔۔ آئیں بیٹھیں۔۔۔ وہ انکے بازو میں ہاتھ ڈالے انہیں اپنے ساتھ بیڈ پر لے کے بیٹھی۔

بیٹا مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ انہوں نے تمحید باندھی۔

جی بولیں۔۔۔ اسنے مسکرا کے کہا۔

بیٹا ہم اجالا کے ساتھ آپ کی شادی کا بھی سوچ رہے ہیں۔۔۔ انہوں نے بتایا تو ابیہا کی مسکراہٹ پل میں غائب ہوئی۔

شادی،،،، پر کس سے۔۔۔۔ وہ خوف اور گھبراہٹ چھپاتی پوچھنے لگی۔

افہام سے۔۔۔۔ یہ افہام کی خواہش ہے اور سچ پوچھو تو میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ میری بیٹی ہمیشہ میری آنکھوں کے سامنے رہے۔۔۔۔ وہ کہتے رکے لیکن ابھاچپ رہی۔

بیٹا میں جانتا ہوں آپ مجھے انکار نہیں کرو گی اس لیے میں نے ہاں تو کر دی ہے۔۔۔۔ لیکن ایک بار آپ سے پوچھنا بھی تو ضروری تھا نا۔۔۔۔ مجھے یقین ہے آپ کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔۔

کاش بابا آپ ہاں کرنے سے پہلے پوچھتے تو شاید میرے پاس انکار کی گنجائش ہوتی۔۔۔۔ کیا واقعی میں جب بھی انکار کر پاتی۔۔۔۔ وہ دل میں کہتی خود سے ہی سوال کرنے لگی جس کا جواب اسکے پاس بھی نہیں تھا۔

وہ مان اور یقین سے بولے۔۔۔۔ یعنی آج پھر محبت کے آگے مان اور یقین جیتے گا۔۔۔۔

بابا پھر ابھی میں پڑھنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ اسنے پڑھائی کا بہانا لگایا۔

ہا ہا ایک آپ ہو جو پڑھائی کے لیے شادی نہیں کرنا چاہتیں اور دوسری طرف اجالا ہے جو پڑھائی سے بچنے کے لیے شادی کرنا چاہتی ہے۔۔۔ وہ ہلکا سا قہقہہ لگا کے بولے جب کے ایہا مسکرا بھی ناسکی۔

ایہا میں جانتا ہوں آپ پڑھنا چاہتی ہو لیکن آپ شادی کے بعد بھی تو پڑھ سکتی ہونا۔۔۔ میں افہام کو جانتا ہوں اسے آپ کی پڑھائی سے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔۔۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے پیار سے بولے۔۔۔ لیکن وہ تو شاید پتھر کی ہو گئی تھی۔ بولو بیٹا اب بھی آپ کو کوئی اعتراض ہے کیا۔۔۔ اسے چپ دیکھتے انہوں نے پھر پکارا۔۔۔

انکے پوچھنے پر وہ سن ہوتے دماغ کے ساتھ آہستہ سے نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔ مجھے یقین تھا اپنی بیٹی پر کہ وہ میری بات سے انکار نہیں کرے گی۔۔۔ وہ اسکا ماتھا چومتے اسے خوش رہنے کی دعائیں دیتے باہر نکل گئے۔۔۔ جب کے وہ جہاں تھی وہیں رہ گئی۔۔۔

ابھی تو اسنے محبت کرنی شروع کی تھی اور ابھی اسکی محبت کا اختیار بھی ہو گیا۔۔۔ وہ انجانے میں ہی آگے بڑھنے لگی تھی لیکن اب اسے اپنے قدموں کو واپس موڑنا تھا جو بہت مشکل عمل تھا۔۔۔

وہ ایک دم دونوں ہاتھوں میں چہرہ اچھپائے سک اٹھی۔۔۔ آج اسنے بیٹی کا فرض نبھاتے محبت کو پیچھے چھوڑا تھا۔۔۔

یاسر صاحب نے جب یہ خبر نیچے جا کے افہام کو سنائی تو اسکی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہیں رہا۔۔۔۔۔ جب کے دوسری طرف ایہا کمرے میں اوندھے منہ بیڈ پر لیٹی بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔

اسنے بیڈ پر رکھا فون اٹھایا اور بغیر سوچے سمجھے عائش کو کال ملا دی۔۔۔

وہ آفس میں بیٹھا کوئی ضروری فائل دیکھ رہا تھا جب ایہا کی کال اتنی دیکھ مسکرا کے کال یس کی

زہ نصیب زہ نصیب آج سامنے سے خود محترمہ کی کال آئی ہے مطلب آج کا دن بن گیا میرا۔۔۔ وہ شوخی و شرارت سے کہتا کر سی کی پشت سے ٹیک لگائے انگلیوں میں پین گھماتے ہوئے بولا

اسکی آواز سنتے ایہا کے دل میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں۔۔۔ اسے اپنا آپ ختم ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

پہلی بار محبت جیسے جذبے سے روشناس ہوئی تھی لیکن یہ نہیں جانتی تھی کہ محبت میں جدائی کا درد ناقابل برداشت ہوتا ہے۔۔۔

بیا کچھ بول کیوں نہیں رہیں۔۔۔۔ دوسری طرف خاموشی پا کے عائش نے پوچھا۔۔۔۔ لیکن پھر بھی جواب نہ دامت۔۔۔

بیا کیا ہوا ہے۔۔۔ کیا آج کچھ بولنے کا ارادہ نہیں ہے۔۔۔۔۔ اسنے فون کان سے ہٹا کے دیکھا کہ کال جاری بھی ہے یا نہیں۔۔۔۔ لیکن کال تو جاری تھی پر دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھے روتی جا رہی تھی۔۔۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ آخر کرنا کیا چاہتی ہے۔۔۔ دماغ کی رگیں پھٹنے کے قریب تھیں۔۔۔ آنکھیں سے آنسو بہتے چہرے کو بھگور رہے تھے۔

بیابا۔۔۔۔۔ اسنے پھر سے پکارا لیکن اس بار بھی جواب نہ دارد

!!!!!! سن لے دلدارم

مے حفظ مجھے تیری چپ،

رٹا ہوا ہے ہر اک نقش تیرا،

میں نے پی رکھی ہے آواز تیری،

!!! میری آنکھوں میں ہے فقط عکس تیرا [LRI]♥[PDI] [LRI]

اسکی خاموشی پر عائش نے ایک ادا سے مسکراتی گھمبیر آواز میں شعر کہا۔

اور یہاں ایہا کی بس ہوئی۔۔۔ اسکی گھمبیر محبت بھری آواز پر ایہا نے جلدی سے کال کاٹی اور پورا فون ہی اوف کر دیا۔

اسکا کہا شعر بار بار دماغ میں گھم رہا تھا۔۔۔ دل درد سے پھٹنے والا تھا۔۔۔ وہ فون بیڈ پر پٹختی تکیہ میں منہ دئے سسکا اٹھی۔

پاگل لڑکی۔۔۔۔۔ فون بند ہوتے عائش نے کان سے ہٹاتے مسکرا کے سر جھکا اور اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔

وہ سمجھا کے وہ شاید شمار ہی ہوگی یا کوئی آگیا ہو گا اس لیے نا کچھ بولی تھی اور نا کچھ کہہ کے فون بند کیا تھا۔



سب اس وقت کھانے کی میز پر جمع تھے جب دادا جان نے سب کو مخاطب کرتے بات شروع کی۔

میں نے سوچا ہے چاروں بچے گھر کے ہی ہیں اور شادیاں بھی حویلی میں ہی ہوں گی تو کیونکہ ایک ساتھ ہی چاروں کی شادی کر دی جائے،،، کیوں کیا خیال ہے تم سب کا۔۔۔ وہ سب سے کہتے انکی بھی رائے جانے لگے۔

ابا جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔۔۔ ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو گا۔۔۔ کاشان صاحب کی بات سے سب ہی متفق ہوئے تھے۔۔۔۔۔ جب کے اجالا چمچہ پلیٹ میں رکھتی انہماک سے انہیں دیکھنے لگی۔

تو پھر ٹھیک ہے ہم اگلے مہینے کی کوئی تاریخ رکھ لیتے ہیں۔۔۔ دادا جان نے مسکرا کے کہا۔

ایک منٹ دادا جان۔۔۔۔۔ اجالا جلدی سے ہاتھ کھڑا کرتی بولی۔۔۔۔۔ تو سب نے ایک ساتھ اسکی طرف دیکھا۔

کیا بات ہے بیٹا۔۔۔ انہوں نے متفکر نگاہوں سے دیکھا۔

دادا جان یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ مانا کے ہم ایک ہی حویلی میں رہتے ہیں لیکن اسکا مطلب یہ تو نہیں نا کے آپ ہم دونوں کی شادی ایک ساتھ کر دیں جس سے نا وہ انجوائے کر سکے اور نا میں۔۔۔ کیوں ایہا۔۔۔

اسنے پریشانی سے بہت ہی اہم مسئلہ بیان کرتے ایہا کو بھی بیچ میں گھسیٹا لیکن وہ بیچاری تو پہلے ہی زخمی دل لیے بیٹھی تھی وہ کیا کچھ کہتی بس خاموشی سے سر جھکا گئی۔
تو پھر اس مسئلے کا کیا حل ہے۔۔۔۔ دادی جان نے آئبر و اچکائے پوچھا۔

بہت آسان سا حل ہے یا تو پہلے آپ لالا کی شادی کر دیں یا پھر میری۔۔۔ اسنے چھٹکیوں میں حل نکالا۔۔۔۔ تو دادا جان سوچ میں پڑھ گئے۔

ہاں دادا جان آپ پہلے میری شادی کر دیں۔۔۔۔ افہام بھی خوشی سے چہکتا جلدی سے بولا۔۔۔۔ کیونکہ وہ تو چاہتا تھا کہ کل کی ہوتی آج ہی شادی ہو جائے۔

کوئی ضرورت نہیں ہے ابا انکی سننے کی آپ ایک ساتھ ہی کرئیں شادی۔۔۔۔ رضیہ بیگم کو انکی باتیں بالکل فضول لگی اس لیے دونوں بہن بھائی کو گھور کے کہنے لگیں۔

چاچو کیا میں غلط بول رہی ہوں۔۔۔ کیا مجھے حق نہیں ہے اپنی شادی اور اپنے لالا کی شادی اچھے سے انجوائے کرنے کا۔۔۔ اسنے منہ بسورے اپنی آخری امید یا سر صاحب سے کہا۔

جب کے عائِل تولب بھیجے بیٹھا ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا اسکے بولنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ اسکے بابا نے تو ہمیشہ کی طرح اجالا کا ہی ساتھ دینا تھا۔

ابا مجھے اجالا کی بات ٹھیک ہی لگ رہی ہے۔۔۔ اچھا ہے الگ الگ شادی ہوگی تو گھر میں زیادہ دنوں تک رونق لگی رہے گی۔۔۔ یا سر صاحب نے فوراً بہو کی سائنڈلی۔
کاشان تمہارا کیا کہنا ہے اس بارے میں۔۔۔ دادا جان نے بڑے بیٹے کی رائے جانی چاہی۔

جیسا آپ کو اور بچوں کو ٹھیک لگے۔۔۔ انہوں نے بھی سارا فیصلہ اپنے ابا پر چھوڑا۔

ٹھیک ہے پھر عائل بڑا ہے اس لیئے پہلے اجالا اور عائل کی شادی ہوگی اور ان کے ولیمے والے دن افہام اور ایہا کی شادی ہوگی۔۔۔۔ داداجان نے فیصلہ سنایا۔

مگر داداجان پہلے لالا کی شادی کر دیں پھر میری۔۔۔۔ اسنے پھر اعتراض کیا۔

بیٹا آپ کی بات مانتے ہی اب الگ الگ رکھ رہے ہیں ناتو اتنا تو آپ بھی کمپر ومانز کر سکتی ہو۔۔۔۔ کاشان صاحب نے پیار سے سمجھایا۔

جی بابا۔۔۔۔ ان کے سمجھانے پر وہ بھی منہ بناتی خاموشی سے ناشتہ کرنے لگی۔

جب کے دوسری طرف افہام بھی صبر کا گھونٹ بھرتا خاموش بیٹھ گیا۔

آپ سب کل سے ہی شادی کی تیاری شروع کر دیں اگلے ماہ کی پانچ تاریخ کو عائل بارات لائے گا اور سات تاریخ کو افہام لائے گا اور اسی دن عائل کا ولیمہ بھی ہوگا۔۔۔۔ داداجان نے خوشی سے کہا تو سب کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

عائل تو خاموشی سے اپنا کھانا کھا رہا تھا جب کے افہام کی پر شوق نگاہیں ایہا بار بار خود پر اٹھتی محسوس کر رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے اس سے کھانا بھی نہیں کھایا جا رہا تھا اس لیے آدھا کھانا چھوڑتی کر سی سے اٹھ گئی۔

کیا ہوا ایہا۔۔۔ حیات جو اسکے برابر میں ہی بیٹھی تھی ایسے اچانک اٹھتے دیکھ پوچھنے لگی۔

کچھ نہیں بھا بھی۔۔۔ بس میں نے کھالیا۔۔۔ اسنے مختصر کہا اور جانے لگی۔
اتنی جلدی۔۔۔ شاہ ویر نے استفسار کیا۔

جی بھائی۔۔۔ وہ کہتی بغیر کسی کی سنے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ جب کے پیچھے شاہ ویر اور حیات نے ایک دوسرے کو دیکھتے کندھے آچکائے اور کھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔



ماما آپ لوگوں کو بھی رکننا پڑے گا شادی پر۔۔۔ حیات شمیم بیگم سے بیڈ پر بیٹھی بات کر رہی تھی جب کے شاہ ویر اس کے برابر میں بیٹھا فون بند ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ ارے ہم رک کیسے سکتے ہیں بیٹی کا سسرال ہے اچھا تھوڑی لگے گا۔۔۔ شمیم بیگم نے سمجھنا چاہا۔

ماما یہ آپ کی بیٹی کا گھر ہے اور اپنی بیٹی کے گھر رکنے میں اچھا برا نہیں سوچا جاتا۔۔۔ حیات نے خفگی سے کہا جب کے شاہ ویر سرکتے اسکے پاس آتا اسے اپنی باہوں کے گھیرے میں لے گیا جس پر حیات نے اسے آنکھیں دیکھتے دور کرنا چاہا۔۔۔ پروہ ایک انچ بھی نہیں ہلا۔

میں ضد کہاں کر رہی ہوں می۔۔۔ میں تو بس صحیح۔۔۔ بات بتا رہی ہوں۔۔۔ شاہ ویر کے بے باک لبوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے اسکی آواز کے ساتھ وہ خود بھی لرزا اٹھی۔

کیا ہوا حیات تمہاری آواز کیوں کانپ رہی ہے۔۔۔۔۔ شمیم بیگم نے فکر مندی سے پوچھا۔

کچھ۔۔۔۔۔ کچھ نہیں ماما۔۔۔۔۔ آپ بتائیں کیا بول رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ شاہ ویر کو خود سے دور کرتی آنکھوں سے التجا کرتی اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔۔۔
لیکن وہ بھی کہاں باز آنے والا تھا۔۔۔۔۔ اسکا ہاتھ آہستہ سے چمٹا واپس اسکے گرد اپنا گہرا تنگ کرنے لگا
ہاں میں بول رہی تھی۔۔۔۔۔

آما میں آپ سے بعد میں بات کرو۔۔۔۔۔ ابھی مجھے ایک کام یاد آ گیا ہے۔۔۔۔۔ گلے سے دوپٹہ نکلنے پر حیات نے جلدی سے گھبرا کے کہتے فون رکھا۔

شاہ ویر آپ دیکھ رہے تھے نامیں ماما سے بات کر رہی تھی پھر بھی آپ مجھے تنگ کر رہے تھے۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں چھوٹی کیئے اسے دیکھتی دونوں ہاتھ اسکے سینے پر رکھے
اسے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

اسے تنگ کرنا نہیں پیار کرنا کہتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتا آہستہ سے اسے تکیہ پر لیٹاتا خود اس پر سایہ بنا۔

ایک تو آپ کا پیار میری جان نکال دیتا ہے۔۔۔۔۔ وہ شرمگین مسکراہٹ کے ساتھ نظریں جھکا گئی۔۔۔

شاہ ویرا سکی جھکی پلکھوں پر محبت سے لب رکھتا اسے خود میں قید کرتا چلایا۔



آپی کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔۔ وانیہ کو پینٹ شرٹ پہنے باہر جاتا دیکھ رانیہ نے اسکا بازو پکڑتے روکا۔

وانیہ کی حرکت کے بعد اسکے بابا نے اسکا گھر سے نکلا بند کر دیا تھا۔۔۔ ہر وقت وہ کسی نا کسی کی نظروں میں رہتی تھی۔۔۔ اب راستہ صاف پاتے وہ چھپکے سے تیار ہوتی گھر سے نکلنے لگی تھی جب رانیہ نے اسے دیکھ لیا۔

دیکھو تم کیسی کو نہیں بتانا۔۔۔ میں تھوڑی دیر میں آ جاؤ گی۔۔۔ وانیہ اپنا بازو
چھڑواتی بولی۔۔۔ لیکن رانیہ کی گرفت مضبوط تھی۔

نہیں آپ! بابا نے آپ کو باہر جانے سے منا کیا ہے۔۔۔ آپ کہیں نہیں جا
سکتیں۔۔۔ اسنے سمجھایا لیکن بد دماغ وانیہ کہاں سمجھنے والی تھی۔۔۔

اسنے اپنا پورا زور لگاتے اسکا ہاتھ جھٹکا اور جلدی سے باہر بھاگی لیکن اسکی بد قسمتی کے
سامنے سے آتے فرہاد صاحب سے ٹکرا گئی۔۔۔

رانیہ جلدی سے کچن سے اپنی ماں کو بلا لائی۔۔۔ لیکن دروازے پر ہی فرہاد صاحب کو
کھڑا دیکھ دونوں وہیں رک گئیں۔

کہاں جا رہی تھیں۔۔۔ انہوں نے بغیر دوپٹے یا چادر کے اسکے بیہودہ لباس کو دیکھتے
مٹھیاں بھیجتے سختی سے پوچھا۔

وہ بابا اپنی دوستوں سے ملنے جا رہی ہوں۔۔۔ اسنے جھوٹ بولا جب کے وہ حویلی
جا رہی تھی۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہیں کہیں بھی جانے کی۔۔۔ سیدھی اوپر اپنے کمرے میں جاؤ۔۔۔ وہ دبی آواز میں غرائے۔

مگر بابا۔۔۔ اسنے پھر کہنا چاہا لیکن انہوں نے ہاتھ اٹھا کے روک دیا۔

ثریا اسے اسکے کمرے میں لے جاؤ اور سمجھا دو کہ اسنے ہماری جتنی بے غیرتی کروائی ہے اتنی کافی ہے۔۔۔ اب اگر اسنے پھر کچھ کیا تو یہ میرا امر امنہ دیکھے گی یا میں اس کا گلہ اپنے ہاتھوں سے دباؤں گا۔۔۔ وہ برہمی سے کہتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

ماما مجھے جانے دیں میں یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھے گھر میں نہیں بیٹھ سکتی۔۔۔ مجھے شاہ ویر کو کسی بھی طرح حاصل کرنا ہے۔۔۔ میں اتنی آسانی سے اسے کسی اور کا نہیں ہونے دے سکتی۔۔۔ وہ ہنریانی انداز میں چیختی اس وقت کوئی پاگل ہی لگ رہی تھی۔

وانیہ خود پر نہیں تو ہم پر ہی رحم کر لو۔۔۔ تمہاری وجہ سے تمہارے بابا ہر وقت پریشان رہتے ہیں۔۔۔ انکا بلیڈ پریش رہائی رہتا ہے۔۔۔ خدا را انہیں تو جینے دو۔۔۔

وہ اسے کمرے میں لاتی اسکے آگے بے بسی سے ہاتھ جوڑ کے کہتی آنسو صاف کرتی
باہر نکل گئیں۔۔۔

آپی پلیر ہمیں سکوں سے رہنے دو۔۔۔ رانیہ نے دکھ سے کہا۔

رانیہ تم تو میری بہن ہونا میرا ساتھ دو۔۔۔ دیکھنا ایک بار میری شادی شاہ ویر سے
ہو جائے پھر میں کچھ کر کے تمہیں بھی اپنے پاس لے آؤ گی۔۔۔

تمہاری شادی بھی افہام سے کروادوں گی۔۔۔ دونوں بہنیں مل کے وہاں راج کریں
گے۔۔۔ وہ پر اسرار مسکراہٹ سجائے بولی۔۔۔ اسکی آنکھوں میں ایک الگ ہی
چمک تھی۔۔۔ سب کچھ تباہ کرنے کی چمک۔۔۔ سب کچھ حاصل کرنے کی چمک۔

توبہ کرو آپنی اتنا سب ہونے کے بعد بھی آپ کو سمجھ نہیں آرہی۔۔۔ کیوں ہم سب
کی زندگیاں خراب کرنے پل تلی ہو۔۔۔ وہ غصے سے چیختی اسکی سوچ پر اسے شرم
دلانے لگی۔۔۔ لیکن وہاں کسے اثر ہونا تھا۔

ارے میری بہن میں تو ہم دونوں کا ہی بھلا سوچ رہی ہوں۔۔۔۔۔ وہ ڈھیٹ لڑکی اس وقت رانیہ کو پاگل لگی۔۔۔

آپی کیا آپ کو واقع شاہ ویر لالا سے محبت ہے۔۔۔ رانیہ تھی تو ایک بہن نا اسے اپنی بہن کی حالت پر ترس آنے لگا تھا۔

ہا ہا ہا محبت کون سی محبت۔۔۔۔۔ کوئی محبت نہیں ہے وہ میری۔۔۔۔۔ وہ تو بس میری ضد ہے جیسے پورا کرنا میری زندگی کا مقصد بن گیا ہے۔۔۔۔۔ وہ جنونی انداز میں بولی تو رانیہ تاسف سے اسے دیکھتی اسکی سوچ پر افسوس کرتی کمرے سے نکل گئی۔

اسے اپنی بہن کی حالت پر ترس آنے لگا تھا لیکن اس سے زیادہ اسکی سوچ پر افسوس ہو رہا تھا جو اپنی ضد پوری کرنے کی خاطر لوگوں کی زندگیاں برباد کرنے پر تلی تھی۔

(کچھ دن بعد)

شادی کی تیاریوں میں دن اور رات کا پتہ ہی نہیں چل رہا تھا۔۔۔۔۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔۔۔

ایہا نے اس دن کے بعد اپنا فون استعمال ہی نہیں کیا تھا۔۔۔ اسنے فون بند کر کے الماری میں رکھ دیا تھا۔

وہ جتنا عائش کی یادوں سے دور جانا چاہتا تھا عائش اتنا ہی اس کے اعضا پر حاوی ہوتا جا رہا تھا۔۔۔ عائش پہلا مرد تھا جس نے اس کے دل کی دنیا پر قبضہ کیا تھا اور وہ چاہ کے بھی اسے اپنے دل سے نکل نہیں پارہی تھی۔

اسنے تو عائش کو اپنا ہمسفر بھی سوچ لیا تھا لیکن اب جب عائش کی جگہ افہام کو سوچتی تو اسے اپنا سانس رکنا ہوا محسوس ہوتا۔۔۔

ابھی بھی وہ کمرے میں اندھیرا کیئے آنکھوں پر بازو رکھے لیٹی تھی جب حیات بغیر دستک دیئے کمرے میں داخل ہوئی۔

ایہا یہ کیا لائنٹس کیوں بند کی ہوئی ہیں۔۔۔ اور تم ایسے کیوں لیٹی ہو!!!! طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔ وہ فکر مندی سے اس کے پاس آتی اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھے کے چیک کرنے لگی کہیں بخار تو نہیں ہے۔۔۔

ایہا اسکی آواز سننے اٹھ کے بیٹھ گئی تھی۔

بھا بھی میں بلکل ٹھیک ہوں بس ایسے ہی تھوڑا سر میں درد ہو رہا تھا اس لیے لیٹ گئی تھی۔۔۔ وہ پھیکی سی مسکان کے ساتھ اسے یقین دلانے لگی جو باغور اسکے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

ایہا کیا بات ہے میں کافی دنوں سے دیکھ رہی ہوں تم کافی بجھی بجھی لگ رہی ہو۔۔۔ کوئی بات ہے تو تم مجھ سے شیئر کر سکتی ہو۔۔۔ حیات اسکا مڑ جھایا ہوا چہرہ دیکھ اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی دوستانہ انداز میں بولی

ارے نہیں بھا بھی ایسا کچھ نہیں ہے،،، بس کچھ دنوں سے ماما کی بہت یاد آرہی تھی وہ ہوتی تو کتنا خوش ہوتی نا۔۔۔ آنکھوں میں نمی لیے مسکرا کے بولی۔

ہممم یہ تو ہے۔۔۔ ایسے موقع پر ماں بہت یاد آتی ہیں۔۔۔ حیات نے آگے بڑھ کے اسے گلے لگایا تو کب کے آنکھوں میں ر کے آنسوؤں کندھا ملتے ہی بہہ نکلے۔

کچھ ماں کی یاد اور کچھ محبت کا غم ساتھ مل کے اسے توڑ رہے تھے۔۔۔

اچھا چلو اب چپ ہو اور تیار ہو جاؤ۔۔۔۔۔ جیولری پسند کرنے جانا ہے۔۔۔۔۔ اسنے
الگ ہوتے اسکے آنسو صاف کیئے۔

جی بھا بھی میں پانچ منٹ میں تیار ہو کے آتی ہوں۔۔۔۔۔ ایہا آفسردگی سے مسکرا کے
بولی تو حیات ہاں میں سر ہلاتی باہر نکل گئی۔۔۔۔۔ تو وہ بھی گہری سانس بھرتی بے دلی
سے تیار ہونے چل دی۔



اچھا ہو ابیٹا جو تم آگئے میں کتنے دنوں سے اس سے بول رہی ہوں کے اپنے لیئے کچھ
کپڑے لے آئے لیکن یہ میری سن ہی نہیں رہی ہے۔۔۔۔۔ اب تم آگئے ہو تو اسے
اپنے ساتھ زر بازار لے جاؤ۔۔۔۔۔ زینب بیگم نے عائش سے کہا جو بیٹھا چائے پی رہا
تھا۔

آفف ہو امی میرے پاس بہت کپڑے ہیں۔۔۔۔۔ مجھے ابھی ضرورت نہیں
ہے۔۔۔۔۔ اسنے جھنجھلا کے انکار کیا۔

وہ جانتی تھی انکا کوئی ہے تو نہیں اس لیے انکا سارا خرچہ عائش ہی اٹھاتا ہے اور اسے اچھا نہیں لگتا تھا بار بار عائش سے کچھ مانگنا۔

اگر اماں بول رہی ہیں تو اور لے لو اس میں کون سی بڑی بات ہے۔۔۔۔۔ عائش نے چائے کا سپ لیتے کہا۔

عائش آپ کو تو امی کو سمجھانا چاہیے لیکن آپ تو الٹا مجھے ہی بول رہے ہیں۔۔۔۔۔ وہ منہ بنائے بولی تو عائش مسکرا اٹھا۔

کبھی کبھی اپنے لیے بھی کچھ خرید لینا چاہیے۔۔۔۔۔ عائش نے جیسے سمجھایا تھا۔

یہی تو میں اس پاگل لڑکی کو سمجھاتی ہوں لیکن یہ میری سنتی ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔ سب کی فکر کرتی ہے لیکن اپنا کچھ نہیں سوچتی۔۔۔۔۔ زینب بیگم بھی غصہ ہوئیں۔

آپ فکر نہیں کریں اماں آج میں اسے شوپنگ پر لے کے ہی جاؤ گا۔۔۔۔۔ عائش نے یقین سے کہا۔

لیکن مجھے نہیں جانا۔۔۔۔۔ اسنے ضدی انداز میں کہا۔

اور مجھے کچھ نہیں سننا تم جاؤ اور پانچ منٹ میں تیار ہو کے آؤ ورنہ میں تمہیں ایسے ہی ماسیوں والے حلے میں لے جاؤ گا۔۔۔ وہ بھی دو بدو بولا۔۔۔

آمنہ منہ بناتی پیر پٹختی تیار ہونے چلدی ورنہ اسکا کیا بھر وسا ایسے ہی لے گیا تو۔



بھائی مجھے کچھ کپڑے بھی لے نے ہیں۔۔۔۔ اجالا نے مال میں انٹر ہوتے ہی ساتھ چلتے شاہ ویر سے فرمائیں کی۔

کوئی ضرورت نہیں لالا اسے اور کپڑے دلانے کی۔۔۔ امی نے منا کیا ہے پہلے ہی
اسنے بہت سارے کپڑے لے لیے ہیں اب کیا یہ ہمارا ہی خرچہ کرواتی رہے گی۔۔۔۔
پیچھے آتے افہام نے فورن ٹوکا۔

تو کون سا آپ کے پیسوں سے لے رہی ہوں۔۔۔۔۔ وہ فورن لڑنے پر آئی۔

میں دلا بھی نہیں رہا تھا تمہیں۔۔۔۔۔ میرے پاس اتنے فالٹو پیسے نہیں ہیں۔۔۔۔۔ وہ

اسے زچ کر تا منہ چڑا کے بولا۔

ہاہا یہ بولیں آپ کے پاس پیسے ہی نہیں ہیں۔۔۔ بیچارے غریب۔۔۔ وہ قہقہہ لگاتی الٹا اسے ہی زچ کر گئی۔

ماشاء اللہ زبان تو اتنی لمبی ہے کے عامل لالا بیچارے اسکی زبان کا پھندا بنا کے خود کشی کر لیں گے۔۔۔ اسنے چڑانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

بلکل آپ پر جو گئی ہے میری زبان۔۔۔ وہ دانت پیستے اسے گھورتے ہوئے بولی۔

اچھا بس کرو تم دونوں۔۔۔ ہم پہلے کپڑے لے لیتے ہیں پھر جیولری بھی لے لے گے۔۔۔ حیات نے ان دونوں کو شروع ہوتے دیکھ جلدی سے کہا۔

تم لوگ جب تک کپڑے دیکھ لو ہم جب تک تم لوگوں کی شادی کا گفٹ لے لیتے ہیں۔۔۔ اس طرح سے وقت بھی بچے گا۔۔۔ شاہ ویر نے مشورہ دیا۔

ٹھیک ہے بھائی۔۔۔ ہم لوگ سامنے والی شوپ پر ہیں اور اگر وہاں سے کہیں اور چلے جائیں تو فون کر کے پوچھ لے گا۔۔۔ اجالا دانت نکلاتی بولی۔

تمہارے پاس کارڈ تو ہے نا۔۔۔ شاہ ویر نے پوچھا۔

جی بھائی۔۔۔ اجالا نے بیگ میں دیکھتے کہا۔

اوکے۔۔۔ شاہ ویر کے کہتے ہی اجالا ایہا کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ لے گئی اور شاہ ویر حیات کا ہاتھ پکڑے اپنے ساتھ جیولری شوپ پہ لے گیا۔

میں کہاں جاؤں۔۔۔ مجھے تو کوئی اپنے ساتھ لے کے بھی نہیں جانا چاہتا۔۔۔ یہ عزت رہ گئی ہے میری۔۔۔ ہلانکے اب تو میری شادی بھی ہونے والی ہے۔۔۔ افہام دہائیاں دیتا اجالا اور ایہا کی طرف ہی چل دیا۔



واو یہاں کتنی پیاری پیاری جیولری ہے۔۔۔ حیات شوپ میں داخل ہوتی وہاں لگی جیولری کو دیکھ چہک اٹھی۔

تو پھر کیا خیال ہے ساری لے لیں۔۔۔ شاہ ویر اسکے چہرے پر خوشی دیکھتا محبت سے بولا۔

جی نہیں ہم یہاں ایہا اور اجالا کے لیے گفٹ لینے آئے ہیں تو اس پر دھیان دیں۔۔۔
حیات انکار کرتی اسکی توجہ جیولری کی طرف دلانے لگی جو دکاندار شاہ ویر کو پہچانتے
انہیں دیکھا رہا تھا۔

ارے شاہ ویر تم یہاں۔۔۔ ایک نسوانی آواز پر حیات اور شاہ ویر نے پلٹ کے
دیکھا۔۔۔ جہاں جینس ٹاپ میں گولڈن بالوں والی لڑکی کھڑی تھی۔
نتاشہ تم یہاں،،، کیسی ہو۔۔۔ شاہ ویر نے خوشگوار حیرت سے پوچھا۔۔۔ جب کے
حیات نا سمجھی سے اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی
میں ٹھیک ہوں مسٹر ہنڈ سم لیکن تمہارے ساتھ یہ خوبصورت لڑکی کون ہے۔۔۔
نتاشہ نے حیات کو دیکھتے آبرو اچکائے پوچھا۔

یہ میری وائف ہے حیات۔۔۔ اور حیات یہ نتاشہ ہے ہم لوگ یونی میں ایک ساتھ
پڑھتے تھے۔۔۔ شاہ ویر نے حیات کی کمر میں ہاتھ ڈالتے مسکرا کے تعریف کروایا۔
اسلام و علیکم۔۔۔ حیات نے خوشدلی سے ہاتھ آگے بڑھایا۔

وعلیکم اسلام۔۔۔ شاہ ویر تم نے تو میرے ساتھ ساتھ باقی لڑکیوں کا بھی دل توڑ دیا۔۔۔ وہ حیات سے ہاتھ ملائی نانکے والے آنسوؤں پوچھتی منہ بسور کے بولی۔۔۔ تو شاہ ویر ہنس دیا۔

تمہیں پتہ ہے یونی کی ساری لڑکیاں اس پر مرتی تھیں لیکن یہ کسی کو بھی لفٹ نہیں کراتا تھا۔۔۔ میں نے تو خود اتنے پا پڑیلے تھے اس سے دوستی کرنے کے لیئے۔۔۔

لیکن بازی تم لے گئیں۔۔۔ واقع حیات تم بہت لکی ہو جو تمہیں شاہ ویر جیسا شریف لڑکا ملا ہے۔۔۔ وہ حسرت سے بولی۔

ناجانے کیوں لیکن حیات کو ان سب لڑکیاں کے ساتھ سامنے کھڑی لڑکی بھی بری لگنے لگی جو اسکے شوہر پر نظر رکھتی تھی لیکن دوسرے ہی پل رشک بھی ہوا کے شاہ ویر اسکا ہے صرف اسکا۔

ہاہا ہا کی تو میں ہوں جسے حیات جیسی ہمسفر ملی ہے۔۔۔۔۔ وہ پر تپش نظروں سے حیات کو دیکھتا بولا تو حیات کو ایک بار پھر اپنا آپ انمول لگا۔

ہاؤ سوئٹ خیر تم لوگ کیری اون کرو میں چلتی ہوں۔۔۔۔۔ نتاشہ حیات سے ہاتھ ملاتی شوپ سے باہر نکل گئی۔

اب جیولری دیکھ لیں۔۔۔۔۔ شاہ ویر کو جان لٹاتی نظروں سے خود کو تکتے دیکھ حیات شرمگین مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

سنیں جو میں نے آرڈر دیا تھا وہ دیکھائیں۔۔۔۔۔ وہ مسکرا کے حیات سے نظریں ہٹاتا دکاندار سے بولا۔

کون سا آرڈر۔۔۔۔۔ حیات نے الجھ کے پوچھا۔۔۔۔۔ تو شاہ ویر نے آنکھوں سے ویٹ کرنے کا اشارہ دیا۔

تھوڑی دیر بعد انکے سامنے بہت ہی خوبصورت ہیروں کا لوکٹ موجود تھا جس پر حیات شاہ ویر لکھا ہوا تھا۔۔۔

شاہ ویر یہ۔۔۔۔۔ حیات اس لوکٹ کو دیکھ خوشی سے بس اتنا ہی بول پائی۔

کیسا ہے۔۔۔۔۔ اسنے مسکرا کے پوچھا۔

بہت بہت پیارا۔۔۔۔۔ وہ لوکٹ کو ہاتھ میں لیئے بولی۔۔۔ آنکھوں میں پسندیدگی صاف واضح تھی۔

پہنا دوں۔۔۔۔۔ اسنے اجازت مانگی۔

سب کے سامنے۔۔۔۔۔ وہ دکان میں موجود لوگوں کو دیکھ آہستہ سے اسکی طرف جھک کے بولی۔

بیگم فکر نہیں کریں صرف لوکٹ پہنا رہا ہوں۔۔۔۔۔ وہ ذومعنی انداز میں کہتا اسے شرمانے پر مجبور کر گیا

حیات اپنی ہنسی دباتی مڑی۔۔۔۔۔

شاہ ویر نے پیار سے اسکے گلے میں لوکٹ پہنایا۔۔۔

تھینکیو۔۔۔ حیات نے مسکرا کے کہا۔

تھینکیو کی ضرورت نہیں میرا سب کچھ آپ کا ہی ہے اور یہ بندہ بھی آپ کا ہے۔۔۔۔۔ وہ سر کو زہ سا خم دیتے بولا تو حیات کھکھلا اٹھی۔

ہاہا۔۔ اچھا اب ایہا اور اجالا کے لیے بھی دیکھ لیں۔۔۔ حیات ہنستی ہوئی بولی تو وہ ہاں میں سر ہلاتا ان دونوں کے لیے بھی جیولری دیکھنے لگا۔



ایہا تمہیں کچھ پسند آیا۔۔۔ افہام خاموشی سے بس کپڑوں کو ادھر ادھر کرتی ایہا کے پاس آیا۔

جی دیکھ رہی ہوں۔۔۔۔۔ ایہا نے نروس ہوتے جواب دیا۔

کیا بات ہے ایہا میں نے نوٹ کیا ہے جب سے ہماری بات پکی ہوئی ہے تم چپ چپ سی ہو گئی ہو۔۔۔ افہام نے موقع پاتے ہی اپنے دل میں چلتا سوال پوچھ لیا۔

بولتی تو وہ پہلے بھی کم تھی لیکن جب سے ان دونوں کی بات پکی ہوئی تھی تب سے ہی ایہا نے افہام سے بات کرنی چھوڑ دی تھی یہاں تک کہ وہ جہاں بیٹھا ہوتا وہاں سے بھی آٹھ جاتی۔۔۔

اسے ڈر لگتا تھا کہ کہیں اسکے دل میں چلتی توڑ پھوڑ کسی کے سامنے نا آجائے۔۔۔۔۔ وہ اپنی حالت جانتی تھی اس لیے کسی کے سامنے نہیں جاتی تھی زیادہ تر وقت اپنے کمرے میں ہی گزارا کرتی تھی۔۔۔۔۔

افہام بہت بار اس سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن وہ کوئی موقع ہی نہیں دے رہی تھی اور جب آج افہام کو موقع ملا تو اس نے اس سے فائدہ اٹھا ہی لیا۔
ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔ وہ بس اتنا ہی بولی۔

لیکن مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ کوئی بات ہے۔۔۔۔۔ اس نے مشکوک انداز میں استفسار کیا۔

میں کہہ تو رہی ہوں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ آپ میرا یقین کریں۔۔۔ اسنے گھبرا کے جلدی سے کہا۔۔۔ اسے ڈر تھا کہ اسکے دل کا چور کہیں پکڑا نا جائے۔

ایہا تم نے کچھ لیا۔۔۔ اس سے پہلے افہام کچھ کہتا اجالا آگئی۔

چھوٹی موٹی دیکھ نہیں رہیں تھی کے ہم بات کر رہے ہیں۔۔۔ بیچ میں آنا ضروری تھا۔۔۔ افہام نے گھورا۔

جی بہت ضروری تھا۔۔۔ چلو ایہا۔۔۔ وہ بھی ڈھیٹ بنی کہتی ایہا کو لیئے دوسری طرف چلی گئی پیچھے افہام منہ کھولے اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

یہ اچھا ہے نا۔۔۔ اجالا اپنے ساتھ ایک سوٹ لگاتی پوچھنے لگی۔
ہمممممم۔۔۔ ایہا نے ہر بار کی طرف پھر ہمممم میں جواب دیا۔۔۔

وہ ایہا کے ساتھ ہی کپڑے دیکھ رہی تھی جب اسے عائش کسی لڑکی کے ساتھ اسی دکان میں داخل ہوتا دکھا۔

اسے حیرت ہوئی کے عائش کسی لڑکی کے ساتھ ہے اور وہ لڑکی بھی عائش سے کافی فری ہو کے بات کر رہی تھی۔۔۔

اسے یاد تھا کے عائش کی کوئی بہن نہیں ہے۔۔۔ اور اسکی فیملی میں بھی بس اسکی دادی ہیں لیکن ابھی تو وہ کسی لڑکی کے ساتھ ہنس ہنس کے باتیں کر رہا تھا۔۔۔ اسے ایک بار پھر دل میں درد اٹھتا محسوس ہوا۔

یہ درد عائش کو کسی لڑکی کے ساتھ دیکھ کے نہیں ہو رہا تھا بلکہ وہ درد تھا جسے وہ تھپک تھپک کے سلانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن ہر بار کی طرح وہ نئے انداز میں جاگ جاتا تھا اور وہ درد محبت میں جدائی کا درد تھا۔

عائش آمنہ کی شوپنگ میں مدد کر رہا تھا جب اسکی نظر ایہا پر پڑی جو آنکھوں میں سوال لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ پھیکا بے رونق چہرہ، پہلے سے زیادہ کمزور وہ اسے وہ ایہا تو نہیں لگی جسے وہ جانتا تھا۔

آمنہ تم پسند کرو،، مجھے ایک ضروری کال کرنی ہے میں وہ کر کے آتا ہوں۔۔۔
عائش بہانا بناتا دوسری طرف اکیلی کھڑی ایہا کی طرف بڑھا۔

ایہا نے جلدی سے آس پاس اجالا کو دیکھا لیکن اجالا اس سے دور کھڑی تھی۔۔۔ وہ
تیزی سے اجالا کی طرف بڑھنے لگی لیکن بیچ میں ہی عائش اسکا بازو پکڑتے اسے اپنے
ساتھ دوسرے دروازے سے شوپ سے باہر لے گیا۔

عائش چھوڑیں مجھے کہاں لے کے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔ ایہا اپنا بازو چھوڑواتی ادھر ادھر
دیکھنے لگی کہ ایسا ناہو کے کہیں اسے کوئی دیکھ لے۔

عائش اسکی بات پر کان دھرے بغیر اسے کونے میں بنی ایک لفٹ کے سائڈ میں لے
گیا جہاں سے لوگوں کا گزر نہیں تھا۔

عائش اسے دیوار سے پن کرتے دونوں ہاتھ دیوار پر رکھتے اسکی راہ فرار بند کر گیا۔
عائش۔۔۔۔۔ اسنے گھبرا کے پکارا۔

ششششش۔۔۔۔ فون کیوں بند ہے تمہارا۔۔۔ اسکا سر دلجے سنتے ایسہا کا حلق خشک
ہوا۔

میری شادی ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ وہ حلق تر کرتی اسکی آنکھوں میں دیکھ اٹکتی آواز میں بولی۔

واٹ؟؟؟؟ وہ بھنویں ملائے غصے سے لال ہوتی آنکھیں اسکی ڈری سہمی آنکھوں میں
ڈالے ہلکی آواز میں غرایا

اس غراہٹ پر ایسہا کی سیاہ آنکھیں لبالب انمکین پانی سے بھریں۔

تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ تم کسی اور کی ہو سکتی ہو۔۔۔۔۔ اسنے ہاتھ کا مکہ بناتے زور سے دیوار پر مارا جس پر ایہا نے خوف سے آنکھیں بند کیں۔

عائش اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ وہ خوفزدہ لہجے میں لڑکھڑاتی آواز میں بولی۔

میں بہت جلد آؤ گا تمہارے گھر۔۔۔۔۔ وہ اسکی آنکھ سے نکلا آنسو انگلی کے پوروں سے صاف کرتا سنجیدگی سے بولا۔

بہت دیر ہو چکی ہے۔۔۔۔ وہ نم لہجے میں اسے دیکھ کے بولی جہاں سنجیدگی چھائی ہوئی تھی۔

تم صرف عائش ملک کی ہو یہ بات اپنے ذہن میں بیٹھالو اور ذہن میں موجود ہر بات ہر سوچ کو نکال دو۔۔۔۔ وہ مسکرا کے جنونی انداز میں بولا۔

عائش ملک۔۔۔۔ ایہا زیر لب بڑبڑائی۔۔۔ اور پھر دیوار پر رکھا اسکا ہاتھ زور سے ایک جھٹکے سے جھٹکتی وہاں سے نکل گئی۔

پیچھے عائش ایک انوکھی پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ اسکی پشت کو دیکھتا دھیرے سے اسکے پیچھے ہی بڑھا۔



چلو ایہا اب دوسری دکان پر دیکھتے ہیں۔۔۔۔ اجالا بل بنواتی بیگ اٹھے پشت کیئے کپڑے دیکھتی آمنہ کو ایہا سمجھ کے اسکا ہاتھ پکڑے وہاں سے لے جانے لگی۔

اکسیوزمی۔۔۔۔ آمنہ اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیکھ بولی۔۔۔۔ تو اجالا نے اسکی طرف دیکھا

اوسوری مجھے لگا میری کزن ہے۔۔۔۔ اصل میں آپ پیچھے سے بلکل میری کزن لگ رہی تھیں اس لیے مجھے غلط فہمی ہو گئی سوری۔۔۔۔ اسنے مسکرا کے معذرت کی۔ کوئی بات نہیں۔۔۔۔ ہو جاتا ہے۔۔۔۔ آمنہ نے مسکراہٹ پاس کی۔

جی صحیح کہا میں نے بھی سنا تھا دنیا میں ایک جیسی شکل والے سات لوگ ہوتے ہیں لگتا ہے ان میں سے ہی ایک آپ ہیں جو پیچھے سے میری کزن لگ رہی تھیں۔۔۔۔ اسنے اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔

ہا ہا آپ بہت اچھی باتیں کرتی ہیں۔۔۔۔ وہ ہنس دی۔۔

میں انسان بھی بہت اچھی ہوں۔۔۔۔ اجالا کو تو بس موقع چاہئے ہوتا ہے اپنی تعریف کرنے کا اب سامنے چاہئے کوئی انجان ہی کیوں نا ہو وہ سب سے باتیں کر لیتی ہے۔

اجالا اگر تمہاری شوپنگ ہو گئی تو چلیں۔۔۔۔۔ ایہا خود کو نارمل کرتی شوپ میں آتی
سامنے ہی اجالا کو کھڑا دیکھ تیزی سے اسکے پاس اتنی بولی۔

لو یہ آگئی ایہا۔۔۔۔۔ میں اس کی ہی بات کر رہی تھی آپ بلکل اس کے جیسی لگ رہی
تھیں۔۔۔۔۔ اسنے ایہا کی طرف اشارہ کرتے آمنہ کو بتایا۔

آپ کی کزن بہت فنی ہیں۔۔۔۔۔ آمنہ نے ہنستے ایہا کو کہا۔۔

جی وہ تو ہے۔۔۔۔۔ اچھا اجالا اب ہم چلیں بھائی انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔۔۔ ایہا
جلد سے جلد وہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

ہاں چلتے ہیں۔۔۔۔۔ اوکے بائے۔۔۔۔۔ اجالا آمنہ سے کہتی ایہا کے ساتھ باہر نکل
گئی۔۔۔۔۔ اور باہر نکلتے ہی ایہا کی سانس رکی جب سامنے ہی اسے عائش افہام سے بات
کر تا دیکھا۔

لوجی آگئیں ہماری ہونے والی دلہن۔۔۔۔۔ افہام نے ایہا کو دیکھ مسکرا کے کہا۔۔۔۔۔

جب کے اسکی بات سنتے عائش کی آنکھوں میں غصہ اتر۔

مبارک ہو آپ کو۔۔۔ عائش نے مسنوی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔۔ جب کے
ایہا مسکرا بھی ناسکی۔

یہ ہیں کون ویسے لالا۔۔۔۔۔ اجالانے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ
اس سے پہلی بار مل رہی تھی۔

یہ عائش ہیں آج کل ہم انکے ساتھ ہی کام کر رہے ہیں اور اب تو شاہ ویر لالا کے
دوست بھی۔۔۔۔۔ اسنے بتایا۔

اچھا۔۔۔۔۔ اسنے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

چلیں بھائی انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔۔۔ ایہانے عائش سے نظریں چراتے کہا جو
مسلل اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اچھا عائش آپ سے شادی پر ملاقات ہوگی۔۔۔۔۔ افہام نے ہاتھ ملایا۔

ہا ہا جی ضرور کیوں نہیں۔۔۔۔۔ اسنے ہلکا سا قہقہہ لگاتے کہا۔

اس سے ملتے وہ لوگ اپنے راستے ہو لیئے اور عائش انہیں دیکھتا مسکرا کے سر جھکاتا آمنہ کی طرف بڑھ گیا جو دکان میں کھڑی اسکا ہی انتظار کر رہی تھی۔

کون تھے وہ لوگ۔۔۔۔ عائش کے پاس آتے ہی اسنے پوچھا۔

دوست تھا میرا۔۔۔۔ خیر تم بتاؤ شوپنگ ہو گئی۔۔۔۔ اسنے مختصر کہتے بات بدلی۔

ہاں ہو گئی۔۔۔۔ آمنہ نے کہا تو وہ اسے لیئے بل بنوانے چلا گیا۔

"مایوں اسپیشل"

دیکھتے ہی دیکھتے مایوں کا دن آپہنچا تھا۔۔۔ آج اجالا کو مایوں بیٹھایا جا رہا تھا جب کے ایہا کو دو دن بعد مایوں بیٹھانا تھا۔

اس دن کے بعد ایہا نے عائش کا بہت انتظار کیا لیکن وہ نہیں آیا اور وہ بھی یہی دعا کر رہی تھی کے وہ رشتہ لے کے نا آئے۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ یہ رشتہ کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔

گھر میں سب ہی کاموں میں مصروف تھے اجالا کے بہت اسرار کرنے پر فرہاد صاحب نے رانیہ کو کچھ دن پہلے ہی حویلی بھیج دیا تھا۔۔۔۔۔ جب کے وہ لوگ بعد میں آنے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔۔۔۔ رانیہ کے کیئے کی وجہ سے وہ بہت زیادہ شرمندہ ہو گئے تھے جب کے دادا جان کے کہا بھی تھا کے اس میں انکا کوئی قصور نہیں ہے رانیہ کوئی بچی نہیں تھی جو صحیح غلط میں فرق نہیں جانتی تھی۔۔۔۔۔ لیکن فرہاد صاحب کی ہمت ہی نہیں ہو رہی تھی جانے کی اس وجہ سے ثریا بیگم نے بھی پہلے آنے سے انکار کر دیا تھا۔ حویلی کو ایک دم دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔۔۔۔۔ ہر طرف لائٹیں،،، چاروں طرف پھولوں کی سجاوٹ ایسی تھی کے دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جائے۔۔۔۔۔ حویلی کا ہر فرد اندر باہر کام میں مصروف تھا۔۔۔۔۔ چاروں طرف خوشی کا سماں تھا۔۔۔۔۔ آخر ہوتا تھی کیوں نا گاؤں کے سردار امان شاہ کے پوتے پوتیوں کی شادی تھی۔

شاہ آپ اپنا سوٹ کب لائیں گے۔۔۔۔۔ حیات ہال میں سجاوٹ کرواتے شاہ ویر کے پاس آتی بولی۔۔۔۔۔ جو آج کے پہنے والا اپنا سوٹ نہیں لایا تھا۔

ابھی بہت ٹائم ہے تھوڑی دیر تک جاتا ہوں۔۔۔ اس کے کہنے پر حیات ہاں میں سر ہلاتی جانے لگی جب شاہ ویر نے اسکا ہاتھ پکڑتے اپنی طرف کھینچا۔۔۔ جس سے وہ ایک دم اس کے ساتھ آگئی

شاہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔ ہم اپنے روم میں نہیں ہیں۔۔۔ حیات ادھر ادھر کام کرتے ملازمین کو دیکھتی گھبرا کے اپنا ہاتھ چھڑواتے پیچھے ہونے لگی۔
تم میری بیوی ہو میں جب جاہا چاہے تمہارا ہاتھ پکڑ سکتا ہوں۔۔۔ وہ گھمبیر لہجے میں مسکرا کے بولا۔

کس نے منا کیا ہے کے میں آپ کی بیوی نہیں ہوں۔۔۔ آپ کی ہی بیوی ہوں لیکن کچھ شرم ہوتی ہے ہر جگہ اپنا رومینس اسٹارٹ نہیں کرتے۔۔۔ اسنے اسکی مضبوط گرفتار سے ہاتھ چھڑاتے احساس دلانا چاہا کہ وہ لوگ ہال کے بیچ و بیچ کھڑے ہیں۔۔۔ وہ تو شکر ہے کے ان کی طرف کسی کا دھیان نہیں ہے۔

جب پہلو میں من پسند بیوی ہو تو اندر سے رو مینس خود با خود آجاتا ہے۔۔۔۔۔ وہ شرارت سے اسکی طرح جھکا تو وہ بدک کے پیچھے ہوئی۔۔۔۔۔ البتہ ہاتھ ابھی بھی اسکی گرفت میں تھا۔

ہم ہم۔۔۔۔۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ کھڑا دیکھ رضیہ بیگم گلا کھنکھار کے سر نیچے کیئے زیر لب مسکراتے دونوں کو اپنی موجودگی کا احساس دلانے لگیں۔ انکی آواز پر شاہ ویر نے اپنی گرفت ہلکی کی تو حیات جلدی سے اپنا ہاتھ کھینچتی دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔۔۔ جب کے اسکی یہ حرکت شاہ ویر کو بہت ناگوار گزری تھی۔۔۔۔۔ وہ کچھ بھی بولے بغیر باہر نکل گیا۔

بیٹا میں بول رہی تھی کے تم جا کے زرا اجالا کو دیکھ آؤ پتہ نہیں کیا کر رہی ہے۔۔۔۔۔ میں نے رانیہ کو دیکھنے بھیجا تھا لیکن وہ بھی وہیں بیٹھ کے رہ گئی۔۔۔۔۔ تم دیکھ آؤ اور اسے بتا بھی دینا کے تھوڑی دیر میں مہندی والی آتی ہی ہوگی۔۔۔۔۔ رضیہ بیگم کے کہنے پر وہ ہاں میں سر ہلاتی اوپر کی جانب بڑھ گئی۔

ابھی اسنے دروازہ کھولا ہی تھا کہ کمرے کی حالت دیکھتے اسکا سر چکر اگیا۔۔۔

پورے کمرے میں کپڑے، جوتے، جیولری پرس بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ اجالا رانیہ کو چیزیں چھانٹ چھانٹ کے دیتی جا رہی تھی اور رانیہ انہیں بڑے سے بیگ میں ڈالتی جا رہی تھی۔

اجالا یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔۔ وہ آنکھیں پھیلانے جگہ جگہ بکھرے جوتوں چیلوں سے بچتی اندر آئی

کچھ نہیں بھا بھی بس میری جو فیورٹ چیز ویں ہیں نا انہیں پیک کر کے اپنے سسرال "نہیں سسرال تو ہے نہیں" اپنے نئے کمرے میں بھجوا رہی ہوں۔۔۔ وہ تھوڑا سوچ کے بولی۔

اور رانیہ تمہیں امی نے جس کام کا بولا تھا وہ کیا۔۔۔ اجالا کی بات سنتے اب وہ رانیہ سے مخاطب ہوئی۔

بھا بھی اس نے مجھے کام اور باتوں میں لگالیا تو مجھے یاد ہی نہیں رہا۔۔۔ سوری!!!!۔۔۔
اسنے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔

اچھا تم لوگ یہ سارا پھیلاوا جلدی سے سمیٹو۔۔۔۔ مہندی والی آتی ہوگی اجالا کو
مہندی لگانے۔۔۔۔ حیات زمین پر پڑا دوپٹہ اٹھا کے بیڈ پر رکھتی بولی۔
جی بھا بھی،،،،، رانیہ تم جلدی سے یہ بیگ پیک کر کے عائلا۔۔۔۔ نہیں نہیں اب
وہ میرے لالا نہیں رہے۔۔۔۔ اسنے فورن کانوں کو ہاتھ لگایا۔
رانیہ تم جلدی سے یہ سامان میرے ہونے والے ان کے کمرے میں رکھ آنا پھر بعد
میں میں خود اسے سیٹ کر دوں گی۔۔۔۔ وہ شرمانے کی ناکام ایکٹنگ کرتی دوپٹہ
دانتوں میں دبا گئی۔

ہا ہا ہا پاگل لڑکی۔۔۔۔ حیات ہنستی ہوئی سر جھٹکتی باہر نکل گئی۔



شام ہوتے ہی مہمانوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔ ہر طرف مبارکبادی کا سلسلہ جاری تھا۔۔۔۔

مایوں کی نسبت سے لان گیندے کے پھول سے

سجایا گیا تھا۔۔۔۔ دلہاد لہن کے لیے اسٹیج تو بننا تھا لیکن اس پر گول دائرے میں کوشن لگا کے نیچے بیٹھنے کا انتظار کیا گیا تھا اور یہ اجالا کی فرمائش پر ہوا تھا۔

عائل سفید کرتے پاجامہ پر ہری واسکٹ پہنے اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔۔ جب کے شاہ ویر اور افہام نے بھی سفید ہی کرتا پاجامہ پہنا تھا بس انکی واسکٹ بلورنگ کی تھی۔۔۔۔ شاہ حویلی کے سارے لڑکے خوب رو اور وجاہت میں اپنی مثال آپ لگ رہے تھے۔۔۔۔

افہام جاؤ لڑکیوں کو دیکھو کہاں رہ گئی ہیں،،، انہیں بلا کے لاؤ۔۔۔۔ دادی جان نے افہام سے کہا تو وہ جی کہتا اندر بڑھ گیا۔

کیا میں اندر جاؤ۔۔۔ افہام دستک دیتا اجازت کا انتظار کیئے بغیر کمرے میں داخل ہو گیا۔

اجالا کو پالروالی لب اسٹک لگا رہی تھی جس کی وجہ سے وہ جواب نہیں دے پائے لیکن اسکی جگہ رانیہ نے جواب دیا۔

آپ الریڈی آچکے ہیں۔۔۔۔ رانیہ وہیں دروازے کے پاس بیٹھی سینڈل پہن رہی تھی۔۔۔ جب افہام نے اسکی آواز کے تعاقب میں دیکھا تو اسے بالکل اپنے پیروں کے پاس بیٹھا دیکھ چوک کے پیچھے ہوا۔

تم نیچھے کیوں بیٹھی ہو۔۔۔۔ اسنے حیران ہوتے پوچھا۔

سینڈل پہن رہی تھی وہ۔۔۔ آپ باتیں یہاں لڑکیوں کے کمرے میں کیسے آنا ہوا۔۔۔۔ اجالا شیشے میں اپنا جائزہ لیتی پوچھنے لگی۔

دادی باہر بلارہی ہیں سب کو۔۔۔۔ اسنے آنے کی وجہ بتائی۔۔۔

اچھا ہم دس منٹ میں آتے ہیں۔۔۔ رانیہ کھڑی ہوتی بولی۔۔۔ جب افہام جانے کے لیے مڑا۔

لالا یہ تو بتاتے جائیں کیسی لگ رہی ہوں میں۔۔۔ اجالانے آئیںبر واچکائے کھڑی ہوتی پوچھنے لگی

ہمم۔۔۔ افہام نے سوچنے والے انداز میں انگلی منہ پر رکھتے اسکا جائزہ لیا پھر تھوڑی دیر بعد بولا

ایک دم چھوٹی موٹی چڑیل لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ آج بھی اسے چھیڑنے سے باز نہیں آیا۔

جی بھوت کی جو بہن ہوں۔۔۔۔۔ وہ دانت پیس کے کہتی واپس بیٹھ گئی۔۔۔ تو وہ بھی مسکرا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

افہام ابھی باہر نکلتا کے کمرے میں حیات کے ساتھ ایہا کو داخل ہوتے دیکھ قدم ایک دم رک گئے۔۔۔۔

ہرے رنگ کی قمیض شلوار میں بالوں کی چوٹی کیسے جو پیچھے کمر پر جھول رہی تھی۔۔۔ حسین چہرے پر لٹوں نے پہرا دیا ہوا تھا۔۔۔ سیاہ آنکھیں کا جل سے سجائے وہ سیدھا افہام کے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔

نظر لگانے کا ارادہ ہے کیا ایہا کو۔۔۔ حیات اسکے چہرے کے آگے ہاتھ ہلاتی شرارت سے بولی۔۔۔ تو ایہا اپنی نظریں جھکاتی سائڈ سے ہوتی ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی اجالا کے پاس چلی گئی

میں نے اس نظر سے دیکھا ہی نہیں کے نظر لگ جائے۔۔۔ وہ دلکشی سے مسکرایا۔
ہا ہا ہا اچھا جی۔۔۔ وہ ہنس دی

جی۔۔۔ اچھا میں نیچے جا رہا ہوں آپ لوگ جلدی سے آجائیں۔۔۔ وہ کہتا باہر نکل گیا۔۔۔ تو حیات بھی ڈریسنگ کے پاس موجود تینوں لڑکیوں کی طرف بڑھی۔

ماشاء اللہ اجالا تم کتنی پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ حیات اجالا کے مہندی سے رچے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے خوش دلی سے تعریف کرنے لگی۔۔۔

تھینکیو بھابھی آپ بھی کچھ کم پیاری نہیں لگ رہیں۔۔۔۔۔ اجالانے مسکرا کے کہا۔
ہممم مہندی کا رنگ تو بہت اچھا آیا ہے۔۔۔ لکتا ہے عائل لالا بہت پیار کریں گے تم
سے۔۔۔ حیات نے چھیڑا۔

پیار تو کرنا ہی ہے اتنی پیاری بیوی جو ملے گی۔۔۔ وہ اترا کے بولی۔

ارے تم نے عائِل لا لاکا نام نہیں لکھوایا۔۔۔ حیات کو جب عائِل کا نام کہیں نہیں ملا

تو پوچھ بیٹھی۔

ہمارے خاندان میں نکاح سے پہلے لڑکے کا نام نہیں لکھا جاتا۔۔۔۔۔ رانیہ اجالا کے پیچھے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھے کھڑی ہوتی بتانے لگی۔

اچھا مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ حیات نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

بھابھی آپ نے مہندی نہیں لگوائی۔۔۔۔۔ کب سے خاموش بیٹھی ایہا نے آخر اپنی چپ توڑی۔

کام ہی اتنا تھا کہ مجھے ٹائم نہیں ملا۔۔۔ اب صبح لگواؤ گی۔۔۔ حیات نے مسکرا کے وجہ بتائی۔۔۔ تو انہوں نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

چلو نیچھے چلیں سب انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ حیات نے اجالا کو بازو سے پکڑتے اٹھایا۔۔۔

وہ تینوں اجالا کو اپنے ساتھ لیئے کمرے سے نکل گئیں۔



مہمان سارے دلہن کا انتظار کر رہے تھے جب اتنی دیر تک وہ لوگ نہیں آئے تو دادی نے پھر شاہ ویر کو بیٹھا بلانے۔۔۔ شاہ ویر انہیں بلانے ہی آرہا تھا جب وہ لوگ خود نیچھے آتی دیکھ گئی۔

شاہ ویر نے حیات کو دیکھا اور اسی وقت حیات نے شاہ ویر کو۔۔۔ نظریں دو سے چار ہوئی۔

حیات نے مہروں رنگ کی شورٹ فرائ کے ساتھ چوڑی دارپا جامہ پہنے بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ تیخے نین نقش پر لائٹ سامیک اپ بہت بچ رہا تھا۔۔۔ شاہ ویرا سکی صبح والی حرکت سے بہت ناراض ہوا تھا اور اب اس نے ادارہ کر لیا تھا کہ جب تک وہ نہیں منائے گی وہ اس سے بات نہیں کرے گا۔۔۔ اس لیے اس کے مسکرا کے دیکھتے پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی بغیر کوئی تاثر دیئے اپنی نظریں پھیرتے حیات کو پریشان کر گیا۔

وہ صبح سے ہی حیات سے صحیح سے بات نہیں کر رہا تھا اور اس کی یہ ناراضگی حیات بہت اچھی طرح سمجھ رہی تھی لیکن پریشانی یہ تھی کہ وہ اسے اب مانے کیسے۔ بھائی کیسی لگ رہی ہوں میں۔۔۔۔۔ اجالا شاہ ویر کے سامنے رکتے مسکرا کے پوچھنے لگی۔

میری بہن ہمیشہ کی طرح آج بھی بہت پیاری لگ رہی ہے۔۔۔۔۔ شاہ ویر نے شفقت سے اپنی بہت کاما تھا چوما۔

بھا بھی سے بھی اچھی۔۔۔۔۔ وہ شرارت سے آنکھیں مٹکاتی بولی۔

آپ کی بھا بھی کا ایک الگ مقام ہے اور آپ کا ایک الگ آپ دونوں ہمیشہ ہر روپ میں مجھے اچھی لگتی ہو۔۔۔ شاہ ویر نے اسکے گرد اپنا گھیرا بنایا۔۔۔۔۔ تو حیات مسکرا دی۔۔۔۔۔

یعنی بھائی ہم آپ کے کچھ نہیں لگتے۔۔۔۔۔ رانیہ منہ بنا کے بولی جب کے ساتھ کھڑی ایہا مسکرا رہی تھی بس۔۔۔۔۔ وہ بیچاری کرتی بھی کیا اپنے درد کو چھپانے کے لیے ہر وقت مسنوی مسکراہٹ لبوں پر سجا کے رکھی ہوئی تھی۔

ارے ایسی بات نہیں ہے آپ لوگ بھی مجھے اجالا کی طرح ہی عزیز ہو۔۔۔۔۔ اسنے ان دونوں کو بھی اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیا۔

حیات ان بہن بھائیوں کا پیار دیکھ مسکرائی۔۔۔۔۔ اچانک اسکے دل میں بھی حسرت جاگی کے کاش اسکا بھی کوئی بھائی ہوتا جو اس سے بھی ایسے ہی پیار کرتا۔

باہر سب انتظار کر رہے ہیں اور یہاں فیملی ڈرامہ ہو رہا ہے۔۔۔ افہام ان سب کو گھورتا کمر پر ہاتھ ٹکائے بولا۔

یہ ڈرامہ نہیں ہمارا پیار ہے۔۔۔ اجالانے منہ چڑاتے کہا۔

میرے بغیر یہ ڈرامہ ہی ہے۔۔۔۔ وہ چڑکے بولا۔

لڑکیوں کہیں سے جلنے کی بو آرہی ہے۔۔۔ شاہ ویر نے مسکراہٹ دبائے کہا۔۔۔۔
تو وہ سب کھکھلا اٹھی۔

للا آپ بھی۔۔۔۔ افہام کو صدمہ لگا۔۔۔ وہ شاہ ویر سے ایسی بات کی امید نہیں رکھتا تھا۔

ہا ہا ہا اچھا اب رونے نہیں لگ جانا۔۔۔ ورناسب سمجھیں گے کہ ہم تمہاری رخصتی کر رہے ہیں۔۔۔ شاہ ویر نے پھر چھیڑا۔

بھائی۔۔۔۔ اسنے احتجاج بلند کیا۔

بس بہت ہو گیا اب میرے دیور کو کوئی تنگ ناکرے۔۔۔۔۔ حیات نے فورم اسکی
سائنڈ لیتے انہیں گھورا۔

شکر آپ کو تو میری قدر ہے۔۔۔۔۔ اسنے تشکر بھرے انداز میں کہا۔

باہر چلیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ رانیہ نے یاد دلایا۔

ہاں میں تو بھول گیا۔۔۔ میں بتانے آیا تھا کہ دادی جان غصہ کر رہی ہیں کہ جو بھی
اندر جاتا ہے بیٹھ کے ہی رہ جاتا ہے۔۔۔۔۔ افہام نے ہلکے سے سر پر ہاتھ مارتے بتایا
۔۔۔۔۔ تو وہ لوگ جلدی سے باہر بڑھ گئے۔



عائل کو شنز کے بیچ میں بیٹھا فون چلا رہا تھا جب اچانک نظر اپنے بھائیوں کی ہمراہی
میں آتی اجالا پر پڑی اور پھر نظریں پلٹنے سے انکاری تھیں۔

وہ پیلے سوٹ میں بالوں کی فرینچ چوٹی کیئے جو کندھے سے آگے جھول رہی تھی۔۔۔
پوری چوٹی پر پھولوں کی لڑی لپیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ نیچرل سامیک اپ۔۔۔۔۔ ہاتھوں

میں مہندی اور گجرے وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کے عامل کو اپنی نظریں ہٹانا مشکل لگ رہا تھا

اسنے بہت مشکل سے اپنی نظریں اس سے ہٹائیں تھی۔۔۔۔ آج پہلی بار عامل شاہ کا دل دھڑکا تھا۔۔۔ آج پہلی بار وہ اسے کزن کی حیثیت سے نہیں بلکہ اپنی ہونے والی بیوی کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔

اجالا شاہ ویر اور افہام کا ہاتھ پکڑتے اسٹیج پر آئی اور کوشنرز کے درمیان دیکھ گئی۔۔۔ دونوں کے درمیان بس ایک بالمش کا فاصلہ تھا۔

رسم شروع ہوئی۔۔۔ باری باری سب رسم کرنے اسٹیج پر آئے۔۔۔ اجالا چہکتی ہوئی سب سے باتیں کرتی خوب انجوائے کر رہی تھی۔۔۔ جب کے عامل وقفے وقفے سے نظر اجالا پر ڈال رہا تھا۔۔۔ نا جانے کیوں اسے یہ سوچ کے غصہ بھی آرہا تھا کہ اجالانے ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا۔۔۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ

اجالا کی نظریں اس سے بھی تیز ہیں وہ جب دنیا بھلائے اسے دیکھ رہا تھا تب ہی اجالا نے اچھے سے اسکا جائزہ بھی لے لیا تھا۔

لگتا ہے کافی پیاری لگ رہی ہوں میں تبھی بار بار آپ کی نظریں مجھ پر پڑھ رہی ہیں۔۔۔ وہ سامنے منہ کیئے اگتایا ہوا بیٹھا تھا جب اجالا کی مسکراتی آواز اپنے قریب سے سنائی تھی۔۔۔۔ اسنے فورن چونک کے اسکی طرف دیکھا جو اسکی طرف جھکی ہوئی تھی لیکن چہرہ سامنے کی طرف تھا۔

غلط فہمی ہے تمہاری۔۔۔ وہ اسے بتا کے خوش فہمی کا شکار نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے غلط فہمی کا نام دے گیا۔

کون سی غلط فہمی ہے یہ کہ میں پیاری لگ رہی ہوں یا یہ کہ آپ کی نظریں بار بار مجھے دیکھ رہی ہیں۔۔۔ وہ سوچنے والے انداز میں بولی۔

دونوں۔۔۔ اسنے ٹکاسا جواب دیا جس پر وہ اسے گھور کے رہ گئی۔

اچھا چھوڑیں یہ بتائیں رات کو آپ مجھ سے ملنے آئیں گے یا میں چیلنج کر لو۔۔۔۔۔ اسنے
سنجیدگی سے پوچھا۔

میں کیوں تم سے ملنے آؤ گا۔۔۔ اسکی عجیب سی بات پر وہ اچھبے سے اسے دیکھ گیا۔
نہیں وہ میں نے ڈراموں میں دیکھا تھا کہ دلہا اپنی ہونے والی دلہن سے مہندی کی
رات کو ملنے آتا ہے۔۔۔ تو اس لیے میں نے پوچھا۔۔۔ اسکی بے تکی سی بات سر وہ
نفی میں سر ہلا گیا۔۔۔ مطلب وہ جتنا مچیور لڑکی چاہتا تھا اتنا ہی اسکے نصیب میں
امچیور لڑکی آرہی تھی۔

باتیں نا آئیں گے یا نہیں۔۔۔ اسکی طرف سے خاموشی پا کے وہ پھر بولی۔
لڑکی تم بالکل پاگل ہو گئی ہو۔۔۔۔۔ ان ڈراموں نے تمہارا دماغ خراب کر دیا
ہے۔۔۔۔۔ ایک بار تم میری دسترس میں آ جاؤ پھر میں تمہیں ایک دم سیدھا کر دوں
گا۔۔۔ وہ سختی سے بولا

دیکھیں میں ایک دم سیدھی ہوں۔۔۔ آپ کو ضرورت ہی نہیں ہے مجھے سیدھا کرنے کی۔۔۔ وہ ایک دم سیدھی ہو کے بیٹھی۔

اسکے لٹے جواب پر عائِل ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گیا۔۔۔ اسے لگ رہا تھا وہ اسے سیدھا کرے نا کرے لیکن یہ لڑکی اسے ضرور پاگل کر دے گی۔۔۔۔

ویسے آپ بھی کافی ہنڈ سم لگ رہے ہیں۔۔۔ وہ شرارت سے بولی۔

تم نے کب دیکھا۔۔۔ عائِل نے حیران ہوتے اسے دیکھا۔

بس یہی تو ہماری خاصیت ہے کہ سامنے والے کو پتہ ہی نہیں چلتا اور ہم اسکا اکسرے بھی کر لیتے ہیں۔۔۔ وہ چہرہ سامنے کیئے آنکھیں گھماتی اپنی تعریف کرنے سے پیچھے نہیں رہی۔

عائِل یہ تو پاگل ہے تم تو سمجھدار ہو سب کے سامنے بیٹھے باتیں کرے جا رہے ہو۔۔۔

اب چپ ہو کے بیٹھنا دونوں۔۔۔ رضیہ بیگم آتی دونوں کو ڈانٹ کے چلی گئی۔۔۔۔

اسنے بعد عائِل کو کچھ نہیں بولا لیکن اجالا ڈھیٹ پر ڈانٹ کا بھی کچھ اثر نہیں ہوا۔

اسکے بعد لوگ آتے گئے اور انہیں دعائیں دیتے گئے جیسے انہیں نے مسکرا کے وصول کی تھیں۔



تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔۔۔ دلہن کو اسکے کمرے میں بھیج دیا تھا۔۔۔ مہمان جا چکے تھے۔۔۔ سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں آرام کرنے چلے گئے تھے کیونکہ کل ایک اور مصروف دن تھا۔۔۔

حیات بڑی بہو ہونے کے ناطے سارے کام سمیٹوا کے آخر میں کمرے میں آئی تھی جب کے شاہویرا بھی بھی لان میں کل کے پروگرام کی تیاریوں کے بارے میں ڈیکوریشن والوں کو بتا رہا تھا۔۔۔

وہ کافی دیر تک اسکا انتظار کرتی رہی۔۔۔ لیکن پھر بھاری کپڑوں میں الجھن ہونے لگی۔۔۔ نیند آنے لگی تو جب وہ کافی دیر تک نہیں آیا تو چینیج کرنے چلی گئی۔۔۔۔۔

وہ حیات کے واشر روم جانے کے کچھ دیر بعد ہی کمرے میں آیا تھا۔۔۔ اسنے دس منٹ اسکا انتظام بھی کیا تھا لیکن جب وہ نہیں آئی تو خود بھی دوسرے روم میں چینیج کر کے آ کے لیٹ گیا تھا۔۔۔ اور اسنے جیسے ہی حیات کو واشر روم سے نکلتے دیکھا تو فورن آنکھیں بند کر گیا۔

تقریباً بیس منٹ کے بعد وہ شاور لے کے واپس آئی تو شاہ ویرنٹ سوٹ پہنے بیڈ پر آنکھیں بند کھائے لیٹا دیکھا اسے لگا شاید وہ سوتا گیا اس لیے اٹھانا مناسب نہیں لگا۔ حیات کو دکھ ہوا۔۔۔ رونا بھی آیا۔۔۔ اسکی ناراضگی اسکی جان لے رہی تھی۔۔۔ وہ خاموشی سے کیلے بالوں کو لپیٹتی مرے مرے قدموں سے بیڈ پر آ کے اپنی جگہ پر لیٹ گئی۔۔۔

اسکے لیٹتے ہی شاہ ویر نے اپنی بند آنکھیں کھولے اسکی طرف دیکھا جو اسکی طرف کربٹ لیے لیٹی تھی۔۔۔ شاہ ویر کو برا تو لگا لیکن پھر وہ حیات کو احساس بھی دلانا چاہتا

تھا کہ اسکے دور ہونے سے شاہ ویر کو کتنا برا لگا ہے۔۔۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اسے منائے
لیکن شاید اسے موقع ہی نہیں دیا تھا۔

دونوں اپنی اپنی جگہ خاموشی سے لیٹے تھے اور پھر سارے دن کی تھک کی وجہ سے
نا جانے کب انکی آنکھ لگی پتہ ہی نہیں چلا۔

تھکن کی وجہ سے حیات کی آنکھ دیر سے کھولی تھی۔۔۔ اسے مندی مندی آنکھیں
کھولے اپنے برابر میں دیکھا جہاں کوئی نہیں تھا مطلب شاہ ویر اس کے اتنے سے پہلے
ہی چلا گیا تھا۔۔۔ پھر ایک نظر کھڑی کی طرف کی تو آنکھیں پوری کھول گئی۔۔۔
بارہ بج گئے اور میں اتنی دیر تک سوتی رہی۔۔۔ وہ ایک جھٹکے سے کمبل ہٹاتی جلدی
سے کھڑی ہوئی لیکن اچانک ہی سر ایک دم چکرانے لگا تو بیک گراؤنڈ کا سہارا لیئے
واپس بیٹھ گئی۔

جب سر چکرانا بند ہوا تو آرام سے اٹھتی کپڑے لیئے فریش ہونے چلی گئی۔

دس منٹ بعد وہ فرش ہوئے باہر آئی۔۔۔۔۔ جلدی سے تیار ہوتے دوپٹہ سر پر لیئے کمرے سے نکل گئی۔

ارے ماما آپ لوگ کب آئے۔۔۔۔۔ نیچے آتے صوفے پر دادی جان کے ساتھ اپنی ماں اور بہن کو بیٹھا دیکھ خوشی سے ان کے پاس آئی۔

جب تم سو رہی تھیں۔۔۔۔۔ شمیم بیگم مسکرا کے کہنے لگی۔

ہاں پتہ نہیں آج میری آنکھ کیوں نہیں کھولی اور شاہ ویر نے بھی مجھے نہیں اٹھایا۔۔۔۔۔ وہ وضاحت دیتی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

کوئی بات نہیں تھکن کی وجہ سے ہو جاتا ہے ایسا۔۔۔۔۔ دادی جان نے پیار سے کہا ماما بابا بھی آئے ہیں۔۔۔۔۔ حیات نے پوچھا۔

جی آپنی بابا بھی ساتھ ہی آئے ہیں۔۔۔۔۔ شاہ ویر بھائی نے گاڑی بھیجی تھی ہمیں لانے کے لیے۔۔۔۔۔ کوئل چہک کے بتانے لگی۔

ہممم فضول میں شاہ ویر بیٹے نے زحمت کی ہم خودی آجاتے۔۔۔ شمیم بیگم مسکرا کے بولیں

کمال کرتی ہیں بیٹا بھی بول رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں زحمت کی ہے۔۔۔۔ ماں باپ کے کام آنے میں بھلا کون سی زحمت ہوتی ہے۔۔۔ شاہ ویر ہال میں داخل ہوتا ان کی بات سنتا خفگی سے بولا

شاہ ویر کی شکوہ بھری آواز سنتے وہ لوگ مسکرا دیئے۔۔۔ حیات کو شاہ ویر کی اپنائیت اچھی لگی۔۔۔ اسکی نظریں مسلسل شاہ ویر پر تھی لیکن وہ اسے اگنور کرتا شمیم بیگم کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

ہاں شمیم بچہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔ لگتا ہے تم ہمیں اپنا نہیں سمجھتی اس لیے ایسا بول رہی ہوں۔۔۔۔ دادی جان نے بھی شکوہ کیا۔

ارے نہیں ایسی بات نہیں۔۔۔۔ بس یہ بیٹی کا سسرال ہے اس لیے۔۔۔ وہ دھیرے سے بولیں۔

میں نے تو آپ کو اپنی ماں مان لیا ہے اب آپ بھی اسے بیٹی کا سسرال نہیں بلکہ اپنے بیٹے کا گھر مانیں۔۔۔ شاہ ویر نے مسکرا کے کہا

جتنا وہ حیات کی شادی سے پہلے ڈر رہی تھی کے نا جانے لوگ کیسے ہوں گے شاہ ویر کیسا ہو گا۔۔۔ لیکن اب اسکی اتنی اچھی سوچ نے انہیں مطمئن کر دیا تھا۔۔۔ انکی بیٹی کو اتنا اچھا شوہر گھر بار ملا ہے یہ سوچ انہیں سکون دے گئی تھی۔
خوش رہو بیٹا۔۔۔ انہیں نے مسکرا کے دعا دی۔

میں اجالا کو دیکھ کے آتی ہوں۔۔۔ حیات کہتی اٹھ کے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔
ابھی وہ دو قدم ہی چلی تھی کے ایک دم چکر آنے کی وجہ سے لڑکھڑا کے سر تھام گئی۔
حیات۔۔۔ شاہ ویر جس کی نظریں اس پر ہی تھیں اسکے لڑکھڑانے پر فوراً اس تک پہنچا۔

کیا ہوا حیات ٹھیک ہو۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ پکڑ کے لائے صوفے پر بیٹھتا پریشانی سے پوچھنے لگی۔۔۔ جب کے دادی شمیم بیگم اور کوئل بھی پریشانی سے اس کے پاس آئیں۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔۔ وہ بھاری ہوتے سر کو سہلاتی اٹھنے لگی کے ایک بار پھر سر چکرانے کی وجہ سے واپس بیٹھ گئی۔

حیات بیٹا کیا ہوا ہے۔۔۔ شمیم بیگم پریشانی سے اس کے پاس بیٹھیں۔

میں ابھی ڈاکٹر کو فون کرتا ہوں۔۔۔ شاہ ویر فون نکالتے لگا تو حیات نے روک دیا۔
ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے شاید ناشتہ نہیں کیا اس لیے چکر آرہے ہیں باقی تو میں ٹھیک ہوں۔۔۔ وہ مسکرا کے ان سب کو اپنے ٹھیک ہونے کا یقین دلانے لگی۔۔۔ جو اس کے لیے پریشان ہو رہے تھے۔

کیا تم نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا۔۔۔ اتنی لا پرواہ کیسے ہو سکتی ہوں کم سے کم اپنا تو خیال رکھنا چاہیے۔۔۔ شاہ ویر ایک دم غصے سے بولا۔

جی میں وہی کرنے جارہی تھی پھر آپ سب کے ساتھ باتوں میں لگ گئی تو یاد نہیں رہا۔۔۔۔ وہ شاہ ویر کے غصے سے ڈرتی منمنائی۔

سانس لینا یاد رہتا ہے لیکن زندہ رہنے کے لیے کھانا پینا ضروری ہوتا ہے وہ یاد نہیں رہتا۔۔۔ وہ سرد لہجے میں گھور کے بولا تو وہ منہ بسور گئی۔

ایک تو وہ پہلے ہی اداس تھی شاہ ویر کی ناراضگی سے اور اب وہ اسے ڈانٹ بھی رہا تھا جس سے اسے رونا آنے لگا تھا

چلو میرے ساتھ کمرے میں۔۔۔ ماما آپ پلیز ناشتہ کمرے میں بھجوادے گا۔۔۔ شاہ ویر حیات سے کہتا شمیم بیگم سے بول کے حیات کا ہاتھ پکڑے سیدھا اوپر لے گیا۔ بیٹھو یہاں چپ چاپ۔۔۔ وہ اسے کمرے میں لا کے صوفے پر بیٹھاتا خود بھی اس سے تھوڑا دور بیٹھا۔

سب کی فکر ہے لیکن اپنی کوئی فکر نہیں ہے۔۔۔۔۔ کچھ نا صحیح انسان کم سے کم وقت پر تو کھانا کھائے۔۔۔۔۔ وہ اس سے ناراض تھا اور وہ اسے منا نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔ اسنے کل سے حیات سے بات نہیں کی تھی جس کا غصہ وہ اب نکال رہا تھا۔

حیات جسے پہلے سے ہی رونا آ رہا تھا شاہ ویر کے ڈانٹنے پر آنکھوں میں موجود آنسو گالوں پر بہہ نکلے۔۔۔۔۔

سسکیوں کی آواز پر شاہ ویر نے اسکی طرف دیکھا جو بیٹھی آنسوں بہا رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے تڑپ کے اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔۔ وہ کہاں اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ سکتا تھا۔

حیات کیا ہوا کیوں رو رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ اسکا آنسوں سے تر چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالوں میں تھا مے بے چینی سے پوچھنے لگا۔

روں نہیں تو اور کیا کروں۔۔۔ ایک تو میں پہلے ہی پریشان ہوں آپ مجھے سے ناراض ہیں کل سے مجھے سے بات نہیں کر رہے اور اوپر سے اب آپ مجھے ڈانٹ بھی رہے ہیں۔۔۔ وہ سوں سوں کرتی اسے اسکی غلطی بتانے لگی۔

اگر میں ناراض تھا تو تم نے مجھے منایا۔۔۔ وہ اسکے آنسو پوچھتا اسے اپنے حصار میں لیے محبت سے شکوہ کرنے لگا۔

آپ نے موقع دیا۔۔۔ رات کو بھی میں آپ کا کتنی دیر تک انتظار کرتی رہی لیکن جب آپ نہیں آئے تو میں چینج کرنے چلی گئی اور جب میں واپس آئی تو آپ سو گئے تھے اور صبح اٹھنے سے پہلے بھی چلے گئے۔۔۔ تو بتائیں میں کب مناتی آپ کو۔۔۔ وہ جو بھری پڑی تھی اسکے نرم پڑتے ہی شروع ہو گئی

ہممم صحیح کہا یہ تو میری غلطی ہے۔۔۔۔۔ اسنے اپنی غلطی مانی۔

تو پھر سوری کون بولے گا۔۔۔۔۔ وہ اور پھیلی۔

سو۔۔۔ ایک سیکنڈ میں کیوں سوری بولوں ناراض تو میں تھا تو تمہیں سوری بولنا چاہئے۔۔۔ وہ بولنے لگا تھا جب ایک دم یاد آتے کے وہ ناراض تھا اور سوری بھی وہی بول رہا تھا تو اسے دیکھتے پوچھنے لگا۔

ابھی جو آپ نے مجھے ڈانٹا تو اب میں ناراض ہو گئی ہوں تو اب آپ سوری بولیں گے۔۔۔ وہ مسکراہٹ دباتی چلا کی سے بولی۔

حد ہے ناراض میں تھا اور اب سوری بھی میں ہی بول رہا ہوں۔۔۔ وہ نفی میں سر ہلا گیا۔

سوری بول رہے ہیں یا نہیں۔۔۔ اسنے پھر پوچھا۔

میرے سوری بولنے کا اسٹائل تھوڑا سا الگ ہے۔۔۔ وہ آنکھوں میں شرارت لیئے دیکھنے لگا۔

مطلب۔۔۔ حیات نے نا سمجھی سے پوچھا

سوری۔۔۔ وہ کہتے ہی اس کے لبوں پر جھک تا اسکی سانسیں خود میں قید کرنے لگا۔

حیات تو سختی سے آنکھیں بند کیئے اس اچانک ہونے والی افتاد پر اسکی شرٹ کو مھٹی
میں دبوچے اسکی بھرتی شدت برداشت کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ پورے ایک دن کی بے چینی بے قراری دور کرنے کے لیئے اسکی سانسوں کو اپنی
سانسوں میں الجھائے خود کو سکون بخش رہا تھا۔

کھٹ کھٹ۔۔۔۔ وہ مکمل مدہوشی کے عالم میں اس پر جھکا ہوا تھا کہ اچانک دروازہ
بچنے کی آواز پر اس سے دور ہوا۔

کون۔۔۔۔ وہ گہری گہری سانس لیتی خود کو نارمل کرتی حیات کو دیکھتا دلکشی سے
مسکرا کے پوچھنے لگا۔

ناشتہ لائی ہوں۔۔۔۔۔ باہر سے ملازمہ کی آواز آنے پر وہ دروازے کی طرف بڑھ
گیا۔

کچھ دیر بعد ناشتہ کی ٹرے ہاتھ میں لیئے دروازہ بند کر تا واپس آتا حیات کے سامنے
ٹیبل پر ٹرے رکھتے خود بھی اسکے ساتھ ہی بیٹھا۔

چلو ناشتہ شروع کرو۔۔۔ وہ اسکو شکوہ کناہ نظروں سے دیکھ رہی تھی جسے وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا۔

مجھے نہیں کرنا۔۔۔ وہ منہ بنا کے بولی۔

حیات تم چاہتی ہو کے میں پھر تمہیں ڈانٹوں اور پھر تم رو اور پھر میں تمہیں دوبارہ اپنے طریقے سے سوری بولوں۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولتا اسے ڈرا گیا۔

بہت برے ہیں آپ۔۔۔ وہ غصے سے چڑکے کہتی ٹرے اپنے آگے سرکاتی ناشتہ کرنے لگی۔۔۔۔ تو شاہ ویر بھی اسے اور تنگ کرنے کا ارادہ ترک کر تا صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے فرصت سے اسے ناشتہ کرتا دیکھنے لگا جو منہ بنائے خاموشی سے ٹرے پر جھکی تھی۔



یہاں سورج ڈھلنا شروع ہوا اور وہاں حویلی روشنیوں میں نہاں گئی۔۔۔۔

دادا کے کہنے پر بارات پرانی حویلی سے آنے والی تھی جس کی وجہ سے سارے مرد حضرات پرانی حویلی میں بارات لے جانے کی پوری تیاری کیئے دروازے پر کھڑے تھے۔

چلو بچوں جلدی کرو۔۔۔ دادا جان عائل کے کمرے میں داخل ہوئے تو وہ مہروں شیرانی پہنے شیشے کے سامنے کھڑا خود پر پر فیوم چھڑک رہا تھا۔۔۔ اور ساتھ ہی افہام پستی رنگ کی قمیض شلوار پہنے کندھوں پر کالی شال لیئے کھڑا بال بنا رہا تھا۔۔۔ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ بہت اچھے لگ رہے تھے۔

بس دادا جان چلتے ہیں۔۔۔ افہام جلدی جلدی ہاتھ چلاتا بولا۔
دادا جان بیڈ پر رکھی پگڑی اٹھاتے عائل کے سامنے آئے تو وہ بھی مسکرا کے سیدھا ہوا۔

میرا شیر پوتا۔۔۔ انہوں نے فخر سے مسکرا کے اسکے سر پر پگڑی پہنائی۔۔۔ تو وہ خوشی سے انکے گلے لگ گیا۔

مجھے تو اب پکاہ یقین ہو گیا ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے گود لیا تھا۔۔۔ تبھی نامیری کوئی عزت ہے اور ناہی کوئی مجھ سے پیار کرتا ہے۔۔۔ افہام ان دونوں کا پیار دیکھتا مسنوعی منہ بسورے اداسی سے بولا۔

ارے میرا بچہ اداس کیوں ہوتا ہے تم تینوں پوتے تو میرا غرور ہو فخر ہو میرا۔۔۔ میں تم تینوں سے ایک برابر پیار کرتا ہوں۔۔۔ لیکن ہاں یہ بات سچ ہے کہ ہم نے تمہیں گود لیا تھا۔۔۔ دادا جان اسے اپنے ساتھ لگائے پہلے پیار سے بولے اور پھر آخر میں اسے چھیڑنے کی خاطر تھوڑا اداسی سے کہا۔

دادا جان آپ بھی۔۔۔ وہ صدمے سے چیخا تو عائِل اور دادا جان کا قہقہہ بلند ہوا۔ افہام اور اجالا حویلی کے سب سے ہنس مکھ اور مزاحیہ بچے تھے۔۔۔ جب وہ سب کے ساتھ ہوتے تو کسی کو بھی بور نہیں ہونے دیتے تھے۔۔۔ ہر وقت ایک شور مچا رہتا تھا۔

ہاہا چلو اب جلدی سے باہر آ جاؤ بارات لے کے جانا ہے۔۔۔ دادا جان ہنس کے کہتے کمرے سے نکل گئے تو وہ لوگ بھی جلدی جلدی ہاتھ چلاتے تیاری کو آخری ٹچ دینے لگے۔

دوسری حویلی میں بارات کا استقبال کرنے کے لیے شاہ ویر، کاشان صاحب اور فرہاد صاحب موجود تھے جو کچھ دیر پہلے ہی ثریا بیگم کے ساتھ آئے تھے۔۔۔۔

وہ وانیہ کی سوچ اور حرکتوں سے واقف ہو گئے تھے۔۔۔ پہلے ہی وانیہ انکی بہت بے عزتی کروا چکی تھی اس لیے اب وہ اسے اپنے ساتھ نہیں لائے تھے۔۔۔۔ جب کے وانیہ نے پوری کوشش کی تھی آنے کی لیکن انہوں نے اسے سختی سے مناکرتے ملازموں کو اسکی نگرانی پر بھی بیٹھا دیا تھا

حویلی میں ہر طرف قہقہوں اور خوشی کا سماں تھا۔۔۔۔ حویلی میں ہر سو چوڑیوں کی کھنکھناہٹ گونج رہی تھی۔

اجالا اپنے کمرے میں ڈیپ ریڈ کلر کا لہنگا پہنے بھاری جیولری اور برائیڈل میک اپ کے ساتھ تیار بیٹھی بورہوتی رہی تھی۔۔۔۔ اور اس سے کچھ ہی فاصلے پر رانیہ اور نیچ کلر کی پیروں کو چھوتی فرک پہنے کمر تک آتے بالوں کو اسٹریٹ کیئے کھلا چھوڑے نارمل سے میک اپ میں بیٹھی چوڑیاں پہن رہی تھی۔۔۔ جب کے ایہا بھی رانیہ کی طرح سیم ڈریسنگ کیئے ہوئے شیشے کے سامنے کھڑی اپنا دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی۔ تم لوگ جب تک تیار ہو رہی ہو میں نیچے سب سے مل کے آتی ہوں۔۔۔ اجالا اپنا بھاری لہنگا سنبھالتی اٹھی۔

پاگل ہو گئی ہو تم دلہن ہو اور دلہنوں کو یوں منہ اٹھا کے سب جگہ گھومنا زیب نہیں دیتا۔۔۔ رانیہ اسے چونک کے دیکھتی ٹوکنے لگی۔

یار تم جانتی تو ہو مجھے تیار ہو کے نیند آنے لگتی ہے اس لیے بس تھوڑی دیر گھوم کے آ جاؤ گی پکاہ۔۔۔ اسنے یقین دلایا۔

اجالا ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔ ایہا نے شیشے سے اسے دیکھتے سمجھایا۔

ان لوگوں کے منا کرنے پر وہ منہ بناتی دھپ کر کے بیٹھی تو وہ دونوں اجالا کی حرکت پر ایک دوسرے کو دیکھ نفی میں سر ہلا گئیں۔۔۔۔۔ جیسے کہہ رہی ہوں اس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔



حیات پر پل کلر کا سوٹ زیب تن کیے مہمانوں کو اٹینڈ کر رہی تھی جب بارات آنے کا شور اٹھا تو ساری لڑکیاں پھولوں کی پلیٹیں لیے بارات کا استقبال کرنے دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔۔۔

عائل کو لا کے اسٹیج پر پھولوں سے سجے صوفے پر بیٹھایا گیا۔۔۔

دلہن کو بلا لیں نکاح شروع کرنا ہے۔۔۔۔۔ مولوی صاحب نے کہا

جی مولوی صاحب دلہن اندر ہے آجائیں۔۔۔۔۔ کاشان صاحب مولوی صاحب کو لیے

اندر بڑے تو ساتھ دادا جان افہام اور شاہویر بھی ان کے پیچھے ہو لیے۔

اجالا کو ڈرائنگ روم میں بیٹھایا گیا تھا وہاں صرف گھر کے لوگ ہی موجود تھے۔۔۔

اجالا کافی آکسائیڈڈ ہوئے چہرے پر لال رنگ کے دوپٹے کا کھونکھٹ کیئے بیٹھی تھی۔۔۔ اس کے ایک طرف رضیہ بیگم بیٹھی تھی تو دوسری طرف دادی جان۔۔۔ مولوی صاحب کمرے میں داخل ہوتے برابر والے صوفے پر بیٹھے اور نکاح شروع کیا۔

اجالا شاہ ولد کا شان شاہ آپ کا نکاح عائل شاہ ولد یاسر شاہ سے باعوض حق مہر بیس لاکھ روپے طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔۔۔

سوری مولوی صاحب میں نے صحیح سے سنا نہیں پلیر ایک بار پھر بولیں اور حق مہر کی رقم تھوڑا زور سے بولے گاتا کہ مجھے یاد رہے۔۔۔ وہ کیا ہے بعد میں رقم وصول بھی تو کرنی ہے۔۔۔ اگر انہوں نے کم دے دیئے تو۔۔۔ اس لیئے مجھے اچھے سے یاد ہونا چاہیئے رقم۔۔۔ اجالا بغیر یہ سوچے کہ وہ اس وقت دلہن بنی ہوئی ہے بس بولے جارہی تھی اور مولوی صاحب اس انوکھی دلہن کو آنکھیں پھیلانے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ جو بغیر شرمائے بول رہی تھی۔

سب اسکی باتیں سن کے مسکرا دیئے جب کے رضیہ بیگم نے سر پر ہاتھ مارا۔

اجالا منہ بند کر کے بیٹھو۔۔۔ رضیہ بیگم نے دانت پیس کے کہا۔

امی اگر منہ بند کے کے بیٹھوں گی تو قبول ہے کون بولے گا۔۔۔ اسنے پر سوچ انداز میں پوچھا۔

جب پوچھا جائے صرف جی بولنا سمجھیں

۔۔۔۔۔ ان کا دل کیا اس پاگل لڑکی کے ابھی دو تھپڑ لگا دیں۔۔۔۔۔

مولوی صاحب آپ نکاح پھر سے شروع کریں۔۔۔ کاشان صاحب بیٹی کی بات سنتے اپنی ہنسی روکتے بولے۔

اجالا شاہ ولد کاشان شاہ آپ کا نکاح عاقل شاہ ولد یاسر شاہ سے باعوض حق مہر بیس لاکھ روپے طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔۔۔ مولوی صاحب نے دوبارہ دھرایا۔

قبول ہے۔۔۔۔۔ وہ چہکتی ہوئی بولی۔

کیا آپ کو نکاح قبول ہے؟؟؟۔۔۔ دوسری بار پوچھا۔

قبول ہے۔۔۔ آواز میں خوشی صاف ظاہر تھی۔

کیا آپ کو نکاح قبول ہے؟؟؟۔۔۔ آخری بار پوچھا گیا۔

جی ہاں قبول ہے۔۔۔ وہ پہلی دلہن ہوگی جو اپنے نکاح پر امو شغل ہونے کے بجائے خوشی خوشی چہکتی ہوئی قبول ہے بول رہی تھی۔

مبارک ہو۔۔۔۔ مولوی صاحب اجالا کے سر پر ہاتھ رکھتے باہر نکل گئے۔

مبارک ہو میرا بچہ۔۔۔ کاشان صاحب نے نم آنکھوں سے اسے گلے لگا۔۔۔ ویسے تو

وہ بس اوپر والے کمرے سے نیچے والے کمرے میں جا رہی تھی لیکن آج انکہ بیٹی پرانی ہو گئی تھی۔۔۔

اس کے بعد باری باری سب مرد حضرات اجالا سے ملتے اسے مبارکباد اور دعائیں دیتے باہر نکل گئے۔

باہر آتے مولوی صاحب نے عائِل سے پوچھا۔۔۔

عائِل شاہ ولد یاسر شاہ آپکا نکاح اجالا شاہ ولد کاشان شاہ سے باعوض حق مہر بیس لاکھ روپے طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔۔

مولوی صاحب کے کلمات سنتے عائِل کی آنکھوں کے سامنے اجالا کا ہنستا مسکراتا چہرا لہرا گیا۔۔۔ جس سے عائِل کے چہرے پر بھی ایک پیاری سی مسکان آگئی۔

!!!! قبول ہے۔

!!!! قبول ہے۔

!!!! قبول ہے۔

اسنے خوبصورت مسکان کے ساتھ تین بار قبول ہے بول کے اجالا کو اپنا جیون ساتھی بنایا۔

نکاح ہوتے ہی چاروں طرف مبارکبادی کا سلسلہ شروع ہوا۔

تھوڑی دیر بعد حیات اور رانیہ اجالا کو باہر اسٹیج پر لائیں جب کے ایہا پہلے سے ہی اپنے بھائی کے ساتھ اسٹیج پر موجود تھی۔

عائل کے دل نے اسکی من موہنی صورت دیکھتے ایک بیٹ مس کی۔۔۔

اجالا کو اسکے برابر میں لا کے بیٹھایا گیا۔۔۔ ادھر رضیہ بیگم نے اجالا کو دھمکی دی تھی کے اگر اسٹیج پر جا کے اسکی زبان چلی تو وہ وہیں سب کے سامنے اسکی عزت افزائی کریں گی۔۔۔۔ اور ان کی یہ دھمکی کار آمد بھی ثابت ہوئی تھی وہ منہ بند کیئے بیٹھی سب کو دیکھ رہی تھی۔

کیا ہوا بہت خاموش خاموش لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ عائل اسکی خاموشی محسوس کرتا آہستہ آواز میں پوچھ بیٹھا۔۔

ایک آپ کی ساس ہی ہیں جو مجھے خاموش کروا سکتی ہیں ورنہ کسی میں اتنی ہمت نہیں کے اجالا شاہ کو خاموش کروا سکے۔۔۔ وہ گردن اکڑا کے بولی۔

میڈم اتنا اور کونفڈنس اچھا نہیں ہوتا۔۔۔ وہ استہزاء انداز میں قدرے کم آواز میں بولا۔۔۔ اسکی آواز اتنی تھی کہ اجالا با آسانی سن سکے۔۔۔ جب کے سامنے بیٹھا شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کچھ بول بھی رہا ہے یا نہیں۔

یہ اور کونفڈنس نہیں حقیقت ہے۔۔۔ اسنے اسے گھورتے تھوڑا اونچی آواز میں کہا یہ جانے بغیر کے سامنے ہی رضیہ بیگم کھڑی اسے دیکھ رہی تھیں۔

اجالا بولا تھا نا خاموش رہنا۔۔۔ رضیہ بیگم اسٹیج کے قریب آتی سختی سے بولیں۔

امی آپ مجھے کچھ نہیں بول سکتیں میں تو خاموش تھی۔۔۔ اگر کچھ کہنا ہے تو اپنے داماد کو بولیں یہی مجھ سے باتیں کر رہے تھے۔۔۔ اجالا نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔۔۔ جب کے عائل کو اس سے اتنی صاف گوئی کی امید نہیں تھی۔

اففف اجالا کیا کروں میں تمہارا۔۔۔ وہ آس پاس دیکھنے لگیں کہ کہیں کسی نے سنا تو نہیں۔۔۔

کچھ نہیں کریں۔۔۔ وہ ڈھیٹ بنی کندھے اچکا گئی تو وہ بھی دانت پیستی چلی گئیں۔

ان کے جانے کے بعد عائشہ نے غلطی سے بھی اس سے بات نہیں کی تھی۔۔۔ اسکا کیا پتہ کے سب کے سامنے اسکی عزت کا ہی فالودہ کر دے۔



کھانا کھانے کے بعد مہمان جانا شروع ہوئے تو دادا جان نے رخصتی کا کہا۔۔۔ تو کاشان صاحب نے اسے اپنے ساتھ لگایا جب کے رضیہ بیگم کی آنکھیں بھی نم ہوئیں۔۔۔

امی آپ رو تو ایسے رہی ہیں جیسے میں بہت دور جا رہی ہوں۔۔۔۔۔ اجالا آنکھیں گھما کے بولی۔۔۔ تو وہ نم آنکھوں سے مسکرا دیں۔

ارے یہ تو خوشی کے آنسو ہیں۔۔۔ امی تو شکر کر رہی ہیں ایک بوج کم ہوا۔۔۔۔۔ افہام کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔۔۔ اسنے سنجیدگی سے کہا۔

بھائی کیا میں آپ لوگوں پر بوج تھی۔۔۔ اجالا رونی شکل بنائے شاہ ویر سے پوچھنے لگی۔

نہیں میری گڑیا آپ بھلا ہمارے لیے بوج کیوں ہوگی آپ تو ہمارے دل کا ٹکڑا ہو۔۔۔۔۔ یہ افہام تو ایسے ہی مزاق کر رہا ہے کیوں افہام بتاؤ بہن کو۔۔۔ شاہ ویر پیار سے اسے اپنے ساتھ لگاتا افہام کو گھور کے بولا۔

اففف ہو چھوٹی موٹی تم تو سیریس ہی ہوں گئی میں تو مزاق کر رہا تھا۔۔۔ افہام دوسرے طرف سے اسکے گرد بازوؤں کا گھیرا بناتا پیار سے بولا تو وہ مسکرا دی۔ اچھا اب ٹائم بہت ہو گیا ہے رخصتی کرو۔۔۔ کا شان صاحب نے کہا۔ جی جی ضرور لیکن اس سے پہلے میں عائِل لالا سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔ وہ سنجیدگی سے عائِل کی طرف دیکھتے بولا۔

عائِل لالا میں اجالا سے کتنا بھی لڑلوں لیکن میں اس کی آنکھ میں ایک آنسو بھی برداشت نہیں کر سکتا اس لیے آپ اسے ڈانٹنا نہیں نا کبھی اسے رونے دینا۔۔۔ افہام ایک اچھے بھائی کی طرح اپنے بہنوئی کو سمجھا رہا تھا

آپ بے فکر ہو جائیں سالے صاحب۔۔۔ آپ کی بہن کو کوئی رلا نہیں سکتا لیکن آپ کی بہن اکیلے ہی سب کو خون کے آنسو رلا سکتی ہے۔۔۔ عائلے نے بھی اسی کے انداز میں کہا تو اجالا اسے گھور کے رہ گئی۔

افہام یہ لو بہن کو قرآن کے سائے میں کمرے تک چھوڑ آؤ۔۔۔ دادی جان نے افہام کو قرآن دیا۔

اجالا قرآن کے سائے میں عائلے کا ہاتھ پکڑے عائلے کے کمرے تک آئی۔۔۔ اس کے بعد ایہا نند ہونے کی حیثیت سے اسے کمرے میں لے گئی جب کے رانیہ نے اسے وہیں دروازے پر ہی روک لیا تھا۔

اجالا قرآن کے سائے میں عائلے کا ہاتھ پکڑے عائلے کے کمرے تک آئی۔۔۔ اس کے بعد ایہا نند ہونے کی حیثیت سے اسے کمرے میں لے گئی جب کے رانیہ نے اسے وہیں دروازے پر ہی روک لیا تھا۔

آپ ایسے اندر نہیں جاسکتے۔۔۔ رانیہ دروازے کے آگے پھیل کے کھڑی ہوئی۔

مجھے پتہ تھا تم لوگ مجھے ضرور روکو گی۔۔۔ عائل نے مسکرا کے کمرے سے نکلتی ایہا کو دیکھ کے کہا۔

تو پھر جلدی سے دے دیں انہیں نیک ایسا نا ہو آپ کا انتظار کرتے کرتے اجالا سو جائے۔۔۔ حیات وہاں آتی عائل کی بات سن کے بولی۔

عائل نے جیب سے تین بوکس نکالے۔۔۔ ایک بوکس رانیہ کو دیا ایک ایہا کو اور ایک حیات کو۔۔۔

واؤ کتنی پیاری رنگ ہے۔۔۔ رانیہ نے بوکس میں موجود سونے کی انگوٹھی دیکھتے خوشی سے کہا

لالا ان دونوں کا تو بنتا ہے لیکن میرے لیئے کیوں۔۔۔ حیات اس انگوٹھی کو دیکھ عائل سے پوچھنے لگی۔

کیونکہ آپ بھی میری بہن ہیں۔۔۔ اسنے مسکرا کے کہا تو وہ بھی مسکرا دی۔۔۔ اس گھر کا ہر فرد ہی اعلیٰ سوچ کا مالک تھا۔

اچھا لڑکیوں چلو اب دروازے کے سامنے سے ہٹو عائِل لالا کو کمرے میں جانے دو۔۔۔۔۔ حیات نے ان دونوں کو سامنے سے ہٹایا تو رانیہ عائِل کو بیسٹ او ف لک کہتی اوپر بڑھ گئی جب کے ایہا بھی بس خوشی سے مسکراتی رانیہ کے پیچھے ہوئی۔

حیات کے جانے کے بعد عائِل سر پر سچی پگڑی کو اترتا ہاتھ میں لیئے دھیرے سے کمرے کا دروازہ کھولے اندر داخل ہوا۔

ارے آپ اتنی جلدی آگئے۔۔۔۔۔ نہیں نہیں واپس جائیں جب میں آواز دوں پھر آئے گا۔۔۔ ابھی جائیں۔۔۔ اجالا بیڈ پر بیٹھی اپنا لہنگا پھیلا رہی تھی عائِل کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ بلندی آواز میں کہتی اسے واپس بھیجنے لگی۔

عائِل کو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے لیکن اس کے اس طرح کہنے پر وہ حیران ہوتا خاموشی سے باہر نکل گیا۔

باہر نکلتے ہی سب سے پہلے اسنے ادھر ادھر دیکھا تھا کہ کہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔۔۔
لیکن شکر تھا وہاں کوئی نہیں تھا ورنہ اگر کوئی اندر جا کے واپس باہر آتا دیکھ لیتا تو
ناجانے کتنے سوال پوچھے جاتے۔

اسکے کمرے سے جاتے ہی اجالانے جلدی سے اپنا لہنگا ٹھیک کر کے بیڈ پر پھیلا دیا۔۔۔
اپنی جیولری جو ٹھیک تھی اسے اور ٹھیک کرتے ایک دم سیدھی ہو کے گردن جھکا کے
بیٹھ گئی۔

آجائیں۔۔۔ اسنے منہ اٹھاتے اونچی آواز میں کہا اور فورن سر جھکا گئی۔۔۔
عائل اسکی آواز سنتا گہری سانس لیئے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ وہ آرام سے دروازہ
بند کر تا بڑے بڑے قدم اٹھاتا بیڈ تک آیا جہاں وہ مسکراتی سر جھکائے بیٹھی تھی۔
عائل پگڑی سائڈ کورنر پر رکھتا تھوڑا سا اجالا کا لہنگا سائڈ کرتے جگہ بنا کے بیٹھا۔

عائل نے اسکے مسکراتے چہرے کو دیکھا۔۔۔ جس پر دلہن بن کے کافی روپ آیا تھا۔۔۔ وہ سادگی میں جتنی خوبصورت تھی اتنی ہی دلہن کے روپ میں غضب ڈھا رہی تھی۔

اجالا۔۔۔ آنے گھمبیر آواز میں پکارا

کچھ بھی کہنے سے پہلے میری منہ دیکھائی۔۔۔ اجالا سر جھکائے ہی ہاتھ آگے کیئے اپنا حق مانگنے لگی۔

عائل نے سائڈ کورنر سے ایک بوکس نکالا۔۔۔ اسنے بوکس اسکے سامنے کیا۔۔۔ جسے اجالا جلدی سے تھام گئی۔

اس میں کیا ہے۔۔۔ وہ باکس کو الٹ پلٹ کے دیکھتی پوچھنے لگی۔

کھول کے دیکھ لو۔۔۔ عائل کے کہتے ہی اسنے اکسائیڈ ہوتے جلدی سے کھولا۔

واؤ یہ کتنا پیارا ہے۔۔۔ اسنے نفیس سے ڈائمنڈ سیٹ پر ہاتھ پھیرتے کہا تو اسکے چہرے پر آتے خوبصورت رنگوں کو دیکھ عائل مسکرا دیا۔

یہ میرے لیے ہے۔۔۔۔۔ اسنے یقین دہانی چاہی۔

اور کوئی آپشن ہی نہیں تھا۔۔۔ اسنے مسکراہٹ روکتے کندھے اچکائے جب کے یہ بات اجالا کے سر سے گزر گئی تھی۔

بعد میں دیکھتی رہنا بھی مجھ پر دھیان دو!!!۔۔۔ اسنے بوکس اسکے ہاتھ سے لیے سائنڈ پر رکھا اور نرمی سے اسکا نازک مہندی سے رچا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا لب رکھتے انگوٹھے سے سہلانے لگا

اپنے نازک ملائم ہاتھ پر مردانہ ہاتھ کا کھر درالمس محسوس کرتی کانپ اٹھی۔۔۔ پہلی بار دل ایک سو بیس کی اسپیڈ سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ شرم نام کی چیز سے ناواقف لڑکی کا چہرہ آج شرم سے سرخ پڑ رہا تھا۔

عائل فرصت سے اسکے چہرے پر پھیلتی سرخی کو دیکھتا اسکی کپکپاہٹ اچھے سے محسوس کر رہا تھا۔۔۔ اسکا اپنا دل بھی آج پہلی بار کسی کے لیے دھڑکا تھا۔۔۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ سامنے بیٹھی لڑکی کم وقت میں اسکے دل کے اتنے قریب ہو جائے گی یہ اسنے سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔ وہ کب اسکے دل کی دنیا میں ہلچل مچائی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔

وقت سرکتا جا رہا تھا دونوں ہی اپنی اپنی جگہ خاموش تھے۔۔۔۔۔ کمرے کی فسوں خیز خاموشی کو اجالا کی آواز نے توڑا۔

یہ سب بہت ہیوی ہے میں چینیج کر لوں۔۔۔۔۔ عائل کی نظریں اپنے سر اُپے پر محسوس کرتے اسنے شرم اور گھبراہٹ سے آہستہ آواز میں پوچھا۔

وہ لڑکی جس کی آواز کبھی دھیمی نہیں ہوئی تھی نا ہی وہ کبھی گھبرائی تھی۔۔۔۔۔ آج بس عائل کی تھوڑی سی فربت سے ہی اسکی بولتی بند ہو گئی تھی۔۔۔۔۔ وہ جلد سے جلد اسکی نظروں کے سامنے سے غائب ہو جانا چاہتی تھی۔

عائل نے اسکا ہاتھ چھوڑتے سر ہلا کے اسے جانے کی اجازت دی جس پر وہ تیزی سے بیڈ سے لہنگا اٹھاتی ڈریسنگ کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔

دوپٹہ سر سے اتارتے کندھے پر ڈالا اور جلدی جلدی جیولری اتارنے لگی۔

میں مدد کروں۔۔۔ عائل اسکی تیزی دیکھ مسکراہٹ دبائے پوچھنے لگا۔

نہیں نہیں بس ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ فورن انکار کرتی پانچ منٹ میں ساری چیزیں اتارتی کپڑے لیئے واشروم میں بند ہو گئی۔

عائل اس سست لڑکی کی پھرتی دیکھتا مسکرا کے شیروانی اتار تابیڈ پر ہی نیم دراز ہوتا آنکھیں بند کیئے اسکا انتظار کرنے لگا۔

تقریباً دس منٹ بار کلک کی آواز آئی لیکن اسنے آنکھیں کھول کے نہیں دیکھا۔

اجالا سمجھی وہ سو رہا ہے اس لیئے شکر کا سانس بھرتی لہنگا صوفے پر رکھتی گیلے بالوں کو کھلا چھوڑے بیڈ کی دوسری جانب آتے دوپٹہ گلے سے نکال کے سائڈ میں رکھتی اپنی جگہ پر لیٹی۔۔۔ عائل پر ایک نظر ڈال کے انہیں بند کر گئی۔

ابھی اسے لیٹے دو منٹ ہی گزرے تھے جب اچانک عائل نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچا جس سے وہ اسکے سینے سے آگئی۔

اس اچانک حملے پر وہ بڑبڑا کے آنکھیں کھولتی عائل کو دیکھنے لگی جو آنکھوں میں خماری لیئے اسے دیکھ رہا تھا۔

آپ تو سو گئے تھے نا۔۔۔ وہ لڑکھڑاتی آواز میں پوچھنے لگی۔۔۔۔۔ دل کی دھڑکنیں ایک بار پھر بڑھیں۔

ہممم،،، تمہارے پاس لیٹتے ہی تمہاری خوشبو نے مجھے جاگنے پر مجبور کر دیا۔۔۔ وہ اسکی گردن پر جھکتا وہاں اپنے لبوں کا لمس چھوڑتا گہری سانس بھرتے سرگوشی میں کہتا اجالا کی سانس روک گیا

آج سے ہماری زندگی کا ایک نیا سفر شروع ہونے جا رہا ہے۔۔۔۔۔ میں وعدہ کرتا ہوں اس سفر میں تمہیں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔ وہ اسکی کان کی لو کو چھو تا گھمبیر لہجے میں بولا۔

اجالا کا حلق خشک پڑا اسکی لہجے کی گھمبیر تاسن کے۔۔۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ اسکی کندھوں پر رکھے اسکی اور اپنے درمیان فاصلہ بنانا چاہی تھی۔

عائل اسکے دونوں ہاتھوں کو پکڑتے بیڈ پر لاک کرتا اس پر قابض ہونے لگا۔۔۔

اسکے ہونٹوں کا لمس جا بجا اپنے چہرے اور گردن پر محسوس کرتے اپنی دل میں اٹھتی ہلچل کو قابو کرتی خاموشی سے اسکی پناہوں میں پڑی اپنا آپ اسے سوچتی نئے سفر پر نکل گئی۔



سورج کی کرنوں کے ساتھ ہی حویلی میں چہل پہل شروع ہو گئی تھی۔۔۔ سب اٹھتے اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے تھے۔

آدمی سارے کاموں میں لگ گئے تھے جب کے رانیہ اجالا کے کمرے میں سو رہی تھی۔۔۔ جب کے ثریا بیگم اور فرہاد صاحب رات کو ہی وانیہ کی وجہ سے چلے گئے تھے وہ گھر پر اکیلی تھی اور وہ لوگ اسے اکیلا چھوڑنا نہیں چاہتے تھے اور ساتھ لا نہیں سکتے تھے۔۔۔ اس لیے اب وہ لوگ بارات میں آنے والے تھے۔

کوئل اور شمیم بیگم کو حیات نے زبردستی روک لیا تھا وہ لوگ بھی ابھی اپنے کمرے میں ہی تھے جب کے ناصر صاحب جا چکے تھے۔۔۔

حیات اور رضیہ بیگم دونوں کچن میں ناشتے کی تیاری کر رہی تھیں۔

ہال میں دادی جان ہاتھ میں تسبیح لیئے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی اور ان کی گود میں بخار میں تپتی ایہا سر رکھے انکھیں موندے لیٹی تھی۔

دادی جان بار بار کچھ پڑھ کے اس پر دم کر رہی تھیں کے جلد سے جلد اسکا بخار ٹھیک ہو جائے۔۔۔

اسے رات سے ہی بہت تیز بخار تھا۔۔۔ صبح جب رضیہ بیگم اسے مہندی والی کا بتانے گئی تھی تو وہ بے سدھ سی لیٹی تھی۔۔۔ رنگت میں سرخی گھلی تھی۔۔۔ انہوں نے جب چیک کیا تو اسے بہت تیز بخار تھا۔

اسنے بیماری کا بہانہ بنا کے مایوں بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔ جس پر سب گھر والوں نے صرف گھر میں ہی مایوں بیٹھانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔۔ جب کے حقیقت میں اسکا

مایوں بیٹھنے کا دل نہیں تھا۔۔۔ دل تو اسکا کسی چیز میں نہیں لگ رہا تھا لیکن وہ کر بھی کیا سکتی تھی۔۔۔

وہ بہت پریشان ہوئی تھیں کہ کل تک تو وہ ٹھیک تھی اور آج ایسے اچانک بخار کیسے چڑھا گیا۔۔۔ جب کے ایہا جانتی تھی کے اسے یہ بخار کیوں ہوا تھا۔

وہ ساری رات روتی رہی تھی۔۔۔ دل میں اٹھتا در دبرداشت کرتی رہتی تھی۔۔۔ اسنے تو فون بھی کھول کے دیکھا تھا جس پر عائش کی جب کی کال اور میسج ہی آئے ہوئے تھے جب وہ اسے مال میں ملی تھی۔۔۔ اس کے بعد اسکا کوئی اتا پتہ نہیں تھا۔ وہ یہی دعا کر رہی تھی کے عائش یہاں نہیں آئے کیونکہ وہ جانتی تھی اب کچھ نہیں ہو سکتا اور نا ہی پہلے کچھ ہو سکتا تھا لیکن دل تھا کے مان ہی نہیں رہا تھا۔۔۔ بار بار صرف اسی کی مانگ کر رہا تھا۔

ایہا لو بیٹا ناشتہ کر لو۔۔۔ رضیہ بیگم نے اسکے سامنے ناشتے کی ٹرے رکھی۔

بڑی ماما میرادل نہیں چاہ رہا ابھی۔۔۔ ان کی آواز پر وہ لال ہوتی آنکھیں کھول کے بولی۔

بیٹا کچھ کھاؤ گی نہیں تو پھر میں تمہیں دوائی کیسے دوں گی۔۔۔ خالی پیٹ تو دوائی نہیں دے سکتی نا۔۔۔ چلو جلدی سے اٹھو شاباش۔۔۔ تمہیں کل سے پہلے ٹھیک ہونا ہے۔۔۔ وہ اسکے پاس بیٹھتی پیار سے اسے اٹھانے لگیں۔۔۔

ان کے اتنے پیار سے کہنے پر ابیہا انکارنا کر سکی اور اٹھ کے بیٹھی۔

رضیہ بیگم چھوٹے چھوٹے نوالے بناتی اسے اپنے ہاتھ سے کھلانے لگیں۔۔۔

ان کے اتنے پیار محبت پر ابیہا کی آنکھیں نم ہوئیں۔۔۔ اسے بے ساختہ اپنی ماں یاد آئی۔۔۔ اگر وہ آج زندہ ہوتی تو ایسے ہی اسکی تمارداری کر رہی ہوتیں۔

کیا ہوا ابیہا۔۔۔ اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ وہ بے چینی سے پوچھنے لگیں

ماما یاد آگئیں۔۔۔ اسکے نم لہجے پر رضیہ بیگم نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

بیٹا میں ہوں نا تمہاری ماں۔۔۔ مجھے کبھی اپنی ساس نا سمجھنا میں پہلے بھی تمہاری ماں تھی اور اب بھی تمہاری ماں ہوں۔۔۔ رضیہ بیگم نے شفقت سے مسکرا کے کہا۔۔۔
تو دادی جان تسبیح پڑتے مسکرا دیں۔

کوثر بیگم کے جانے کے بعد رضیہ بیگم نے اپنے بچوں اور ان دونوں بہن بھائیوں میں کبھی فرق نہیں کیا تھا۔۔۔ ہمیشہ دونوں کو اپنے سینے سے لگا کے رکھا تھا۔۔۔

ان کا سہارا ملتے ہی ایہا کی آنکھوں سے آنسو جھلک پڑے۔۔۔ رضیہ بیگم نے اسے آہستہ سے خود سے الگ کیا۔۔۔ اس کے آنسو صاف کرتے ممتا بھرے انداز میں اسکی پیشانی چومی۔۔۔

چلو اب ناشتہ کرو پھر دوائی بھی کھانی ہے۔۔۔ مسکرا کے نوالہ بناتی اس کے منہ کے آگے لے کر گئی تو اس نے بھی مسکرا کے منہ کھول دیا۔



عائل نہانے گیا ہوا تھا جب کے اجالا نکھری نکھری تیار کھڑی ہاتھوں میں چوڑیاں پہن رہی تھی۔۔۔ نیا نیا بستر ہونے کی وجہ سے دیر تک سونے والی اجالا کی صبح ہی آنکھ کھول گئی تھی۔

وہ ہرے رنگ کا بھاری کام والا سوٹ پہنی ہوئی تھی۔۔۔ ہلکا سا میک اپ اور بالوں میں چھوٹا سا کیچر لگائے انہیں پشت پر کھلا چھوڑا ہوا تھا۔۔۔ وہ عائل کا دیاسیٹ پہننے کی کوشش کر رہی تھی لیکن نکلس کالا ک بند ہی نہیں ہو رہا تھا۔

عائل گردن میں تولیہ ڈالے واش روم سے نکلا تو نظر لاک بند کرنے کی جدوجہد کرتی اجالا پر گئی وہ تولیہ بیڈ پر پھینکتا اسکے پیچھے آکھڑا ہوا۔

اسنے جیسے ہی اپنا ہاتھ لاک بند کرنے کے لیے اجالا کے ہاتھ پر رکھا اجالا نے فورن نظریں اٹھا کے شیشے سے عائل کا عکس دیکھا جو شرٹ لیس اسکے پیچھے کھڑا مسکراتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

میں پہنا دوں۔۔۔ اسنے گھمبیر لہجے میں اجازت مانگی تو وہ ہاں میں سر ہلاتی اپنے ہاتھ ہٹا گئی۔

اسکی انگلیوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے اجالا کی تھیلیاں نم ہوئیں۔۔۔

عائل کی پر تپش نگاہیں خود پر دیکھ اسے احساس ہوا کہ وہ دوپٹے سے بے نیاز کھڑی ہے۔۔۔ وہ شرم سے پلکیں جھکا گئیں۔

عائل آرام سے اسکے گلے میں نکلس پہناتا جھک کر اسکی گردن پر لب رکھ گیا جس سے اجالا کے جسم میں ایک کرنٹ سا دوڑ گیا۔

عائل ہمیں دیر ہو رہی ہے نیچے جانا ہے۔۔۔ وہ جھجھکتی اپنا رخ اسکی طرف موڑتی بولی۔

چلے جائیں گے لیکن اس سے پہلے مجھے کچھ جاننا ہے۔۔۔۔۔ عائل دونوں ہاتھ اسکی کمر میں ڈالتے اسے اپنے قریب کرتا سنجیدگی سے بولا۔

اسنے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔۔۔۔

کل سے تمہاری بولتی کیوں بند ہوئی وی ہے۔۔۔ وہ شریر لہجے میں ہونٹوں پر مچلتی مسکراہٹ کو دباتا سیریس انداز میں پوچھنے لگا۔۔۔ جب کے وہ جانتا تھا اسکی قربت نے اسکی بولتی بند کر دی ہے۔۔۔ پھر بھی جان بوج کے اسے چھیڑ رہا تھا۔

نہ۔۔۔ نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ وہ تو بس امی نے بولا تھا تم نئی نویلی دلہن ہو تو زیادہ نہیں بولنا۔۔۔ اس لیے بس تھوڑی سی خاموش ہوں۔۔۔ وہ اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھے سٹیٹا کے بولی۔

اچھا مجھے تو لگا میرے قریب آنے کی وجہ سے تمہاری بولتی بند ہو جاتی ہے۔۔۔ ویسے ایسی تو کوئی بات نہیں ہے نا؟؟؟؟۔۔۔ اسنے جان بوجھ کے ہنسی روکتے چھیڑا۔

جی جی ایسی کوئی بات نہیں ہے اور آپ کیا یہ باتیں لے کے بیٹھ گئے ہیں جائیں اور قمیض پہنے،،،، فالتو میں اپنی باڈی کی نمائش کروا رہے ہیں۔۔۔ وہ اس سے دور ہوتی اپنی خفت چھپاتی اسکے کسرتی بدن کو دیکھ اسے شرم دلانے لگی۔

تو کسی غیر کے سامنے تو نہیں کروارہا اپنی بیوی کے سامنے ہی تو ہوں۔۔۔۔۔ وہ شرارت سے کہتا شدت سے اسکے کال پر بوسہ دیئے صوفے کی پشت پر ڈلی اپنی قمیض کی طرف بڑھ گیا

اچھا سنیں۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے کانوں میں جھمکے پہنتی اسکے سامنے آئی۔

سنائیں۔۔۔۔۔ وہ بھی اسی کے انداز میں بولا۔

میرا حق مہر تو دیں۔۔۔۔۔ وہ اسکے سامنے ہتھیلی پھلائے بولی۔

کیا تم حق مہر معاف نہیں کر سکتیں۔۔۔۔۔ عائل ایک نظر اسکی تھیلی کو دیکھتے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔

نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ وہ بھی دو بدو بولی۔

تو پھر بعد میں لے لینا ابھی تمہارے غریب شوہر کے پاس پیسے نہیں ہیں اسنے سارے پیسے اپنی شادی پر لگا دیئے ہیں۔۔۔۔۔ وہ کالے گھنے بالوں میں کنگھا کرتا سنجیدگی سے بولا

جی جی بلکل میرے شوہر تو اپنی دلہن کو ہوائی جہاز پر بیاہ کے لائے ہیں نا۔۔۔۔۔ اسنے
کمر پر ہاتھ ٹکائے طنز کیا۔۔۔۔۔ تو بے ساختہ عائل کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

وہ خاموشی سے الماری کی طرف گیا وہاں سے ایک چیک نکال کر اجالا کے سامنے
آتے اسکا ہاتھ پکڑتے چیک اسکے ہاتھ پر رکھا۔

مجھے کیش چاہیے۔۔۔۔۔ چیک تو بانٹو نس ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ اسنے چیک دیکھتے احتجاج
کیا۔

میں یہی ہوں اگر بانٹو نس ہو جائے تو میں دوسرا دے دوںوں گا۔۔۔۔۔ اسنے کال
تھپتھپاتے سمجھانا۔

پکی بات ہے نا۔۔۔۔۔ بعد میں مکر تو نہیں جائیں گے۔۔۔۔۔ اسنے یقین دہانی چاہی۔

ایک دم پکی بات ہے۔۔۔۔۔ اب نیچے چلیں۔۔۔۔۔ وہ اسکی پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کرنا
مسکرا کر بولا تو وہ بھی جی کہتی دوپٹہ لیئے اسکے ساتھ باہر بڑھ گئی۔

ماشاء اللہ ماشاء اللہ حنسون کا جوڑا آرہا ہے۔۔۔ عائل اور اجالا کو ڈانگ روم میں آتے دیکھ حیات نے شوخی سے کہا۔۔۔ تو سب کی نظریں ان پر گئیں۔

اسلام و علیکم۔۔۔ وہ دونوں سلام کرتے دادی جان کے سامنے جھکے۔

و علیکم اسلام۔۔۔ خوش رہو میرے بچوں۔۔۔ دادی جان نے سر پر ہاتھ پھیرتے دعادی۔

بیٹھیں آپ دونوں،،، میں ناشتہ لاتی ہوں۔۔۔ حیات دونوں سے کہتی کچن کی طرف بڑھ گئی۔

ارے واہ بھئی اجالا کیا بات ہے بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ رانیہ معنی خیزی سے مسکرا کے کہتی اسے چھڑنے لگی۔

میں پیار لگ نہیں رہی میں پیار ہوں۔۔۔ وہ شان بے نیاز سے کہتی عائل کے برابر والی کرسی پر بیٹھی۔

دادی باقی سب کہاں ہیں۔۔۔ ڈائنگ ٹیبل پر صرف رانیہ اور دادی جان کو ناشتہ کرتے دیکھ اجالانے پوچھا۔

باقی سب ناشتہ کر چکے ہیں۔۔۔ انہیں نے بنایا۔

اور ایہا اس نے بھی ناشتہ کر لیا۔۔۔ اجالانے ایہا کو وہاں ناپا کے پوچھا۔

ہاں بیٹا اسکو بخار تھا تو رضیہ نے اسے ناشتہ کروا کے دوائی دے کے سلا دیا ہے۔۔۔ دادی جان نے تحمل سے بتایا۔

کیا ایہا کو بخار ہے۔۔۔ میں دیکھتا ہوں جا کے۔۔۔ عائِل اپنی بہن کی بیماری کا سن کے تڑپ اٹھا۔

عائِل لا لا وہ ابھی سوئی ہے۔۔۔ اگر آپ جائیں گے تو ڈسٹرب ہو جائے گی۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر میں جب اٹھے گی پھر مل لے گا اس سے۔۔۔ رانیہ نے کہا تو عائِل کو اسکی بات ٹھیک ہی لگی اس لیے واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

یہ لی جیئے گرما گرم پراٹھے۔۔۔ حیات نے پراٹھے ان کے آگے رکھے۔

بھابھی آپ ناشتہ نہیں کریں گی۔۔۔ اجالانے اسے کام میں لگے دیکھ پوچھا۔

تمہارے بھائی نے مجھے صبح ہی اپنے سامنے بیٹھا کے ٹھوس ٹھوس کے ناشتہ کروایا ہے۔۔۔ حیات ہنس کے کہتی کچن میں چائے لینے چلی گئی۔۔۔ تو وہ لوگ بھی مسکرا کے ناشتے کی طرف متوجہ ہوئے۔

ارے تم لوگ اٹھ گئے۔۔۔ رضیہ بیگم ڈائنگ روم میں آتی ان دونوں کو ناشتہ کرتے دیکھ مسکرا کے بولیں۔

جی امی ہم تو اٹھ گئے لیکن آپ کہاں غائب تھیں۔۔۔۔۔ اجالانے نوالہ منہ میں ڈالتے پوچھا۔

میں تو حیات کی ماما کے ساتھ تھی۔۔۔ انہوں نے بتایا تو وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

چائے آ۔۔۔۔۔ حیات اس سے پہلے کچھ بولتی ایک دم سر چکرانے کی وجہ سے چائے کی کیتلی زمین بوس ہوتی کرچی کرچی ہو گئی۔۔۔۔۔ گرم گرم چائے کے چپٹے حیات کا پیر بھی جھلسا ہ گئے۔۔۔ لیکن اسے پتہ ہی ناچلا۔

حیات کیا ہوا۔۔۔ سب پریشانی سے حیات کی طرف بڑھے جو دیوار کا سہارا لیئے سر
تھامے کھڑی تھی۔

پتہ نہیں امی بہت چکر آرہے ہیں۔۔۔ رضیہ بیگم نے اسے سہارا دیتے کر سی پر بیٹھایا۔
عائلہ تم جلدی سے ڈاکٹر کو فون کرو اور جب تک تم لوگ بہو کو کمرے میں لے کے
جاؤ۔۔۔ دادی جان عائلہ سے کہتی رضیہ بیگم اور اجالا سے مخاطب ہوئیں۔۔۔ جو
دونوں پریشانی سے اسکے پاس کھڑی تھیں۔

عائلہ فون لیئے باہر نکل گیا اور حیات کو رضیہ بیگم اور اجالا کمرے میں لے آئیں۔۔۔
شیمیم بیگم کو جب پتہ چلا تو وہ بھی جلدی سے حیات کے کمرے میں پہنچیں۔۔۔
اسلام و علیکم۔۔۔ کچھ ہی دیر میں لیڈی ڈاکٹر عائلہ کے ہمراہ کمرے میں داخل
ہوئی۔۔۔

اس وقت حیات کے کمرے میں دادی جان اور رانیہ کو چھوڑ کے سبھی موجود تھے۔

کیا ہوا ہے آپ کو۔۔۔ ڈاکٹر حیات کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھتی پوچھنے لگی۔
پتہ نہیں کیا ہوا ہے بس ایک دم سے چکر آنے لگتے ہیں۔۔۔ حیات سر تھامے بتانے لگی۔

آپ سب لوگ پلینز باہر جائیں۔۔۔ ڈاکٹر کے کہنے پر وہ لوگ باہر نکل گئے۔
امی کیا ہوا حیات کو،،، وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔ شاہ ویر کو عائِل نے فون کر کے حیات کی طبیعت کا بتا دیا تھا جس پر وہ سب کام چھوڑتا حویلی آیا تھا۔۔۔ وہ تیزی سے سیدھا چڑتے اوپر آیا تو سب کو ہی کمرے کے باہر کھڑا دیکھ اپنی ماں سے بے چینی سے حیات کی خیریت پوچھنے لگا۔

ڈاکٹر چیک کر رہی ہیں تم فکر نہیں کرو۔۔۔ انہوں نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھتے تسلی دی۔۔۔ لیکن پھر بھی شاہ ویر کو تسلی نہیں ملی۔۔۔ وہ بے چینی سے ادھر ادھر چکر لگاتا ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا

ڈاکٹر حیات ٹھیک ہے نا۔۔۔ اس کے لہجے کی بے چینی نوٹ کرتے ڈاکٹر حیران ہوئی۔
آپ؟؟؟؟ انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

میں ان کا ہسپینڈ ہوں۔۔۔۔۔ اسنے جلدی سے بتایا۔

پھر تو بہت بہت مبارک ہو آپ کو،،، آپ باپ بننے والے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر مسکرا
کے کہتی سب کے چہروں پر خوشی لے آئی۔

کیا واقعی۔۔۔ شاہویر کو اپنی سماعت پر یقین نہ آیا۔

جی واقعی۔۔۔ میں نے انکو ڈائیٹ چارٹ لکھ کے دے دیا ہے باقی ویلی چیک اپ کے لیے آپ انہیں اسپتال لاتے رہے گا۔۔۔ ڈاکٹر پر و فیشنل انداز میں کہتی اپنا بیگ لیے نیچے چلی گئی۔۔۔ تو اجالا بھی انکے ساتھ انہیں چھوڑنے گئی اور دادی جان اور رانیہ کو یہ خوشخبری سنانے بھی۔

ڈاکٹر کے جاتے ہی شاہ ویر فورن کمرے میں داخل ہوا اور اس کے پیچھے ہی سب اندر داخل ہوئے۔

حیات شرمگین مسکراہٹ سجائے سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔ شاہ ویر نے وہاں سب کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر آگے بڑھتے حیات کے ماتھے پر محبت و عقیدت سے بھرپور بوسہ دیا۔۔۔ تو حیات کا جھکا سر شرم سے اور جھک گیا۔

تھینکیو سوچ حیات مجھے اتنی بڑی خوشی دینے کے لیے۔۔۔ وہ خوشی و مسرت سے حیات کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالوں میں تھامے بولا۔

سب کے سامنے شاہ ویر کا اس طرح کرنا حیات کو شرم سے دوچار کر گیا۔

اچھا ہٹو اب۔۔۔ ہم سب بھی لائن میں کھڑے ہیں حیات سے ملنے کے لیے۔۔۔

رضیہ بیگم مسکراہٹ دباتی شاہ ویر کو سائنڈ کرتے حیات کے پاس خالی جگہ پر بیٹھیں۔

بہت مبارک ہو بیٹا۔۔۔ وہ اسکا ماتھا چومتی خوشی سے بولیں تو وہ بھی مسکرا دی۔

واہ بھائی میں پھپھو بنے والی ہوں۔۔۔ تھینکیو بھا بھی۔۔۔ اجالا رانیہ کے ساتھ کمرے میں داخل ہوتی شاہ ویر کے گلے لگتی چہک کے بولی۔

چلو جی اجالا اب تمہارے لاڈ پیار پر قبضہ جمانے والا یا والی آنے والا ہے۔۔۔۔۔ رانیہ نے چھیڑا۔

مجھے دل و جان سے قبول ہے۔۔۔ وہ دونوں باہیں پھیلانے خوشی سے بولی۔۔۔ اس کے اندر پر سب کھکھلا اٹھے۔۔۔

حیات سے ملتے ایک ایک کر سب کمرے سے باہر نکل گئے۔۔۔ اب کمرے میں حیات اور شاہ ویر ہی بچے تھے۔

شاہ ویر حیات کے برابر میں بیٹھتا اسکا سر اپنے سینے سے لگا گیا۔

حیات مجھے سمجھ نہیں آرہا میں اپنی خوشی کن لفظوں میں بیان کروں۔۔۔ مجھے کبھی اتنی خوشی محسوس نہیں ہوئی جتنی آج ہو رہی ہے۔۔۔ ایسا لگ رہا ہے ہم مکمل ہونے

والے ہیں۔۔۔ حیات اسکے سینے پر سر رکھے اسکی آواز میں جھلکتی خوشی سے اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ کتنا خوش تھا۔

ہم ہمارے پیار کی نشانی۔۔۔ وہ آہستہ سے کہتی سکون سے آنکھیں موند گئی۔



حویلی کی خوشیوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔۔۔ ہر کوئی خوش تھا۔۔۔۔۔ ایہا کوجب سے پتہ چلا تھا کہ وہ پھپھو بنے والی ہے وہ بھی بہت خوش تھی۔۔۔۔۔ لیکن اپنے اندر چلتی توڑ پھوڑ کی وجہ سے سہی سے سیلیبریٹ نہیں کر سکی۔۔۔۔۔ جب کے افہام نے تو باقائدہ ڈانس بھی کیا تھا۔۔۔

اس وقت بھی سب لوگ ہال میں جماتھے۔۔۔۔۔ ایہا کی طبیعت کی وجہ سے انہوں نے گھر میں ہی چھوٹی سی مایوں کی رسم کر لی تھی۔۔۔۔۔

ایک طرف ایہا کو مہندی لگ رہی تھی۔۔۔ تو دوسری طرف افہام سب لڑکیوں کے
بیچ میں بیٹھا گانے گارہا تھا۔۔۔ جب کے اجالا وقفے وقفے سے افہام کے ہلدی بھی لگا
رہی تھی۔۔۔

بس کرو اجالا کیا ساری ہلدی مجھے ہی لگا دو گی۔۔۔ اپنی بھابھی کو نہیں لگاؤ گی۔۔۔
افہام اجالا کا ہلدی سے بھرا ہاتھ خود تک پہنچنے سے پہلے ہی بیچ میں روک چکا تھا۔
لالا میری بھابھی پہلے ہی بہت چٹی ہیں انہیں اس ہلدی کی کوئی ضرورت نہیں
ہے۔۔۔ اس کی ضرورت تو آپ کو ہے تاکہ جب آپ میری پیاری سی بھابھی کے
ساتھ کھڑے ہوں تو ایسا نا لگے کے حور کے بغل میں لنگور کھڑا ہے۔۔۔ اجالا پورے
دانتوں کی نمائش کرتی اسے چھیڑنے لگی۔

ہا ہا ہا اجالا ہمت کیسے ہوئی تمہاری میرے دیور جی کو لنگور کہنے کی۔۔۔ حیات جو دادی
جان کے ساتھ صوفے پر بیٹھی تھی اجالا کو مسنوعی گھوری سے نوازی فورن افہام کی
سائڈلی۔

بس بھا بھی ہمت کی تو بات ہی نا کریں ماشاء اللہ بڑی ہمت ہے مجھ میں۔۔۔ اجالا گردن اکڑا کے بولی۔

ہممم بلکل میری بیگم کسی سے نہیں ڈرتی نا ہی کسی کے قریب آنے سے۔۔۔ ہال میں داخل ہوتا عائل اجالا کی بات سنتا ساند مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیتے ایہا کے پاس بیٹھا۔

اسکی بات کا مطلب کوئی سمجھا ہو یا نا ہو اجالا بہت اچھے سے سمجھ گئی تھی۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ رانیہ نے نا سمجھی سے پوچھا۔

کوئی مطلب نہیں ہے بس وہ۔۔۔ وہ میرے پاس کل لال بیگ آرہا تھا تو میں اس سے ڈر گئی اس لیے ایسا بول رہے ہیں۔۔۔ اجالا نے سٹیٹا کے اپنے پاس سے بات بنائی۔

باہا ہا اتنی بڑی ہو کے لال بیگ سے ڈرتی ہو۔۔۔ افہام اسکے سر پر ہاتھ مارتا قہقہہ لگاتا اسے جلا گیا۔

نہیں اجالا ایسا نہیں کرنا۔۔۔ اجالا کو دونوں ہاتھوں میں ہلدی بھرتے دیکھ افہام اٹھ کے بھاگا۔۔۔ اور پھر بس آگے آگے افہام تھا تو پیچھے پیچھے اجالا۔۔۔ سب کا ہنس ہنس کے برا حال تھا سوائے ابیہا کے جو وہاں موجود ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں تھی۔



ابیہا کی مہندی لگتے ہی اسے کمرے میں بھیج دیا تھا۔۔۔ وہ کمرے میں آتے ہی اپنے ہاتھوں میں لگی کسی اور کے نام کی مہندی دیکھ سک اٹھی۔

عائش کا پیار سے بیاپکارنا۔۔۔ اسکا ہنسی مزاق کرنا۔۔۔ اسے صرف اپنا کہتا۔۔۔ ایک ایک لفظ دماغ میں گونجتے دماغ کو سن کر رہے تھے۔۔۔

ٹھک ٹھک۔۔۔ دروازے پر ہوتی دستک پر اس نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیئے آجائیں۔۔۔ اس نے اجازت دی تو عائش مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

کیسی طبعیت ہے گڑیا۔۔۔ عائش پیار سے پوچھتا اسکے پاس بیٹھا۔

میں ٹھیک ہوں لالا۔۔۔ وہ چاہ کے بھی کہہ نہیں پائی کے میں ٹھیک نہیں ہوں۔
میں دیکھ رہا ہوں تم کافی چپ چپ ہو۔۔۔ کیا بات ہے۔۔۔ کوئی چیز ہے جو پریشان
کر رہی ہے تو اپنے لالا سے شیئر کرو۔۔۔ عائلہ شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے
اسکا مڑ جھایا ہوا چہرہ دیکھتے پوچھنے لگا۔

نہیں لالا کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ وہ آنکھوں میں امڑتی نمی چھپانے کے لیے چہرہ اجھکا
گئی۔

پکاہ کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ اسنے مشکوک انداز میں پوچھا۔

جی پکاہ۔۔۔ ایہا آنسوؤں کا گولا گلے میں اتارتی بامشکل مسکرا کے اپنے بھائی کو یقین
دلانے لگی کہ وہ بالکل ٹھیک ہے۔

تمہیں پتہ ہے جب تم چھوٹی تھیں،،، میں تمہیں ہنسانے کے لیے الٹی سیدھی حرکتیں
کرتا تھا اور جب تم نہیں ہنستی تو میں منہ بنا کے بیٹھ جاتا تھا۔۔۔ اور تم میرا بنا ہوا منہ

دیکھ کے ہی ہنسنا شروع ہو جاتی تھیں۔۔۔۔۔ وہ مسکرا کے اسے بچپن کی باتیں بتا رہا تھا۔۔۔ اور وہ خاموشی سے اس کے ساتھ لگی غمگین مسکراہٹ کے ساتھ سن رہی تھی۔

ایہا کبھی بھی کوئی بھی پریشانی ہو تو بلا جھجک اپنے بھائی سے کہنا۔۔۔ تمہارا بھائی ہمیشہ تمہارے ساتھ کھڑا رہے گا۔۔۔ وہ بھائی کا مان بخشا اس کے سر پر بوسہ دیتا اٹھ گیا۔ اور ہاں اگر کبھی افہام تنگ کرے تو بھی بتانا میں اس کے کان کھینچوں گا۔۔۔۔۔ وہ مڑ کے شرارت سے بولا تو ایہا پھیکا سا ہنس کے رہ گئی۔

بس ایسے ہی ہنستی مسکراتی رہو۔۔۔۔۔ عائل اس کے سر پر ہاتھ رکھتا باہر نکل گیا۔۔۔ اور ایہا کے ر کے آنسو بہہ نکلے۔



بھابھی آپ اوپر جا رہی ہیں تو یہ ایہا کو دے دے گا میں اسے دینا بھول گیا۔۔۔ یہ اسکی فیوریٹ چاکلیٹس ہیں۔۔۔۔۔ عائل جو ایہا کو دینے کے لیے چاکلیٹس لایا تھا وہ جیب

میں ہی رکھ کے بھول گیا تھا۔۔۔ وہ دینے جا رہا تھا جب اوپر جاتی حیات کو دیکھ اسنے حیات سے کہا کہ وہ چاکلیٹس ایہا کو دے دے۔

جی لالا میں دے دوں گی۔۔ حیات اس سے چاکلیٹس لیتی اوپر بڑھ گئی۔

وہ ابھی ایہا کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتی کے اندر سے ایہا کے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔۔۔ شاید وہ روتے روتے کچھ کہہ رہی تھی۔۔ حیات وہیں کھڑی ہوتی سنتے لگی۔

کیوں آئے عائش آپ میری زندگی میں۔۔ میں محبت نام سے انجان لڑکی۔۔۔ آج محبت میں ملی جدائی کے درد سے بھی آشنا ہو رہی ہے۔۔ وہ ٹوٹی بکھری حالت میں بیڈ پر بیٹھی آنسوؤں کے زریعہ اپنا دل ہلکا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ آج اسنے اپنے آنسوؤں کو روکا نہیں تھا انہیں بہنے دیا تھا۔

آج میں کسی اور کے نام کی مہندی اپنے ہاتھوں پر رچائے بیٹھی ہوں۔۔ وہ مہندی سے سچے ہاتھ سامنے کرتی شدت سے بولی۔

عائش میں نے آپ سے اتنی محبت کر لی ہے کہ اب میں کسی اور کو اپنے ساتھ سوچوں تو گناہ لگتا ہے۔۔۔ سر جھکائے بیٹھی بیڈ شیٹ کو اپنے آنسو سے بھگور رہی تھی۔۔۔

کیا میں افہام کو اپنے دل میں وہ مقام سے پاؤں گی۔۔۔ کیا میں پھر سے محبت کر پاؤں گی۔۔۔ وہ خود سے سوال کر رہی تھی۔۔۔ روتے روتے اب اسکی ہچکیاں بندھ چکی تھیں

حیات سے جب اور برداشت نہیں ہو تو تیزی سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی۔
اچانک دروازہ کھلنے پر ایہا ہوش میں آتی جلدی سے آنسو پونچھ گئی۔

حیات دروازے کا لاک لگاتی اسکے سامنے آ بیٹھی۔

رورہی تھیں۔۔۔ اسنے سنجیدگی سے سوال کیا۔

نہیں تو۔۔۔ ایہا صاف مکری۔

ایہا میں سب سن چکی ہوں اور کتنا چھوٹ بولو گی۔۔۔ حیات خود پر ضبط کرتی اسے
دونوں بازوؤں سے پکڑے جھنجھڑ گئی۔

ایہا نے شرمندگی سے سر جھکایا۔

ایہا کون ہے یہ عائش؟؟؟ اور تم اس سے محبت کرتی ہو۔۔۔ تم نے کیسی کو کیوں نہیں
بتایا۔۔۔ کیسی کونا بھی بتاتی تو مجھے تو بتانا چاہئے تھا نا۔۔۔ حیات نے غصے سے اسے
گھورتے ایک ہی ساتھ سارے سوال کر ڈالے۔۔۔ لیکن ایہا اب بھی خاموش
تھی۔۔۔

بولو ایہا کچھ پوچھ رہی ہوں میں۔۔۔ حیات نے اپنی بات پر زور دیا۔

پتہ نہیں بھا بھی کب محبت ہو گئی۔۔۔ میں کیا بتاتی بھا بھی آپ لوگوں کو۔۔۔ کوئی
فائدہ نہیں تھا بتا کے۔۔۔ لال سو جی ہوئی آنکھیں اٹھا کے حیات کو دیکھا۔۔۔ حیات تو
چونک گئی اسکی سو جی آنکھیں دیکھ کے۔

ایہا فائدہ کیوں نہیں تھا تم مجھے پہلے بتاتیں۔۔۔ میں بات کرتی سب سے۔۔۔ سب کو منانے میں مدد کرتی۔۔۔ حیات اسکے چہرے کو دیکھتی بولی جہاں آنسو لڑیوں کی صورت میں روا تھے۔

اگر میں پہلے بھی بتاتی تو بھی کوئی فائدہ نہیں تھا کیوں کے عائش کی کاسٹ ملک ہے اور ہم شاہ۔۔۔ ایہا آہستہ سے بولی۔

میں کچھ سمجھی نہیں۔۔۔ وہ ملک اور تم شاہ۔۔۔ حیات نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ ہمارے خاندان میں لڑکیوں کی شادی سیم کاسٹ میں ہی ہوتی ہے۔۔۔ ایہا آنسو صاف کرتی بولی۔

کیا لڑکیوں کی شادی سیم کاسٹ میں ہوتی ہے اور لڑکوں کی نہیں۔۔۔ حیات نے چونک کے پوچھا۔۔۔ تو وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

یہ کیا پاگل پن ہے۔۔۔ حیات کو دھچکا ہی تو لگا تھا یہ سن کے۔

پتہ نہیں بھا بھی لیکن یہ روایت صدیوں سے چلتی آرہی ہے۔۔۔ ہماری چھوٹی پھپھو نے بھی داداجان سے بغاوت کر کے کاسٹ سے باہر شادی کی تھی جس کی وجہ سے داداجان نے ان سے ہر تعلق ختم کر لیا تھا۔۔۔ اور آج اتنے سالوں بعد بھی کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہیں،،، کیسی ہیں۔۔۔ ایہانم آواز میں بولی۔

یہ تو ٹھیک نہیں ہے ایہا۔۔۔۔ کاش تم مجھے پہلے بتاتیں میں تمہاری خوشی کے لیے اور اس فضول سی روایت کو ختم کرنے کے لیے سب سے لڑ جاتی۔۔۔ حیات کو یہ بات بالکل پسند نہیں آئی تھانا اسنے کبھی ایسا سوچا تھا کہ یہاں ایسی بھی کوئی روایت ہوتی ہے۔۔۔ آج ایہانے اپنے پیار کی قربانی دی تھی ناجانے آنے والی نسلوں میں اور کتنوں کو قربانی دیتی پڑتی۔

بھا بھی پلیز آپ کسی سے کچھ نہیں بولے گا۔۔۔ ایہانے حیات کا ہاتھ پکڑتے التجا کی۔

ایہا اب واقعی کچھ بولنے کا فائدہ نہیں ہے کل تمہاری بارات ہے لیکن اگر آگے ایسی کوئی روایت میرے سامنے آئی تو میں چپ نہیں بیٹھو گی۔۔۔ حیات اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی مضبوط لہجے میں بولی۔۔۔ جب کے ایہا کچھ بول ہی نہیں پائی۔

تم آرام کرو ایہا اور جو ہو چکا ہے اسے بھولنے کی کوشش کرو۔۔۔ افہام بہت اچھا ہے اور سب سے بڑھ کے تم سے محبت کرتا ہے۔۔۔ تمہیں تمہاری محبت نہیں ملی پلینز افہام کو اسکے حصہ کی محبت دے دینا۔۔۔ حیات پیار سے اسے سمجھاتی افسوس سے اسکے بے رونق چہرے کو دیکھ کمرے سے نکل گئی۔

ایہا نا جانے کب بیڈ پر آڑھی تر چھی لیٹی روتے روتے سو گئی اسے پتہ ہی نا چلا۔



حیات کمرے میں آئی تو شاہ ویر بیڈ پر لیٹا اسی کا انتظار کر رہا تھا۔

اتنی دیر لگا دی کمرے میں آنے میں۔۔۔ اسکے اندر داخل ہوتے ہی شاہ ویر نے سوال کیا۔

جی بس ایہا کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔ حیات نے گہری سانس بھرتے دوپٹہ سائڈ میں رکھا۔۔۔ دماغ میں ایہا کی باتیں چل رہی تھیں۔۔۔ وہ اس روایت کے بارے میں شاہ ویر سے بات کرنا چاہتی تھی لیکن پھر بعد میں کر لے گی یہ سوچ کے خاموشی سے اپنی جگہ پر لیٹ گئی۔۔۔

کیا بات ہے تھکی تھکی لگ رہی ہو۔۔۔ شاہ ویر اسکا تھکاوٹ زدہ چہرہ دیکھ پوچھنے لگا۔ ہم تھوری سی تھکن ہو گئی ہے۔۔۔۔ حیات نے کربٹ اسکی طرف لی۔

اچھا تو پھر سو جاؤ کیونکہ کل بھی ایک تھکا دینے والا دن ہو گا۔۔۔ شاہ ویر نے لیٹتے ہوئے اسکو اپنے قریب کرتے اسکا سر اپنے سینے پر رکھا تو پھر سے کیا مطلب تھا۔۔۔ حیات نے نا سمجھی سے پوچھا۔

تو پھر سے مطلب اگر تم تھکی ہوئی نا ہوتیں اور مجھے تمہاری صحت کا خیال نا ہوتا تو میں ساری رات تمہیں سونے نہیں دیتا۔۔۔ شاہ ویر نے گھمبیر لہجے میں معنی خیزی سے کہا۔

پھر تو شکر ہے میں تھکی ہوئی ہوں۔۔۔ اسی بہانے میری نیند تو پوری ہو جائے گی۔۔۔
حیات شریر مسکراہٹ سجائے اسکی خذ بے لٹاتی آنکھوں میں دیکھ بولی۔

حیات سو جاؤ ورنہ تمہاری یہ مسکراہٹ تمہاری جان مشکل میں ڈال دے گی۔۔۔۔ وہ
نرمی سے اسکے گلاب جیسے لبوں کو چھوتا آنکھوں میں خماری لیے بولا۔

حیات اسکی بات سمجھتی فورن اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔

شاہ ویر اپنا حصار اسکے گرد مضبوط کرتا مسکرا کے سکون سے آنکھیں موند گیا۔۔

وہ حیات اور رانیہ کے ہمراہ نکاح کے لیے نیچے آرہی تھی۔۔۔۔ نظریں داخلی
دروازے کی طرف ہی ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔ دل بار بار عائش کا نام پکار رہا تھا۔۔۔ لیکن وہ
نہیں آیا۔۔۔

لال جورے میں گھونگھٹ لیے کسی اور کے نام کا سنگھار گئے پتھر بنی بیٹھی تھی جب
یاسر صاحب کے ساتھ مولوی صاحب ڈانگ روم میں داخل ہوئے۔

نکاح شروع کرنے کی اجازت ہے۔۔۔ مولوی صاحب نے اجازت چاہی۔

جی اجازت ہے۔۔۔ دادا جان نے ایہا کے سر پر ہاتھ پھیرتے اجازت دی۔

ایہا شاہ ولد یاسر شاہ آپ کا نکاح افہام شاہ ولد کا شان شاہ سے باعوض حق مہر بیس لاکھ روپے طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟؟؟

مولوی صاحب کی آواز پر اسنے اذیت سے آنکھیں بند کی تھیں۔۔۔ کئی آنسوؤں پلکھوں کی بار تھوڑ کے نکلتے گود میں رکھے ہاتھوں میں گرے تھے۔

یاسر صاحب نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے اسے تمام تر سوچوں سے آزاد کیا۔

قبول ہے۔۔۔۔ وہ گود میں رکھے ہاتھوں کو تکتی بہت تکلیف سے یہ دو لفظ بولی تھی۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟

دوسری بار پوچھنے پر اسنے آنسوؤں سے بھری آنکھیں اٹھائے دہلیز کی طرف

دیکھا۔۔۔۔ دل میں ایک امید تھی کہ وہ آئے گا۔۔۔۔ لیکن خالی دہلیز دیکھتے مایوسی

سے واپس سر جھکا گئی۔

قبول ہے۔۔۔۔۔ دل درد سے پھٹنے والا ہو گیا تھا۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا بس یہاں سے اٹھ کے کہیں دور بھاگ جائے۔۔۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی اسکے خاندان کی عزت کا سوال تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے اپنا فرض نبھا رہی تھی۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟ آخری بار پوچھا گیا۔

(بیا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔۔۔۔ میں بہت جلد آؤ گا تمہارے گھر۔۔۔۔۔ تم صرف عائش ملک کی ہو)۔۔۔ عائش کے کہے جملے اسکے دماغ میں ہتھوڑے کی طرح بج رہے تھے۔۔۔۔۔ اور ان سارے جملوں پر دل نے صرف ایک ہی بات بولی تھی۔

وہ نہیں آیا تو کیا وہ مجھے اپنی محبت میں قید کر کے دھوکا دے رہا تھا؟؟؟۔۔۔ کیا وہ محبت کے دعوے جھوٹے تھے۔۔۔ اور انہیں سوالوں کے بیچ اسنے سختی سے آنکھیں میچتے تیسری بار بھی اپنی رضامندی دی۔

قبول ہے۔۔۔۔۔ سن ہوتے دماغ کے ساتھ اسنے نکاح قبول کیا۔

سب ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے باہر نکل گئے۔۔۔۔۔ افہام کی رضامندی جاننے۔

افہام نے تینوں بار گہری مسکراہٹ کے ساتھ قبول ہے کہا۔۔۔ اس کے چہرے کی چمک صاف اس کی خوشی کا پتہ دے رہی تھی۔

ایجاب و قبول کا مرحلہ تاپایا تو افہام سب سے خوشی خوشی گلے ملتا مبارکبادیاں وصول کرنے لگا۔۔۔ جب کے ایہا آنسوؤں پر بندھ باندھے سب کے بیچ میں بیٹھی تھی۔



ایہا۔۔۔۔۔

ایہا اٹھو کیا ہوا ہے۔۔۔

رانیہ ایہا کے کمرے میں اسے اٹھانے آئی تو ایہا بیڈ پر آڑھی لیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔۔
آنکھوں سے آنسوؤں نکل رہے تھے۔۔۔۔۔ چہرے پر تکلیف دہ آثار نمایاں تھے۔۔۔۔۔
ایہا۔۔۔۔۔ رانیہ پریشانی سے اسے جھنجھوڑ کے جگانے کی کوشش کرنے لگی۔

ایہا نے ایک جھٹکے سے چونک کے انکھیں کھولیں تو نظریں سیدھا چھت سے
ٹکرائیں۔۔۔

ایہا کیا ہوا تمہیں تم ٹھیک تو ہونا۔۔۔ اسے بے سدھ لیٹے دیکھ رانیہ فکر مند ہوئی۔
اسنے رانیہ کی آواز پر غائب دماغی کے ساتھ آواز کی سمت دیکھا اور آہستہ سے اٹھ کے
بیٹھتی آس پاس نگاہیں دوڑانے لگی۔۔۔ جس سے تھوڑا تھوڑا دماغ بیدار ہونے لگا۔
ایہا کیا تم نے کوئی برا خواب دیکھ لیا تھا جو تم نیند میں رو رہی تھیں۔۔۔ رانیہ نے تفکر
سے پوچھا۔

ہاں بہت برا۔۔۔ وہ اتنی آہستگی سے بولی کے اگر رانیہ ساتھ نا بیٹھی ہوتی تو کبھی سن نا
پاتی۔

میں تو ڈر گئی تھی کے نا جانے تمہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ خیر اب تم اٹھ گئی ہو تو اپنی
چیزیں نکال لو پالروالی تمہیں اور اجالا کو تیار کرنے آنے ہی والی ہوگی۔۔۔ جب تک

میں تمہارے کھانے کے لیے کچھ لاتی ہوں، ہم۔۔۔۔۔ رانیہ ایہا کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہہ کے کمرے سے نکل گئی۔۔۔

ایہا نکاہت سے اٹھ کے بیٹھی۔۔۔۔۔ بالوں کو باندھنے لگی جب نظر سامنے دیوار پر ہینگ ہوئے اپنے سرخ لہنگے پر پڑی۔۔۔۔۔ اسے یہ سوچ کے تھوڑا سکون ملا تھا کہ یہ صرف اس کا خواب تھا لیکن یہ خواب اب اسے سچ ہوتا نظر آرہا تھا۔



لالا کیا میں موٹا لگ رہا ہوں۔۔۔۔۔ افہام بھی بارات پرانی حویلی سے ہی لانے والا تھا۔۔۔۔۔ وہ شیشے کے سامنے کھڑا گھوم گھوم کے گولڈن شیر وانی پہنے اپنا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔۔۔

ہاں تم خوشی کے مارے پھول گئے ہو۔۔۔۔۔ شاہ ویر اپنی آستین کے کف بٹن بند کرتا اسے دیکھے بغیر بولا۔۔۔۔۔

شاہ ویر نے سفید رنگ کی کلف لگی قمیض شلوار زیب تن کی تھی جس کے ساتھ
پشاورى چپل پہلے بالوں کو جیل سے سیٹ کیئے وجیہ لگ رہا تھا۔

ہاں آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔ میں واقع موٹا ہو گیا ہوں۔۔۔ تو کیا اب میں ایہا
کے ساتھ اچھا لگوں گا۔۔۔ وہ متفکر ہوا۔

تو کیا ارادہ ہے شادی کینسیل کر دیں۔۔۔ شاہ ویر گھڑی کلائی پر باندھتے اسے
چھیڑنے لگا۔

بلکل نہیں۔۔۔۔ چاہے میں بھینسا ہی کیوں نا لگوں لیکن شادی تو میں آج ہی کروں
گا۔۔۔ وہ جوش و جذبے سے بولا۔۔۔ جیسے شادی نہیں ملے فتح کرنے کا ارادہ ہو۔
ہا ہا ہا۔۔۔ اگر شادی کرنی ہے تو جلدی سے تیار ہو جاؤ دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔ اسکی
بات پر شاہ ویر ہنس کے بولا

بس لا لا دو منٹ میں ہو گیا تیار۔۔۔ افہام کہتا جلدی جلدی ہا تھا چلانے لگا۔۔۔
آخر آج اسکی محبت اسکی زندگی میں شامل ہونے والی تھی وہ دیر کیسے کر سکتا تھا۔



اجالا تیار ہو تو آ جاؤ۔۔۔ عائِل بلیک تھری پیس سوٹ زیب تن کیئے کمرے میں داخل
ہوتا اجالا سے بولا جو بیڈ پر بیٹھی پازیب پہن رہی تھی۔
جی بس دو منٹ۔۔۔۔ وہ پازیب کالا ک بند کرتی اسے دیکھے بغیر بولی۔
میں مدد کرو۔۔۔۔ عائِل اسے لاک بند کرنے کی جدوجہد کرتے دیکھ اسکے پاس آتا
بیڈ کے ساتھ ایک گھٹنے کے بل بیٹھا۔
کیوں نہیں بلکل۔۔۔۔ اجالا خوش ہوتی اپنے ہاتھ پیچھے کر گئی۔
عائِل بڑے آرام سے دونوں پازیبوں کالا ک بند کرتا اٹھ کھڑا ہوا جب کے اجالا اب
تک اسے پیار بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔
ہو گیا اب چلیں۔۔۔۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔۔ عائل کہہ کے جانے لگا جب اجالا کو ویسے ہی مسکرا کے بیٹھے خود کو تکتے دیکھ رکھا۔

دیکھ رہی ہوں جو شخص کسی کو خود سے اٹھ کے پانی تک نادے آج اپنی بیوی کے قدموں میں بیٹھ کے اسے پازیب پہنا رہا تھا۔۔۔ وہ پر سوچ انداز میں بولی۔

یہ تمہاری سوچ ہے کہ میں کسی کو اٹھ کے پانی بھی نہیں پلا سکتا باقی رہی قدموں میں بیٹھ کے پازیب پہنانے کی بات تو۔۔۔۔ بیوی کے قدموں میں بیٹھنے سے آدمی کی مردانگی میں کمی نہیں آ جاتی۔۔۔۔ اور جو ایسی سوچ رکھتے ہیں کہ بیوی کے قدموں میں بیٹھنے سے انکی عزت میں کمی ہو جائے گی تو میری نظر میں وہ مرد نہیں ہو سکتے۔۔۔۔ اجالا کا ہاتھ پکڑے اسے اٹھاتا گھرے لبوں لہجے میں کہتا اسکی پیشانی پر بوسہ دیا۔
آئے آئے آئے آئے۔۔۔۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اسکی بلائیں اتارتی خوبصورت سے مسکرائی۔

ہو گیا اب چلیں۔۔۔ وہ بھی ہلکے سے مسکرا کے بولا۔

نہیں پہلے یہ بتائیں کیسی لگ رہی ہوں میں۔۔۔ وہ اس سے تھوڑا دور ہوتی اپنی میکسی پکڑے بولی۔

اسنے اوپر سے لے کر نیچھے تک اسے دیکھا جو پیچ کلر کی فل کام والی میکسی پہنے ہوئی تھی۔۔۔ بالوں کا جوڑا بنائے برائڈل میک اپ میں نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ اور اجالا کو بھی یہی امید تھی کے عائل اسکی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دے گا لیکن عائل نے فقت چند لفظ کہہ کے اجالا کی امید توڑی تھی۔ ٹھیک لگ رہی ہو۔۔۔ عائل کے کندھے اچکا کے کہنے پر وہ آنکھیں پھاڑے اسے گھورنے لگی جو بقول اجالا کے۔۔۔ اتنی پیاری لڑکی کو بس ٹھیک کہہ رہا تھا۔

ہاں اب آپ کیوں میری تعریف کریں گے اچھی جو لگ رہی ہوں میں۔۔۔۔۔ ابھی بری لگ رہی ہوتی تو فورن کہتے کتنی بری لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ برائی فورن نوٹ کرتے ہیں اور اب جب اچھی لگ رہی ہوں تو تعریف کرنے میں کنجوسی کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ وہ براسا منہ بناتی ہاتھ نچانچا کے بولی

اگر میں نے تمہاری تعریف کی تو تم اترانے لگو گی۔۔۔ وہ لب دبائے مسکراہٹ چھپاتا
سنجیدگی سے بولا۔

نہیں اتر اوگی۔۔۔ آپ مجھے سچ سچ بتائی کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔ اسنے پھر سے
پوچھا۔

ہم اچھی لگ رہی ہو۔۔۔ لیکن مجھ سے کم۔۔۔ مسکرا کے کہتا آخر میں چھیڑ گیا
وہ ابھی تھینکیو کہنے والی تھی جب اسکی آخری بات پر گھورا لیکن پھر کچھ سوچتے دل
جلی مسکراہٹ سجائے بولی۔

صحیح کہا آپ نے،،، آپ میرے ساتھ رہتے رہتے حسین ہوتے جا رہے ہیں۔۔۔
جیسے خربوزے کو دیکھ کے خربوزہ رنگ پکڑتا ہے ویسے ہی میری خوبصورت کو دیکھ
کے آپ نے رنگ پکڑا ہے۔۔۔ چہرے پر آئی چند لٹوں کو ایک ادا سے پیچھے کرتی
اسے جلانے لگی

اففف اجالا تم کتنا فضول بولتی ہو۔۔۔ تھکتی نہیں ہوا اتنا بول بول کے۔۔۔ وہ تعجب
بھرے انداز میں بولا

ابھی دو دن ہی ہوئے ہیں اور آپ دو دنوں میں ہی میرے بولنے سے تنگ آ گئے۔۔۔
آگے تو پوری زندگی پڑی ہے پھر تو آپ مجھے زیادہ بولنے کے طعنے مارے۔ رما۔ رما۔ رما۔
دیں گے۔۔۔ وہ اداس ہونے کی اداکاری کرتے نانکھنے والے آنسوؤں پوچھنے لگی۔
میں نے ایسا کچھ نہیں کہا تھا جتنا تم نے سوچا ہے۔۔۔ وہ پینٹ کی پاکٹ میں ایک ہاتھ
ڈالے اسے گھورنے لگا۔

مطلب وہی تھا۔۔۔ اور یہ گھورنا بند کریں۔۔۔ آپ شاید بھول گئے ہیں کہ شادی کی
شرائط میں یہ شرط بھی موجود تھی کہ آپ مجھے اپنی ان بڑی بڑی سیاہ آنکھوں سے
گھوریں گے نہیں۔۔۔ انگلی اٹھائے اسکی آنکھوں کی طرف اشارہ کرتی اسے یاد
دلانے لگی۔

مجھے تو ایسی کوئی شرط یاد نہیں ہے۔۔۔ وہ سکوں سے کہتا اسے حیران کر گیا۔

کیا آپ کو یاد نہیں۔۔۔ جب کے آپ نے سب کے سامنے خود یہ شرط قبول کی تھی
۔۔۔۔ وہ پریشانی سے بولی۔

دیکھو اجالا اس وقت تم شادی کے لیے مان نہیں رہی تھیں۔۔۔۔ اور یہ شادی میری
ماما کی آخری خواہش تھی جو مجھے کچھ بھی کر کے پوری کرنی تھی۔۔۔۔ اس لیے وقتی
تورپہ میں نے وہ شرائط قبول کر لی تھیں۔۔۔۔ وہ کندھے اچکائے آرام سے بولا۔
مطلب آپ نے یہ شادی صرف اپنی ماما کی خواہش پوری کرنے کے لیے کی تھی۔۔۔
پتہ نہیں کیوں لیکن وہ ادا اس ہوئی۔

تم نے بھی تو سب کے کہنے اور اپنی ان شرطوں کی بنیاد پر کی تھی۔۔۔۔ وہ اسکا ادا اس
لہجہ نوٹ کیے بغیر شرارت سے بولا۔

ہاں لیکن مجھے نہیں پتہ تھا شادی کے دو دنوں میں ہی آپ میرے لیے اتنے ضروری
ہو جائیں گے کہ میں آپ کے بغیر رہنے کا تصور ہی نہیں کر سکوں گی۔۔۔۔ اسنے
صاف گوئی سے کہا۔

اسکے اتنے کھلے اظہار کرنے اور اسکے اداس لہجے سے محسوس ہوا کہ وہ مزاق میں ہی اسکا دل دکھا بیٹھا ہے۔

وہ دو قدم کا فاصلہ ایک قدم میں تے کرتا اجالا تک پہنچا۔۔۔۔۔ نرمی سے اسکی کمرے میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے ساتھ لگایا جو منہ نیچھے کیئے خاموشی سے کھڑی تھی۔
اجالا۔۔۔۔۔ اسنے بہت پیار سے پکارا۔

ہممم۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ اسکے سینے پر رکھے منہ نیچھے کیئے کھڑی رہی۔

اجالا یہ سچ ہے کہ میں نے تم سے شادی صرف ماما کی خواہش کی وجہ سے کی تھی۔۔۔ لیکن کہتے ہیں نازکاح میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔۔۔ آپ کو اپنے محرم سے محبت کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔۔۔۔۔ وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔ اجالا نے نگاہیں اٹھائے اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں محبت کے دیپ جل رہے تھے۔

اجالا مجھے نہیں لگتا تھا کہ اتنی جلدی تم میرے دل کی دنیا پر راج کر پاؤ گی۔۔۔ اتنی جلدی مجھے تمہاری عادت ہونے لگ جائے گی میں نہیں جانتا تھا۔۔۔ تمہاری معصوم

باتوں اور شرارتوں نے مجھے تم سے عشق کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔۔۔ ہاں میں کہہ سکتا ہوں ان چند دنوں میں مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے۔۔۔ وہ پر تپش لہجے میں گھمبیرتا سے کہتا اجالا کا دل بری طرح دھڑکا گیا۔۔۔ اجالا جیسی شرارتی لڑکی آج خود پر رشک کر رہی تھی۔

ہنہ ہنہ۔۔۔ رانیہ ان دونوں کو بلانے آئی تھی جب دروازہ کھلا دیکھتے سیدھی اندر آگئی لیکن ان دونوں کو اتنے پاس کھڑے دیکھ چہرہ جھکائے مسکراتی گلہ کھنکھارے اپنی موجودگی کا احساس دلانے لگی۔

وہ دونوں ایک دوسرے میں مگن تھے جب عامل اسکے چہرے پر جھکنے ہی لگا تھا کہ گلہ کھنکھارنے کی آواز پر دونوں فوراً ہوش میں آتے ایک دوسرے سے لگ ہوئے۔

یہ کیا بد تمیزی ہے رانیہ پتہ نہیں ہے یہ شادی شدہ جوڑے کا کمرہ ہے اور تم ایسے منہ اٹھا کے اندر آگئیں۔۔۔ اجالا اسے غصے سے گھورتی بولی جب کے عامل پاکٹ سے فون نکالتے اس میں مصروف ہو گیا۔

تو شادی شدہ جوڑے کو بھی چاہیے کہ دروازہ بند کر کے رو مینس کرے۔۔۔ کیونکہ اس گھر میں کنوارے لوگ بھی ہیں اور بڑے بوڑھے بھی۔۔۔ وہ بھی دو بد و بولی۔ زیادہ بکومت اور یہ بتاؤں کس خوشی میں ہمیں ڈسٹرب کیا ہے۔۔۔ اجالا کے کہنے پر جہاں عائل نے اپنا سر پیٹا وہیں رانیہ مسکرا اٹھی۔

آپ کی عطلاح کے لیے عرض ہے کہ بارات آنے والی ہے اور سب لوگ نیچے ولیمے کے کپل کا انتظار کر رہے ہیں تو جلدی سے نیچے اجائیں۔۔۔ رانیہ ہنسی دباتی کہہ کے اسکی سنے بغیر کمرے سے نکل گئی۔

دیکھا عائل آپ کی وجہ سے دیر ہو گئی۔۔۔ اجالا عائل کی طرف مڑتی سارا الزام اس پر لگا گئی

میری وجہ سے۔۔۔ اپنے اوپر لگنے والے بے بنیاد الزام پر عائل حیران ہوا۔ ہاں آپ کی وجہ سے اگر پہلے ہی سیدھے طریقے سے میری تعریف کر دیتے تو یہ بات ناہوتی۔۔۔ اسکی بات پر وہ اسے دیکھ کے رہ گیا

اچھا خیر چلیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ اسے بولنے کے لیے منہ کھولتے دیکھ وہ اسکے بازو میں ہاتھ ڈالے اسے باہر لے گئی تو وہ بھی سر جھٹکتا اسکے ساتھ ہو لیا۔



بارات آگئی۔۔۔ باہر سے آتی ڈھول باجوں کی آواز پر اسٹیج پر بیٹھی اجالا جلدی سے اٹھی۔

تو تم کہاں جا رہی ہو۔۔۔ عائِل نے ہاتھ پکڑتے روکا۔

کیا مطلب کہاں جا رہی ہو۔۔۔ میرے لالا کی بارات ہے میں بارات میں شامل ہونے جا رہی ہوں۔۔۔ اور پلیز آپ یہ نہیں کہے گا کہ آج تو خود تمہارا ولیمہ ہے۔۔۔ ہم کتنی دیر سے یہاں بیٹھے ہیں بس ہو گیا ولیمہ اب مجھے اپنے لالا کی بارات میں جانا ہے۔۔۔ بلکہ اکیلے مجھے نہیں آپ کو بھی تو جانا ہے آپ کی بھی تو بہن کی بارات آئی ہے چلیں۔۔۔ عائِل کو کہی نا کہیں اجالا کہ بات ٹھیک ہی لگی تھی اس لیے وہ خاموشی سے سر ہلاتا اٹھ کے اسکے ساتھ چل دیا۔

بارات کافی دھوم دھام سے آئی تھی۔۔۔ افہام کو باہر لان میں اسٹیج پر بیٹھا دیا تھا جب کے ایہا کو ڈرائنگ روم میں۔۔۔

ایہا ڈرائنگ روم میں بیٹھی اپنے خواب کو حقیقت ہوتے دیکھ رہی تھی۔۔۔

مولوی صاحب اندر آئے اور دادا جان کی اجازت پر نکاح شروع کیا۔

ایہا شاہ ولد یاسر شاہ آپ کا نکاح افہام شاہ ولد کا شان شاہ سے باعوض حق مہر بیس لاکھ روپے طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟؟؟۔

مولوی صاحب کی آواز پر ایہا خاموش رہی۔۔۔ سب اسکی خاموشی کو شرم سمجھ رہے تھے لیکن حیات پریشان تھی کیونکہ وہ اسکے دل کا حال جانتی تھی لیکن وہ یہ بھی جانتی تھی کے ایہا اپنے خاندان کی عزت رکھنا جانتی ہے۔

ایہا بے جان سی بیٹھی تھی جب یاسر صاحب اور عائل نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔ وہ گھونگھٹ میں سے انکا خوشی سے چمکتا چہرہ دیکھ سکتی تھی۔۔۔ گلے میں پھنسا آنسوؤں کا گولا مشکل سے نیچے اتارتی لڑکھڑاتی آواز میں کہنے لگی۔

قبو۔۔۔۔

ایک منٹ مولوی صاحب آپ نے دلہے کا نام غلط لیا ہے۔۔۔ ابھی وہ بول بھی نہیں پائی تھی کے سناٹے میں ایک جانی پہچانی آواز گونجی۔

اسنے سر اٹھا کے دروازے سے اندر آتے عائش کو دیکھا۔۔۔ آنکھیں بے یقینی سے پھیل گئیں۔۔۔ باقی سب بھی پریشانی سے ماتھے پر بل ڈالے اس آنے والے شخص کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ ہوا تقریباً حویلی کے سب لوگ موجود تھے سوائے کاشان صاحب کے لیکن کوئی تھا جو آنے والے شخص کو دیکھ کے چونکا تھا۔۔۔ اسکی آنکھیں اسکا چہرہ کافی جانا پہچانا تھا

بیٹا کون ہو آپ اور یہ کیا بول رہے ہو۔۔۔ دادا جان نے کھڑے ہوتے تحمل سے پوچھا۔۔۔۔۔ جب کے ایہا کی آنکھیں تو پتھر اگئی تھیں۔۔۔ اگر اسے ایسے عین نکاح کے وقت آنا تھا تو وہ نانا تا۔۔۔ اسنے یہ تو نہیں سوچا تھا کے عین وقت وہ آ کے اسکی

بدنامی کا باعث بنے گا۔۔۔ اسے یہ سوچ کے پسینہ آنے لگا تھا کہ ناجانے اب کیا ہو گا۔۔۔ باہر اتنے لوگ ہیں کسی کو پتہ چلے گا تو کیا سوچیں گے اس کے بارے میں۔

اپ غالیبا ایہا کے دادا ہوں گے۔۔۔ دیکھیں میں آپ کی پوتی سے محبت کرتا ہوں اور ابھی اسی وقت اس سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ اور آپ یہ نہیں سمجھے گا کہ یہ محبت محض ایک طرفہ ہے نہیں یہ محبت دو طرفہ ہے ایہا بھی مجھ سے محبت کرتی ہے۔۔۔

عائش پر اسرار مسکراہٹ سجائے بولا۔۔۔ جب کے اسکی بات پر ایہا کا سر شرمندگی سے جھک گیا۔۔۔ اسے ایسا لگا جیسے محبت کر کے اسنے اپنے خاندان کے لیے بدنامی خریدی ہے۔

یہ کیا بکواس کر رہا ہے تو میری بہن کے بارے میں۔۔۔ عائش غصے میں آتا اسکی طرف بڑھا لیکن بیچ میں ہی شاہ ویر نے اسے روک دیا۔

عائش صبر کرو۔۔۔ اور تم تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہماری بہن پر ایسا الزام لگانے کی۔۔۔ شاہ ویر نے ضبط کرتے پوچھا۔

الزام نہیں ہے یہ سچ ہے۔۔۔۔۔ اگر آپ اپنی بہن پر اپنا فیصلہ تھوپنے سے پہلے اس سے ایک بار اسکی پسند کا پوچھ لیتے تو آج یہ دن نہیں دیکھنا پڑتا۔۔۔ عائش کے لہجے کی مضبوطی نے سب کو ایہا کی جانب دیکھنے پر مجبور کر دیا تھا۔

ایہا کیا یہ لڑکا سچ بول رہا ہے۔۔۔ یاسر صاحب نے ضبط سے گھونگھٹ سے جھانکتے اپنی بیٹی کے چہرے پر نظرے جمائے پوچھا۔۔۔۔۔ لیکن ایہا کوئی جواب دینے کی بجائے مجرموں کی طرح سر جھکا گئی۔

یہ سب کیا ہے۔۔۔۔۔ اگر ایسا کچھ تھا تو آپ نے پہلے کیوں نہیں بولا۔۔۔۔۔ کیوں عین وقت پر ہماری بدنامی کروا رہی ہیں۔۔۔۔۔ یاسر صاحب اس کے جھکے سر کو دیکھتے غصے سے غرائے۔

چلیں مولوی صاحب نکاح پھر سے شروع کریں اور دلہے کا نام افہام شاہ نہیں بلکہ عائش ملک لکھیں۔۔۔۔۔ عائش خالی صوفے پر ایہا کے سامنے بیٹھتا سکوں سے بولا۔

ملک۔۔۔۔۔ ایہا کیا آپ جانتی نہیں کہ ہمارے یہاں شادی کاسٹ سے باہر نہیں ہوتی۔۔۔۔۔ ملک سنتے داداجان مٹھیاں بھیجے سرد لہجے میں پوچھنے لگے۔

داداجان یہ تو۔۔۔۔۔

داداجان میں جانتی ہوں یہ میری غلطی ہے۔۔۔۔۔ حیات داداجان کو سمجھانے لگی تھی کے ابھی جلدی سے حیات کی بات کاٹتی سر جھکائے بولی۔

مولوی صاحب آپ کس کا انتظار کر رہے ہیں نکاح شروع کریں۔۔۔۔۔ عائش پھر سکوں سے بولا جیسے اسے یہ سب کر کے مزہ آرہا ہو۔۔۔۔۔ جب کے مولوی صاحب نا سمجھی سے سب دیکھ رہے تھے۔

یا سر نکاح پڑھا کے اس لڑکی کو پیچھے کے دروازے سے رخصت کر دو۔۔۔۔۔ اس کے بعد نا ہمارا اس سے کوئی تعلق ہے نا اسکا ہم سے اور جس کو بھی ہمارے فیصلے پر اعتراض ہے اسکا بھی ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔۔۔ داداجان اپنا فیصلہ سناتے لمبے لمبے قدم اٹھاتے ڈرائنگ روم سے نکل گئے۔

عائل میرا بھی اس سے کوئی تعلق نہیں ہے تم نکاح پڑھا کے بھیج دو اسے۔۔۔ یا سر صاحب غصے سے کہتے اٹھ کے چلے گئے جب کے ان کے پیچھے دادی جان بھی کمرے سے باہر نکل گئیں۔

نکاح شروع کریں مولوی صاحب۔۔۔ عائل نے خود کو نارمل رکھتے بے تاثر چہرے سے کہا۔۔۔ ایہا کی آنکھ سے آنسوؤں نکلتے گالوں کو بھیگو گئے۔۔۔ جب کے سب خواتین پریشانی سے کھڑی ساری کاروائی دیکھ رہی تھیں۔

بیٹا آپ کے والد کا نام۔۔۔ مولوی صاحب نے پوچھا۔

آغا ملک۔۔۔ عائش نے مسکرا کے کہا جب کے وہاں موجود کسی کا دماغ ٹھٹکا تھا۔

ایہا شاہ ولد یا سر شاہ کیا آپ کو عائش ملک ولد آغا ملک سے باعوض حق مہر بیس لاکھ روپے طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔ مولوی صاحب کی آواز پر ایہا نے آنسو سے لبریز آنکھیں اٹھائے عائش کو دیکھا جو پر سکوں سا بیٹھا آنکھوں کے اشارے سے ہاں کرنے کا کہہ رہا تھا۔

وہ ابھی کشمکش میں مبتلا تھی کہ اسے اپنے کندھے پر کسی کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا
اسنے گردن گھوما کے دیکھا تو حیات پاس بیٹھی اسے ہاں کہنے کا بول رہی تھی۔

قبول ہے۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ بہت مشکل سے تین بار کہتے اسنے نکاح
قبول کیا تھا۔

عائش ملک ولد آغا ملک آپ کا نکاح ایہا شاہ ولد یا سر شاہ سے باعوض حق مہر بیس لاکھ
روپے طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔ مولوی صاحب نے عائش سے پوچھا۔
قبول ہے۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ عائش نے فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ
ایہا پر نظریں جمائے کہا۔

اس ساری کاروائی سے بے خبر افہام خوشی سے جھومتا باہرا سٹیج پر بیٹھا ہوا تھا۔
لے جاؤ تم اپنی بیوی کو اب۔۔۔ نکاح ہوتے ہی عائش بے رخی سے کہتا باہر نکل
گیا۔۔۔ اس کے پیچھے ہی شاہ ویر ایہا کے سر پر ہاتھ رکھتے بغیر کچھ بولے باہر نکل
گیا۔

چلیں مسسز۔۔۔ عائش اٹھ کے ایہا کے سامنے آتا اپنی چوڑی ہتھیلی اس کے سامنے پھیلائے بولا۔

ایہا کے پاس اور کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔۔۔ باپ بھائی سب اسے چھوڑ گئے تھے۔۔۔ ایسے میں صرف عائش ہی ایک راستہ تھا۔۔۔ اسنے سن ہوتے دماغ کے ساتھ عائش کے ہاتھ میں اپنا نازک کپکپاتا ہاتھ تھما دیا۔

اچھا جی ہم چلتے ہیں۔۔۔ ایہا پیچھے کا راستہ کہاں ہے۔۔۔ چلو پہلے یہاں سے تو نکلیں راستہ بھی پتہ چل جائے گا۔۔۔ عائش خود ہی سوال کرتا خود ہی جواب دیئے اسے اپنے ساتھ باہر لے گیا۔

ایہا بھی ایک آخری نظر سب پر ڈالتی باہر نکل گئی۔۔۔ پیچھے رضیہ بیگم روتے ہوئے سر پکڑے بیٹھ گئی۔۔۔ وہ اپنے بیٹے کی ایہا کے لیے محبت سے واقف ہو گئی تھی۔۔۔ اب کیا کہتیں اپنے بیٹے سے جو سب چیزوں سے انجان باہر بیٹھا نکاح کے انتظار میں تھا۔

رانیہ اور اجالا باہر مہمانوں کو اٹینڈ کر رہی تھی۔۔۔ جب کے افہام اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ اسٹیج پر بیٹھا تھا۔۔۔ اسنے ایک دوبار ان سے پوچھا بھی کے اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے نکاح میں۔۔۔ سب ٹھیک تو ہے۔۔۔ اور ان دونوں نے ہر بار نقلی مسکراہٹ کے ساتھ اسے تسلی دی کے سب ٹھیک ہے۔

باقی گھر والے سب دادا جان کے کمرے میں موجود تھے۔۔۔ عائل کافی ضبط کیئے وہاں کھڑا تھا جب کے یاسر صاحب جھکے کندھے اور سر لیئے بیٹھے تھے۔۔۔ دادا جان نے ایک فیصلہ کیا تھا جس پر وہ سب کی رائے چاہتے تھے۔

دیکھو جو کچھ ہوا وہ تم سب کے سامنے ہے۔۔۔۔ افہام ابھی تک ساری باتوں سے انجان ہے۔۔۔۔ مہمانوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئی ہیں۔۔۔ اس لیئے میں نے بہت سوچ سمجھ کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم افہام کا نکاح رانیہ سے کر دیتے ہیں۔۔۔ مجھے اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نظر نہیں آرہا۔۔۔ کیوں تم لوگ کیا کہتے ہو اس

بارے میں۔۔۔ دادا جان رعب دار لہجے میں اپنی بات کہتے سب کو دیکھنے لگے جن کے چہروں سے تو لگ رہا تھا جیسے انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

فرہاد ثریا تم کیا کہتے ہو اس بارے میں۔۔۔ دادی جان کے پوچھنے پر ثریا بیگم نے فرہاد صاحب کو دیکھا جیسے بول رہی ہوں جیسی آپ کی مرضی۔

اماں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔ اور مجھے یقین ہے ہماری بیٹی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔ آپ لوگ نکاح کی تیاری کریں میں رانیہ کو لاتا ہوں۔۔۔ فرہاد صاحب پر اعتمادی سے کہتے کمرے سے نکل گئے ان کے پیچھے ہی ثریا بیگم بھی کمرے سے نکلیں۔

رانیہ بیٹا ادھر آؤ۔۔۔ فرہاد صاحب نے بہت پیار سے رانیہ کو بلایا جو اجالا کے ساتھ مہمانوں کے بیچ میں بیٹھی تھی۔

جی بابا۔۔۔۔ رانیہ فورن آئی۔۔۔ اس کے ساتھ ہی اجالا بھی آئی۔

آؤ بیٹا۔۔۔ وہ اسے لیئے اپنے ساتھ کمرے کی طرف بڑھے۔۔۔ وہ کمر ا جہاں وہ لوگ رکے تھے۔

کمرے میں آتے ساتھ ہی اجالانے اپنی پھپھو کو دیکھتے اشارے سے پوچھا کے کیا بات ہے اور انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے صبر کرنے کا کہا۔

رانیہ تم جانتی ہو تمہاری بہن نے ہمیں کسی کے سامنے سراٹھا کے چلنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔۔ ہماری تربیت پر سوالیہ نشان اٹھایا تھا۔۔۔ بیٹا آج وقت ہے کے تم اس سوالیہ نشان کو غلط ثابت کر دو۔۔۔ تم بتا دو کہ ہم نے تو تم دونوں کی اچھی تربیت ہی کی تھی لیکن تمہاری بہن کو بے جا چھوٹ دینے اور باہر کے آزاد ماحول میں بھیجنے کی وجہ سے وہ بگڑ گئی تھی۔۔۔۔۔ فرہاد صاحب آفسردگی سے کہتے رکے۔

بابا میں کچھ سمجھ نہیں پار ہی آخر بات کیا ہے آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں۔۔۔۔۔ کھل کے کہیں۔۔۔۔۔ وہ پریشانی سے ماں باپ کا چہرہ دیکھتی پوچھنے لگی۔

بیٹا جو کچھ ہوا ہے وہ سب تمہارے سامنے ہے۔۔۔ تمہارے نانا بہت پریشان ہے اور انہوں نے ایک فیصلہ کیا ہے جو ہمیں صحیح لگا ہے۔۔۔ وہ پھر ر کے۔

کیسا فیصلہ۔۔۔۔۔ اسے کسی انہونی کا احساس ہوا۔

ہم چاہتے ہیں تمہارا نکاح افہام سے ہو جائے۔۔۔ وہ کہتے اسکا چہرہ دیکھنے لگے جس کے چہرے پر بے یقینی تھی۔۔۔ یقین تو اجالا کو بھی نہیں ہو رہا تھا جو آنکھیں پھاڑے کھڑی تھی۔

جی بابا جیسا آپ لوگوں کو ٹھیک لگے۔۔۔ رانیہ نے کچھ بھی سوچے بغیر سب ان پر چھوڑ دیا۔۔۔ وہ جانتی تھی اسکی بہن کی حرکت کے بعد اسکے بابا کتنا ٹوٹ گئے تھے۔۔۔ اور اب اگر وہ بھی کچھ کہتی تو خود سے جڑی ان کی ساری امیدیں ٹوٹ جاتی جو وہ نہیں ہونے دے سکتی تھی۔

بہت بہت شکریہ میری بیٹی۔۔۔ ہمیشہ خوش رہو۔۔۔ ثریا تم ایسے لال دوپٹہ پہنا کے باہر لاؤ جب تک میں سب کو بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ فرہاد صاحب خوشی سے چمکتے رانیہ کے ماتھے پر بوسہ دیتے باہر نکل گئے۔

اجالا میرے پاس تو ابھی کوئی لال دوپٹہ نہیں ہے اگر تمہارے پاس ہے تو لا دو۔۔۔۔۔ ثریا بیگم اجالا کی طرف گھومتی بولی۔

جی پھپھو میں لاتی ہوں۔۔۔۔۔ اجالا ایک نظر خاموشی سے بیٹھی رانیہ پر ڈالتے باہر نکل گئی۔

رانیہ افہام ایک بہت اچھا لڑکا ہے۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں وہ ابیہا سے محبت کرتا ہے لیکن شاید وہ اس کے نصیب میں نہیں تھی۔۔۔۔۔ پر اب تمہارا اس سے نکاح ہونے جا رہا ہے تم اس کی بیوی بنے جا رہی ہو۔۔۔۔۔ اب یہ تمہارے اوپر ہو گا کہ کیسے تم اپنے شوہر کے دل سے کسی اور کی محبت نکال کے اپنی جگہ بناؤ گی۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں اس میں

وقت لگے گا اور شاید کافی بے رخی اور تلخی کا بھی سامنے کرنا پڑے لیکن پیار، محبت اور اپنائیت سے کسی پتھر کو بھی موم بنایا جاسکتا ہے۔۔۔

تم سمجھ رہی ہونا میری بات۔۔۔ ثریا بیگم نے سمجھایا تو اسنے سمجھتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ جب کے اندر سے گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی کہ ناجانے بعد میں افہام اسکے ساتھ کیسا رویہ رکھے گا۔۔۔ کیا وہ اسکے دل میں خود کے لیے کبھی جگہ بنا بھی پائے گی یا نہیں۔۔۔ انگنت سوچوں نے اسکے دماغ پر ڈھیر اجمالیاتھا۔



رانیہ شاہ ولد فرہاد شاہ آپ کا نکاح افہام شاہ ولد کا شان شاہ سے باعوض حق مہر بیس لاکھ روپے طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔ لالا دوپٹہ اوڑھے سر جھکائے سوچوں کی دنیا میں گم بیٹھی تھی مولوی صاحب کی آواز نے اسے حقیقت کی دنیا میں لاٹھا۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ تمام سوچیں پر سر جھٹکتے تین بار کہتے سب کو سکون کا سانس بخش گئی۔

شکر یہ بیٹا۔۔۔ داداجان اسکے سر پر ہاتھ رکھتے مولوی صاحب کو لیئے باہر بڑھ گئے۔۔۔
داداجان میں یہاں بیٹھا بیٹھا سوکھ کے کانٹا ہو گیا۔۔۔ بڑی دیر کرتی آپ لوگوں نے
لڑکی سے ہاں بلوانے میں۔۔۔ وہ شریر لہجے یہ جانے بغیر بولا کہ ابھی اسکی ساری
خوشی، ساری شرارت کہیں دور جاسوئے گی

مولوی صاحب نکاح شروع کریں۔۔۔ داداجان نے اسکی بات کا جواب دیئے بغیر
سنجیدگی سے کہا۔۔۔ باقی سب بھی اپنی اپنی جگہ پریشان کھڑے تھے کہ جب افہام کو
پتہ چلے گا کہ اسکا نکاح ایہا سے نہیں بلکہ رانیہ سے ہو رہا ہے تو وہ کیساریٹکٹ کرے
گا۔

افہام شاہ ولد کاشان شاہ آپ کا نکاح رانیہ شاہ ولد۔۔۔۔۔

ایک منٹ مولوی صاحب یہ کیا پڑھ رہے ہیں ٹھیک سے پڑھیں۔۔۔ افہام کو لگان
سے پڑھنے میں غلطی ہو گئی ہے اس لیئے فورن ہلکی سی مسکان کے ساتھ بولا۔

افہام شاہ ولد کاشان شاہ آپ کا نکاح رانیہ شاہ ولد فرہاد شاہ سے باعوض حق مہر بیس لاکھ روپے طے پایا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔۔۔ مولوی صاحب کے کہے جملوں پر اسنے نا سمجھی سے پہلے دادا جان کو دیکھا پھر باقیوں کو۔۔۔

بیٹا ہاں بولو۔۔۔ کاشان صاحب نے ہلکے سے اسکا کندھا ٹھپٹھپاتے کہا۔۔۔ اسنے بے یقینی کی کیفیت میں انہیں دیکھا۔۔۔ اسے بہت کچھ غلط ہونے کا احساس ہو گیا تھا۔۔۔

وہ اٹھ کے جانے لگا تو دادا جان نے اس کے اٹھنے سے پہلے ہی اسکے کھٹنے پر ہاتھ رکھتے اسے روک دیا۔۔۔ اسنے غصے سے لالا ہوتی آنکھوں سے انہیں دیکھا تو انکی آنکھیں نم تھیں۔۔۔ وہ التجائیں نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ چاہ کے بھی انکی التجاہ بھری نظریں نظر انداز کر سکا

قبول ہے۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ قبول ہے۔۔۔ مٹھیاں بھیجے غصے سے اندراٹھتے اشتعال کو دباتے بہت ضبط سے بولا۔۔۔ تو سب کی رکی سانس بہال ہوئی۔

مبارک ہو۔۔۔ سب طرف مبارک بادی کا شور اٹھا لیکن افہام کو یہ مبارک بادی نہیں بلکہ اپنے لیے موت کی خبر لگ رہی تھی۔۔۔ وہ غصے سے اٹھتا حویلی کے پچھلے سائڈ چلا گیا۔۔۔

میں دیکھتا ہوں۔۔۔ وہاں سب کو پریشان دیکھ شاہ ویر افہام کے پیچھے گیا۔
آہہہہہ۔۔۔۔۔ افہام سر پر سبھی پکڑی اترتے پوری قوت سے اسے زمین پر پٹھتا
چیخا۔۔۔

ایک پل کو تو شاہ ویر کے وہاں آتے قدم رکھ تھے۔۔۔ سناٹے میں اسکے چیخنے کی آواز صاف پتہ دے رہی تھی کہ وہ کتنی تکلیف میں ہے۔۔۔۔۔ وہ تو شکر تھا کہ سامنے والے سائڈ پر مہمانوں کا شور اور ہلکے چلتے میوزک کی آواز کی وجہ سے وہاں تک اسکے چیخنے کی آواز نہیں گئی تھی۔

افہام کیا پاگل ہو گئے ہو۔۔۔ اسے غصے سے گریبان کے بٹن کھولتے ادھر ادھر چکر لگاتے دیکھ شاہ ویر جلدی سے اس تک آتا اسے بازو سے پکڑتے بولا۔

لالا میں پاگل نہیں ہوں تو اور کیا کروں۔۔۔ آپ بتائیں مجھے کے ایسا کیا ہوا جو ابہا کی جگہ رانیہ سے نکاح کروادیا۔۔۔ کیا آپ لوگ جانتے نہیں کے میں ابہا سے کتنی محبت کرتا ہوں یا میں یہ سمجھو کے ابہا نے خود انکار کیا ہے۔۔۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا وہ عین وقت پر ایسا کیوں کرے گی۔۔۔ وہ خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کرتا بالوں میں ہاتھ پھیرتے گہرے گہرے سانس لینے لگا۔۔۔ اس کے شدت غصے کا پتہ اسکی گردن کی پھولی نسوں سے لگایا جاسکتا تھا۔۔۔ جو غصے کی شدت سے صاف واضح ہو رہی تھیں۔

افہام تم ریلیکس ہو جاؤ میں تمہیں سب بتاتا ہوں۔۔۔ شاہ ویرا اسکی پشت تھپتھپا رہا اسے نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

کیسے ریلیکس ہو جاؤ لالا کیسے۔۔۔ اسکی غراہٹ اور آنکھوں میں نمی دیکھ شاہ ویرا کو افسوس ہوا۔۔۔ شاہ ویرا سے جلدی سے گلے لگا گیا

افہام میں سمجھ سکتا ہوں اگر محبت نامے تو کتنا درد ہوتا ہے لیکن نصیب کے آگے کون جیت سکتا ہے بھلا۔۔۔ وہ اسے اپنے سامنے کر تا کندھوں سے تھامے بولا۔

لالا لیکن ایسا کیا ہوا جو آخری وقت پر۔۔۔ اسنے بے بسی سے بات ادھوری چھوڑی۔

شاہ ویر گہر اسانس بھرتے اسے سب بتاتا چلا گیا۔۔۔ اور افہام بے یقینی سے غصے کو کنٹرول کرتا سنتا گیا۔

لالا اگر ایسا کچھ تھا بھی تو آپ لوگوں نے کیوں میرا نکاح رانیہ سے کروایا۔۔۔ کیا اب میں رانیہ کو خوش رکھ پاؤں گا۔۔۔ نہیں میں اسے کبھی خوش نہیں رکھ سکوں گا۔۔۔ ہمیشہ اس کے دکھ کی وجہ بنوں گا۔۔۔ وہ کسی ہارے ہوئے شخص کی طرح زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔۔۔ وہ خود کو سنبھال نہیں پارہا تھا رانیہ کو کیسے سمجھاتا۔

افہام تم اسے خوش رکھو گے۔۔۔ تمہیں رکھنا پڑے گا کیونکہ اس سب میں اسکا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔ اسنے ہماری عزت رکھی ہے۔۔۔ اب تمہیں اس کی عزت کرنی ہوگی اسے بیویوں والا مان دینا پڑے گا۔۔۔ میں جانتا ہوں یہ مشکل ہے لیکن

رانیہ ایک بہت اچھی لڑکی ہے مجھے پورا یقین ہے وہ تمہارے دل میں جلد جگہ بنالے گی۔۔۔ شاہ ویر اسکے ساتھ بیٹھتا سمجھانے لگا۔۔۔ افہام نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

چلو اٹھو سب انتظار کر رہے ہیں تم ایسے اٹھ کے آگئے سب کیا سوچیں گے اٹھو جلدی۔۔۔ وہ ہاتھ پکڑ کے اسے کھڑا کرتا اسکی پگڑی اٹھالایا۔

میں سب کا سامنا نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ اسنے آہستہ آواز میں کہا۔۔۔ ہر وقت ہنستے مسکراتے مستی مزاق کرنے والا افہام آج ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ بکھر گیا تھا جسے اب رانیہ نے سمیٹھنا تھا۔

افہام وہاں لوگ طرح طرح کی باتیں کریں گے۔۔۔ اگر اپنا نہیں سوچ سکتے تو کم سے کم دادا جان کا ہی خیال کر لو۔۔۔ وہ پہلے ہی بہت دکھی ہیں۔۔۔ شاہ ویر پگڑی اسکے سر پر پہنتا گریبان کے بٹن بندھ کرنے لگا۔

ہممم۔۔۔ افہام ہنکارہ بھرتا اسکے ساتھ ہولیا۔



ایہا سارے راستے آنسوں بہاتی آئی تھی۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسکے ساتھ ہوا کیا ہے۔۔۔ جب عائش نے کہا کہ وہ بھی اس سے محبت کرتی ہے تو وہ چاہ کے بھی انکار کیوں نہیں کر پائی۔۔۔ اسنے ایک محبت کی خاطر اتنی ساری محبتیں قربان کیسے کر دیں۔

کہتے ہیں نامحبت اندھی ہوتی ہے۔۔۔ واقع محبت اندھی ہوتی ہے جو آپ کو صحیح اور غلط دیکھنا بند کر دیتی ہے۔۔۔۔ ایہا کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا وہ معصوم لڑکی جس نے پہلی بار محبت کی تھی۔۔۔۔ وہ محبت میں اتنی اندھی ہو گئی تھی کہ محبت کے سامنے محبت سے انکار نہیں کر سکی۔

عائش اسکے آنسوں سے بے چین تو ہو رہا تھا لیکن پھر دل پر پتھر رکھتے خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا۔

اسنے اپنے خوبصورت بنگلے کے دروازے کے باہر ہارن دیا تو ایک منٹ سے بھی پہلے پورا دروازہ کھل گیا۔

اسنے گاڈی پورچ میں لا کے روکی اور اپنے برابر میں سوں سوں کرتی ایہا کو دیکھتے نفی میں سر ہلاتا گاڈی سے اتر کے اسکی طرف آیا۔

آجاؤ گھر آگیا ہے۔۔۔ عائش اسکی طرف کا دروازہ کھولتے اپنی چوڑی مضبوط ہتھیلی اسکے سامنے پھیلانے بولا۔

ایہا آنسو صاف کرتی اسکے ہاتھ کو انور کیئے خودی اترنے لگی پر لہنگا ہیوی ہونے کی وجہ سے اتر نہیں پارہی تھی۔۔۔ اس لیئے مجبوری میں اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ گئی۔ عائش اسکی مدد کرتے اسے اپنے ساتھ لیئے اندر بڑھ گیا۔

ارے واہ آج تو گھر میں رونق لگی ہے۔۔۔ عائش ایہا کا ہاتھ پکڑے اسے ساتھ لاتا لاؤنچ میں زرینہ بیگم کے ساتھ آمنہ اور زینب بیگم کو بیٹھے دیکھ خوشگوار لہجے میں بولا۔
لو عائش بھی آگیا۔۔۔۔۔ زرینہ بیگم کہتے کہتے رکھیں۔

عائش یہ لڑکی کون ہے۔۔۔ عائش کے ساتھ دلہن کے روپ میں کسی لڑکی کو دیکھ وہ کھڑی ہوئیں۔

دادی آپ کو بہو چاہیے تھی نا۔۔۔ یہ لیں یہ رہی آپ کی بہو۔۔۔ عائش ایہا کو انکے سامنے لاتا مسکرا کے بولا۔۔۔ جب کے یہ سنتے صوفے پر بیٹھی آمنہ اور اسکی امی دونوں حیرت سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔۔ جب کے ایہا ان سب کو دیکھ گھبرائی۔۔۔۔ اسکا نازک ساہ دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

عائش یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔۔۔ زرینہ بیگم نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

ایہا نروس ہوتی ان سب کو دیکھ رہی تھی جن کے چہرے سے صاف لگ رہا تھا انہیں اسکا ایسے آنا اچھا نہیں لگا۔

وہی جو آپ سن رہی ہیں۔۔۔ میں نے بیا۔۔۔ مطلب ایہا سے نکاح کر لیا ہے۔۔۔۔۔

عائش نے سکوں سے انکے سروں پر بم پھوڑا۔

عائش۔۔۔۔ آمنہ کے منہ سے اتنا آہستہ نکلا کے ساتھ کھڑی زینب بیگم ہی سن سکیں۔

عائش تم ہوش میں تو ہو۔۔۔ کہاں سے اٹھلائے ہو اس لڑکی کو۔۔۔ زرینہ بیگم برہم ہوئیں۔

انکے اونچی آواز سے پوچھنے پر ایہا نے ڈر کے عائش کا بازو تھاما۔۔

ڈرو نہیں۔۔۔ فوزیہ بیگم صاحبہ کو میرے کمرے میں چھوڑ آؤ۔۔۔۔۔ عائش ایہا کو مطمئن کرتا ملازمہ سے بولا۔

آئے۔۔۔ ملازمہ نے ادب سے کہا۔

یہ کہیں نہیں جائے گی۔۔۔ دادی نے درشت لہجے میں کہا

دادی ریلیکس میں آپ کو سب بتاتا ہوں مناسب۔۔۔ عائش زرینہ بیگم کو لیئے صوفے پر بیٹھا۔

آپ جائیں انہیں لے جائیں۔۔۔ ایہا نے عائش کی طرف دیکھا جو اسے جانے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔۔ وہ بھی حلق تر کرتی ملازمہ کے ساتھ اوپر چل دی۔

اب تم بتاؤ گے کہ یہ سب کیا ہے۔۔۔ وہ سختی سے بولیں۔

آپ لوگ بھی بیٹھیں۔۔۔ آمنہ اور زینب بیگم کو کھڑا دیکھ وہ رسان سے بولا تو وہ دونوں بھی بیٹھ گئیں۔

دادی ایہا ماں شاہ کی پوتی ہے۔۔۔ عائش کے چہرے پر ایک چمک تھی۔۔۔ جیت کی چمک۔۔۔

اماں شاہ کی پوتی۔۔۔ زینب بیگم اور دادی کے لب ایک ساتھ ہلے۔

جی دادی ان کی پوتی جن کی وجہ سے آج میں اپنے ماں باپ سے محروم ہوں۔۔۔۔ جن کی وجہ سے میرے ماں باپ اس دنیا سے گئے۔۔۔ آج میں نے اسی گھر کہ بیٹی کو ان سے الگ کر دیا۔۔۔۔

اماں آج میں نے یا سر شاہ سے اسکی بیٹی چھین لی۔۔۔ آج عین نکاح کے وقت میں نے جو ان پر وار کیا ہے وہ زندگی بھر نہیں بھولیں گے۔۔۔ عائش چہرے پر سکون لیئے

بولے جارہا تھا جب کے دادی جان گنگ ہوئے اپنے پوتے کو دیکھ رہی تھیں جو اتنی گھٹیا حرکت کر کے کتنے سکون سے بتا رہا تھا۔

آمنہ نا سمجھی سے ساری باتیں سن رہی تھی جب کے زینب بیگم پریشانی اور حیرت سے عائش کو دیکھتی مسلسل نامیں سر ہلاتے اسے کچھ بھی بولنے سے مناکر رہی تھیں لیکن وہ کسی کی سن ہی کب رہا تھا۔

عائش یہ تم نے ٹھیک نہیں کیا۔۔۔ تمہیں یہ کس نے بولا ہے کے تمہارے ماں باپ امان شاہ کی وجہ سے مرے ہیں۔۔۔ وہ بس ایک حادثہ تھا اس میں کسی کا کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔ دادی اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گئیں

آپ کچھ بھی کہ لیں دادی لیکن میں سچائی جانتا ہوں۔۔۔ عائش اب کہ بار سنجیدہ ہوا۔

عائش اماں ٹھیک بول رہی ہیں یہ تم نے صحیح نہیں کیا۔۔۔ زینب بیگم نے بات میں حصہ لیا۔

آپ بھی اماں۔۔۔ جب۔۔۔

ہاں میں بھی۔۔۔ جو غلط ہے وہ غلط ہی ہے۔۔۔ زینب بیگم اسکی بات کاٹتے تیزی سے بولیں۔۔۔

آپ لوگوں کو یہ حرکت غلط لگے یا صحیح لیکن مجھے یہ بالکل صحیح لگ رہی ہے۔۔۔ خیر میں اپنی نئی نویلی دلہن کے پاس جارہا ہوں آخر اسے ابھی ایک شوکڈ دینا باقی ہے۔۔۔ وہ ہلکا سا ہنستا گاڑی کی چابی انگلیوں میں گھوماتا اوپر بڑھ گیا۔
پچھے زینب بیگم اور آمنہ زرینہ بیگم کو تسلی دینے لگیں۔



جاری ہے

جو لوگ بول رہے ہیں کہ افہام کے ساتھ غلط ہوا ہے تو میں بولنا چاہتی ہوں کیا ابہام کی شادی افہام سے کر کے اس کے ساتھ غلط نہیں ہوتا۔۔۔

اگر افہام کی محبت سچی تھی تو کیا ایہا کی محبت سچی نہیں تھی۔۔۔

ایہا سے شادی نا ہونے پر جتنا درد افہام کو ہو رہا ہے،

کیا افہام سے شادی ہو جانے پر ایہا کو اتنا درد نہیں ہوتا۔

دونوں میں سے ایک کو تو اس درد سے گزرنا تھا۔

دل ٹوٹتا ہے تو ساتھ جوڑنے والے کو بھی بھیجا جاتا ہے اور افہام کو جوڑنے کے لیے

رانیہ کو بھیجا ہے۔

نکاح کے بعد ہی رانیہ کو افہام کے ساتھ اسٹیج پر بیٹھا دیا تھا۔۔۔ سب کا خیال کرتے

افہام بیٹھ تو گیا تھا لیکن ہر چیز سے بے نیاز بیٹھا۔۔۔ جب کے رانیہ اپنے دل کی عجیب و

غریب کیفیت سے گھبرا رہی تھی۔

فرہاد میں چاہتا ہوں تم آج ہی رخصتی دے دو۔۔۔ کھانے کے بعد دادا جان نے اپنے

داماد سے کہا۔

ابھی۔۔۔ میں سوچ رہا تھا نکاح تو ہو گیا ہے تو تھوڑے ٹائم بعد رخصتی کر دیتے۔۔۔
انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

فرہاد مجھے لگتا ہے ہمیں ابھی رخصتی کر دینی چاہیے تاکہ بچے جلدی ایک دوسرے کو
سمجھ لیں۔۔۔ مزید دیر کسی نقصان کا باعث نا بن جائے۔۔۔ کیونکہ تم افہام کو جانتے
ہو اس کے لیے یہ سب قبول کرنا تھوڑا مشکل ہے۔۔۔ میں چاہتا ہوں رانیہ بیٹی آ کے
میرے افہام کو سنبھال لے۔۔۔

اور ویسے بھی کون سا ہم کوئی جہیز وغیرہ مانگ رہے ہیں جو تم ٹائم مانگ رہے ہو۔۔۔
دادا نے سمجھاتے ہوئے کہا تو کہیں نا کہیں فرہاد صاحب کو انکی بات ٹھیک ہی لگی۔
جی ابا آپ کی بات بھی ٹھیک ہے۔۔۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ہم ابھی رخصتی
کر دیں گے۔۔۔ میں ابھی ثریا کو بتاتا ہوں۔۔۔ فرہاد صاحب کہتے مہمانوں سے بات
کرتی ثریا بیگم کی طرف چل دیئے۔

انہوں نے جب پوری بات ثریا بیگم کو بتائی تو انہیں بھی یہی ٹھیک لگا کے ابھی ہی رخصتی کر دینی چاہیے۔۔۔ اسی میں دونوں بچوں کی بہلائی ہے۔۔۔ وہ دونوں آپس میں بات چیت کرتے اسٹیج کی طرف بڑھ گئے اور تھوڑی ہی دیر میں رانیہ افہام کے کمرے میں موجود تھی۔

اتنی جلدی رخصتی کا سنتے اسنے کچھ کہنا تو چاہا تھا لیکن اپنے بابا اور آج کے ہوئے واقع کے بعد اسنے چپ رہنا ہی بہتر سمجھتا۔

وہ پھولوں سے سجے کمرے میں بیڈ پر بلوکلر کی فراک زیب تن کیئے بیٹھی تھی سر پر لال دوپٹہ تھا جو نکاح کے وقت سے اب تک موجود تھا۔

رانیہ شادی کی وجہ سے پہلے سے ہی یہاں آئی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اسکے کپڑے بھی موجود تھے جو اجالا تھوڑی دیر پہلے ہی الماری میں رکھ کے گئی تھی اور ساتھ کچھ نئے کپڑے جو ابیہا کے لیئے بنوائے تھے لیکن اب رانیہ کے تھے وہ بھی الماری میں رکھ گئی تھی۔

سب نے اسے بہت پیار دیا تھا جب کے ثریا بیگم نے اسے ڈھیر ساری نصیحتیں بھی کی تھیں۔۔۔

وہ بے چینی سے بیٹھی افہام کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ دل ڈر بھی رہا تھا کہ ناجانے افہام اسکے ساتھ کیسے پیش آئے گا۔۔۔ اسنے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ اسکی زندگی اچانک سے ایسے راستہ پر موڑ لے گی جس کے ہر قدم پر ایک نیا امتحان ہو گا۔۔۔

وہ اپنی ہی سوچو میں گم تھی جب دروازہ کھولے افہام اندر داخل ہوا۔۔۔ اسنے سراٹھا کے دیکھا اور اسی وقت افہام نے بھی دیکھا۔۔۔ لالا سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھتے رانیہ جلدی سے سر جھکا گئی۔۔۔ جب کے افہام بے زاریت سے سر جھٹکا دروازہ بند کرتے اندر آیا۔

پھولوں کی تیز خوشبو پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔۔۔ ایسی خوشبو جو ماحول پر ایک سحر تاری کرتی لیکن افہام کا دل تو پتھر ہو گیا تھا اسے ان پھولوں کی خوشبو سے چڑ

ہو رہی تھی۔۔۔ اگر اس سچ پر ایسا ہوتی تو اسکا دل بھنگڑے ڈال رہا ہوتا لیکن اب اسکا دل کر چیز سے اٹھ گیا تھا۔

وہ پکڑی اتارتے صوفے پر رکھتے الماری سے اپنے کپڑے لیے رانیہ کو انور کرتے واشروم میں گھس گیا۔

اپنی ذات کو اتنی بری طرح نظر انداز ہوتے دیکھ اسکی آنکھوں میں نمی اتری۔۔۔ اسکی کیا غلطی تھی اس سب میں۔۔۔ اسنے تو ایسا سوچا بھی نہیں تھا۔۔۔ اسکے خواب بھی عام لڑکیوں کی طرح تھے۔۔۔ وہ بھی چاہتی تھی اسکی شادی دھوم دھام سے ہو۔۔۔ شادی کی ہر رسم پوری کی جائے۔۔۔ اسکا شوہر اسے چاہے اس سے پیار کرے لیکن اسکے سارے جواب مٹی ہو گئے تھے۔

انہیں سوچوں کے درمیان ناجانے کب اسکی آنکھ سے آنسو نکلتے گالوں پر بہہ نکلے اسے پتہ ہی نا چلا۔۔۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر اسنے جلدی سے آنسو صاف کیئے۔

تم ابھی تک ایسی بیٹھی ہو جاؤ چیخ کر لو۔۔۔ اسکا لہجہ ہر جذبات سے عاری تھا۔۔۔

رانیہ نے اسے دیکھا جو شرٹ لیس واشروم سے نکلتا صوفے پر بیٹھا تھا۔

وہ بھی آہستہ سے اٹھتی الماری کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

سنو۔۔۔ افہام صوفے کی پشت سے ٹھیک لگائے آنکھیں بند کیئے بولا۔

جی۔۔۔ رانیہ دھڑکتے دل کے ساتھ اسکی جانب متوجہ ہوئی۔

تمہیں جو کچھ بھی چاہئے ہو مجھ سے کہنا۔۔۔ تمہاری ساری زمینداری اب سے میری

ہے۔۔۔ لیکن اس سے زیادہ کی مجھے سے امید نہیں رہنا۔۔۔ مجھے امید ہے تم سمجھ گئی

ہوں گی میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔ افہام لال سرخ ہوتی آنکھیں کھولے اسے دیکھتے

ہوئے سنجیدگی سے بولا۔۔۔

رانیہ نے پہلی بار دیکھا تھا افہام کو اتنا سنجیدہ۔ اس لیے گھبراتے ہوئے خاموشی سے

الماری سے کپڑے لیتی واشروم میں گھس گئی۔۔۔

اسکے جاتے ہی افہام گہر اسانس بھرتا اٹھ کے بیڈ پر آتا اپنی جگہ پر لیٹ گیا۔۔۔ آج کی بھاری رات میں نیند تو آنی نہیں تھی لیکن پھر بھی سونے کی کوشش کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد رانیہ سادہ سے کالے سوٹ میں باہر آئی تو نظر صوفے پر گئی صوفہ خالی دیکھتے اسنے نظریں دوڑائیں تو افہام بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔۔۔ افہام کی پشت اسکی طرف تھی جس کی وجہ سے وہ اندازہ نہیں لگا پائی کے وہ سو رہا ہے یا نہیں۔

رانیہ اپنے خوبصورت سلکی بالوں کا ہلا کا ساہ جوڑا بناتی بیڈ کی دوسرے ی خالی جگہ پر لیٹ گئی۔۔۔ پہلے کچھ دیر افہام کی پشت کو دیکھنے کے بعد اسنے کروٹ بدل لی۔۔۔

آنکھوں سے آنسوؤں رواہونے لگے۔۔۔ اپنی آگے آنے والی زندگی کا سوچتے کب اسکی آنکھ لگی اسے پتہ ہی ناچلا۔



عائش کمرے میں داخل ہوا تو ابیہا بیڈ سے نیچے پاؤں لٹکائے بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔۔۔

ڈیپ ریڈ لہنگا میں دلہن کا دلفریب روپ اور حق ملکیت عائش کو اپنی طرف کھینچ رہی تھ۔۔۔ وہ اسکے روپ میں کھوتا اس سے پہلے اسنے اپنی نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

یہ کیا رونا دھونا لگا رکھا ہے کب سے۔۔۔ ایسا لگ رہا ہے تمہاری زور زبردستی شادی کروائی گئی ہے۔۔۔۔ اپنی مرضی سے جب نکاح کیا ہے تو پھر یہ رونا کیسا۔۔۔۔ وہ سخت لہجے میں کہتا شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولتے اسے دیکھے بغیر صوفے پر بیٹھا۔۔۔ اسے ڈر تھا کہ اگر اسے دیکھ لیتا تو اپنے مقصد سے پھر جاتا۔

عائش یہ کیسے بات کر رہے ہیں آپ مجھ سے۔۔۔۔ اسکے لہجے کی سختی دیکھ وہ رونے سے بھاری ہوئی آواز میں بولی۔

کیا مطلب کیسے بات کر رہا ہوں ویسے ہی بات کر رہا ہوں جیسے کرنی چاہیے۔۔۔۔ دیکھتے بغیر سر دپن سے دیئے گئے جواب پر ایہا کا اداس دل ڈوب سا گیا۔

عائش یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آپ تو مجھ سے محبت کرتے ہیں نا تو پھر یہ بے رخی کیوں۔۔۔ جب کے آپ کی وجہ سے میں نے اپنے گھر والوں کو ناراض کر دیا۔۔۔۔

ایہا اٹھ کے اسکے پاس صوفے پر ایک کینارے سے بیٹھتی بھرائے ہوئے لہجے میں
پوچھنے لگی۔۔۔۔۔ اسے عائش کے ایسے رویہ کی کوئی وجہ نظر نہیں آرہی تھی جس پر وہ
اس سے اس طرح بات کر رہا تھا۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔ محبت،،،ہاہاہاہا۔۔۔ وہ ایک لفظ کہتا واپس قہقہہ لگا اٹھا۔۔۔۔۔ پورے
کمرے میں اسکا قہقہہ گونج رہا تھا۔۔۔ اور اس کے ساتھ ایہا کا دل بند ہو رہا تھا۔
ایہا شاہ میں نے تم سے شادی صرف تمہارے گھر والوں کو سزا دینے کے لیے کی
تھی۔۔۔ ورنہ محبت وہ مجھے کبھی نہیں ہوئی۔۔۔ وہ لب بھیجے تمسخر اڑاتے لہجے میں کہتا
اسکے سر پر دھماکہ کر گیا۔

عائش آپ یہ کیا بول رہے ہیں۔۔۔ مزاق کر رہے ہیں نا۔۔۔ اسے اپنی ہی آواز دور
کسی کھائی سے آتی سنائی دی۔

مذاق تو تمہارے گھر والوں نے کیا تھا۔۔۔ کیا قصور تھا میری ماں کا۔۔۔ یہی کے انہوں نے اپنی پسند ظاہر کی۔۔۔ اور تمہارے دادا نے اپنی جاہلانہ روایت کی وجہ سے

انکا دل توڑا۔۔۔ اور جب انہوں نے بغاوت کرتے بابا سے نکاح کیا تو سارے رشتے ختم کر دیئے۔۔۔۔ ہر رشتہ ہر تعلق توڑتے انہیں سزا کے طور پر عمر بھر کی بیماری دے گئے۔۔۔ عائش ابیہا کا بازو دو چتا دھاڑا۔۔۔

عائش آپ مدیحہ پھپھو کے بیٹے ہیں۔۔۔ کانپتے دل کے ساتھ بازو میں اٹھتے درد کو برداشت کرتے ہمت کر کے بے یقینی سے پوچھا۔۔۔

ہاں میں انہیں کا بیٹا ہوں جسے تمہارے گھر والوں نے دکھ دینے میں کثر نہیں چھوڑی تھی۔۔۔۔ وہ اسکے بازو پر غصے سے گرفت اور سخت کرتا اسے اپنی طرف کرتے غرایا۔

درد کی وجہ سے ابیہا کی آنکھوں میں آنسوؤں آنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔ وہ مسلسل اپنا بازو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن ہر بار عائش پکڑ اور سخت کر دیتا۔

عائش مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ نم آواز اور نم آنکھیں اسکی بھوری غصے سے لال ہوتی آنکھوں میں ڈالے اسے اپنے درد کا احساس دلارہی تھی۔

یہ درد کچھ نہیں ہے جو تمہارے گھر والوں نے مجھے اور میرے میرے گھر والوں کو دیا ہے۔۔۔ اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ وہ ضبط سے کہتا ایک جھٹکے سے اسکا بازو چھوڑے اٹھ کے کمرے سے نکل گیا۔۔۔

اسکے جاتے ہی ایہا اپنا بازو تھامے شدت سے رو دی۔۔۔ اسے رونا بازو کے درد پر نہیں آ رہا تھا اسے تو عائش کے رویہ نے ٹھیس پہنچائی تھی۔۔۔ وہ تو کوئی بات جانتی بھی نہیں تھی جس کی سزا عائش اسے دے رہا تھا۔۔۔ عائش کا تمسخر اڑاتا لہجہ یاد کرتے اسکے دل میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔۔۔ اسنے انجانے میں اپنے لیے ایک ایسا کنواں چن لیا تھا جس کا پانی اسے آہستہ آہستہ موت کے قریب لے جا رہا تھا۔



شاہ آپ کو داد ا جان کو سمجھانا چاہیے تھا۔۔۔ اسنے محبت کی ہے کوئی گناہ نہیں کیا۔۔۔ ہاں اگر وہ پہلے بتاتی تو یہ سب ناہوتا بس اسکی یہی غلطی تھی کہ وہ چپ

رہی۔۔۔ لیکن اس سے ہر رشتہ ختم کر کے ہم اسے اتنی بڑی سزا تو نہیں دے سکتے
نا۔۔۔ حیات شاہ ویر کے کندھے پر سر رکھے آنکھیں بند کیئے لیٹے شاہ ویر کو دیکھ
کے بولی

حیات تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن اگر وہ پہلے بھی بتاتی تو بھی کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ کیونکہ
عائش کی کاسٹ الگ ہے۔۔۔ شاہ ویر آنکھیں کھولتے اسکی بھوری آنکھوں میں
دیکھتے نرمی سے بتانے لگا۔

تو سب سے پہلے تو یہ بات آپ کو اور سب کو سمجھنی چاہیئے کے کاسٹ الگ ہونے سے
کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ ان فضول سے رواجوں کو ختم کرنا چاہیئے تاکہ آگے جا کے کوئی
اور ایہایا آپ کی پھپھونا بنے۔۔۔ حیات نے جھنجھلا کے سمجھایا تھا۔

تمہیں کس نے بتایا پھپھو کے بارے میں۔۔۔ شاہ ویر نے چونک کے پوچھا۔

ایہانے۔۔۔ اسنے مختصر جواب دیا۔۔۔ تو وہ سر ہلا گیا۔

دادا جان کے سامنے کوئی کچھ نہیں بول سکتا۔۔۔ انہوں نے جو کہہ دیا سمجھو وہ حرف آخر ہو گیا۔۔۔ وہ اسکے گرد اپنا گہرا تنگ کرتا اسے اپنے مزید قریب کر گیا۔

اگر آپ لوگ کچھ نہیں کہہ سکتے تو میں بولوں گی۔۔۔ ہم اس طرح خاموش تو نہیں رہ سکتے نا۔۔۔ کل کو اگر ہماری بیٹی ہوئی اور اسے آؤٹ آف کاسٹ کوئی لڑکا پسند آجاتا ہے تو کیا ہم اسے اسکی محبت کی قربانی دینے کا بولیں گے وہ بھی صرف اس نام نہاد رواج کی وجہ سے۔۔۔ حیات کا تو جیسے دماغ ہی گھوم گیا تھا۔۔۔ وہ اسکا حصار توڑتی اٹھ کے بیٹھی۔

ہم مل کے اس مسئلہ کا حل نکالیں گے تم پریشان نہیں ہو تمہاری طبعیت خراب ہو جائے گی ورنہ۔۔۔ ہم۔۔۔ آؤ شاباش لیٹ جاؤ تم نے دوائی کھالی ہے تمہیں سونا چاہیے اب۔۔۔ شاہ پیار سے اسے واپس لیٹاتا اسکے ماتھے پر لب رکھ گیا۔۔۔

وعدہ کریں آپ میرے ساتھ دادا جان سے بات کریں گے۔۔۔ حیات اسکے سینے پر سر رکھتے بولی۔

وعدہ میں اپنی جان کے لیے ہر چٹان سے ٹکرا جاؤ گا۔۔۔ وہ ہلکے سے ہنس کے بولتا تو حیات بھی مطمئن ہوتی مسکرا کے آنکھیں موند گئی۔



اجالا چینج کر کے آئی تو عائل صوفے کی پشت پر سر رکھے آنکھیں بند کیئے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔ جان سے عزیز بہن نے آج جو کیا تھا وہ اسکی نظر میں قابلِ معافی نہیں تھا۔۔۔۔۔

حویلی میں سب کو خوشی سے زیادہ دکھ تھا۔۔۔۔۔ اجالانے اپنے بھائی کی شادی کے کتنے خواب دیکھتے تھے۔۔۔۔۔ اور آج اسکا ہنستا مسکراتا بھائی خاموش اور سنجیدہ ہو گیا تھا۔ عائل آپ ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔ عائل کو آنکھیں بند کیئے بیٹھے دیکھ فکر سے اسکے سامنے آتی پوچھنے لگی۔

ہمممم۔۔۔۔۔ اسنے ہنکارہ بھرا۔

تو آپ سو جائیں ایسے بیٹھے بیٹھے تو تھک جائیں گے۔۔۔ وہ اسکے پاس بیٹھتی اسکے وجہہ
چہرے پر تھکن اور دکھ دیکھ نرمی سے بولی۔

پلیز ایک کپ چائے لادو گی۔۔۔۔۔ وہ آنکھیں کھولے اسکی طرف دیکھ کے بولا۔۔۔۔۔
جو سادہ سے حلیہ میں تھی۔۔۔۔۔ اج انکا ولیمہ تھا۔۔۔۔۔ وہ آج بہت پیاری لگ رہی
تھی۔۔۔۔۔ عائِل آج کی رات یادگار بنانا چاہتا تھا لیکن آج سب خراب ہو گیا۔۔۔۔۔ اسکا
دل بو جھل ہو گیا۔۔۔۔۔

جی۔۔۔ اجالا ہلکی سی مسکان کے ساتھ کہتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔ تو اس نے گہرا سانس بھرتے واپس سر صوفے پہ رکھ دیا۔

رات کے تین بج رہے تھے۔۔۔۔۔ پوری حویلی خاموشی میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ وہ
بچن میں تو آگئی تھی لیکن اب میں مسئلہ تو یہ تھا کہ اسے چائے بنانی نہیں آتی
تھی۔۔۔۔۔ اسے جب بھی چائے پینی ہوتی تھی وہ ایسا کوہی کہتی تھی۔۔۔۔۔ اور اب اسے
رضیہ بیگم کی بات بھی یاد آنے لگی تھی کہ کچھ سیکھ لو آگے جا کے کام آئے گا اور وہ ہر

بار مزاق میں بات ٹال دیتی تھی۔۔۔۔۔ لیکن اب اسے شدید پچھتاوا ہو رہا تھا کہ کاش وہ جب انکی بات سیریس لے لیتی تو آج یہ دن کا دیکھنا پڑھتا۔

اس وقت کسی کو جگا بھی نہیں سکتی تھی اور خالی ہاتھ کمرے میں جا بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ یہ اسکی عزت کا سوال تھا۔۔۔ اسنے گہری سانس خارج کرتے خود کو ریلیکس کیا اور فریج سے دودھ نکال لائی۔۔۔۔۔ بہت مشکل کے بعد وہ ایک چھوٹا سا برتن ڈھونڈھنے میں کامیاب ہوئی۔۔۔ اسنے تھوڑا سا پانی اور تھوڑا سا دودھ ڈالتے چولہے پر رکھا اور پھر چینی پتی ڈھونڈھنے لگی۔۔۔۔۔ اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی پہلا ہی کیبنٹ کھولتے اسے چینی پتی مل گئی تھی۔

اسنے چینی نکالی جس میں اسے کوئی مشکل نہیں ہوئی لیکن جب پتی کی باری آئی تو وہاں دو ڈبے موجود تھے۔۔۔۔۔ دونوں ہی دیکھنے میں پتی جیسے لگ رہے تھے۔۔۔۔۔ اسنے بغیر سوچے سمجھے دونوں ڈبوں میں سے ایک ایک چمچہ بھر کے ڈال دیا۔۔۔۔۔

یہ پک کیوں نہیں رہی۔۔۔ اسنے چولہے کی طرف دیکھا تو سر پر ہاتھ مارا۔

اففف اجالا تم کتنی بے وقوف ہو۔۔۔۔ گیس تو کھولی نہیں ہے اور چائے بنے کا انتظار کر رہی ہوں۔۔۔ اگر اتنی دیر کرو گی تو عائل سو جائیں گے۔۔۔ اسنے منہ چلانے کے ساتھ جلدی سے پتیلی اتار کے سائنڈ پر رکھی۔۔۔ ماچس کی تیلی جلا کے چولہے پر رکھتے دور ہو کے بٹن گھمایا۔

شکر جل گیا۔۔۔ جلدی سے پتیلی رکی۔۔۔۔ پانچ منٹ بعد چائے تیار تھی جسے بہت جدوجہد کرنے کے بعد اسنے کپ میں چھانی اور شکر کا سانس بھرتی کمرے میں آئی۔۔۔

عائل ابھی تک اسی پوزیشن میں بیٹھا تھا اسنے چائے سامنے ٹیبل پر رکھتے اسے پکارا۔
عائل چائے پی لیں۔۔۔۔ اسکی پکار پر عائل نے آنکھ کھولی۔۔۔ اجالا کو ایک نظر دیکھتے اسنے کپ اٹھایا چائے کے رنگ سے تو وہ اسٹرانگ لگ رہی تھی۔۔۔۔۔ رنگ پر دھیان دیئے بغیر سر میں درد ہونے کی وجہ سے کپ لبوں سے لگا گیا۔

عائل نے ایک گھونٹ ہی بھرا تھا کہ اسکا سینا جل اٹھا۔۔۔ اسنے فورن کپ لبوں سے ہٹھایا۔

کیسی بنی ہے۔۔۔ اجالا نے ابھروا چکائے بے صبری سے پوچھنے لگی۔

یہ چائے بنائی ہے تم نے۔۔۔ اس میں پورا گرم مصالحہ بھرا ہوا ہے۔۔۔ عائل اسے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔ جب کے کپ اب بھی ہاتھ میں تھا۔

سوری مجھے نہیں پتہ تھا کہ گرم مصالحہ جیسی بھی کوئی چیز ہوتی ہے میں سمجھی پتی ہے تو میں نے ڈال دیا۔۔۔ وہ آہستہ سے بولی۔

مطلب تمہیں چائے بھی بنانی نہیں آتی۔۔۔ اب کی بار عائِل کا لہجہ تھوڑا سخت ہوا۔

نہیں نا۔۔۔ مجھے جب بھی چائے پینی ہوتی تھی میں ایسا سے کہتی تھی وہی بنا کے دیتی تھی مجھے اس لیے مجھے۔۔۔

بس۔۔۔ اجالا اپنی ہی دھون میں بولے جا رہی تھی جب عامل نے ایہا کے ذکر پر
کپ زور سے ٹیبیل پر پٹخا کہ اجالا ڈر کے مارے اچھل گئی۔

کل سے کھانا بنانا،، چائے بنانا،، ہر کام تم سیکھوں گی ورنہ مجھے سے برا کوئی نہیں ہوگا اور آج کے بعد میرے سامنے ایسا کا نام بھی نہیں لینا سمجھیں۔۔۔۔۔ وہ ہر ایک لفظ چبا چبا کے کہتا اٹھ کے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

رضیہ بیگم کے علاوہ آج تک اجالا سے کسی نے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی اور آج عائلہ اسے اتنے سخت لہجے میں ڈانٹ کے گیا تھا۔۔۔ اور ساتھ حکم سادر بھی کیا تھا۔۔۔ اجالا بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکالتے سونے کے لیئے لیٹے عائلہ کو دیکھتی رونے لگی۔۔۔ آج اسے اپنے کام چور ہونے پر افسوس ہو رہا تھا۔

ایک ادا سی بھرے دن کے بعد اگلی صبح اپنے ساتھ بہت سے امتحان لائی تھی۔۔۔ کسی کو نئی تکلیف سے روشناس تو کسی کا صبر آزمانے آئی تھی۔۔۔

!!!!!!!!!!!!!!

اجالا تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔۔۔ رضیہ بیگم کچن میں کام کر رہی تھیں کہ صبح صبح ہی اجالا کو کچن میں داخل ہوتے دیکھ فکر مندی سے پوچھنے لگیں

جی امی ٹھیک ہوں میں۔۔۔ اگر کوئی کام ہے تو مجھے بتائیں۔۔۔ وہ عائل کے اٹھنے سے پہلے ہی اٹھ کے سیدھا کچن میں آگئی تھی۔۔۔ اسنے عائل کی رات والی ڈانٹ کو سیریس لے لیا تھا۔

اجالا کیا ہوا ہے۔۔۔ مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہیں بیٹا۔۔۔ وہ اسکے ماتھے کو چھوتی چیک کرنے لگیں۔۔۔ کے کہیں بخار تو نہیں ہے۔

مامیہ کیا کر رہی ہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ وہ جھنجھلا کے بولی۔

تو پھر آج اتنی بہکی بہکی باتیں کیوں کر رہی ہو۔۔۔ اور اتنی جلدی بھی اٹھ گئیں۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولیں۔

اس میں بہکی بہکی باتوں والی کون سی بات ہے۔۔۔ میں اب شادی شدہ ہو گئی ہوں۔۔۔ مجھے بھی سارے کام آنے چاہیے تاکہ اپنے شوہر کو اپنے ہاتھوں کے بنے

مزے مزے کے کھانے بنا کے کھلا سکوں۔۔۔ ان کی بات کا مطلب سمجھتی وہ منہ بنائے جلدی سے بولی۔

اللہ تیرا شکر ہے تو نے میری بیٹی کو عقل دی۔۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ اٹھائے اوپر کی طرف دیکھ شکر ادا کرنے لگیں۔

کسے عقل دی ہے۔۔۔ کچن میں داخل ہوتی حیات انکی آخر کی بات سن کے بولی۔
ارے کیا آج میں دیر سے اٹھی ہوں۔۔۔۔ کچن میں رضیہ بیگم کے ساتھ انڈے پھینٹتی اجالا کو دیکھ حیات حیرت سے اسے چھوڑنے لگی۔

بیٹا آپ بالکل صحیح وقت پر اٹھی ہو لیکن آج شہزادی صاحبہ جلدی اٹھ گئی ہیں اور مزے کی بات وہ میرے ساتھ ناشتہ بھی بنوائیں گی۔۔۔۔ رضیہ بیگم مسکراتی آواز سے بولی تو حیات بھی مسکرا دی۔

یہ تو اچھی بات ہے امی کہ ہماری شہزادی کو اپنی زمیندار یوں کا احساس تو ہوا۔۔۔۔
حیات اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھتی خوشی سے بولی تو اجالا بس مسکرا کے رہ گئی۔۔۔

یہ تو وہی جانتی تھی کہ اسے زمینداروں کا احساس ہوا ہے یا کسی کے حکم پر یہ کام کر رہی تھی۔

وہ تینوں باتیں کرتی کام میں لگ گئیں۔



عائش رات کا کمرے سے نکلا اب کمرے میں آیا تھا۔۔۔ وہ رات سے ہی اپنے اندر بہت بے چینی محسوس کر رہا تھا دل بار بار کہہ رہا تھا کہ ابیہا بے قصور ہے اسکی کوئی غلطی نہیں ہے وہ معصوم لڑکی تو بس تم سے بہت کرتی ہے لیکن ہر بار وہ دل کی آواز پر کان بند کر لیتا۔۔۔

رات ساری اسنے اپنے کمرے کے برابر والے کمرے میں جاگ کے گزاری تھی اور اب آفس جانے کے لیے اپنے کمرے میں آیا تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو نظر خالی بیڈ پر پڑی اسنے گردن موڑ کے صوفے کی طرف دیکھا تو ابیہا صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے سو رہی تھی۔

اسکے قدم خود باخود اسکی طرف بڑے۔۔۔ وہ رات والے دلہن کے روپ میں ہی تھی۔۔۔ رونے کی وجہ سے آنکھوں سے کاجل نکل کے بہہ گیا تھا۔۔۔ آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان اب بھی موجود تھے۔۔۔ آنکھوں کے سوجھے پپوٹے اسکے رات دیر تک رونے کا پتہ دے رہے تھے۔۔۔

عائش کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔ اسنے ہاتھ اسکے چہرے کو چھونے کے لیے آگے بڑھایا لیکن وہ جلد ہی خود پر قابو کر تا ہاتھ پیچ میں ہی روکتے واپس کھینچ لیا۔

اسنے آواز کیئے بغیر الماری سے اپنے کپڑے اور ساتھ ایک لیڈیس سوٹ بھی نکالا جو ابیہا کے لیے تھا۔۔۔ وہ آہستہ سے صوفے پر اسکے برابر میں سوٹ رکھتے ایک آخر نظر اس پر ڈالے اپنی ساری چیزیں لیے کمرے سے نکل گیا۔



افہام پیشانی مسئلے اٹھ کے بیک گراؤنڈ سے ٹیک لگا کے بیٹھا۔

اسنے کمرے میں دیکھا جو خالی تھا۔۔۔ لیکن واشروم سے پانی گرنے کی آوازیں آرہی تھیں مطلب وہ واشروم میں تھی۔۔۔ اسکی اچانک نظر دائیں جانب الماری کے برابر میں ہنگ ہوئے اپنے سوٹ پر گئی۔۔۔ اسے یاد تھا کل تک تو یہ سوٹ یہاں نہیں تھا پھر آج کہاں سے آیا۔۔۔

وہ فورن سمجھ گیا کہ رانیہ نے اسکے کپڑے نکالے ہوں گے۔۔۔ یہ سوچتے اسنے فورن سر جھٹکا۔

آپ اٹھ گئے۔۔۔ میں نے آپ کے کپڑے نکال دیئے ہیں آپ بھی فریش ہو جائیں۔۔۔ رانیہ ایک نظر اسکے شرٹ لیس وجود پر ڈالے نظریں جھکائے کہتی ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ہوتی اپنے سلکی گیلے لمبے بالوں کو سوکھانے لگی۔

افہام کو اسکے بال دیکھ ایہا کے لمبے خوبصورت بال یاد آئے۔۔۔۔۔ اچانک اسکی آنکھوں میں سرپن اتر۔

میں اپنی چیزیں خود نکال سکتا ہوں تو آئندہ میری چیزوں کو ہاتھ نہیں لگانا۔۔۔ اور یہ بال میرے سامنے باندھ کے رکھا۔۔۔ وہ غصے سے اٹھتا بغیر اسے بولنے کا موقعہ دیئے سر دوسپاٹ لہجے میں کہتے الماری سے دوسرے استری شدہ کپڑے لیے واشر روم میں گھس گیا۔۔۔

اسنے اپنا غصے بے جان دروازے پر اتارہ تو ایک دم زور سے دروازہ بند ہونے پر رانیہ دل تھام گئی۔۔۔ اسے صبح صبح افہام کے اس رویہ کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی یا شاید اسنے اس کے وجود کو ابھی تک قبول نہیں کیا تھا۔۔۔ آنکھوں میں آئی نمی صاف کرتی افہام کے آنے سے پہلے اپنے بال سوکھانے لگی۔

عائل اٹھا تو کمر خالی تھا۔۔۔ اسے حیرت ہوئی کے اجالا اتنی صبح کہاں چلی گئی۔۔۔ لیکن پر اپنارات والا سخت رویہ یاد آیا۔۔۔ کل وہ پہلے ہی پریشان اور غصے میں تھا جس کی وجہ سے سر میں شدید درد تھا اور اوپر سے اجالا نے ایہا کا نام لیے لیا جو اسے مزید

غصہ دلا گیا تھا اور اسی غصے کی زد میں اجالا آئی تھی۔۔۔ پر اب اسے اپنے سخت لہجے پر افسوس ہو رہا تھا۔

وہ جلدی سے اٹھا اور فریش ہونے چل دیا۔۔۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ کلف لگی قمیض شلوار پہنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا تیار شیار ہوئے کمرے سے نکل گیا۔

ڈائنگ روم سے برتنوں کی آوازیں آرہی تھیں وہ ہال میں اجالا کو دیکھنے کے لیے نظریں گھماتا خود بھی سیدھا ڈائنگ روم آگیا۔۔۔

بھابھی اجالا کہاں ہے۔۔۔ سب لوگ ہی ناشتہ کی میز پر جماتھے وہ اپنی کرسی پر بیٹھا اجالا کو وہاں بھی ناپا کے حیات سے پوچھنے لگا جو سامنے شاہ ویر کے ساتھ بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔

پہلے آپ یہ چائے پی کے بتائیں کیسی ہے۔۔۔ حیات نے مسکراتے ہوئے چائے کپ میں ڈالتے اسکی طرف بڑھائی۔

کیوں آج کوئی خاص چیز ڈالی ہے چائے میں۔۔۔ وہ کپ تھامتے پوچھنے لگا۔

پہلے پی کے بتاؤ کیسی بنی ہے۔۔۔ شاہ ویر سب کو خاموش دیکھ شرارت سے مسکرائے
ماحول کو ہلکا کرنے لگا۔

وہ ان دونوں کو دیکھتے کپ لبوں سے لگا گیا۔۔۔

کیسی بنی ہے۔۔۔ کافی دیر سے خاموش بیٹھی دادی جان نے بھی مسکرا کے بات میں
حصہ لیا۔

کل کے بعد سے حویلی میں کافی خاموشی تھی جواب آہستہ آہستہ کر کے ختم ہو رہی
تھی۔

اچھی ہے۔۔۔ کیوں اس میں ایسا کیا ہے جو آپ لوگ بار بار پوچھ رہے ہیں۔۔۔ اسنے
تعجب سے پوچھا۔

یہ آپکی مسسز کے ہاتھ کی بنی چائے ہے۔۔۔ کچن سے جو س کا جگ لیئے نکلتی اجالا کو
دیکھتے حیات شیر لہجے میں بولی۔

او اچھا لیکن آج یہ انہونی کیسے ہو گئی۔۔۔ وہ اجالا کے سنجیدہ چہرے کو دیکھتے خود بھی سنجیدہ ہوتے ہولا۔۔۔ اسے پتہ تھا یہ کل غصے دی گئی اسکی دھمکی کا اثر تھا جو وہ کام کر رہی تھی۔

ارے اجالا اب کہاں جا رہی ہو بیٹھو ناشتہ کرو۔۔۔ اجالا کو واپس جاتا دیکھ حیات نے روکا۔۔۔ تو وہ بھی ہاں میں سر ہلاتی خاموشی سے عائل کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

عائل اسکی خاموشی اچھے سے محسوس کر رہا تھا اور سمجھ بھی رہا تھا۔۔۔ وہ اسکو بعد میں منانے کا ارادہ کرتا خاموشی سے ناشتہ کرنے لگا۔

اسلام و علیکم۔۔۔ رانیہ نے افہام کے ساتھ ڈائنگ روم میں قدم رکھتے سب کو سلام کیا۔

و علیکم اسلام بیٹا آؤ بیٹھو ناشتہ کرو۔۔۔ دادا جان نے جواب دیتے مسکرا کے اسے بیٹھنے کا کہا۔

میں چلتا ہوں۔۔۔ رانیہ کو دیکھتے یا سر صاحب کو ایہا کی یاد آئی اس لیے وہ بغیر کسی کی سنے اٹھ کے وہاں سے نکل گئے۔

ڈانگ ٹیبل پر ایک دم خاموشی چھائی تھی سب ناشتے میں مصروف تھے کوئی کسی سے بات نہیں کر رہا تھا جب اس خاموشی کو افہام کی آواز نے توڑا۔

میں شہر جارہا ہوں کچھ دنوں کے لیے وہاں کچھ کام ہے مجھے۔۔۔ افہام کی بات سنتے سب کے ہاتھ تھمے۔۔۔۔ رانیہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جو شاید اس سے دور بھاگنے کے لیے یہاں سے جانا چاہتا تھا۔

آفس میں تو ایسا کوئی کام نہیں ہے جو تمہیں وہاں رکنا پڑے اور اگر تمہارا بھی کوئی کام ہے تو تم روز آنا جانا کر سکتے ہو۔۔۔ شاہ ویر نے نرمی سے کہا جب کے اسے پتہ تھا وہ صرف یہاں سے جانے کے لیے بہانے کر رہا ہے۔

میرا جانا ضروری ہے۔۔۔ اس نے انہیں دیکھتے جیسے یقین دلایا تھا

ٹھیک ہے آج کا ولیمہ ہو جائے پھر تم اور رانیہ کل چلے جانا۔۔۔ دادا جان نے اسکی بات مانتے کہا۔

دادا جان میں کام کے سلسلے میں جا رہا ہوں،،، گھومنے پھرنے نہیں جو رانیہ کو بھی ساتھ لے کے جاؤ گا۔۔۔ وہ نرمی سے بولا تھا لیکن اس کی بات سنتے سب نے اسکی طرف ضرور دیکھا تھا۔۔۔ جس کے لہجے میں کوئی بد تمیزی نہیں تھی لیکن پھر بھی اسکی بات کسی کو بھی پسند نہیں آئی تھی۔

افہام تمہاری ابھی شادی ہوئی ہے اور تم بچی کو چھوڑ کے جانے کی بات کر رہے ہو۔۔۔ کون سا وہاں جا کے تم کسی ہوٹل میں رکو گے۔۔۔ وہاں اپنا گھر ہے وہیں رکو گے تو رانیہ بھی رہ لے گے ساتھ۔۔۔ رضیہ بیگم نے طنز کرتے ساتھ سمجھایا۔۔۔ اسکے جانے کی بات پر وہ رانیہ کا اداس چہرہ دیکھ چکی تھیں۔۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس بچی کے ساتھ کوئی زیادتی ہو۔۔۔

آپ لوگ فکر نہیں کریں میں وہاں جا کے بھول نہیں جاؤ گا کے یہاں میری کوئی
زمیداری بھی تھی۔۔۔ میں ہر زمیداری اچھے سے نبھانا جانتا ہوں اور پلیز اب اس
بارے میں مجھ سے کوئی بات نا کرے مجھے بس بتانا تھا وہ میں نے بتا دیا ہے۔۔۔ وہ ضبط
سے کہتے اٹھ کے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

اداس نہیں ہو بیٹا کچھ دنوں تک ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ رانیہ کی آنکھوں میں نمی دیکھ
دادی جان نے پیار سے کہا تو وہ پھیکا سا مسکرا دی۔۔۔



ایہا کی آنکھ کھلی تو تھوڑی دیر غائب دماغی سے ویسے ہی لیٹی رہی پھر جب دماغ بیدار
ہوا تو ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔۔۔

اسنے کمرے میں نگاہیں دوڑائی تو کمر خالی تھا۔

مطلب عائش رات سے واپس ہی نہیں آئے۔۔۔ وہ اب بھی اسکے بارے میں ہی
سوچ رہی تھی کے نظر اپنے برابر میں رکھے پنک کالر کے سوٹ پر پڑی۔۔۔

یہ سوٹ۔۔۔ مطلب عائش آئے تھے اور مجھے جگائے بغیر رکھ کے چلے گئے۔۔۔
ایک انجانی سی خوشی ہوئی تھی اسے۔۔۔ لیکن اگلے ہی پل یہ خوشی اداسی میں بدل گئی
رات عائش کی باتیں یاد کر کے۔

عائش آپ کہتے ہیں آپ مجھے سے محبت نہیں کرتے لیکن کل میں نے آپ کی
آنکھوں میں غم کے ساتھ اپنے لیے محبت بھی دیکھی ہے جو شاید بدلا لینے اور میرے
خاندان کو تکلیف دینے کی وجہ سے آپ اپنی محبت سے مکر رہے ہیں۔۔۔
لیکن پھپھو کے ساتھ ہوا کیا تھا؟؟؟ اور اس میں میری کیا غلطی ہے جس کی سزا آپ
مجھے دے رہے ہیں۔۔۔ یا یہ سزا اپنے گھر والوں کا دل دکھانے کی ہے جو آپ کے
ذریعہ مجھے مل رہی ہے۔۔۔ وہ سوٹ ہاتھ میں تھامے خودی سوال کرتی خودی جواب
دے رہی تھی۔

بوجھل ہوتے دل اور رونے کی وجہ سے بھاری ہوتی آنکھوں کے ساتھ وہ اٹھ کے
کپڑے لیے واشروم میں بند ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ فریش ہوئے واش روم سے نکلی تو ایک دم اسکا سر گھوم گیا۔۔۔۔۔
اسنے کل صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا اور آج بھی بارہ بج گئے تھے۔۔۔ بھوک کی وجہ
سے اب اسکی طبیعت خراب ہونے لگی تھی۔

وہ کشمکش میں مبتلا تھی کے نیچھے جائے یا نہیں۔۔۔ بھوک بہت لگی تھی اور ایسے نیچے
جانا اسے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

اسے عائش پر رونا آیا کہ وہ اسے ایسے نئی جگہ پر نئے لوگوں کے بیچ چھوڑ کے چلا گیا۔
آنسو صاف کرتی خود کونا رمل کرتے آخر بھوک کے ہاتھوں مجبور ہوتے کمرے
سے نکل گئی۔

دھڑکتے دل کے ساتھ نیچے آئی تو وہاں ملازم کام کر رہے تھے۔۔۔

بیگم صاحبہ آپ اٹھ گئیں۔۔۔ آجائیں میں آپ کو ناشتہ بنا کے دیتی ہوں۔۔۔۔۔ جو
ملازمہ اسے کل کمرے تک چھوڑنے گئی تھی یہ وہی ملازمہ تھی جو مسکرا کے ادب
سے کہہ رہی تھی۔

اس میں عائش جانے سے پہلے کہہ کے گیا تھا کہ ایہا کے اٹھنے پر اسے ناشتہ دے " دے اور یہ نہیں بتائے کے میں کہہ کے گیا ہوں "-

ایہا کے مسکرا کے ہاں کرنے پر وہ اسے لیئے اپنے ساتھ ڈائنگ ٹیبل کی طرف بڑھ گئی جو اوپن کچن کے سامنے رکھی تھی۔۔

آپ بیٹھیں میں ناشتہ بناتی ہوں۔۔۔ ملازمہ کہتی کچن میں چلی گئی تو وہ اسے دیکھتی کرسی کھسکا کے بیٹھ گئی۔

آپ بہت پیاری ہیں بیگم صاحبہ۔۔۔۔ ملازمہ کام کرتی مسکرا کے کھلے دل سے اسکی تعریف کرنے لگی۔۔۔۔ تو ایہا نے بھی مسکرا کے تعریف وصول کی۔
دادی کہاں ہیں۔۔۔۔ ایہا نے آہستہ سے پوچھا۔

جی وہ باہر لان میں ہیں۔۔۔۔ ملازمہ پر اٹھا تو بے پروا لے بتانے لگی۔

اچھا۔۔۔ اور یہ جو کل لوگ آئے ہوئے تھے یہ کون تھے۔۔۔۔ ایہا نے سب کے بارے میں جانا چاہا۔۔

جی وہ عائش صاحب کی ماما کی دوست اور انکی بیٹی تھیں۔۔۔ دادی نے انہیں اپنی بیٹی ہی بنایا ہوا ہے اس لیے وہ یہاں آتی جاتی رہتی ہیں۔۔۔ ملازمہ ناشتہ اسکے سامنے رکھتی بتانے لگی تو وہ بھی اچھا کہتی ناشتہ کی جانب متوجہ ہوئی۔

چائے یا جوس۔۔۔ ملازمہ نے پوچھا۔

جوس۔۔۔ ایہا نے ایک لفظی جواب دیا۔

اچھا آپ یہاں کب سے کام کرتی ہو۔۔۔۔۔ اسے جوس ٹیبل پر رکھتے دیکھ ایہا نے پوچھا۔۔

سات سال ہو گئے ہیں۔۔۔ ملازمہ کے کہنے پر وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

ناشتہ سے فارغ ہوتے وہ اٹھ کے لاؤنچ میں آئی اور ہمت کرتے قدم باہر کی طرف بڑھائے۔۔۔

وہ لان میں آئی تو دادی مالی سے کام کروا رہی تھیں۔۔۔

اسلام و علیکم۔۔۔۔۔ نروس ہوتی ہاتھ مسلتے ان کے سامنے آتے سلام کیا۔

و علیکم اسلام۔۔۔۔۔ دادی جان کا لہجہ نارمل تھا جس سے اسے کچھ حوصلہ ہوا۔

ناشتہ کیا تم نے۔۔۔۔۔ سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

جی کر لیا۔۔۔۔۔ وہ آہستہ سے بولی۔

ہممم۔۔۔۔۔ انہوں نے ہنکارہ بھرا۔

کیا آپ مجھے سے خفا ہیں۔۔۔۔۔ وہ بھوئیں اچھکائے معصومیت سے پوچھنے لگی۔

تم جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔ اور تم بیٹھو یہاں آ کے۔۔۔۔۔ مالی سے کہتے انہوں نے ایہا کو

اپنے پاس بیٹھنے کا کہا جو انکے کہتے ہی فورن انکے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

بیٹا میں تم سے خفا نہیں ہو کیونکہ میرے پاس تم سے خفا ہونے کی کوئی وجہ نہیں

ہے۔۔۔۔۔ میں جانتی ہوں اس سب میں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔۔۔ میرے پوتے

کا ہی دماغ خراب ہو گیا ہے جو پتہ نہیں کون سا بدلہ لینا چاہتا ہے۔۔۔ انہوں نے
آفسردگی سے کہا

دادی پھپھو اور پھوپھا کے ساتھ کیا ہوا تھا۔۔۔ وہ تجسس سے پوچھنے لگی کہ آخر ایسی
کون سی بات ہے جس نے عائشہ کو اتنا سخت دل بنا دیا ہے۔

تم جانتی ہو اپنے خاندان کے رواج کو بیٹا۔۔۔ اور جب مدیحہ نے میرے بیٹے سے
نکاح کا کہا تو تمہارے دادا نے انکار کیا۔۔۔ لیکن مدیحہ کی ضد کے آگے انہوں نے
خود ان دونوں کا نکاح کروایا اور اسکے بعد تمہارے دادا نے اس سے ہر تعلق ختم
کر لیا۔۔۔ مدیحہ نے شروع میں سب گھر والوں کو منانے کی بہت کوشش کی وہ ہر
دوسرے دن حویلی جاتی لیکن اسے اندر نہیں گھسنے دیا جاتا تھا۔

لیکن اس نے ہار نہیں مانی۔۔۔ پھر جب شادی کے ایک سال بعد عائشہ پیدا ہو تو وہ
اسے لیئے حویلی گئی لیکن تمہارے دادا کا دل جب بھی نہیں پگھلا اور انہوں نے
دروازے سے ہی انہیں واپس بھیج دیا انکی شکل بھی نہیں دیکھی۔

مدیحہ اور آغا سال میں دوبار حویلی ضرورت جاتے اور ہر بار مایوس ہو کے لوٹتے۔۔۔
لیکن پھر آہستہ آہستہ مدیحہ بیمار رہنے لگی۔۔۔ اور ایک وقت ایسا آیا جب پتہ چلا کہ
اسے کینسر ہے۔۔۔۔۔ آغانے ہر بہتر سے بہتر علاج کروایا لیکن اپنے ماں باپ کی
ناراضگی اسے اندر ہی اندر کھا رہی تھی صحیح ہونے کی بجائے اسکی حالت اور خراب
ہونے لگی۔

اسے اپنی زندگی کا بالکل بھی بھروسہ نہیں تھا اس لیے وہ ایک آخر بار اپنے ماں باپ کو
منانے جا رہی تھی کے راستے میں ہی ان دونوں کا اکسیڈینٹ ہو گیا اور وہ دونوں اپنے
خاک حقیقی سے جا ملے۔۔۔۔۔ دادی اسے بتاتے ہوئے رو دیں۔۔۔۔۔ ابہا کی آنکھوں
میں بھی آنسو جما ہو گئے تھے۔

وہ تو شکر ہے عائش میرے پاس ہی رکھا تھا اس لیے وہ بچ گیا۔۔۔۔۔ لیکن میرا عائش
یتیم ہو گیا۔۔۔۔۔ بہت بیمار رہنے لگا۔۔۔ میں نے بہت مشکل سے اسے سنبھالا۔۔۔

سارا کاروبار بھی ڈوب رہا تھا جیسے آغا کے دوست نے عائش کے بڑا ہونے تک
سمجھا لیا۔۔۔۔۔

اٹھارہ سال کی عمر میں عائش نے پڑھائی کے ساتھ بزنس بھی سمجھا لیتا تھا۔۔۔۔۔ وہ
اپنی عمر سے کافی جلدی بڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ وہ خود کو کافی حد تک سمجھا چکا تھا۔۔۔۔۔
اور وقت کے ساتھ وہ ٹھیک ہوتا گیا لیکن میں نہیں جانتی تھی کہ وہ اپنے دل میں اتنی
نفرت بھر کے بیٹھا ہے۔۔۔۔۔ دادی جان آنسو صاف کرتی بولیں۔
میں سمجھ سکتی ہوں ماں باپ چلے جائیں تو کتنا دکھ ہوتا ہے بچوں کی جیسے زندگی ختم ہو
جاتی ہے۔۔۔۔۔

میری بھی ماما نہیں ہیں میرے بچپن میں ہی انکا انتقال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔ مجھے تو انکے ساتھ
گزارے پل بھی یاد نہیں ہیں۔۔۔۔۔ وہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔۔۔۔
او مجھے بہت افسوس ہوا سن کے وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی بولیں۔

دادی ہم دونوں مل کے عائش کے دل کو موم کرنے کی کوشش کریں گے ان کے زخموں پر مرہم رکھیں گے۔۔۔ وہ جیسے دیکھتے ہیں بالکل بھی ویسے نہیں ہیں بس اپنے اوپر ایک سر دخول چڑائے ہوئیں ہیں جسے ہم نے توڑنا ہے۔۔۔۔۔ ابھانے امید بھرے لہجے میں کہا

بیٹا میں اپنی طرف سے بہت کوشش کر چکی ہوں اب تمہاری باری ہے اپنی محبت سے اسے ٹھیک کر دو۔۔۔ میرے عائش کو سب سے پیار کرنے والا بنادو۔۔۔ وہ بدلے کے چکر میں صحیح غلط کی پہچان بھول گیا ہے۔۔۔۔۔ اپنی توجہ سے اسے صحیح راستے پر لے آؤ۔۔۔

میں جانتی ہوں یہ تھوڑا مشکل ہے لیکن ناممکن نہیں۔۔۔ میں نہیں چاہتی کہ ساری زندگی وہ تمہارے ساتھ بے رخی برتے۔۔۔۔۔ میں تمہیں کسی بھی بلا وجہ کے بدلے کے بیچ آتے نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ گھر والوں کا پیار پتہ نہیں کب نصیب ہو لیکن اپنے شوہر کا پیار تو تمہیں نصیب ہونا ہی چاہیے۔۔۔

کیونکہ یہ پیار ہی ہے جو دو لوگوں کو جوڑ کے رکھتا ہے اور اس پیار کو عائش کے دل میں
تم نے جگانا ہے جو بدلے کے پیچھے سو سا گیا ہے،،، سمجھ رہی ہونا!!!!!!۔۔۔ انہوں نے
بہت پیار سے اسے سمجھایا تھا جسے سمجھتے ایہا نے مسکرا کے ہاں میں سر ہلایا۔

اسکے پاس تو باپ بھائی تھے لیکن عائش نے اپنے ماں باپ دونوں کو ایک ساتھ کھویا
تھا۔۔۔ جب وہ راتوں کو روتا ہوا تو یقیناً اسے چپ کروانے والا کوئی نہیں ہو گا جس
نے اسے سخت دل بنا دیا۔۔۔ اور اب ایہا کو عائش کا دل واپس موم کرنا
تھا۔۔۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی عائش کا دل پتھر ہونے کے پیچھے ایک اور بڑی وجہ
چھپی ہے۔

سورج ڈھلتے ہی مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی تھی۔۔۔ ہر کوئی تیار ہوئے ادھر سے
ادھر گھوم رہا تھا۔۔۔

کو مل کے پیپر ز ہونے کی وجہ سے حیات کے والدین کل ہی جلے گئے تھے۔۔۔ حیات وائٹ کلر کی لائٹ سے کام کا سوٹ زیب تن کیئے۔۔۔ مہمانوں سے مل رہی تھی جب اسے وانیہ آتی نظر آئی جسے دیکھتے اسکے ماتھے پر بل پڑے۔

وانیہ گھٹنوں سے اوپر تک بلیک کام والی شرٹ اور اسکے ساتھ ٹائٹ پاجامہ پہنے ہوئے دوپٹے سے بے نیاز چہرے پر مغرور مسکراہٹ سجائے حیات کے سامنے آرکی۔ کیسی ہو حیات۔۔۔ اسنے ایسے پوچھا جیسے پتہ نہیں کتنی اچھی دوست ہو حیات اسکی۔ کیوں آئی ہو تم یہاں۔۔۔ حیات نے سینے پر ہاتھ باندھے ناگورای سے پوچھا۔ تمہارا سوال کچھ عجیب نہیں ہے۔۔۔ مطلب یہاں میری بہن کا ولیمہ ہو رہا ہے تو میرا آنا تو بنتا تھا نا۔۔۔ وہ معصوم بنتی معصومیت سے بولی۔

گھر میں سب ولیمہ کی تیاری میں مصروف تھے جس کا فائدہ اٹھاتے آج وانیہ حویلی پہنچ گئی تھی۔۔۔ اپنے ناپاک ارادوں کے ساتھ۔

تمہارے منہ سے بہن لفظ اچھا نہیں لگتا۔۔۔ جسے رشتوں کا احترام کرنا آتا ہو جسے رشتوں کے تقدس کے بارے میں ناپتہ ہو۔۔۔ اس کے منہ سے ایسی باتیں اچھی نہیں رکھتی۔۔۔ حیات نے استہزا مسکراہٹ کے ساتھ اسے حقیقت کا آئینہ دیکھایا تھا۔

تمہیں جتنا بولنا ہے بول لو۔۔۔ پھر تو ویسے بھی تمہاری بولتی بند ہونے والی ہے۔۔۔۔۔ وانیہ آنکھیں گھماتی دل میں سوچتے مسکرائی۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔ رضیہ بیگم جو ابھی اندر سے لان میں ہی آرہی تھیں حیات کے ساتھ وانیہ کو کھڑا دیکھ انکی طرف آتی غصے سے وانیہ سے بولیں۔

کیا آپ سب لوگوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔۔۔ ابھی آپ کی بہو بھی یہی سوال پوچھ رہی تھی اور اب آپ بھی۔۔۔۔۔ اب میری بہن کی شادی ہے تو مجھے تو آنا ہی تھا نا۔۔۔ اسکا لہجہ کافی بد تمیزی بھرا تھا۔

وانیہ یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔۔۔ تمیز سے بات کرو امی سے۔۔۔۔۔ حیات آہستہ آواز میں اسے باور کرانے لگی۔۔۔ لیکن سامنے بھی وانیہ تھی جس پر کوئی آثار نہیں ہوا۔

فلحال میں ابھی کوئی بد مزگی نہیں چاہتی اس لیے میں جارہی ہوں اپنی بہن سے ملنے۔۔۔ وانیہ ابھی پر زور دیتی بڑی سی مسکراہٹ سجائے کہتی اندر بڑھ گئی۔

ابھی سے کیا مطلب تھا اس کا۔۔۔۔۔ رضیہ بیگم پریشان ہوئی کیونکہ انہیں وانیہ سے کوئی اچھی امید نہیں تھی۔

آپ پریشان نہیں ہوں امی۔۔۔۔۔ حیات نے انکے کندھے پر ہاتھ رکھتے تسلی دی تو وہ گہری سانس بھر کے رہ گئیں۔



اجالا جلدی سے میرے کپڑے دے دو،،، کافی مہمان آچکے ہیں میں پہلے ہی بہت لیٹ ہو گیا ہوں۔۔۔۔۔ عائِل جلد بازی میں کمرے میں داخل ہوتا اجالا سے بولا جو تیار کھڑی اپنے بال بنانے میں مصروف تھی۔۔۔

وہ بیڈ پر آپ کے کپڑے رکھے ہیں۔۔۔ اجالا شیشے میں سے ہی اسے دیکھی بولی۔۔۔
جوا بھی فیکٹری سائنڈ سے آیا تھا اور آتے ہی جلد بازی مچا رہا تھا۔۔۔۔

اجالا کے بتانے پر وہ جلدی سے بیڈ پر پڑے اپنے براؤن پینٹ کوٹ کی پینٹ لیئے
واشر روم میں گھس گیا۔۔۔ اور اجالا سنجیدگی سے اپنے بالوں کی طرف متوجہ ہوئی۔
جتنی دیر میں اجالا کے بال بنے تھے اتنی دیر میں عائِل بھی شاور لے کے آگیا تھا۔۔۔
آپ کے جوتے وہ رہے اور یہ آپ کی گھڑی رکھی ہے۔۔۔ میں نیچے جا رہی ہوں آپ
تیار ہو کے آجائے گا۔۔۔ تولیہ سے بال صاف کرتے عائِل کو واشر روم سے نکلتے دیکھ
اجالا عام سے لہجے میں بولی۔

عائِل نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھا جو ایک دم سنجیدہ تھا۔۔۔ پہلے والی شوخی
شرارت نہیں تھی۔۔۔ اور وہ اچھے سے جانتا تھا ایسا کیوں ہے۔۔۔

اجالار کو۔۔۔ اس سے پہلے اجالا کمرے سے نکلتی عائِل کی آواز نے اس کے قدم
روکے۔

عائل تولیہ صوفے پر ڈالتا اس تک آیا جو دروازے کے پاس کھڑی تھی۔

عائل نے بہت نرمی سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کیا۔۔۔۔۔ اجالا کا دل زور سے دھڑکا لیکن پھر بھی وہ اسکی سیاہ پرکشش آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

ناراض ہو۔۔۔۔۔ عائل نے بہت پیار سے اسکا ماتھالبوں سے چھوتے پوچھا۔
نہیں تو۔۔۔۔۔ اسنے نظریں چراتے جواب دیا۔

تو پھر مجھے میری شرارتی، چلبلی، باتونی، کام چورا اجالا کیوں نہیں دیکھ رہی۔۔۔۔۔ اسنے ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ اسے اپنے بے حد قریب کیا۔

عائل کی سانسوں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کرتے اجالا کا چہرہ گلنار ہوا۔

آ۔۔۔۔۔ آپ چاہتے تھے نامی۔۔۔۔۔ میں کام کرو تو بس وہی سی۔۔۔۔۔ کھ رہی ہوں۔۔۔۔۔
اسکے شرٹ لیس چوڑے سینے پر ہاتھ جمائے اسکی قربت میں الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کے ادا ہوئے۔

وہ تو ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ لیکن مجھے تو میری پہلے والی اجالا چاہیے جو ہر وقت شرارتیں کرتی تھی چہکتی پھرتی تھی۔۔۔۔۔ عائلہ اسکی حالت سے محظوظ ہوتا مہرون لب اسٹک سے سچے لبوں پر نظریں جمائے بہکے ہوئے لہجے میں بولا۔

اسکا بدلتا لہجہ نوٹ کرتے اجالا گھبراتی اس سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی لیکن کہاں وہ نازک سی لڑکی اس کسرتی مضبوط جسامت والے مرد کے حصار سے نکل سکتی تھی۔

سوری اجالا میں کل رات بہت پریشان اور غصے میں تھا اس لیے تم پر غصہ کر گیا۔۔۔۔۔ وہ حصار اور تنگ کرتا اپنے کیئے کی معافی مانگنے لگا۔

کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ اجالا اسکی بہکی بہکی آنکھوں میں دیکھ شرم سے پلکھیں اٹھاتی گراتی بس اتنا ہی بولی۔۔۔۔۔ جب کے دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کے اگر وہ یہی بات اس سے دور ہو کے بولتا تو پھر وہ اچھے سے پوچھتی اسے۔۔۔۔۔ پرہائے اسکی قربت کچھ بولنے ہی نہیں دے رہی تھی۔

عائل بھی سکون سے مسکراتا اسے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسکے لبوں پر جھک گیا۔
اتنی اچانک حرکت پر اجالا آنکھیں پھارے اسے دیکھنے لگی جو مدہوش ہوتا اسکے لبوں
پر لب رکھے خود کو سیراب کر رہا تھا۔۔۔

کئے لمحے ایسے ہی گز گئے۔۔۔ جب اجالا کو اپنا سانس رکھتا محسوس ہوا۔۔۔ اسنے پورا
زور لگاتے اسے خود سے دور کرنا چاہا جب عائل اسکی حالت سمجھتا آرام سے پیچھے ہوا تو
اجالا اسکے سینے پر سر رکھے گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔۔ عائل گہرا مسکراتے
اسکی پشت آہستہ آہستہ سہلاتے اسکی سانس نارمل کرنے میں مدد کرنے لگا۔
اجالا آنکھیں بند کیئے اسکے سینے سے لگی سانس درست کر رہی تھی جب اچانک کچھ یاد
آنے پر اپنا پورا زور لگاتے اسکا حصار توڑتی تیزی سے شیشے کی طرف بڑی۔

عائل اسکے اچانک اس طرح خود سے دور جانے پر اسے گھورنے لگا۔۔۔ اسے بالکل
بھی اچھا نہیں لگا تھا اجالا کا دور جانا۔

عائللل یہ کیا کیا آپ نے۔۔۔ اجالا شیشے میں اپنی پھیلی ہوئی لب اسٹک کو دیکھ
صدے سے چیخی۔

کیا کیا ہے میں نے۔۔۔ وہ جان کے بھی انجان بنا۔

یہ۔۔۔ یہ کیا کیا ہے آپ نے۔۔۔ آپ کو پتہ ہے مجھے کتنا ٹائم لگا تا میک اپ کرنے
میں اور آپ نے پوری لب اسٹک پھیلا دی۔۔۔ وہ اسکی طرف گھومتی اسکو اپنی پھیلی
لب اسٹک دیکھتے رونی صورت بنائے بولی

اوہو یہ تو صاف ہو کے دوبارہ لگ جائے گی۔۔۔ لاؤ میں مدد کروا تا ہوں صاف کرنے
میں۔۔۔ عائلل ذو معنی انداز میں کہتا معنی خیزی سے مسکراتا اسکی طرف بڑھنے
لگا۔۔۔ جب اجالا نے بیچ میں ہی روک دیا۔

رک جائیں ویں خبردار جو آپ میرے قریب بھی آئے۔۔۔ میں نہیں چاہتی کے
میرا بچا کچا میک اپ بھی خراب ہو۔۔۔ میں خود ہی ٹھیک کر لوں گی۔۔۔ اور آپ بھی

جا کے تیار ہوں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ غلط وقت پہ رو مینس سو جھتا ہے ہمیشہ۔۔۔۔
اجالا بھاؤیں سکیڑ کے اسے دیکھ کے بولی جو کھڑا مسکرائے جا رہا تھا۔

تمہیں میری مدد نہیں چاہئے تو مرضی ہے تمہاری۔۔۔ اسے واپس پہلے والی ٹون میں
آتے دیکھ وہ سکون سے اسے اور تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتا اپنی شرٹ کی طرف
بڑھ گیا جو بیڈ پر رکھی تھی۔

اونہ مدد کریں گے میری بلکہ اور کام بڑھا دیں گے۔۔۔ اجالا بڑبڑاتی روئی صورت
بنائے اپنی پھیلی لب اسٹک کو صحیح کرنے لگی۔



کیسی ہو بہنا۔۔۔ وانیہ دھڑام سے دروازہ کھولتی رانیہ کے کمرے میں داخل ہوئی۔
افہام کافی دیر پہلے ہی تیار ہو کے چلا گیا تھا۔۔۔ جب کے پالروالی رانیہ کو بھی تیار کر
چکی تھی بس اب اسکا دوپٹہ سیٹ ہو رہا تھا جب وانیہ کمرے میں داخل ہوئی۔

آپی۔۔۔ شیشے سے وانیہ کو دیکھتے رانیہ کے منہ سے آواز نکلنے کے برابر تھی۔۔۔ وہ حیرت سے کھڑی ہوئی تو پالروالی بھی پیچھے ہوئی۔۔۔ اسے امید نہیں تھی کہ وانیہ یہاں آئے گی اور اگر وہ آ بھی گئی تو کسی نے اسے کچھ کہا نہیں۔۔۔ وہ جتنا حیران ہوتی کم تھا۔

کیا ہوا رانیہ حیران کیوں ہو رہی ہو۔۔۔ میں تم سے ملنے آئی ہوں۔۔۔ اسنے انجان بنتے نا سمجھی سے پوچھا۔

آپ جائیں باقی میں خود کر لوں گی۔۔۔ وہ پالروالی سے بولی۔۔۔ اسے اپنی بہن کی بات پر بالکل یقین نہیں تھا کہ وہ یہاں صرف اس سے ملنے آئی ہے۔۔۔ وہ جانتی جو تھی اپنی بہن کو کہ وہ اپنے مطلب کے علاوہ نا کہیں آئی تھی نا کیسی سے ملتی تھی۔

آپی آپ یہاں کیوں آئی ہیں اور ماما بابا کو پتہ ہے کہ آپ یہاں ہیں۔۔۔ پالروالی کے جاتے رانیہ پریشانی سے اپنی بے بی پنک میکسی سنبھالے اسکے سامنے آئی۔

پلیز آپی آپ ایسا نہیں کریں۔۔۔ بابا بہت مشکل سے سر اٹھا کے چلنے کے قابل ہوئے ہیں آپ پلیز ایسا ویسا کچھ کر کے انکا سرواپس نہیں جھکائے گا۔۔۔۔ رانیہ نے التجاہ کی تھی۔

رانیہ میں نے پہلے بھی ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔۔۔ یہ تو سب تھے جنہوں نے اتنا سیریس لے لیا تھا اور تم فکر نہیں کرو۔۔۔ اگر خوشی مجھے نہیں ملی تو میں اسے کسی اور کے نصیب میں بھی نہیں آنے دوں گی۔۔۔ وہ جنونی انداز میں اپنے خطرناک ارادوں سے آگاہ کر رہی تھی۔۔۔

رانیہ کو بے ساختہ خوف آیا۔۔۔ اسے اپنی بہن کے لہجے میں نفرت کی چنگاریاں محسوس ہوئی تھیں۔۔۔۔

تم تو اس حویلی میں آگئی ہو اب دیکھنا میں کیسے اس حویلی میں آتی ہوں۔۔۔ پھر ہم دونوں بہنیں مل کے راج کریں گے۔۔۔ وانیہ اس کے دونوں بازو تھامتے پاگلوں کی طرح آکسائیڈڈ بھرے انداز میں بولی۔

کیا ہو رہا تھا یہاں۔۔۔ اس سے پہلے رانیہ کوئی جواب دیتی افہام کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ اس کے چہرے سے ہی لگ رہا تھا وہ سب سن چکا ہے۔۔۔ چہرے پر سختی دیکھتے رانیہ کی سانس رکھی۔

کچھ نہیں ہم تو بس باتیں کر رہے تھے کیوں رانیہ۔۔۔ وانیہ نے مسکرا کے کہا۔
میں سب سن چکا ہوں۔۔۔ آپ اپنے جو بھی ناپاک ارادے لے کے اس گھر میں آئی ہیں دیکھ لے گا میں انہیں پورا نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ افہام وانیہ کی طرف آتا سرد پن سے بولا۔

ارادے تو بہت پاک ہیں میرے لیئے۔۔۔۔۔ ہاں لیکن تم لوگوں کے لیئے ناپاک ہی ہو سکتے ہیں باقی یہ تو وقت بتائے گا کہ تم کیا کر سکتے ہو۔۔۔۔۔ وانیہ بغیر ڈرے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے چیلنجنگ انداز میں بولی۔

نکل جائیں میرے کمرے سے۔۔۔ افہام نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے سپاٹ انداز میں کہا۔۔۔ وہ اس پاگل لڑکی کے منہ نہیں لگنا چاہتا تھا۔

مجھے بھی یہاں رکنے کا کوئی شوق نہیں ہے کیونکہ یہ میری جگہ ہی نہیں ہے۔۔۔ وانیہ اطمینان سے کہتی گولڈن اسٹریٹ ہوئے بالوں کو کندھے سے پیچھے کرتی کمرے سے نکل گئی۔

چلو نیچھے پھپھو پھوپھا آگئے ہیں۔۔۔ افہام رانیہ کے چہرے کو غور سے دیکھتا بولا۔۔۔ پتہ نہیں وہ وہاں کیا گھوم رہا تھا۔

جی۔۔۔ رانیہ گھبراتے ہوئے اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتی کمرے سے نکلی تو وہ بھی پیچھے ہی ہولیا۔



فنگشن زور و شور سے جارہی تھا۔۔۔ سب ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھے۔۔۔

ثریا بیگم کو جب سے پتہ چلا تھا کہ وانیہ یہاں آئی ہوئی ہے جب سے وہ اسے اپنے ساتھ ساتھ ہی رکھ رہی تھیں ایک منٹ کے لیے بھی اکیلا نہیں چھوڑ رہی تھیں۔۔۔

اسکے یہاں آنے کی کیسی کو بھی خوشی نہیں تھی اجالا کابس چلتا تو وہ باقاعدہ لڑنے پہنچ جاتی لیکن عائل اور حیات اسے روکے ہوئے تھے۔۔۔

کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔۔ وانیہ کو کھڑا ہوتا دیکھ کر یا بیگم نے گھورا۔

واشر و م جارہی ہوں کیا آپ وہاں بھی ساتھ چلیں گی۔۔۔ وانیہ نے ناگواریت سے کہا۔

ہاں۔۔۔۔۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔

ٹھیک ہے چلیں۔۔۔ وہ بھی کندھے اچکاتی آگے بڑھ گئی تو وہ بھی اسکے پیچھے ہی آئیں۔

ثریا کیسی ہوا تنے دن بعد ملاقات ہوئی۔۔۔ وہ دونوں اندر کی طرف ہی جا رہی تھیں
جب ایک عورت ثریا بیگم کو دیکھ ان سے خوشدلی سے ملی۔

میں ٹھیک ہوں پروین تم سناؤ کیسی ہو۔۔۔ انہوں نے مسکرا کے پوچھا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ یہ کون ہے۔۔۔ اس عورت نے وانیہ کا پوچھا جو بے زار کھڑی تھی

میری بڑی بیٹی ہے۔۔۔ ثریا بیگم نے بتایا۔

ماشاء اللہ بہت پیاری ہے۔۔۔ اس عورت نے تعریف کی۔

ماما واشروم جانا ہیں چلیں۔۔۔ وانیہ نے جان بوجھ کے واشروم کا نام لیا۔

ارے بیٹا آپ اتنی بڑی ہو پھر بھی ماما کو ساتھ لے کے جاؤ گی۔۔۔ پروین بیگم نے ہنس کے کہا۔

یہ تو آپ ان سے پوچھیں جو مجھے بچہ سمجھ کے میرے ساتھ جارہی ہیں۔۔۔ وانیہ نے معصومیت کی انتہا کی۔

آپ جاؤ بیٹا ثریا تم میرے ساتھ آؤ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔ وہ وانیہ کو کہتی ثریا بیگم کو لیئے اپنے ساتھ آگے بڑھ گئی تو چار ونا چار انہیں جانا ہی پڑا اور وانیہ خوش ہوتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔



رانیہ تم بال کھلو ا کے کر لڑ کر والیتیں۔۔۔۔ حیات رانیہ کے برابر میں بیٹھی اسکے جوڑے میں قید بالوں کو دیکھ بولی۔

ہاں بھا بھی میں نے بھی اس سے یہی کہا تھا لیکن اس نے سنا ہی نہیں۔۔۔۔ افہام کے برابر میں بیٹھی اجالا نے کہا۔۔۔۔ جب کے اجالا کی بات سنتے رانیہ نے ایک نظر افہام کی طرف دیکھا جو ہر چیز سے بے نیاز بیزاریت سے بیٹھا تھا۔

وہ لوگ اسٹیج پر ہی بیٹھے ہوئے باتیں کر رہی تھے جن میں افہام تو خاموشی سے بیٹھا تھا اور رانیہ صرف ہوں ہاں میں جواب دے رہی تھی باقی باتیں تو حیات اور اجالا ہی کر رہی تھیں۔۔۔۔

بس بھا بھی میرا دل کیا تو میں نے جوڑا بنوا لیا۔۔۔۔ اسنے مسکرا کے بہانا بنایا۔۔۔۔ اب وہ یہ تو بول نہیں سکتی تھی کے افہام نے منا کیا ہے بال کھولنے سے۔۔۔

اچھا چلیں آئیں سب سیلفی لیتے ہیں۔۔۔۔ اجالا فرنٹ کیمرہ اون کیئے تصویر لینے لگی۔

لالا مسکراتو دیں۔۔۔ افہام کو سیریس بیٹھا دیکھ اجالا منہ بنا کے بولی۔

بہن کا دل رکھنے کے لیے افہام ہلکے سے مسکرایا۔۔۔ اجالانے فورن تصویر لی۔۔۔

رانیہ نے افہام کی مسکان دیکھی یہ وہ مسکان تو نہیں تھی جو ہر وقت اسکے چہرے پر سچی رہتی تھی۔۔۔ یہ تو نقلی مسکان تھی جسے وہ پہچان گئی تھی۔۔۔ لیکن وہ اکیلی نہیں

تھی جس نے اسکی نقلی مسکان کو پہچانا تھا وہاں موجود اسکی بھابھی اور بہن نے بھی پہچان لیا تھا کہ وہ بس ان کے لیے مسکرا رہا ہے ورنہ مسکراہٹ تو جیسے اس سے روٹ گئی تھی۔

بھابھی آپ کو شاہویر لالا اوپر کمرے میں بلارہے ہیں۔۔۔ ایک بچہ اسٹیج پر آتے حیات سے بول کے فورن چلا گیا۔

میں آتی ہوں۔۔۔ حیات مسکرا کے کہتی اندر بڑھ گئی۔

حیات آہستہ آہستہ اوپر کمرے میں پہنچی تو کمر خالی تھا۔

شاہ ویر کہاں ہیں آپ۔۔۔ اسنے اسکی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔۔۔ لیکن کمرے میں کوئی ہوتا تو آواز دیتا نا۔

عجیب بات ہے مجھے بلا کہ پتہ نہیں کہاں چلے گئے۔۔۔ پورے کمرے میں دیکھنے کے بعد جب کوئی نہیں ملا تو سر جھٹکتی کمرے سے نکل گئی۔



لالا تو مردوں کی سائڈ سے آرہے ہیں۔۔۔ افہام سنجیدگی سے اجالا کی باتوں کے جواب دے رہا تھا جب سامنے شاہ ویر کو اپنی طرف آتا دیکھ حیرت سے بولا۔۔۔ اسے حیرانگی ہوئی تھی کہ وہ بچہ تو بول کے گیا تھا کہ حیات کو شاہ ویر کمرے میں بلا رہا ہے لیکن وہ تو مردوں کی سائڈ سے آرہا تھا۔۔۔۔

حیات کہاں ہے میں کب سے اسے دیکھ رہا ہوں لیکن وہ کہیں دیکھ ہی نہیں رہی۔۔۔ شاہ ویر اسٹیج پر بیٹھتا پوچھنے لگا۔

لالا آپ نے ہی تو بھا بھی کو کمرے میں بلوایا تھا۔۔۔ اجالا کو سمجھ نہیں آیا کہ یہ سب ہو کیا رہا ہے لیکن افہام کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔ اس نے جلدی سے نظریں پورے لان میں گمائیں اور وہی وہاں جس کا اسے ڈر تھا وہ کب سے وانیہ پر نظر رکھے ہوئے تھا لیکن اجالا سے باتوں کے چکر میں وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی اور اب لان میں کہیں نہیں تھی۔

لالا مجھے لگتا ہے کچھ گڑبڑ ہے ہمیں فورن اندر جانا چاہیے۔۔۔۔۔ افہام جلد بازی میں کہتا فورن اسٹیج سے اترتے اندر کی طرف بھاگا

اسکی بات سنتے شاہ ویر بھی پریشانی سے کچھ سمجھے بغیر اسکے پیچھے ہو لیا۔۔۔۔۔ اجالا اور رانیہ دونوں خوف زدہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔۔۔۔۔ جب کے انہیں اندر کی طرف تیزی سے بھاگتے سب ہی دیکھ چکے تھے۔

حیاتِ احتیات سے سیڑھیاں اتر رہی تھی جب اچانک کسی نے پیچھے سے پیروں پر
لات ماری جس کی وجہ سے وہ اپنا بیلنس کھوئی کمر کے بل گری۔۔۔ ماتھاریلنگ پر
زور سے لگا۔۔۔

آہ آہ آہ آہ آہ ہیلی کی فضا میں ایک بلند چیخ نمودار ہوئی۔۔۔

حیات ایک دم سے گھم کے پیٹ کے بل زمین پر گرنے والی تھی جب اس نے بڑی پھرتی سے زمین پر ہاتھ ٹکاتے اپنے پیٹ کو زمین پر لگنے سے روکا ورنہ اسکی مامتا بسنے سے پہلے ہی اجر جاتی۔

بھابھی۔۔۔ حیات۔۔۔ شاہ ویر افہام کو پیچھے چھوڑے حیات کی طرف بڑھا۔

حیات میری جان تم ٹھیک ہونا۔۔۔ تمہارے سر سے تو خون نکل رہا ہے۔۔۔ افہام
جلدی ڈاکٹر کو فون کرو۔۔۔ شاہ ویر بوکھلاہٹ میں اسے اپنی باہوں میں بھرے وہی
زمین پر بیٹھتے اسکی پشت اپنے چوڑے سینے سے لگائے اسے سہارا دینے لگا۔
افہام فون لیئے فورن باہر نکلتا تا کے گھر والوں کو بتا سکے۔۔۔

آہہہہ۔۔۔۔۔ حیات فکر نہیں کرو بس ڈاکٹر آتی ہی ہوگی۔۔۔۔۔ شاہ ویر نے جیب سے رومال نکالتے ماتھے سے نکلے خون پر رکھا تو وہ درد سے کراہ اٹھی۔

واہ ویسے ماننا پڑے کہ حیات میڈم تم بہت ڈھیٹ ہڈی ہو اتنی ساری سیڑھیوں سے گرنے کے بعد بھی صرف سر سے خون نکلا ہے۔۔۔۔۔ اور میں بیچاری تو یہ امید لگائے بیٹھی تھی کہ تم اتنے میں ہی اوپر نکل لوگی۔۔۔۔۔ وانیہ سے جب یہ پیار محبت والا منظر برداشت نہ ہوا تو تالی بجاتی نیچے آتے ایسے بولی جیسے وہ امپریس ہوئی ہو حیات سے بہت۔

وانیہ۔۔۔۔۔ سیڑھیوں کی طرف دیکھتے حیات اور شاہ ویر کے منہ سے ایک ساتھ نکلتا۔۔۔۔۔ بس فرق اتنا تھا کہ حیات کے لہجے میں حیرانگی تھی اور شاہ ویر کے لہجے میں غصہ۔

تو یہ کھٹیا حرکت تمہاری ہے۔۔۔۔۔ تم گری ہوئی ہو یہ تو میں جانتا تھا لیکن اتنی گرجاؤ گی کے کیسی کی جان لینے کی کوشش کرو گی یہ نہیں سوچا تھا۔۔۔۔۔ میں تمہیں چھوڑوں گا

نہیں۔۔۔ تم ساری حدیں پار کر چکی ہو آج۔۔۔ شاہ ویر غصے سے اٹھنے لگا کہ حیات نے ہاتھ پکڑ کے روکتے نامیں سر ہلایا۔

حیات تم حوصلہ رکھو بس ڈاکٹر آتی ہی ہوگی۔۔۔۔ حیات کی آنکھیں بند ہونے ہی لگی تھیں ریلنگ سے سر ٹکرانے کی وجہ سے اسکا سر گھوم رہا تھا۔۔۔ شاہ ویر فکر اور پریشانی سے بار بار اسکا چہرہ چھو رہا تھا۔

وانیہ خدا کی قسم اگر میری بیوی اور بچے کو کچھ بھی ہوا تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ وہ دانت پیستے وانیہ کو مسکراہٹ سجائے نیچے آتا دیکھ غرایا۔

ہال میں داخل ہوتے تقریباً سب نے ہی شاہ ویر کی بات سن لی تھی سب اپنی اپنی جگہ ساکت رہ گئے۔۔۔

بچہ۔۔۔۔ وانیہ نے زیر لب ہمکلامی کی۔۔۔ اسے یہ بات شوکڈ کر گئی تھی کہ حیات ماں بنے والی ہے۔۔۔ اور یہ بات اسکا پہلے سے گھوما ہوا دماغ اور گھما گئی۔۔۔

سیڑھیوں کے ساتھ پر کورنر ٹیبل پر سجاوازا سنے اپنی والی طاقت لگاتے نیچے
پھینکا۔۔۔

واڑٹوٹنے کی آواز پر سب دل تھام کے رہ گئے۔۔۔ رضیہ بیگم اور اجالا پریشانی سے
حیات کے پاس آئیں۔

وانیہ۔۔۔ سب سے پہلے ہوش میں آتے فرہاد صاحب غصے سے دھاڑتے اسکی طرف
بڑے۔

چٹاخ۔۔۔ ایک زوردار تھپڑ وانیہ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا لے آیا۔۔۔
تھپڑ اتنا شدید تھا کہ وانیہ زمین پر گری۔

سب افسوس سے وانیہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ فرہاد صاحب کی اپنی آنکھیں بھی نم
تھیں۔۔۔ جس بیٹی کو کبھی کانٹا بھی چھنے نہیں دیا تھا۔۔۔ ہمیشہ پلکھوں پر بیٹھا کے
رکھا تھا آج اسہی بیٹی نے دوسری بار انکا سر جھکایا تھا اور اس بار ایسے جھکایا تھا کہ وہ
دوبارہ اٹھانے کے قابل بھی نہیں رہے تھے۔

لالا ڈاکٹر آگئی ہیں۔۔۔۔ افہام اپنے ساتھ ڈاکٹر کو لایا۔

شاہ ویر حیات کو کمرے میں لے جاؤ۔۔۔ اور اجالا تم بھی جاؤ ڈاکٹر صاحبہ کو لے کے۔۔۔۔ دادی جان نے سمجیدگی سے کہا۔

اجالا ڈاکٹر کو لیئے اوپر بڑھ گئے۔۔۔۔

شاہ ویر حیات کے نیم بہوش وجود کو نرمی سے باہوں میں بھرے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

پھپھا جان میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں۔۔۔۔ اور ہمیشہ کرتا رکھوں گا۔۔۔۔۔
لیکن اب آپ اپنی پاگل بیٹی کو یہاں سے لے جائیں اور کوشش کر گا کہ یہ دوبارہ کبھی
میرے گھریا میرے سامنے نا آئے ورنہ میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔۔۔۔ کیونکہ پہلے
بات میری تھی جب میں نے برداشت کر لیا لیکن اب بات حیات اور میرے ہونے
والے بچے کی ہے اور ان دوں پر میں کوئی کو میرا مزہ نہیں کروں گا۔۔۔۔ شاہ ویر سردو
سپاٹ لہجے میں کہتا اوپر بڑھ گیا۔

ثریادیکھو یہ ہمیں یہ دن دیکھانے کے لیے پیدا ہوئی تھی۔۔۔ یہ ہمیں سب کے سامنے بے عزت کروانے کے لیے پیدا ہوئی تھی۔۔۔ ارے اگر یہ اسی دن کے لیے پیدا ہوئی تھی تو اس سے تو اچھا تھا یہ پیدا ہوتے ہی مر جاتی کم سے کم میرے مرنے تک میرے دل میں اس کے لیے پیار محبت تو زندہ رہتا۔۔۔۔۔ فرہاد صاحب کافی ضبط کرتے آخر تھک ہار کر رو دیئے۔۔۔۔۔ کاشان صاحب نے آگے بڑھتے انہیں سہارا دیا۔

بابا آپ مجھ پر کیسے ہاتھ اٹھا سکتے ہیں۔۔۔ مجھے کیسے مرنے کی بددعا دے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ جب کے آپ کو تو اپنی بیٹی کا ساتھ دینا چاہیے تھا۔۔۔۔۔ شاہ ویر کو سزا دینی چاہیے تھی جس نے آپ کی بیٹی کو چھوڑ کے دوسری لڑکی کو چنا۔۔۔۔۔ وانیہ کھڑی ہوتی پاگلوں کی طرح چیخی۔۔۔۔۔

اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ پاگل ہو چکی ہے۔۔۔۔۔ اپنی انا، اپنی خود غرضی اور مغروریت نے اسے اپنے علاوہ کیسی اور کا حساس کرنا بھلا دیا تھا۔۔۔۔۔ وہ دوسروں کی

خوشیاں چھیننے میں اتنی آگے نکل چکی تھی کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے اپنی خوشیاں اجاڑ لی تھیں

چپ ایک دم چپ۔۔۔ ثریا ایسے لے کے چلو۔۔۔ فرہاد صاحب نے وانیہ کا بازو پکڑتے اسے جھٹکے سے ثریا بیگم کے سامنے لا کے چھوڑا۔

میں بہت شرمندہ ہوں ہر بار میری بیٹی کی وجہ سے آپ کے بچوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑھتا ہے۔۔۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دے گا۔۔۔ فرہاد صاحب نے شرمندگی سے ہاتھ جوڑے۔

فرہاد ہمیں تم سے کوئی گلہ نہیں۔۔۔ جب کسی اور کو اپنی غلطی کا احساس نہیں ہے تو تمہیں بھی کسی اور کی غلطی کی معافی مانگنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔۔۔ داد ادا جانے

فرہاد صاحب کے ہاتھ پکڑتے وانیہ کو گھورتے شرم دلانے کی ناکام کوشش کرنے لگے۔

ہم چلتے ہیں بس آپ لوگ میری بیٹی کا خیال رکھے گا۔۔۔ فرہاد صاحب رانیہ کے سر پر ہاتھ رکھتے آبدیدہ ہوئے۔

مگر آپ لوگ کھانا کھا کے جائیں گا۔۔۔ رضیہ بیگم نے کہا۔

نہیں بھابھی ابھی نہیں ابھی جانے دیں ہمیں یہی ہمارے لیے اچھا ہے۔۔۔ رسانیت سے انکار کیا تو وہ کچھ بول ہی نہیں پائیں۔

چلو۔۔۔۔

میں کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔۔ جب تک حیات کو اس دنیا سے نہیں بھیج دیتی میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔۔۔۔ حیات کو شاہ ویر کی زندگی سے نکلا کے ہی رہوں گی۔۔۔۔

ثریا بیگم کے لے جانے پر رانیہ چیختی ہوئی پاگلوں کی طرح ان سے ہاتھ چھڑوانے لگی۔۔۔۔ لیکن وہ بھی اپنی پکڑ مضبوط کرتی زبردستی لے گئیں۔

تم لوگ مہمانوں کو کھانا کھلا کے رخصت کر دو میں کمرے میں جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ افہام اور عائل تو پہلے ہی باہر تھے۔۔۔۔۔ دادا جان کا شان صاحب اور یا سر صاحب سے کہتے کمرے میں چلے گئے۔۔۔۔۔ ان کے ساتھ ہی دادی بھی کمرے میں چلی آئیں۔۔۔

رانیہ بیٹا تم بھی کمرے میں چلی جاؤ۔۔۔۔۔ رضیہ بیگم نے کہا تو وہ ہاں میں سر ہلاتی اوپر بڑھ گئی۔۔۔

کسی کے پاس کچھ نہیں تھا کہنے کو سب خاموشی سے اپنا کام کر رہے تھے۔۔۔۔۔ پتہ نہیں ہنستی بستی حویلی کو کس کی نظر لگ گئی تھی۔



ڈاکٹر اچھے سے چیک کر کے دوائیاں دے گئی تھی۔۔۔۔۔ سر پر پٹی کر دی تھی۔۔۔۔۔ کمر اور پاؤں پر آئی موج پر لگانے کے لیے ٹیوب دی تھی۔۔۔۔۔ کچھ دن تک زیادہ چلنے پھرنے سے منا کیا تھا۔

سب لوگ باری باری آتے حیات کو دیکھ کے جا چکے تھے۔۔۔ شاہ ویر مسلسل اسکے ساتھ ہی تھا۔۔۔ وہ ایک منٹ کے لیے بھی حیات کو اکیلا نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔

رات کا ایک بج رہا تھا۔۔۔ شاہ ویر حیات کو اپنے مضبوط حیات میں لیے سو رہا تھا۔۔۔ جب حیات کو پیاس لگی وہ غنودگی میں تھی پانی پکارنے لگی۔۔۔۔۔ آواز نکلنے کے برابر نکل رہی تھی۔۔۔

شاہ ویر جو حیات کی وجہ سے کچی نیند میں تھا ہلکی ہلکی پانی کی پکار سے فوراً آنکھ کھل گئی تھی۔

اسنے حیات کے چہرے کو دیکھا جو ایک دن میں ہی مرجھا گیا تھا۔۔۔۔۔ آہستہ سے اسکے گرد سے حصار توڑتا اٹھ کے بیٹھتے اسکے لیے پانی نکالا۔

حیات پانی پیوں۔۔۔۔۔ سہارہ دیتے اسے تھوڑا سا اٹھاتے اسکے خشک ہوتے لبوں سے گلاس لگایا۔۔۔

تھوڑا سا پانی پینے کے بعد حیات نے ہلکا سا منہ موڑا تو اس نے لبوں سے گلاس اٹھاتے
سائڈ پر رکھتے احتیاط سے اسے واپس لیٹایا۔

اس پر ٹھیک سے کمبل اڑانے کے بعد خود بھی لیٹا۔۔۔ ماتھے پر بندھی پٹی پر لب
رکھتے جیسے اس نے اسکی تکلیف کم کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ اسکا بس چلتا تو اسکی
ساری تکلیف درد خود میں سمیٹ لیتا۔۔۔

شاہ ویر واپس اسکے گرد حصار بناتے سکوں سے آنکھیں موند گیا کہ اسکی حیات بالکل
ٹھیک ہے اور اسکے ساتھ ہے۔۔۔



آگئے آپ میں کھانا لگواتی ہوں۔۔۔۔۔ ایہالاؤنچ میں ہی بیٹھی عائش کے آنے کا
انتظار کر رہی تھی لیکن وہ بھی جان بوجھ کے دیر سے گھر آیا تھا تا کہ وہ سو جائے اور
وہ اسکا سامنے کرنے سے بچ جائے۔۔۔ اسکا دل ایہا کو دیکھتے ہی دغا کرنے لگتا تھا جس

سے بچنے کے لیے وہ خود کو فضول کاموں میں مصروف رکھنے لگا۔۔۔ وہ اب بھی یہی سوچ کے آیا تھا کہ وہ سو گئی ہو گی لیکن یہاں تو وہ اسکے انتظار میں نیچے ہی بیٹھی تھی۔

عائش نے ایک نظر میں ہی اسکا جائزہ لے لیا تھا جو اسکے رکھ کے جانے والے پنک سوٹ میں ہی تھی۔۔۔ چہرے پر اداسی تو تھی لیکن ساتھ ایک مسکراہٹ بھی تھی جو شاید اس کو دیکھ کے آئی تھی۔۔۔

وہ کوئی بھی جواب دیئے بغیر اوپر بڑھ گیا۔۔۔ ایہا کو رونا تو آیا لیکن جلد سب صحیح ہو جائے گا اس بات کی تسلی دیتی مسکرا کے اوپر بڑھی۔

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو عائش فریش ہونے جا چکا تھا۔۔۔ وہ بیڈ سے پاؤں نیچے لٹکائے بیٹھ کے اسکا انتظار کرنے لگی۔

دس منٹ، بیس منٹ، آدھا گھنٹہ۔۔۔ لیکن عائش باہر نہیں آیا۔۔۔ ایہا کو نیند تو بہت آرہی تھی لیکن وہ آج عائش سے بات کرنے کا ارادہ کر چکی تھی۔

تقریباً چالیس منٹ بعد عائش ٹراؤزر شرٹ پہنے باہر نکلا۔۔۔ اس کے نکلتے ہی ایہا اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ لیکن عائش اسے نظر انداز کرتا کیلے باتوں میں کنگھا کرنے لگا۔
عائش۔۔۔ بہت پیار سے پکارتی ہمت کر کے اس کے سامنے آتی اس کے کسرتی بازو پر ہاتھ رکھے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔۔۔

عائش بھی خالی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا جو چہرے پر نرم تاثرات لیے کھڑی تھی۔
عائش پلیر ایسا نا کریں میرے ساتھ۔۔۔ آپ کو جو بھی پریشانی ہے جو بھی بات تنگ کر رہی ہے،،، آپ مجھ سے شیئر کریں۔۔۔ آپ کے دل میں جو بھی بات ہے مجھے بتائیں میں آپ کی بیوی ہوں آپ کو ہر پریشانی سے نکالنے میں مدد کروں گی۔۔۔ وہ محبت اور یقین سے بولی۔

میں بکھرا ہوا ہوں۔۔۔ عائش سنجیدگی سے بولا۔

میں سمیٹ لوں گی۔۔۔ وہ اسکی بھوری سحر زدہ آنکھوں میں اپنی کالی چمکتی آنکھیں ڈالے محبت سے بولی۔

تم کچھ نہیں کر سکتیں۔۔۔ عائش اپنے دل کو ڈپٹ کے سلانے لگا جو کہہ رہا تھا "ہاں
ایہا سمیٹ لے گی وہ سب کر سکتی ہے۔۔۔ وہ تمہیں سکوں بخش سکتی ہے۔۔۔ خود کو
سونپ دوا سے" لیکن وہ اپنے دل کی سنتا ہی کب تھا۔

میں کر سکتی ہیں میں آپ کی بیوی ہوں۔۔۔ اسنے مسکراہٹ کے ساتھ بیوی پر زور
دیا۔

صرف نام کی۔۔۔ اسنے استہزا مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

ایہا کے دل میں چھن کر کے کچھ ٹوٹا۔۔۔ لیکن اسکا درد اسنے چہرے پر نہیں آنے
دیا۔

میں جانتی ہوں عائش آپ یہ دل سے نہیں بول رہے۔۔۔ آپ دل سے مجھے اپنی
بیوی تسلیم کرتے ہیں لیکن آپ یہ بات قبول نہیں کر پارہے۔۔۔ وہ پورے یقین
سے بولی۔

مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔ عائش سپاٹ چہرے سے کہتا اسکا ہاتھ اپنے بازو سے اٹھاتا بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔

عائش آپ ایک قدم میری طرف بڑھائیں میں چار قدم آپ کی طرف بڑھاؤں کی لیکن خدارایوں مجھے سے منہ موڑ کے ناجائیں۔۔۔ آپ کی یہ بے رخی مجھے مارتی ہے۔۔۔ نا چاہتے ہوئے بھی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔۔۔ آواز خم ہوئی۔۔۔

عائش کا دل کیا سب کچھ بھول کے۔۔۔ سارے بدلے ساری نفرتیں بلائے تاک رکھتے ایہا کو سینے سے لگا لے لیکن خود پر جبر کرتا اسکی باتوں کو نظر انداز کیئے آنکھوں پر بازو رکھے لیٹ گیا۔

ایہا نے بے بسی سے دیکھا۔۔۔ آنکھوں سے نکلتے آنسو صاف کرتی وہ عائش کو دیکھتی اپنی جگہ پر آئی۔۔۔ وہ جتنا عائش کے قریب ہونے کی کوشش کرتی جتنا اسکے دل میں چلتی توڑ پھوڑ کو پتہ کرنا چاہ رہی تھی عائش اتنا ہی اس سے لا تعلقی برت رہا تھا۔۔۔

لیکن ایہا کوہار نہیں مانی تھی کام مشکل تھا چوٹ پرانی تھی بھرنے میں وقت تو لگنا تھا۔

آہ۔۔۔۔

حیات کیا ہوا کچھ چاہیے۔۔۔ حیات اٹھ کے بیٹھنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن کمر میں ایک دم درد کی ٹیسیں اٹھیں جس پر وہ کراہ اٹھی۔۔۔ وہ تو شاہ ویر کچی نیند میں اسکے ساتھ ہی سو رہا تھا اس لیے اسکی آواز سنتے فورن فکر مندی سے اٹھا۔

میں لیٹے لیٹے تھک گئی ہوں مجھے بیٹھنا ہے۔۔۔ وہ منہ بسورے اپنی پریشانی بنانے لگی۔۔۔۔ اسکے منہ بسورنے پر شاہ ویر کو وہ بہت کیوٹ لگی۔۔۔ اسے ٹوٹ کے پیار آیا اس پر۔

میں مدد کرتا ہوں۔۔۔ شاہ ویر بیک گراؤنڈ سے ٹھیک لگاتا آہستہ سے اسے اٹھاتے اسکی پشت اپنے سینے سے لگاتے بیٹھایا۔

اب ٹھیک ہے۔۔۔ دونوں ہاتھوں سے اسکے گرد حصار کرتے مسکرا کے پوچھا۔

جی۔۔۔ پوری رات ایک ہی کربٹ سے لیٹے رہنے کے بعد اب حیات کو کافی سکون مل رہا تھا۔

کہیں درد تو نہیں ہو رہا۔۔۔ اسنے فکر سے پوچھا تو حیات دھیرے سے مسکراتی نا میں سر ہلا گئی۔

شاہ اب میں کوئی کام کیسے کروں گی۔۔۔ حیات کو ایک اور فکر لاحق ہوئی۔
تمہیں کام کرنے کی کیا ضرورت ہے گھر میں اتنے ملازم ہیں وہ کام کریں گے اور تمہارا کام میں کروں گا۔۔۔ وہ محبت سے اسکے سر پر بوسہ دیتے بولا۔
آپ کو تو آفس بھی جانا ہوتا ہے۔۔۔ اسنے ایک مسئلہ اور پیش کیا۔
میں باس ہوں اور میں چھٹی کر سکتا ہوں۔۔۔ اسنے جیسے اسکی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔۔۔ جسے سمجھتے اسنے ہاں میں سر ہلایا۔

حیاف تمہیں پتہ ہے۔۔۔ میں اپنی زندگی میں کبھی نہیں ڈرا۔۔۔ لیکن کل تم نے مجھے ڈرا دیا تھا۔۔۔ وہ اسکے کھلے بالوں میں چہرہ اچھپائے سرگوشی میں بولا۔

وہ کیسے۔۔۔ وہ جانتی تھی کہ وہ کیوں ڈراتھا لیکن شاید اسکے منہ سے سناچاہتی تھی۔
میں تمہیں کھونے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔۔ لیکن کل ایک پل کے لیے میں ڈر گیا
تھا۔۔۔ میں تمہیں اور اس نئے آنے والے وجود کو اب کھونے کا سوچ بھی نہیں
سکتا۔۔ اسکی آواز میں نئی گھلی۔۔

شاہ جب تک آپ ہیں تب تک حیات کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ گردن گھماتے دائیں
ہاتھ سے اسکے چہرے کو چھوتی مسکرا کے بولی۔

اور تم میری سانسیں ہو اگر تمہیں کچھ ہوا تو شاہ ویر مر جائے گا۔۔ وہ شدت بھرے
لہجے میں کہتا حیات کو ترپا گیا۔

شاہ پلیر ایسی باتیں نہیں کریں۔۔ ابھی ہمیں ساتھ جینا ہے۔۔ اپنے بچے کے ساتھ
زندگی کی بہت سی خوشیاں دیکھنی ہے۔۔ ابھی ایک لمبی عمر پڑی ہے جو ہمیں ساتھ
گزارنی ہے۔۔ اپنا ماتھا شاہ ویر کے ماتھے سے ٹھائے بھیگی آواز میں بولی۔

انشاء اللہ۔۔ شاہ ویر سکون سے آنکھیں موندتا مسکرا اٹھا۔



عائش آج بھی ایہا کے اٹھنے سے پہلے ہی آفس آگیا تھا۔۔۔ وہ جب سے آفس آیا تھا خود کو کام میں مصروف رکھنے کی پوری کوشش کر رہا تھا لیکن دماغ ایہا کی سوچوں سے باہر ہی نہیں نکل رہا تھا۔۔۔

اسے بار بار ایہا کا یقین سے بھرا ہجہ یاد آرہا تھا۔۔۔ کتنے پیار محبت اور یقین سے اس نے کہا تھا وہ سمیٹ لے گی۔۔۔ اور وہ جانتا تھا وہ اسکے آگے بے بس ہو جائے گا تبھی اسے زیادہ سے زیادہ نظر انداز کر رہا تھا۔۔۔ مگر جتنا وہ نظر انداز کرتا اتنا ہی وہ اسکے دل و دماغ پر سوار رہتی تھی۔۔۔

اب بھی وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیئے ایہا کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا بدلے کے بیچ محبت آرہی تھی۔۔۔ جسے وہ بار بار پیچھے دھکیل رہا تھا۔۔۔ وہ اپنی سوچوں میں گم تھا جب فون بجنے کی آواز نے اسکی سوچوں کا تسلسل توڑا۔

فون اٹھا کے دیکھا تو اسکرین پر بیا آب و تاب سے چمک رہا تھا۔۔۔ اسنے فون ٹیبل پر رکھا اور کرسی چھوڑ کے کھڑا ہوتا کھڑکی کے پاس آیا۔

وہ باہر کے مناظر میں خود کو مصروف کرنا چاہتا تھا لیکن بجتا فون اسکی ساری توجہ اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔

ایک بار، دوبار، تین بار، بج بج کے بن ہو گا لیکن اسنے مڑ کے نہیں دیکھا۔۔۔ جب کافی دیر بعد فون نہیں بجا تو وہ گہری سانس بھرتا واپس اپنی جگہ پر آتا کرسی پر بیٹھ کے واپس پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند گیا۔

ابھی اسے بیٹھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کے فون پھر بج اٹھا۔۔۔ اسنے ماتھے پر بل ڈالے بغیر دیکھے کال یس کرتے کان سے فون لگایا۔

کیوں بار بار فون کر رہی ہو۔۔۔ اسنے سخی سے غصہ بھرے لہجے میں پوچھا۔

عائش اچانک امی کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے میں انہیں ہاسپٹل لے آئی ہوں
پلیز آپ آجائیں۔۔۔ دوسری طرف سے آمنہ کی روتی آواز سنتے ماتھے کے بل فورن
ختم ہوتے چہرے پر پریشانی آئی۔

کون سے ہاسپٹل میں ہوں۔۔۔ اسنے اٹھتے گاڑی کی چابیاں اٹھائیں اور تیزی سے
کمرے سے باہر نکلا۔

میں اڈرس بھیجتی ہوں۔۔۔ آمنہ نے کہتے فون بند کر دیا تو وہ بھی لمبے لمبے قدم اٹھاتا
پارکنگ کی طرف بڑھا۔

ٹون ٹون۔۔۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی مسیج ٹون بجی وہ ہاسپٹل کا نام پڑھتا تیزی سے گاڑی
آگے بڑھا گیا۔



رانیہ افہام کا رویہ تمہارے ساتھ کیسا ہے۔۔۔ ویسے تو مجھے تم دونوں میاں بیوی کے
آپس کے معاملات کے بارے میں پوچھنا نہیں چاہیے لیکن تمہاری شادی نارمل

حالات میں نہیں ہوئی۔۔۔ اور افہام کا سنجیدہ روپ کسی سے چھپا نہیں ہے۔۔۔ ویسے تو اسکا رویہ تمہارے ساتھ بھی صاف ظاہر ہے۔۔۔ سب جانتے ہیں لیکن پھر بھی میں تمہارے منہ سے سنا چاہتی ہوں۔۔۔

شاہ ویر کی بہت اہم میٹنگ تھی جسے وہ چھوڑنے والا تھا لیکن حیات نے اسے بہت زور زبردستی کر کے بھیجا تھا کہ گھر میں بہت لوگ ہیں اسکا خیال رکھنے کے لیے وہ دیکھ لیں گے۔۔۔ جس کے بعد وہ اجالا اور رانیہ کی ڈیوٹی لگا کے گیا تھا کہ جب تک وہ نہیں آجاتا وہ دونوں حیات کے پاس سے ملیں گی نہیں۔۔۔ اجالا تھوڑی دیر پہلے ہی عائل کے بلانے پر گئی تھی رانیہ اسے سہارا دیتی واشر روم لے کے جا رہی تھی جب موقع دیکھتے ہی حیات نے اپنے دل میں آیا سوال پوچھ لیا۔

وہ مجھ سے بات ہی نہیں کرتے۔۔۔ وہ آفسردگی سے مسکرائی۔

تو تم کو شش کیا کرو اس سے بات کرنے کی۔۔۔ اسکے قریب رہنے کی۔۔۔ اسے اپنی موجودگی کا احساس دلایا کرو۔۔۔ حیات نے بڑی بہنوں کی طرف سمجھایا۔

بھابھی وہ میری موجودگی کو بھی ایسے نظر انداز کرتے ہیں جیسے میں کوئی فالتوشے ہوں جس کی موجودگی ان کی نظر میں کوئی معنی نہیں رکھتی۔۔۔ کہتے کہتے آواز روندھی ہوئی۔۔۔ آنکھوں میں آنسوں جما ہوئے جس سے آنکھوں میں دھندھلاہٹ آئی۔

آہہ۔۔۔ ایک دم صوفے پر پاؤں لگنے سے حیات کی ہلکی سی چیخ نکلی۔
آسوری بھابھی وہ ایک دم سے میری آنکھوں میں۔۔۔ سوری۔۔۔ آپ یہاں بیٹھیں۔۔۔ دھندھلاہٹ کی وجہ سے اسے کچھ سمجھ نہیں آیا اور حیات کا پاؤں صوفے سے لگ گیا۔۔۔ اسکی درد بھری چیخ پر رانیہ پریشانی سے بوکھلاتے بس رونے کو تیار تھی۔

کیا کیا تم نے پیچھے ہٹو۔۔۔ بھابھی آپ ٹھیک ہیں۔۔۔ افہام شہر جانے والا تھا اس لیے جانے سے پہلے حیات سے ملنے آ رہا تھا جب کمرے میں داخل ہوتے وہ حیات کی چیخ سنتے رانیہ کو پیچھے کیئے حیات کے پاس آیا جسے رانیہ صوفے پر بیٹھا چکی تھی۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔ حیات نے لب دبائے تکلیف برداشت کرتے مسکرا کے تسلی دی۔

اگر تم سے سمجھالی نہیں جارہی تھیں تو کسی اور کو بھلا لینا چاہیے تھا نا۔۔۔ جب زمیداری لے نہیں سکتی تو لیتی کیوں ہو۔۔۔ افہام جو پہلے ہی رانیہ سے چڑتا تھا اب جیسے اسے موقع مل گیا تھا اس پر غصہ اتارنے کا۔

افہام اس میں رانیہ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔ وہ تو مجھے آرام سے۔۔۔

آرام سے نہیں اس نے جان بوجھ کے کیا ہے یہ میں جانتا ہوں۔۔۔ افہام تیوری چڑھائے حیات کی بات کاٹتے کہہ کے تن فن کرتا کمرے سے نکل گیا۔

کیا ہو گیا ہے اسے کیوں فالتو میں غصہ کر رہا ہے۔۔۔۔ حیات نے حیرت سے کہا۔

کچھ ہوا ہے کیا ابھی میں نے لالا کو غصے میں کمرے میں جاتے دیکھا ہے۔۔۔ اجالا کمرے میں داخل ہوتی نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔

کچھ نہیں ہوا۔۔۔ تم بھابھی کو واشروم لے جاؤ میں افہام کو دیکھتی ہوں۔۔۔ رانیہ آہستہ سے کہتی کمرے سے نکل گئی۔

وہ آہستہ سے کمرے میں داخل ہوئی تو افہام اپنا بیگ پیک کر رہا تھا۔

میں مدد کروں۔۔۔ وہ اسکی مدد کے لیے آگے بڑھی۔

کوئی ضرورت نہیں ہے مجھے تمہاری مدد کی۔۔۔ اور جو تم کرنے کا سوچ رہی ہو تو ایک بات اپنے دماغ میں بیٹھالو نا تمہاری بہن میرے لالا اور بھابھی کا کچھ بگاڑ پائی تھی اور نا تم کچھ بگاڑ سکو گی۔۔۔ وہ شاید رانیہ کو بھی اسکی بہن جیسا سمجھ رہا تھا جیسی اس پر اتنا بڑا الزام لگا گیا۔

افہام آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں جان بوجھ کے بھابھی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔۔ وہ افسوس سے خود کی طرف انگلی کرتے بولی۔

ہاں۔۔۔ وہ بیگ میں آخری شرٹ ٹھونستا اسے دیکھے بغیر سنجیدگی سے بولا۔

آپ غلط سمجھ رہے ہیں میں بھلا ایسا کیوں کرو گی۔۔۔ اسنے بے بسی سے یقین دلانا چاہا۔۔۔

کیونکہ وہ تمہاری بہن ہے اور تم تو چاہو گی نا کہ تمہاری بہن بھی اس گھر میں آجائے تاکہ تم دونوں یہاں راج کر سکو۔۔۔ وہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہتا بیگ لیے اس کے سامنے آرکا۔

افہام مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ آپ میرے بارے میں اتنی گھٹیا سوچ رکھتے ہیں۔۔۔ آنکھوں سے آنسو نکل کے بہہ نکلے۔۔۔ ایک پل کو افہام کو لگا اسنے واقع غلط بول دیا ہے لیکن رانیہ کی اگلی بات نے اسکا دماغ گھما دیا۔۔۔

میں جانتی ہوں آپ صرف اس بات کا بدلہ مجھ سے لے رہے ہیں کہ میرا نکاح آپ سے ہوا ہے۔۔۔ جب کے میں نے یہ سب جان بوجھ کے نہیں کیا تھا۔۔۔ میں خود تو آپ کی زندگی میں شامل نہیں ہوئی تھی نا۔۔۔ ابہانے کسی اور کو آپ پر فوقیت دی اس سے نکاح کیا تو اس میں میری کیا غلطی تھی جو آپ اس طرف مجھ پر بے بنیاد الجام

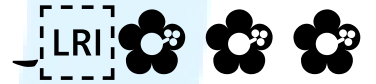
لگا کر اس بات کا غصہ مجھ پر اتار رہے ہیں۔۔۔ میں کب سے آپ کی بے رخی، خود کی ذات کا نظر انداز ہونا برداشت کر رہی ہوں لیکن میں اپنی ذات پر جھوٹے الزام بالکل برداشت نہیں کروں گی۔۔ آخر میں بھی انسان ہوں اور اسکے ساتھ آپ کی بیوی بھی، کب تک آپ کی ناکام محبت کا غصہ خود پر اتارنے دوں گی۔۔ وہ خدبات میں آ کے جو منہ میں آیا بول گئی یہ جانے بغیر کے سامنے کھڑے شخص کے بدن میں اسکی باتوں نے آگ لگا دی ہے۔

رانیہ۔۔۔ افہام کا ہاتھ اٹھاتا اور رانیہ نے ڈر کے مارے اپنی آنکھیں سختی سی میچھیں تھیں۔

اسنے غصے سے اپنا ہاتھ ہوا میں ہی روک لیا تھا۔۔ جب کوئی حرکت نا ہونے پر رانیہ نے ڈرتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اسی وقت اسکا بازو افہام نے اپنی مضبوط گرفت میں چکڑا تھا۔

آئندہ بولنے سے پہلے سوچ لینا ورنہ آج تو میں نے خود پر قابو پا لیا ہے پر اگلی بار شائد نا رکھ پاؤ۔۔۔۔۔ اسکی پکڑ اتنی سخت تھی کہ رانیہ کو اسکی انگلیاں اپنے بازو پر پیوست ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔ درد سے آنسوں بہہ نکلے تھے۔

افہام اسکے چہرے کے قریب چہر کیئے ہر ایک لفظ چبا چبا کے کہتا جھٹکے سے اسکا بازو چھوڑتے بیگ لیئے تن فن کرتے کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔ اسکے جاتے رانیہ اپنا بازو پکڑے سک اٹھی۔۔۔۔۔



یہ ایک بہت ہی چھوٹا سا اسپتال تھا جہاں عائشہ ریسپشن سے پوچھتے امر جنسی واڈ کے پاس آیا تھا جہاں اسے سامنے ہی آمنہ ٹہلتی دیکھ گئی تھی۔۔۔۔۔

آمنہ کہاں ہیں اماں۔۔۔۔۔ کیا ہوا ہے انہیں۔۔۔۔۔ کیسی ہیں وہ۔۔۔۔۔ وہ پریشانی سے اسکے پاس آتے ایک ساتھ کئی سوال کر گیا۔

اندر ہیں ڈاکٹر کچھ بتا نہیں رہے کہ کیا ہوا ہے پلیز آپ جا کے پوچھیں نا۔۔۔ آمنہ
نم آواز میں بولی۔

تم فکر نہیں کرو ڈاکٹر باہر آتے ہیں تو میں پوچھتا ہوں۔۔۔ لیکن تم اماں کو یہاں
کیوں لائی ہو کسی اچھے اسپتال لے کے جانا چاہیے تھانا۔۔۔ اسنے تسلی دیتے اسپتال
کی خراب حالت دیکھتے کہا۔

اماں اچانک بہوش ہو گئی تھی تو مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا اور میں انہیں جلدی جلدی میں
یہیں قریبی اسپتال لے آئی۔۔۔ وہ گھبراہٹ ہوئی سی بتانے لگی۔۔۔ تو وہ سمجھ کے
سر ہلا گیا۔

کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر آئی تو دونوں جلدی سے انکی طرف لپکے۔

ڈاکٹر کیسی ہیں میری امی۔۔۔ آمنہ نے بے چینی سے پوچھا۔

آپ لوگ میرے ساتھ آئیں مجھے کچھ بتانا ہے۔۔۔ ڈاکٹر سنجیدگی سے دونوں کو
دیکھتی آگے بڑھ گئی تو وہ دونوں بھی اسکے پیچھے ہو لیئے۔

بیٹھیں۔۔۔۔۔ کین میں آتے ڈاکٹر اپنی کرسی سمجھالتی ان دونوں سے بولی تو وہ بھی پریشانی و گھبراہٹ سے بیٹھ گئے۔

میں اب جو آپ لوگوں کو بتانے جارہی ہوں پلیز اسے حوصلے سے سنے گا۔۔۔۔۔
زینب آنٹی یہاں کافی پہلے سے آرہی ہیں اور ہم سے علاج بھی کروارہی ہیں۔۔۔۔۔
ڈاکٹر نے بات کا آغاز کیا۔

علاج کس چیز کا۔۔۔ عائش نے نا سمجھی سے پوچھا۔

میں جانتی ہوں انہوں نے آپ لوگوں کو کچھ نہیں بتایا اور میرے بار بار کہنے پر بھی کہ وہ اپنے گھر والوں کو اپنی بیماری کے بارے میں بتادیں لیکن وہ ہمیشہ منکر دیتی تھیں مگر اب ہم مزید نہیں چھپا سکتے کیونکہ ان کے پاس اب وقت بہت کم ہے۔۔۔۔۔
ڈاکٹر کے کہنے پر وہ دونوں چونکے۔

ڈاکٹر آپ صاف صاف بتائیں کہ انہیں ہوا کیا ہے۔۔۔۔۔ آمنہ کی پریشان صورت دیکھتے عائش نے پوچھا جب کے اسکا اپنا دل بہت گھبرا رہا تھا۔

انہیں برین ٹیو مر ہے۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کے بتانے پر آمنہ عائش دونوں ساکت ہوئے۔

یہ آپ کیا بول رہی ہیں۔۔۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔ میری امی تو بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔ آمنہ کی آنکھوں سے آنسو نکلے۔

میں ٹھیک بول رہی ہوں۔۔۔۔۔ انکی لاسٹ اسٹیج چل رہی ہے۔۔۔۔۔ بہت کم وقت بچا ہے انکے پاس۔۔۔ ڈاکٹر کے بتانے پر آمنہ منہ پر ہاتھ رکھے سسکا اٹھی۔

آمنہ تم فکر نہیں کرو۔۔۔ میں اچھے سے اچھا علاج کرواں گا اماں کا۔۔۔ ضرورت پڑی تو ملک سے باہر بھی لے کے جاؤں گا۔۔۔ انہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ آمنہ کی بغڑتی حالت دیکھتے عائش نے تسلی دی

ہم جانتے ہیں ہمارا اسپتال چھوٹا ہے اس لیے آپ کو لگ رہا ہے کہ یہاں ٹھیک علاج نہیں ہوتا۔۔۔ لیکن ہم بھی ڈاکٹر ہیں۔۔۔ ہم نے بھی پڑھائی کی ہے۔۔۔ ہم جانتے ہیں ہر بیماری کے بارے میں۔۔۔ آپ چاہیں تو اپنی تسلی کے کیئے انہیں جہاں چاہیے

لے جائیں لیکن ان کے بچنے کے کوئی چانسز نہیں ہیں۔۔۔ اس وقت میں تو بس یہی کہوں گی کہ آپ انہیں خوش رکھیں شاید جہاں وہ دو ماہ جیئیں گی وہاں خوش رہنے سے چار ماہ بھی جی سکتی ہیں۔۔۔ ڈاکٹر نے سمجھایا تھا۔

کیا ہم اماں کو گھر لے جاسکتے ہیں۔۔۔ عائش نے سر ہلاتے پوچھا۔

جی آپ لوگ لے جاسکتے ہیں۔۔۔ اور جو دوائیاں وہ کھا رہی ہیں وہی کنٹینیوں کرنی ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے فریشنل انداز میں کہا۔

عائش امی۔۔۔۔ آمنہ سے بولا ہی نہیں گیا۔۔۔ اپنی ماں کو کھونے کا سوچتے اسکا دل پھٹ رہا تھا۔

تم فکر نہیں کرو سب ٹھیک ہو گا۔۔۔ عائش اسے تسلی دیتا اپنے ساتھ لیئے کیمین سے نکل گیا۔

سارج فور میلٹیز پوری کر کے بعد وہ لوگ زینب بیگم کو گھر لے آئے تھے۔۔۔ اس وقت وہ لوگ زینب بیگم کے گھر میں موجود تھے۔۔۔ آمنہ ان کے ساتھ لگی آنسو بہائے جا رہی تھی جب کے عائش خفگی سے بیٹھا تھا۔

بس کرو آمنہ ابھی میں زندہ ہوں۔۔۔ زینب بیگم نے شرارت سے کہا تو اسکے رونے میں اور شدت آئی۔

بہت اچھا لگ رہا ہے نا آپ کو ہم سب کو یوں پریشان کر کے۔۔۔ پہلے کیوں نہیں بتایا ہمیں اپنی بیماری کے بارے میں۔۔۔۔۔ عائش خفگی بھرے انداز میں بولا تو وہ مسکرا دیں۔

بیٹا میں جانتی تھی کہ میں بس چن دن کی مہمان ہوں تو سوچا تم لوگوں کو کیوں پہلے سے پریشان کرو۔۔۔ وہ ایسے بولیں جیسے یہ بہت عام سی بات ہو۔

اماں اگر آپ پہلے سے بتاتیں تو نوبت یہاں تک نا آتی میں بہت اچھی جگہ سے آپ کا علاج کرواتا۔۔۔ عائش نے بھگے لہجہ میں کہا۔۔۔ زینب بیگم نے اسے ہمیشہ ماں کی طرح پیار دیا تھا۔۔۔ وہ اپنی ایک ماں کھو چکا تھا اور اب دوسری نہیں کھونا چاہتا تھا۔ آمنہ بیٹا مجھے بھوک لگ رہی ہے۔۔۔ کیا تم میرے لیئے یخنی بنا دو گی۔۔۔ عائش کہ بات نظر انداز کرتے وہ بہت پیار سے آمنہ سے بولیں۔ جی آئی۔۔۔ آمنہ بامشکل آنسوؤں روکتی کمرے سے نکل گئی۔ عائش مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔۔ آمنہ کے جاتے ہی وہ اصل بات پر آئیں۔

جی بولیں۔۔۔۔ عائش نے احترام سے انکا ہاتھ پکڑا۔

عائش میں جانتی ہوں بات تھوڑی عجیب ہے یا شاید اس وقت عجیب لگ رہی ہے جب تم شادی شدہ ہو۔۔۔ لیکن میں کیا کروں میرے پاس اسکے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔۔۔ ایک تم ہی ہو جس پر میں بھروسہ کر سکتی ہوں۔۔۔ وہ رسان سے بولیں۔

اماں جو بات ہے آپ بلا جھجک کہہ دیں۔۔۔ عائش انکے ہاتھ پر پکڑ تھوڑی مضبوط کرتا انہیں یقین دلارہا تھا کہ وہ انکے ساتھ ہے۔

بیٹا مجھے اپنی کوئی فکر نہیں ہے۔۔۔ ایک نا ایک دن تو مجھے جانا ہی تھا لیکن مجھے آمنہ کی فکر ہے میرے جانے کے بعد اسکا کوئی نہیں ہوگا۔۔۔ اس لیے میں چاہتی ہوں تم میرے جیتے جی میری بیٹی سے نکاح کر لو۔۔۔ اسے اپنی بیوی بنالوں تاکہ میں سکون سے مر سکوں۔۔۔۔ اب چاہو تس اسے تم میری آخری خواہش بھی سمجھ سکتے ہوں۔۔۔۔ انکے لہجے میں التجاہ تھی۔

انکہ بات سنتے ان کے ہاتھ پر عائش کی پکڑ خود بخود کمزور ہوئی۔۔۔۔ وہ ایہا کو نظر انداز کر رہا تھا اسے بیویوں والا مان رتبہ نہیں دے رہا تھا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اپنی زندگی میں ایہا کے علاوہ بھی کسی اور کو شامل کر لیتا۔۔۔

ان کی بات سنتے عائش کو چپ لگ گئی تھی۔۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ انکار کرے یا نہیں۔۔۔ وہ ایہا کے علاوہ کسی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن

سامنے چن دن کی مہمان جو اسکی ماں جیسی تھیں یہ ان کی آخری خواہش بھی تھی۔۔۔

عائش بیٹا بولو۔۔ اپناؤ گے نامیری آمنہ کو۔۔۔ انہیں نے آس بھرے نگاہوں سے دیکھا۔

آپ اپنا خیال رکھے گا میں کل پھر آؤ گا ملنے۔۔۔ عائش کو ان آس بھری آنکھوں میں نادیکھ سکا اس لیے انکا ہاتھ چومتے اٹھ گیا۔

عائش تم نے جواب نہیں دیا۔۔۔ انہوں نے اسکے خوب روچہرے کو دیکھا جہاں پریشانی صاف واضح تھی۔

میں آپ کو سوچ کے بتاؤں گا۔۔۔ اپنا خیال رکھے گا چلتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ کہہ کے رکا نہیں۔۔۔ سیدھا کمرے سے اور پھر گھر سے ہی نکل گیا۔

دماغ میں ایک بار پھر ایک اور جنگ چھڑ گئی تھی۔۔۔۔۔ جہاں سوال ایہا کا تھا وہیں اس عورت کا بھی تھا جس نے ہمیشہ ایک ماں کا پیار دیا تھا اسے اپنے ہاتھوں سے نوالے بنا بنا کے کھلائے تھے۔۔۔۔۔

باہر کی کھلی فضا میں آتے اسنے آسمان کی طرف دیکھتے سکون کے لیے گہرے گہرے سانس لیے لیکن اب تو جیسے سکون اسکی زندگی میں تھا ہی نہیں۔۔۔۔۔ اسکی زندگی کا اصل امتحان تو اب شروع ہوا تھا۔۔۔ جس میں اسے ایک درد بھرے راستے سے گزرنا تھا۔

(کچھ دن بعد)

افہام جب سے شہر گیا تھا وہ پوری حویلی میں اداس اداس گھوم رہی تھی۔۔۔ افہام کے ساتھ اب پہلے والی رانیہ بھی کھو گئی تھی۔۔۔ اسکی ہنسی مسکراہٹ بہت کم ہو گئی تھی۔۔۔ بیشک اسنے افہام کے ساتھ کم وقت گزارا تھا اور جو وقت گزارا تھا اس میں ایسی کوئی یاد نہیں تھی جسے یاد کرتے وہ افہام کو مس کرتی۔۔۔

پر پھر بھی ہوا تو نکاح تھا نا اسکی بیوی تھی وہ اور نکاح کے بعد سے اسے افہام اپنے دل کے قریب قریب لگنے لگا تھا۔۔۔ لیکن اسنے کبھی رانیہ سے ٹھیک سے بات نہیں کی تھی جب بھی دیا تھا درد ہی دیا تھا پھر بھی رانیہ اسے اپنے دل میں جگہ دے بیٹھی تھی۔ آج افہام کو گئے ایک ہفتہ ہو گیا تھا اور یہ ایک ہفتہ اسنے کتنی مشکل سے گزارا تھا یہ وہی جانتی تھی۔۔۔۔

افہام کے ساتھ ہوئی اپنی آخری گفتگو یاد کرتے وہ خود کی کہی بات پر خود کو کوسی تھی۔۔۔۔ اسنے بہت بار کوشش کی کہ افہام کو فون کر کے معافی مانگ لے لیکن پھر افہام کا رویہ سوچتے خاموش ہو جاتی۔۔۔۔ جب کے افہام تو جیسے اسے وہاں جا کے بھول ہی گیا تھا۔۔۔۔

پر آج رانیہ کے اکاؤنٹ میں پانچ لاکھ روپے آئے تھے جو افہام نے اسکے خرچ کے لیے جما کر وائے تھے۔۔۔۔

وہ کب سے فون ہاتھ میں پکڑے نا جانے کن سوچوں میں گم تھی کہ جب کمرے کا دروازہ نوک ہونے پر ہوش میں آئی۔

آجائیں۔۔۔۔۔ اسنے اجازت دی تو حیات کمرے میں داخل ہوئی۔

سب کا پیار اور شاہ ویر کی خاص توجہ نے حیات کو جلدی ٹھیک کر دیا تھا۔۔۔ وہ اب پہلے کی طرح ہی سب کام کر رہی تھی۔

چلو رانیہ جلدی سے سامنان باندھ لو۔۔۔۔۔ حیات عجلت میں اندر داخل ہوتی بولی۔
کیا ہم کہیں جارہے ہیں۔۔۔۔۔ رانیہ نے پوچھا۔

ہاں ہم لوگ شہر جارہے ہیں۔۔۔۔۔ کچھ دنوں تک واپس آجائیں گے۔۔۔۔۔ حیات نے مسکرا کے کہا۔

مگر کیوں۔۔۔۔۔ رانیہ نے حیرت سے آنکھیں چھوٹی کیں۔

کیونکہ میرا دل کر رہا ہے جانے کا اس لیے میں جا رہی ہو اور تم یہاں رہ کے کیا کرو گی ہر وقت حویلی میں رہتی ہو تھوڑا گھوموں گی پھر وگی تو اچھا لگے گا۔۔۔ وہ سمجھانے والے انداز میں کہتی صوفے پر بیٹھ گئی۔

مگر میں جا کے کیا کرو گی آپ لوگ جائیں میں یہی ٹھیک ہو۔۔۔ یہاں اجالا بھی ہے میرا دل لگا رہے گا۔۔۔ اسنے فرصت سے انکار کیا۔

مطلب تمہیں میری کمپنی اچھی نہیں لگتی۔۔۔ تم میرے ساتھ بور ہو جاتی ہو۔۔۔ حیات نے مصنوعی خفگی سے پوچھا۔

ارے نہیں بھابھی ایسا نہیں ہے۔۔۔ اسکی ناراضگی کے ڈر سے اسنے فوراً صفائی دی۔

تو پھر تم چل رہی ہو اور میں اب کچھ نہیں سن رہی۔۔۔ جلدی سے چارپانچ سوٹ رکھ لو اور آدھا گھنٹے میں نیچھے آ جاؤ ہم انتظار کر رہے ہیں۔۔۔ حیات اسے دو ٹوک کہتی اسکی سنے بغیر کمرے سے نکل گئی۔

رانیہ بھی ٹھنڈی سانس بھرتی اٹھ گئی۔



شکر ہے آج مجھے تمہارا چہرہ دیکھنا تو نصیب ہوا۔۔۔ دادی لاؤنچ میں بیٹھی تھیں جب عائش انکے پاس آ بیٹھا جسے دیکھ وہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولیں۔

عائش کی ایک ہفتے سے یہی روٹین تھی وہ ایہا اور سب کے اٹھنے سے پہلے چلا جاتا تھا اور پھر دیر رات تک واپس آتا جب سب سو جاتے تھے۔

وہ اپنے اندر چلتی جنگ سے پریشان ہو چکا تھا۔۔۔ زینب بیگم بار بار اسے اپنی خواہش کا اظہار کر رہی تھی۔۔۔ اس ایک ہفتے میں ان کی طبیعت دوبار خراب ہو چکی تھی۔۔۔

ڈاکٹر کا کہنا تھا وہ کسی بات کو لیے کر پریشان ہیں جس وجہ سے انکی حالت اور خراب ہوتی جا رہی ہے اور اگر ایسا ہی رہا تو یہ دو ماہ کی جگہ ایک ماہ میں بھی رخصت ہو سکتی ہیں۔۔۔ ڈاکٹر کی اس بات پر عائش اور پریشانی ہو گیا تھا۔۔۔ اسے کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا۔۔۔ اس لیے ایک فیصلہ کر تا دادی کے پاس آیا تھا۔

لگتا ہے آپ مجھ سے ناراض ہیں۔۔۔ وہ انکے کندھے پر سر رکھتے بچپن کی طرح انہیں
منار ہاتھا۔

تو کیا نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ تم صبح بھی اپنی شکل دیکھا کے نہیں جاتے اور رات کو بھی
دیر سے آتے ہو۔۔۔ آج وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھیں۔

سوری دادی کام بہت ہے نا آج کل اس لیے ایسا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ اسنے بہانا بنایا۔
میں سب جانتی ہوں کتنا کام ہے۔۔۔

عائش تم کیوں ضد کیئے بیٹھے ہو۔۔۔ آغا اور مدیحہ کے ساتھ جو ہوا وہ ایک حادثہ تھا
اور ایہا کے ساتھ تم جو سلوک کر رہے ہو یہ بہت بڑا گناہ ہے۔۔۔ تم ایک بے گناہ کو
سزا دے رہی ہو۔۔۔

ایہا تو اس وقت تھی بھی نہیں اور تم اسے سزا دے رہے ہو۔۔۔ کبھی غور سے دیکھا
ہے اس بچی کے چہرے کو کتنا مر جھایا ہوا ہے۔۔۔ بیٹا وہ معصوم بچی ہے اسے ایسے سزا

نہیں دو۔۔۔ وہ آخر تم سے چاہتی کیا ہے صرف پیار محبت، غزت، وقت اور تم اسے ان میں سے کچھ نہیں دے رہے۔

عائش پیسہ دولت کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ بیشک ایہا کو یہاں ہر سہولت میسر ہے لیکن اگر بیوی کو اسکا شوہر ہی وقت نادے تو اس جیسا غریب کوئی نہیں ہوتا۔۔۔ کوئی چیز پھر کوئی معنی نہیں رکھتی۔۔۔ دادی پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی سمجھا رہی تھیں۔۔۔ اور وہ خاموشی سے سن رہا تھا۔

وہ ایہا سے محبت کرتا تھا یہ بات وہ جانتا تھا لیکن اپنی محبت کو بدلے کی آگ میں جلا رہا تھا اور اب تو ایک اور امتحان اس کے سامنا تھا۔۔۔ اس ماں کی ممتا کا امتحان جس نے اسے پیدا تو نہیں کیا تھا لیکن اپنی سگی اولاد سے بڑھ کے پیار دیا تھا۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے کھلایا تھا اپنی گود میں سلایا تھا۔۔۔ وہ کیسے انہیں انکار کر کے ایک بھاری غم کے ساتھ اس دنیا سے بھیج سکتا تھا۔

دادی کی باتیں سیدھا اسکے دل پر لگی تھیں لیکن وہ سخت دل بنتا کان لپیٹ گیا۔۔۔
اسنے آہستہ سے انکے کندھے سے سراٹھاتے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور بہت ہمت کرتے انہیں اپنا فیصلہ سنانے لگا۔

دادی،،، اماں کو برین ٹیو مر ہے۔۔۔ اور

کیا زینب کو برین ٹیو مر ہے۔۔۔ کب سے۔۔۔ دادی برین ٹیو مر کا سنتے اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی حیرت اور فکر سے بولیں۔

کافی عرصے سے ہے اور اب آخر اسٹیج ہے۔۔۔ ان کے پاس وقت بہت کم ہے۔۔۔
اسنے آہستہ سے بتایا۔

تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آئے۔۔۔

ہمیں بھی کچھ دن پہلے ہی پتہ چلا تھا۔۔۔ پر اماں نے آپ کو بتانے سے منا کیا تھا کہ
آپ پریشان ہوں گی۔۔۔ لیکن اب مجھے بتانا تھا کیونکہ انہوں نے اب اپنی آخر
خواہش کا بھی اظہار کیا ہے۔۔۔ عائشہ نرمی سے کہتے رکا۔

کیسی خواہش۔۔۔ وہ آنکھیں صاف کرتی بولیں۔

وہ چاہتی ہیں کہ میں آمنہ سے شادی کر لوں۔۔۔ اسنے بہت ہمت سے کہا۔۔۔

عائش کی بات سنتے سیڑھیاں اترتی ایہا کے کان کھڑے ہوئے۔۔۔

مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے عائش تم شادی شدہ ہو۔۔۔ دادی نے حیرت سے کہا انہیں ایسی خواہش کی توقع نہیں تھی۔

دادی وہ آمنہ کی وجہ سے بہت پریشان ہیں جس کی وجہ سے انکی طبیعت دن بادن گرتی جا رہی ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا ہے اگر یہ خوش رہے گی تو زیادہ جی سکھیں گی۔۔۔ ورنہ۔۔۔ اس سے آگے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔

عائش تم مجھے ابھی لے کے چلو اس کے پاس میں اسے یقین دلاؤں گی کہ ہم آمنہ کا خیال رکھیں گے اس کی شادی بہت اچھی جگہ کریں گے۔۔۔ دادی جان نے صبر سے کہا۔۔۔ جب کے سڑھیوں پر کھڑی ایہا کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔۔۔

دادی میں بہت بار انہیں یہی سمجھا چکا ہوں لیکن انکا کہنا ہے کہ وہ صرف مجھ پر یقین کر کے اپنی بیٹی مجھے سونپ سکتی ہیں اور تبھی وہ سکون سے مریں گی۔۔۔ ورنہ انکی روح کو کبھی سکون نہیں ملے گا۔۔۔ اور میں بھی فیصلہ کر چکا ہوں۔۔۔ عائش نے ضبط سے کہا۔

کیسا فیصلہ۔۔۔۔ دادی کے ساتھ ایہا کو بھی پتہ چل گیا تھا کہ کوئی انہونی ہونے والی ہے۔

میں آمنہ سے شادی کروں گا۔۔۔ عائش کا لہجہ مضبوط تھا لیکن اسکا دل درد سے دوچار ہو رہا تھا۔

عائش کی آواز ایہا کے کانوں سے جیسے ہی ٹکرائی وہ منہ پر ہاتھ رکھتی اپنی سسکی روکتی کمرے میں بھاگ گئی۔۔۔۔ اس سے زیادہ اور وہ کچھ سن نہیں سکتی تھی۔

عائش تم کیسے ایہا کے ساتھ ایسا کر سکتے ہو!!!! کیوں اسے سوتن کے عذاب میں جھوکنا چاہتے ہو۔۔۔ ہم زینب کو سمجھالیں گے۔۔۔ آمنہ کے لیے کوئی اچھا لڑکا

دیکھیں گے۔۔۔ مگر ایہا کو محبت کرنے کی اتنی بڑی سزا نادر۔۔۔ آمنہ انہیں عزیز تھی لیکن ایہا کی معصومیت نے انکے دل میں بھی گھر کر لیا تھا اور وہ اسے اتنا بڑا درد نہیں دے سکتی تھیں۔

دادی میں فیصلہ کر چکا ہوں۔۔۔ اس عورت کے مجھ پر بہت احسان ہیں اور اب وقت ہے ان احسانات کو چکانے کا۔۔۔ میں آمنہ سے نکاح ضرورت کروں گا اور ایہا کو بھی اسے قبول کرنا ہو گا۔۔۔ عائش ضبط سے مٹھیاں بھیجے کہتا وہاں سے اٹھ کے گھر سے باہر نکل گیا۔

پیچھے دادی جان بس دعا ہی کر سکیں کہ ایسا نا ہو۔۔۔۔ جب کے ایہا کمرے میں بند اپنے قیمتی آنسو بہا رہی تھی۔۔۔ وہ عائش کو کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ وہ کیسے اتنا بڑا فیصلہ لے گیا تھا۔۔۔ اسنے کیوں ایک بار بھی اس کے بارے میں نہیں سوچا۔۔۔ عائش کی زندگی میں کسی اور کے داخل ہونے کا سوچ کے ہی اسکا دل بند ہوتا جا رہا تھا۔۔۔۔



یہ غلط بات ہے آپ لوگ ایسے مجھے چھوڑ کے کیسے جاسکتے ہیں۔۔۔ اجالا منہ بسورے
انہیں جاتے ہوئے دیکھ بولی

بھئی ہم تو تمہیں لے کے جارہے تھے نا، اب تمہارے شوہر نے منا کر دیا تو تم ان
سے پوچھو ہمیں کیوں الزام دے رہی ہو۔۔۔۔۔ حیات آنکھیں چھوٹی کیئے مزے
سے بولی جب کے لہجہ حیران کن تھا۔

ہنہ ان سے کیا پوچھوں خود تو کہیں لے کے جاتے نہیں ہیں اور اب آپ لوگوں کے
ساتھ بھی نہیں جانے دے رہے۔۔۔۔۔ اجالا کی آنکھوں میں آنسو آئے۔۔۔۔۔ وہ
گھومنے پھرنے والی لڑکی کتنے ہی دنوں سے کہیں گئی نہیں تھی اور اب بھی سب
جارہے تھے جسے دیکھ اسے اور رونا آرہا تھا۔۔۔۔۔ اور ساتھ ساتھ عائِل پر غصہ بھی کہ
اسنے اسے جانے سے منا کیوں کیا تھا۔

گڑیا آپ فکر نہیں کرو میں عائل سے پوچھو گا کہ وہ میری گڑیا کو کہیں گھومانے کیوں نہیں لے کے جاتا۔۔۔ اچھے سے کلاس لوں گا میں اسکی ہمدم۔۔۔ بس آپ نے رونا نہیں ہے آپ جانتی ہونا میں آپکی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ شاہ ویر نے اسے اپنے ساتھ لگاتے بہت پیار سے بہلایا۔

آپ پکاہ انکی کلاس لیں گے نا۔۔۔ اجالا نے کنفورم کرنا چاہا۔
ہاں پکاہ اور آپ نے فکر نہیں کرنی ہم جلدی واپس آئیں گے ہمدم۔۔۔ اسنے اجالا کے سر پر بوسہ دیتے شفقت سے کہا تو اسنے مسکرا کے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔
اجالا اور سب سے ملتے وہ لوگ شہر کے لیے روانہ ہو گئے۔۔۔



عائش گھر سے نکلتا سیدھا زینب بیگم کے گھر آیا تھا اپنا فیصلہ سنانے۔۔۔
اس وقت وہ زینب بیگم کے پاس بیڈ پر بیٹھے چائے پی رہا تھا جب چائے کا آخر گھونٹ بھرتے اسنے گلہ کھنکھارتے بات کا آغاز کیا۔

اماں میں آمنہ سے شادی کرنے کے لیئے تیار ہوں۔۔۔ عائش کی بات سنتے جہاں
زینب بیگم کے اندر خوشی کی لہر دوڑی تھی وہیں اس ساری بات سے انجان آمنہ کو
جھٹکا لگا تھا۔۔۔

خوش رہو بیٹا تم نے میری خواہش پوری کر دی۔۔۔ اب میں سکون سے مر سکوں
گی۔۔۔ زینب بیگم نے خوشی سے اسکا ماتھا چوما۔

امی یہ سب کیا ہے۔۔۔ آمنہ نے حیرت سے آنکھیں پھاڑے پوچھا۔۔۔ عائش
اسکے چہرے پر حیرانگی دیکھ سمجھ گیا کہ وہ ساری بات سے انجان ہے۔

بیٹا میرے جانے کے بعد تم بالکل اکیلی ہو جاتیں۔۔۔ اس لیئے میں اپنی آنکھوں کے
سامنے تمہاری شادی عائش کے ساتھ کروا کے سکون سے مرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔
تمہاری زمیداری سے سبکدوش ہونا چاہتی ہوں۔۔۔ وہ حیرت کی مورت بنی آمنہ کو
اپنے ساتھ لگائے نم آواز میں بولیں۔۔۔

مگر امی عائش کی شادی ہو چکی ہے اور میں کسی کی سوتن نہیں بنا چاہتی۔۔۔ آمنہ نے انکار کرنا چاہا۔۔۔ اس کے دل میں عائش کے لیے ایسے کوئی خدبات نہیں تھے کہ وہ جھٹ سے ہاں کر دیتی۔۔۔ اگر وہ یہی بات عائش کی شادی سے پہلے بولتیں تو شاید وہ مان بھی جاتی مگر اب تو اس کی شادی ہو چکی تھی۔۔۔ اور اب وہ کیسے دو لوگوں کے بیچ آسکتی تھی۔

آمنہ اپنی ماں کی آخری خواہش سمجھ کے ہی مان جاؤ۔۔۔ زینب بیگم نے التجا کی۔۔۔ مگر امی۔۔۔۔

میں سکون سے اس دنیا سے جاسکوں گی۔۔۔۔ وہ اس کی بات کاٹتی آنکھوں میں آئے آنسو صاف کیئے بولیں۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔ چار ونا چار اسے ماننا ہی پڑا۔

خوش رہو بیٹا۔۔۔ انہوں نے خوشی سے اسے اپنے سینے سے لگایا جب کہ عائش خاموش بیٹھا تھا۔

عائش پتہ نہیں میرے پاس کتنا وقت ہے تم بس اسی ہفتے سادگی سے نکاح رکھ لو۔۔۔۔۔ زینب بیگم کے لہجے اور چہرے سے انکی خوشی کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ کتنی خوش ہیں۔

جی اماں آپ فکر نہیں کریں سب ہو جائے گا۔۔۔ عائش نے بجھے دل سے انہیں تسلی دی تو وہ اسے ڈھیروں دعائیں دینے لگیں۔



عائل آج کافی تھکا ہوا آیا تھا اس لیے کھانا کھاتے ہی سو گیا تھا۔۔۔ جب کچھ دیر بعد اجالا کمرے میں آئی اور عائل کو سوتے دیکھ غصے سے اندھیرے کمرے میں روشنی کی اور تیز آواز میں ٹی وی کھول کے بیٹھ گئی تھی۔

اجالا میں جانتا ہوں کہ تمہارا نام اجالا ہے لیکن اسکا یہ مطلب تو نہیں ہے نا تم پورے کمرے میں اجالا کر دو۔۔۔ وہ بھی رات کے اس وقت۔۔۔ لائٹ کھلنے سے عائل کی نیند میں خلل پیدا ہوا جس پر وہ برا سا منہ بنائے بولا۔

کس نے بولا ہے کہ آپ آنکھیں کھول کے سوئیں آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ وہ پہلے ہی
ناجانے پر غصے سے بھری بیٹھی تھی جب عائِل کی بات نے جیسے اسے آگ لگادی
تھی۔۔۔ ایک تو وہ بورہور ہی تھی اور اوپر سے یہ موصوف مزے سے سو رہے
تھے۔

عائِل نے اسکی بے تکی بات پر آنکھیں کھول کے اسے دیکھا جو منہ پھولائے فضول
میں چینل آگے پیچھے کر رہی تھی۔

اجالاٹی وی بند کر دو اور آ کے سو جاؤ۔۔۔ عائِل نے پیار سے بلایا۔

مجھے نہیں سونا آپ سو جائیں مزے سے گھوڑے بیچ کے۔۔۔ وہ چڑ کے بولی۔۔۔

عائِل اسکا ناراض اور غصے بھرا لہجہ محسوس کرتے اٹھ کے اسکے پاس آ بیٹھا۔

کیا بات ہے کیوں موڈ خراب ہے۔۔۔ اسنے اسے اپنے ساتھ لگائے پیار سے اسکے
بگڑے موڈ کی وجہ جانی چاہی۔

آپ کو کیا آپ سو جائے۔۔۔ اسنے خفگی سے منہ بنایا۔

لیکن تمہارا پھولا ہوا منہ مجھے سکون سے سونے کہاں دے گا۔۔۔ اسنے مسکراہٹ دبا کے کہا تو اجالانے اسے گھورا۔

اچھا اچھا سوری لیکن پلیز مجھے اپنی ان بڑی بڑی آنکھوں سے ڈراؤ تو نہیں۔۔۔ عائل نے پھر چھیڑا۔

تو کس نے بولا ہے میری آنکھوں میں دیکھیں۔۔۔ جائیں یہاں سے۔۔۔ وہ زچ ہوتی اپنے گرد پھیلے اسکے بازو ہٹانے لگی۔

اچھا اب نہیں کرتا۔۔۔ یہ بتاؤ کیوں ناراض ہو۔۔۔ وہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے اسے ریلیکس کرنے لگا۔

آپ نے مجھے بھائی اور بھابھی کے ساتھ جانے نہیں دیا۔۔۔ رانیہ بھی چلی گئی اور میں یہاں اکیلی بور ہو رہی ہوں۔۔۔ بس امی اور دادی ہیں میں ان سے کتنی باتیں کرو۔۔۔ وہ تو میری عمر کی بھی نہیں ہیں۔۔۔ اور آپ بھی گھر پر نہیں ہوتے۔۔۔ اگر میں چلی جاتی تو تھوڑا سا گھوم پھر تو لیتی نا۔۔۔ وہ منہ بسور گئی۔

اگر تم چلی جاتیں تو یہاں میں کیا کرتا اکیلا۔۔۔ مجھے تو اب تمہاری عادت ہو گئی ہے۔۔۔ گھر آ کے جب تک تمہارا چہرہ نہ دیکھ لوں مجھے سکون نہیں ملتا۔۔۔ اپنے ارد گرد تمہاری موجودگی مجھے راحت بخشتی ہے۔۔۔ اگر تم چلی جاتیں تو میرا تو سکون ہی چلا جاتا نا۔۔۔ اسے گھمبیر لہجے میں اسکا چہرہ اپنے ایک ہاتھ سے تھامتے سمجھایا۔

اسکی بات سنتے اجالا کچھ کہہ ہی ناسکی اور مسکرا کے نظریں جھکا گئی۔

اجالا میں جانتا ہوں تم گھر میں رہ کے بور ہو گئی ہو لیکن فکر نہیں کرو میں تمہیں بہت جلد کہیں گھمانے لے کے جاؤں گا۔۔۔۔۔ عائل نے اسے اپنے بے حد قریب کرتے اسکے کان میں سرگوشی کی جس سے اسکے لب اجالا کے کان سے مس ہوئے تو وہ شرم سے خود میں سمٹی۔

اچھا چلیں اب سوتے ہیں نیند آرہی ہے مجھے۔۔۔ اپنی گردن پر اسکے ہونٹوں کا لمس محسوس کرتے گھبرا کے بولی۔

تم میری نیند اڑا چکی ہو۔۔۔ اور اب میں تمہارے ہوش اڑانے کا ارادہ رکھتا ہو۔۔۔۔۔
وہ کہتے ہی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اسے اپنی باہوں میں بھرے بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔
پر عامل مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔ وہ اسکے چوڑے سینے میں منہ چھپائے منمنائی۔

کوئی بات نہیں مسسز ہم آپ کی نیند ابھی اڑاتے ہیں۔۔۔ معنی خیزی سے مسکراتے
ہوئے آرام سے اسے بیڈ پر لیٹا تھا اس پر جھکا۔۔۔۔ اور جھکتا ہی چلا گیا۔
تھوڑی دیر کمزور سی مزاحمت کرنے کے بعد اجالانے خود کو اسکے حوالے کرتے
سکون سے آنکھیں موند لیں۔

رانیہ کی صبح آنکھ کھلی تو افہام اسکی طرف منہ کیئے سو رہا تھا۔۔۔ رانیہ نے اسکا چہرہ
بہت غور سے دیکھا۔۔۔ شاید وہ ڈھونڈ رہی تھی وہ پہلے والا افہام لیکن اسے سوتے
ہوئے بھی اسکے چہرے پر سوائے سنجیدگی کے اور کچھ نادکھا۔۔۔۔

افہام رانیہ کی زندگی میں آنے والا پہلا شخص تھا۔۔۔۔ وہ شخص جس کے بارے میں
رانیہ نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔۔۔ اور آج وہی شخص اسکے دل میں ایک

خاص مقام حاصل کر چکا تھا۔۔۔ لیکن محبت تو دور کی بات شاید اس سنگدل نے اسے صرف اپنی ایک زمینداری سمجھا تھا اس کے علاوہ کچھ نہیں۔

وہ کافی دیر اس کے وجیہ چہرے کو یک ٹک دیکھتی رہی پراٹھ کے پہلے الماری سے افہام کے کپڑے نکالے پھر اپنے کپڑے لیئے فریش ہونے چل دی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ فریش سی باہر آئی تو افہام اب بھی ویسے ہی سو رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ تولیہ سے اپنے گیلے بال پوچھتی ان کو ہلکے سے جوڑے میں قید کیئے دوپٹہ سر پر اڑھا۔۔۔ آہستہ سے دروازہ بن کیا تاکہ اسکی نیند خراب نا ہو اور باہر آتے کچن کی جانب بڑھ گئی جہاں سے کھڑپڑ کی آوازیں آرہی تھیں۔

وہ کچن میں آئی تو حیات کچن میں بوا کے ساتھ ناشتہ بنوا رہی تھی۔۔۔

ارے بھابھی آپ کیوں کر رہی ہیں لائیں مجھے دیں میں بنواتی ہوں۔۔۔ آپ بس بیٹھ جائیں۔۔۔ رانیہ آگے بڑھتے حیات کے ہاتھ سے دودھ لیتی ہے جو اسنے چائے کے لیئے نکالا تھا

اففف ہو بوا! بھی میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔ جب تھک جاؤں گی تو خدی بیٹھ جاؤ گی۔۔۔ ابھی کام کر رہی ہوں تو کرنے دیں ورنہ ایسا ناہو کے میں نکمی ہو جاؤ۔۔۔

حیات نے شرارت سے ہنستے ہوئے کہا۔

ہمیں پتہ ہے آپ کبھی نکمی ہو ہی نہیں سکتیں۔۔۔ رانیہ کے پر یقینی سے کہنے پر بوا اور
حیات دونوں مسکرا دیں۔

ایسے ہی ہنسی مزاق میں ناشتہ بھی تیار ہو گیا جیسے بوا اور رانیہ ٹیبل پر لگا رہی تھی۔۔۔

رانیہ جاؤ افہام کو بلا لاؤ۔۔۔ جب تک میں شاہ ویر کو بلا لاتی ہوں۔۔۔ حیات کہتی اوپر

کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔ تو رانیہ بھی دل ہی دل میں دعا کرتی کمرے تک آئی

کہ افہام خد ہی اٹھ چکا ہو اسے اٹھانا پڑے۔۔۔

لیکن ہائے رے قسمت وہ کمرے میں داخل ہوئی تو افہام بے سدھ پورے بیڈ پر پھیلے
سورہا تھا۔۔۔۔۔ وہ بہت ہمت کرتے اسکے سرہانے آکھڑی ہوئی لیکن۔ اب مسئلہ اسے
اٹھانے کا تھا۔۔۔۔۔

افہام۔۔۔۔۔

افہام اٹھ جائیں سب نیچے انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ رانیہ نے ہلکے سے اسکے کندھے کو
ہلایا تو اسنے مندی مندی آنکھیں کھولے اپنے اوپر جھکی رانیہ کو دیکھا پھر اسکے ہاتھ کو
جو اسکے کندھے پر تھا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے افہام اسکا ہاتھ جھٹکتا اسنے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔

کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ کیوں مجھے سکون سے سونے نہیں دے رہی ہو۔۔۔۔۔ افہام
نے ناگواری سے پوچھا۔

وہ۔۔۔۔۔ وہ بھابھی ناشتے کے لیے بلارہی ہیں۔۔۔۔۔ اسنے جیسے وضاحت دی تھی۔

افہام بغیر کچھ بولے اٹھ کے الماری کی طرف بڑھ گیا۔ جب اسے الماری سے کپڑے نکالے دیکھ رانیہ بول پڑی۔

میں نے آپ کے کپڑے نکال دیئے ہیں وہ صوفے پر رکھے ہیں۔۔۔ اسکی بات کو نظر انداز کرتے افہام دوسرے کپڑے لیئے واشروم میں کھس گیا۔۔۔
اسنے اسے اتنی بری طرح نظر انداز کیا تھا کہ رانیہ کا چھوٹا سادل ٹوٹ گیا۔۔۔
آنسوؤں کا گولہ گلے میں اٹھکا جسے بہت مشکل سے نیچھے اتارتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔



عائش رات کو ہمیشہ کی طرح دیر سے گھر آیا تھا۔۔۔ اسنے اپنے کمرے میں جانے کے لیئے دروازہ کھولنا چاہا جب اسے اندر سے سسکیوں کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ابہانے سب سن لیا ہے۔۔۔ اسکی سسکیوں کی آواز اسے تکلیف دے رہی

تھیں۔۔۔ وہ اسے روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن اسنے خود اسکے لیئے زندگی بھر کا رونا چنا تھا۔۔۔

اسکا شدت سے دل کیا کہ ابھی جا کے سب کچھ صحیح کر دے۔۔۔ زینب بیگم کو بول دے کہ وہ رانیہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔ وہ منا کر دے اور آ کے ابیہا کو اپنے سینے سے لگا لے۔۔۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکا اور اسکی سسکیوں کی آواز سے اپنے پھٹتے دل کے ساتھ دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

وہ صبح کمرے میں داخل ہوا تو ابیہا بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے زمین پر بیٹھی سو رہی تھی شاید وہ رات رات روتے روتے یہیں بیٹھی سو گئی تھی۔

اسے فورن دادی کی بات یاد آئی کہ "کبھی غور سے دیکھا ہے اس بچی کے چہرے کو کتنا مر جھایا ہوا ہے"۔۔۔ وہ فورن اسکے پاس آتا پنہنجھو کے بل زمین پر بیٹھتے اسکا چہرہ غور سے دیکھنے لگا۔۔۔

اسے دادی کی بات صحیح لگی اسنے کب اسکا چہرہ غور سے دیکھا تھا۔۔۔ جب سے نکاح ہوا تھا وہ تو بس اس سے نظریں ہی چرا رہا تھا۔۔۔ اسے نظر انداز کر رہا تھا۔۔۔

آج وہ بہت غور سے اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا جو واقعہ مر جھایا ہوا تھا۔۔۔ چہرے سے دل میں چلتی توڑ پھوڑ کا پتہ لگایا جاسکتا تھا۔۔۔ سوتے میں بھی اسکے چہرے پر تکلیف دہ آثار نمایاں نظر آرہے تھے۔۔۔ آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان صاف واضح

تھے۔۔۔ اسکی یہ حالت دیکھتے اسے ڈھیروں شرمندگی نے آگھیرا۔۔۔ اسے اب احساس ہو رہا تھا کہ وہ اسکے ساتھ شاید اب تک نا انصافی کرتا آیا ہے۔۔۔ ایک بے گناہ کو سزا دیتا آیا ہے۔۔۔ اسکا دل جیسے کیسی نے مٹھی میں بند کر لیا تھا۔۔۔

اسنے بہت ہی احتیاط سے آنسوؤں کے نشانات پر ہاتھ رکھا تھا اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ اٹھنا جائے۔۔۔ اس میں ہمت نہیں تھی اسکے سوالوں کے جواب دینے کی۔۔۔

ابھی اسکی انگلیاں ابہا کے چہرے سے ٹچ ہی ہوئی تھیں کہ ابہا جو بہت ہی بے چین اور

کچھی نیند میں تھی کیسی کا گرم لمس اپنے گال پر پا کے فورن اسکی آنکھ کھل گئی۔۔۔
عائش نے فورن اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

عائش کو دیکھتے ایہا بھی جلدی سے کھڑی ہوئی۔۔۔ عائش اسکی طرف پشت کیے کھڑا
تھا جب ایہا گھوم کے اسکے سامنے آئی۔

عائش نے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور جیسے اسکا دل ڈوبتا ہی چلا گیا۔۔۔ وہ عائش کی
بھوری شرمندگی سے بھری آنکھوں میں اپنی آنسوؤں سے بھری سیاہ آنکھیں ڈالے
جن میں ناجانے کتنے سوال لیے وہ اسکے سامنے کھڑی تھی۔

عائش میں نے کیا بگاڑا ہے آپ کا۔۔۔ کیوں مجھے اتنی بڑی سزا دے رہے ہیں۔۔۔
وہ دونوں مٹھیوں میں اسکی شرٹ دبوچے جیسے اپنا قصور پوچھ رہی تھی۔۔۔ مگر عائش
خاموش رہا آج اسنے اس سے بھاگنے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ اسکے سامنے خاموشی
سے کھڑا تھا۔۔۔

آپ کچھ بولتے کیوں نہیں۔۔۔ بولیں کس بات کی سزا دے رہے ہیں آپ مجھے۔۔۔ اس بات کی کہ میں نے آپ سے محبت کی یا اس بات کی کہ میں نے اپنے گھر والوں کو ناچن کے آپ کو چنا۔۔۔ آپ کی محبت کو چنا۔۔۔ یا شاید یہ مجھے سزا مل رہی ہے اپنے بابا کا دل دکھانے کی۔۔۔ بتائیں عائش ان میں سے میری کون سی غلطی کی سزا مجھے مل رہی ہے بولیں،،، جواب دیں۔۔۔ وہ حزیانی انداز میں چیخی تھی۔۔۔ اسکی آواز سے اسکی تکلیف کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ اذیت میں ہے۔

عائش خود سے کیئے ہر وعدے کو بھول کے ایہا کو اپنے سینے سے لگا گیا۔۔۔۔۔

اسکے سینے سے لگتے ہی ایہا بری طرح سسکا اٹھی۔۔۔۔۔ عائش کی آنکھوں سے دو آنسو بہہ کر ایہا کے بالوں میں جذب ہوئے۔۔۔۔۔

پلیز عائش ایسا نہیں کریں۔۔۔ پلیز آپ دوسری شادی نہیں کریں۔۔۔۔۔ میں نہیں بانٹ سکوں گی آپ کو کسی اور کے ساتھ۔۔۔۔۔ وہ آج بکھر گئی تھی۔۔۔۔۔ اتنے دنوں

سے جو عائش کو پہلے جیسا کرنے کے لیے اپنے اندر ہمت و جذبہ لا رہی تھی آج سب ختم ہو گیا تھا وہ ٹوٹ گئی تھی اپنے ہی پیار کے ہاتھوں۔۔۔

عائش نے اپنا حصار تنگ کرتے اسے نرمی سے مخاطب کیا۔۔۔

بیا۔۔۔۔۔ اتنے دنوں بعد اسکے بیاپکار نے پر ایہا کے اندر جیسے تھوڑی سی جان آئی تھی لیکن عائش کی اگلی بات نے اسے جیسے پھر سے مار دیا تھا۔

میں فیصلہ لے چکا ہوں۔۔۔۔۔ اب مجھے یہ شادی کرنی ہی ہوگی۔۔۔۔۔ میں انہیں زبان دے چکا ہوں۔۔۔۔۔ انہیں ایک امید میں باندھ چکا ہوں۔۔۔۔۔ اب کچھ بھی ہو جائے میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔۔۔۔۔ اور تمہیں بھی آمنہ کو قبول کرنا ہوگا۔۔۔۔۔ اسکی آواز نے جیسے اسکے کانوں میں سور پھونکا تھا۔۔۔

چھ دن بعد میرا نکاح ہے۔۔۔۔۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔۔ وہ اسکے ماتھے پر محبت کی پہلی مہر ثبت کرتا کرے سے نکلتا چلا گیا اور ایہا اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔

وہ کتنی آسانی سے کہہ کے چلا گیا تھا کہ مجھے معاف کر دینا۔۔۔۔۔ جب ابیہا کو بے گناہ ہونے پر سزا ملتی رہی۔۔۔ اور جو اسکے دل کے دو ٹکڑے کر کے جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا مجھے معاف کر دینا حالانکہ اسے سزا مانگی چاہیے تھی نا کہ معافی۔۔۔ لیکن اب کیا،،، وہ تو چار لفظ بول کے بغیر پیچھے مڑے اپنی زندگی میں آگے بڑھ گیا تھا جب کے ابیہا وہیں کی وہیں تھی۔



تسی جا رہے ہو۔۔۔۔۔ تسی نا جاؤ نا۔۔۔۔۔ اجالا ڈریسنگ سے ٹھیک لگائے عائل کو بال بناتے دیکھ منہ بنا کے ڈرامائی انداز میں بولی۔

سب سے پہلے تو تمہارا یہ ٹی وی دیکھنا بند کروانا ہو گا۔۔۔ تم پہلے ہی ڈرامے باز ہو۔۔۔۔۔ ٹی وی دیکھ کے اور ہو رہی ہو۔۔۔۔۔ عائل نفی میں سر ہلاتا بولا۔

عائل میں ڈرامہ نہیں کر رہی پلیز آج نہیں جائیں نا میں بور ہو جاؤں گی گھر میں۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ تھامے منت کر رہی تھی۔

تمہاری بوریٹ دور کرنے کا ایک بہت اچھا آئیڈیا ہے میرے پاس۔۔۔ عائلے نے
ابرواچکائے کہا۔

کیا۔۔۔ اجالا نے تجسس سے پوچھا۔

تم پڑھائی شروع کر دو ایسے تمہارا ٹائم بھی پاس ہو جائے گا اور تم بور بھی نہیں ہو
گی۔۔۔ عائلے نے مسکراہٹ دبائے پر جوشی سے کہا جب کے اجالا کا منہ بن گیا۔۔۔۔
اور وہ اسکا ہاتھ چھوڑتی پیچھے ہوئی تھی۔

میں بوریٹ سے مروں یا نامروں لیکن پڑھائی کرنے سے ضرور مر جاؤ گی۔۔۔ اجالا
نے آنکھیں گمائیں۔

تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ وہ خود پر پر فیوم چھڑکتا بولا۔

تو آپ کیا چاہتے ہیں کہ میں پڑھائی کر کے خراب ہو جاؤ۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ کمر پر
ٹکائے آنکھیں چھوٹی کیئے اسے دیکھ کے بولی جو اسکی بات پر اسے حیرت سے دیکھ رہا
تھا

پڑھائی کرنے سے کون خراب ہوتا ہے۔۔۔ اسنے گھور کے پوچھا۔

اففف۔۔۔ اسنے ماتھے پر ہاتھ مارتو عائِل نے ایک آئبر و اچکائی ایسے دیکھا جیسے

پوچھ رہا ہو اب یہ کیا تھا۔

کیا آپ نے سنا نہیں ہے کہ

کھیلو گے کو دو گے بنو گے نواب،،، "

پڑھو گے لکھوں گے تو ہو گے خراب"۔۔۔ اسکی سوالیہ نگاہوں کو سمجھتے اجالانے

ایک ادا سے کہاوت کی ٹانگ توڑی۔

کیا ہوا آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔۔ اسے آنکھیں پھاڑے دیکھ اسنے پریشانی

سے پوچھا۔

مطلب تم اس کہاوت پر عمل کرتی آئی ہو۔۔۔ اسنے کنفورم کرنا چاہا۔

ہاں۔۔۔ اور جٹ اسنے مہر لگا دی۔۔

حد ہو گئی اجالا۔۔۔ مطلب اپنے پاس سے کچھ بھی۔۔۔ اسے اسکی دماغی حالت پر شک ہوا۔

کیا اپنے پاس سے کچھ بھی۔۔۔ یہ کہاوت بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ میں نے اس پر عمل کیا ہے اور انشاء اللہ آگے جا کے اپنے بچوں کو بھی اس پر عمل کرواؤں گی۔۔۔ اجالا نے گردن اکڑا کے کہا۔۔۔ تو عامل اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔ مطلب اب وہ اس کے بچوں کو بھی نالائق بنانا چاہتی تھی۔

میں انہیں پہلے ہی ہو سٹل بھیج دوں گا پھر کرواتی رہنا عمل اپنی بکو اس کہاوت پر۔۔۔ اسے سکون سے کہا۔

ہا۔۔۔ آپ میرے بچوں کو ہو سٹل بھیج کے مجھے سے دور کریں گے۔۔۔ شرم نہیں آئے گی آپ کو۔۔۔ آپ ایک ماں کو اسکے بچوں سے دور کریں گے۔۔۔ اسنے اداسی بھرے لہجے میں ایسے کہا جیسے بچے ہو گئے ہوں اور وہ ابھی ان کو ہو سٹل بھیج رہا ہو۔

ویسے کب دے رہی ہو۔۔۔ اسنے معنی خیزی سے اسکی طرف آتے پوچھا جو اس سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑی تھی۔

کیا۔۔۔ اجالا کی سمجھ نہیں آیا کہ وہ اس سے کیا مانگ رہا ہے۔

میرے بچے۔۔۔ تاکہ میں انہیں ہو سٹل بھیجوں۔۔۔ اسکی بے باک بات سنتے اجالا کا چہرہ شرم سے سرخ ہوا جیسے دیکھ اسکے لبوں پر دلکش مسکراہٹ آئی۔

ابھی میں خود بچی ہوں تو پہلے ایک بچی سمجھالیں پھر باقی کی بعد میں سوچیں گے۔۔۔ وہ اپنی شرم چھپاتی خود کو مضبوط ظاہر کرتے بولی۔

یہ بچی کبھی بڑی نہیں ہوگی۔۔۔ وہ ٹھنڈی سانس بھر گیا۔

اچھا اب آپ جائیں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ اسے شرم آرہی تھی تبھی اسے جلدی سے بھگاری ہی تھی۔۔۔۔

لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ نا جاؤ۔۔۔۔۔ یہیں گھر میں رہ کے تمہارے ساتھ وقت گزاروں۔۔۔۔۔ آفٹر آل تم بور جو ہو رہی ہو۔۔۔۔۔ وہ اسکی کمر میں بازو حائل کرتا شرارت بھرے لہجے میں بولا۔

اسکی بدلتی نگاہوں سے اجالا گھبراتی نفی میں سر ہلانے لگی۔
نہیں آپ جائیں میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔ بلکل بھی بور نہیں ہو رہی۔۔۔۔۔ وہ جلدی سے بولی۔

پکاہ۔۔۔۔۔ اسکے پوچھے پر وہ تیزی سے ہاں میں سر ہلا گئی۔۔۔۔۔
او کے پھر اپنا خیال رکھنا۔۔۔۔۔ میں شام کو جلدی آنے کی کوشش کروں گا، ہم۔۔۔۔۔
وہ اسکے لبوں کو چومتا کمرے سے نکل گیا۔

اسکے جاتے ہی اجالا نے شرما کے دونوں ہاتھوں میں چہرہ اچھپا لیا۔

رانیہ میں ایہا سے ملنے جا رہی ہوں تم چلو گی۔۔۔ افہام اور شاہ ویر کے جانے کے بعد رانیہ اور حیات لان میں بیٹھی چائے پی رہی تھیں جب حیات رانیہ کو مخاطب کر کے بولی۔

نہیں بھا بھی آپ چلی جائیں۔۔۔ بلکہ میں تو کہتی ہوں آپ بھی ناجائیں اگر حویلی میں کسی کو پتہ چل گیا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔۔ رانیہ نے اسے انجام سے واقف کیا۔

رانیہ ایہا ہمارے گھر کی بچی ہے۔۔۔ ہم اسکی خیر خبر نہیں رکھیں گے تو کون رکھے گا۔۔۔ حیات نے ماتھے پر بل ڈالے کہا۔۔۔ اسے رانیہ سے ایسی بات کی امید نہیں تھی۔

وہ بات ٹھیک ہے بھا بھی لیکن آپ جانتی ہیں ناداداجان نے سختی سے کہا ہے کہ ایہا سے کوئی رابطہ نہیں رکھے گا۔۔۔ رانیہ نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتے سمجھایا تھا۔

کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا اور اگر چلتا بھی ہے تو میں خود بات کر لوں گی۔۔۔ حیات نے سر جھٹ کے کہا۔

جیسی آپ کی مرضی بھا بھی۔۔۔ رانیہ نے بھی ہار مان لی۔

ویسے بھا بھی آپ کے پاس ایہا کے گھر کا پتہ کہاں سے آیا۔۔۔۔ رانیہ نے اپنے دماغ میں آتا سوال پوچھا

شاہ ویر نے دیا ہے۔۔۔۔ حیات نے سکون سے بتایا

بھائی کو پتہ ہے کہ آپ وہاں جا رہی ہیں۔۔۔۔ رانیہ نے حیرت سے استفسار کیا۔

ہاں میں ان کو بتا کے ہی جا رہی ہوں اور انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔۔ حیات نے بتایا تو رانیہ سمجھ کے سر ہلا گئی۔۔۔۔ اب جب شاہ ویر کو ہی کوئی اعتراض نہیں تھا تو پھر وہ کون ہوتی ہے منا کرنے والی۔

افہام آج خاص میرے ہاتھ کے کھانے کی فرمائش کر کے گیا ہے۔۔۔ تو میں کھانا بنا

دوں گی تم آفس لے جانا۔۔۔ میں تمہیں آفس چھوڑتی ہوئی ایہا کے گھر چلی جاؤں

گی،،، ٹھیک ہے!!!!۔۔۔ حیات نے بات کے آخر میں پوچھا تو رانیہ کا چائے پیتا ہاتھ تھما۔

بھا بھی آپ دیتی ہوئی چلی جائے گا مجھے جانے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ رانیہ آہستہ سے منمنائی لیکن اسکی آواز اتنی تیز ضرور تھی کہ حیات نے با آسانی سن لیا تھا۔

رانیہ افہام تم سے کھینچا کھینچا رہتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم بھی اس سے دور رہو۔۔۔ اس سے بات کرو۔۔۔ اس کے دل میں اپنی جگہ بنانے کی کوشش کرو۔۔۔ اس کا جو ٹوٹا ہوا دل ہے اسے پھر سے جوڑنے کی کوشش کرو۔۔۔ اس کے دل پہ دستک دو۔۔۔ اور یہ سب جی بھی ہو گا جب تم پہل کرو گی۔۔۔

اور یہ نہیں سمجھنا کہ تم پہل کرو گی تو تمہاری انا ہرٹ ہو گی۔۔۔ کیونکہ میاں بیوی کے بیچ کبھی آنا ہوئی ہی نہیں چاہیے۔۔۔ اس لیے تم کبھی اپنے رشتے کے بیچ انا کو نہیں لانا۔۔۔ اگر کسی رشتے میں انا آجائے نا تو اسے دو دن نہیں لگتے ختم ہونے میں۔۔۔۔۔ سمجھ رہی ہونا میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔۔۔۔ حیات نے بہت پیار سے سمجھایا تھا جس پر اسنے سر جھکائے ہاں میں سر ہلایا۔

رانیہ کیا پتہ کہ تم اسکی طرف ایک قدم بڑھاؤ تو وہ تمہاری طرف دو قدم بڑھائے۔۔۔ تم ایک بار کوشش تو کرو۔۔۔ مجھے پورا یقین ہے سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ حیات کے یقین بھرے لہجے پر رانیہ کو بھی یقین ہونے لگا تھا۔۔۔

وہ اس سے کھینچا کھینچا رہتا تھا۔۔۔ اسکی ذات سے انجان رہتا تھا لیکن یہ کب تک ہوتا۔۔۔ آگے تو اتنی بڑی زندگی پڑی ہے کب تک وہ برداشت کرتی۔۔۔ وہ اپنے دل میں اب عہد کر چکی تھی کہ افہام کو واپس پہلے جیسا کر کے ہی رہے گی۔۔۔۔۔ چلو چل کے کھانا بناتے ہیں پھر نکلیں گے ہم۔۔۔ حیات نے اٹھتے ہوئے کہا تو رانیہ بھی اسکے ساتھ ہی ہوئی۔



دو پہر تک کھانا بنانے کے حیات اور رانیہ دونوں گھر سے نکل گئیں۔۔۔ حیات نے رانیہ کو آفس کے باہر چھوڑا اور خود ایہا کے گھر کی جانب بڑھ گئی۔

رانیہ گہری سانس بھارتی خود کو کمپوز کرتی آفس کے اندر بڑی۔۔۔

افہام اور بھائی کہاں ہیں۔۔۔ اسنے ریسپشن پہ آ کے پوچھا۔۔۔ وہاں تقریباً سب ہی لوگ اسے جانتے تھے کیونکہ وہ پہلے بھی اجالا کے ساتھ آفس آچکی تھی۔۔۔ جب افہام باہر پڑھنے گیا ہوا تھا۔

شاہ ویر سر تو کسی میٹنگ کے لیے باہر گئے ہیں اور افہام سر میٹنگ روم میں ہیں۔۔۔ ریسپشن پر کھڑی لڑکی نے بتایا

کتنا ٹائم ہے میٹنگ ختم ہونے میں۔۔۔ اسنے پھر پوچھا

میم تھوڑی دیر اور ہے بس آپ جب تک افہام سر کے کمرے میں چلی جائیں۔۔۔۔ لڑکی نے مؤدب انداز میں کہا۔

کہاں ہے انکا کمرہ۔۔۔ اسنے پوچھا۔

میم یہاں سے سیدھا جا کے آگے سے رائٹ پر فور تھر روم ہے۔۔۔۔

اوکے۔۔۔۔ رانیہ کہتی اسکے بتائے راستہ پر چل دی۔

وہ افہام کے کمرے میں آئی تو سامنے ہی دیوار پر افہام کی ایک بڑی سی تصویر لگی تھی جس میں وہ تھری پیس سوٹ پہنے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ سجائے۔۔۔ چمکی آنکھوں میں شوخی لیئے شان سے کھڑا تھا۔۔۔

اسکی مسکراتی تصویر دیکھتے رانیہ کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آئی۔۔۔ وہ تصویر میں کھوئی اسکے چہرے پر ہاتھ پھیر رہی تھی جب کیسی نسوانی آواز نے اسے مخاطب کیا۔ کون ہو تم۔۔۔ آواز سنتے وہ چونک کے پٹی جہاں جینس شرٹ پہلے اس پر کھٹنوں تک آتا کوٹ پہلے بال کھولے تیکھے نقوش والی ایک لڑکی کھڑی اسے گھور رہی تھی جی میں رانیہ۔۔۔ رانیہ نے آرام سے بتایا

کون رانیہ اور یہاں افہام سر کے کین میں کیا کر رہی ہو۔۔۔ اگر تمہیں کچھ چاہیے یا کسی جو ب وغیرہ کے لیئے آئی ہو تو تمہیں باہر ویٹ کرنا چاہیے تھانا اندر کیوں آئی ہو۔۔۔ وہ لڑکی اسکا سادہ ساحلیہ دیکھ نخوت سے بولی۔

آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں میں افہام کی بیوی ہوں۔۔۔۔۔ رانیہ نے اپنا تعارف کروایا جو شاید سامنے کھڑی لڑکی کو اچھا نہیں لگا تبھی اسکے چہرے کے نقش بگڑے۔

او تو وہ تم ہو جس نے افہام سر کی زندگی سے سکون چھین لیا ہے۔۔۔۔۔ انکی مسکراہٹ چھین لی ہے۔۔۔ کیا تمہیں شرم نہیں آئی کسی کی زندگی میں زبردستی داخل ہونے سے پہلے۔۔۔ یا پھر اتنے ہنڈسم اور امیر زادے کو دیکھ تمہاری رال ٹپکنے لگی تھی۔۔۔ ہمم بولو۔۔۔ وہ لڑکی تمسخر اڑاتے لہجے میں بولی۔

اتنی ذلت پر رانیہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔ شاید وہ لڑکی اسے اسکے سادہ سے پہناوے اور سر پر لیئے دوپٹے سے اسے کسی غریب گھر کی لڑکی سمجھ رہی تھی اگر تو وہ جان لیتی کہ رانیہ بھی کسی چھوٹے موٹے گھر سے نہیں بلکہ ایک اچھے خاصے خاندانی رائس گھر سے تعلق رکھتی ہے تو شاید یہ نابولتی۔۔۔

یار پلینز مجھے بھی یہ ٹپ سکھا دونا کہ امیر لڑکوں کو کیسے پھنساتے ہیں۔۔۔۔۔ قسم سے میری بھی زندگی بن جائے گی۔۔۔ وہ لڑکی بار بار اسکی ذات کی توہین کر رہی تھی اور رانیہ کی جیسے اپنے حق میں آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔۔۔

افہام نے اسے اتنی ہمت اور حوصلہ دیا ہی کب تھا جو وہ کسی کے سامنے اپنے لیے آواز اٹھاتی۔۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی سے ایسے لہجے میں بات کرنے کی۔۔۔۔ اس پر اتنا گھٹیا الزام لگانے کی۔۔۔۔ افہام جو میٹنگ ختم کرتے اپنے روم کی طرف آیا تھا اندر سے اپنی نیو سیکٹری اور رانیہ کی آواز سنتے وہیں رکھ گیا تھا۔۔۔۔۔ لیکن جب رانیہ نے کوئی جواب نادیا تو غصے سے کمرے میں داخل ہوتا اپنی سیکٹری پر غرایا اسکے اچانک آنے پر خوف کے مارے اس لڑکی کے چہرے کا رنگ اڑا۔

س۔۔۔ سر میں تو ب۔۔۔۔ بس میم سے پوچھنے آئی تھی کہ انہیں کچھ چاہیے ت۔۔۔۔ تو نہیں۔۔۔ وہ لڑکی ڈر سے اٹک اٹک کے بولی اسے اپنی جوب جانے کا ڈر لاحق ہوا۔

شٹ اپ۔۔۔۔ میں سب سن چکا ہوں۔۔۔۔ اور سمجھ بھی جکا ہوں کے تم کیسی لڑکی ہو۔۔۔۔ تم ایک انتہائی گھٹنا لڑکی ہو جو کبھی آئینہ نہیں دیکھتی صرف دوسروں کو بے وجہ ذلیل کرتی ہے اور ایسی لڑکی کی میرے آفس میں کوئی جگہ نہیں ہے سو گیٹ آؤٹ۔۔۔ افہام دروازے کی طرف انگلی کرتے غصے سے دھاڑا اسکی آواز سنتے کافی لوگ وہاں آگئے تھے۔۔۔۔ رانیہ ڈر سے کانپ اٹھی تھی اسنے پہلی بار افہام کو اتنے غصے میں دیکھا تھا۔۔۔۔ ورنہ وہ غصہ کہاں کرتا تھا۔

سر۔۔۔۔ سر سوری مجھے سے غلطی ہو گئی مجھے معاف کر کے ایک موقع اور دیں۔۔۔ اس لڑکی نے التجاء کی۔

فہاد۔۔۔۔ آپ اس لڑکی کا سارا حساب کر کے دس منٹ کے اندر اندر اسے یہاں سے چلتا کریں۔۔۔ ورنہ آپ کی جوب بھی گئی۔۔۔ اسنے مینجر کو غصے سے گھورتے کہا تو اسنے تھوک نگلا۔

سر پلیز مجھے معاف کریں۔۔۔ اس لڑکی نے اپنی تزیل پر شرمندگی سے کہا۔

کیا تم نے سنا نہیں نکل جاؤ یہاں سے ورنہ میں تمہیں دھکے دے کے نکلواؤں گا اور یہ بھی دھیان رکھوں گا کہ تمہیں کہیں اور جو ب ناملے۔۔۔۔۔ وہ سر دین سے بولا تو لڑکی اسکی دھمکی سے ڈرتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔۔

اسکے کمرے سے نکلتے ہی افہام نے زور سے دروازہ بند کیا جس پر رانیہ کا دل اچھل کے حلق میں آیا۔۔۔۔۔

وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا رانیہ کے سامنے رکا اور اسے بازو سے پکڑتے اپنے قریب کیا۔ اسکے قریب آنے اور غصے سے لال ہوتی انکھیں دیکھ رانیہ کا سانس سینے میں اٹکا۔ میرے سامنے تو تمہاری بہت زبان چلتی ہے اب کیوں کچھ نہیں بولا اس لڑکی کو۔۔۔۔۔ وہ اسکے چہرے کے بالکل قریب آتے سر دوسپاٹ لہجے میں اسے گھورتے ہوئے بولا تو رانیہ کو اپنی جان جاتی محسوس ہوئی۔

بولو اب تمہارے حلق سے آواز نہیں نکل رہی۔۔۔۔۔ اسنے اسکے بازو کو جھٹکا دیا لیکن پکڑ پھر بھی نہیں چھوڑی۔۔۔۔۔ اسے شدید غصہ آرہا تھا رانیہ کے چپ رہنے پر۔۔۔۔۔

وہ چاہتی تو اس لڑکی کو منہ توڑ جواب دے سکتی تھی لیکن نہیں وہ خاموش رہی اور اسکی باتیں سنتی رہی جس پر افہام کو آگ لگی تھی۔۔۔۔ اور اس آگ پر پٹرول کا کام رانیہ کی چپی نے کیا تھا۔

ڈرائیور سے بول رہا ہوں وہ تمہیں گھر چھوڑ دے گا۔۔۔ افہام اسے چھوڑتا دو قدم پیچھے ہوتے اب کی بار ضبط کرتے بولا تھا۔۔

مگر میں آپ کے لیئے کھانا لائی تھی۔۔۔۔ اسنے اتنی آہستہ سے کہاں کے افہام نے بامشکل سنا تھا۔

میں نے کہاں گھر جاؤ۔۔۔۔۔ تو جاؤ۔۔۔۔۔ افہام نہیں چاہتا تھا کہ وہ یہاں رکے اور وہ اپنا غصہ اس پر اتارے اس لیئے اسے گھر بھیج رہا تھا۔

اسکے سختی سے کہنے پر رانیہ پھر چپ ہوتی خود سے کیا وعدہ بھول گئی اور افہام کو ایک بار پھر غصہ دلا گئی۔۔۔۔۔ نا جانے کیوں افہام چاہتا تھا کہ وہ اس سے بات کرے چپ

نارہے لیکن یہ لڑکی شاید کچھ زیادہ ہی ڈرتی تھی اس سے تبھی کچھ نہیں بولتی تھی اسکے آگے۔۔۔ یا یہ کہا جائے کے جہاں بولنا ہوتا تھا وہاں نہیں بولتی تھی۔

افہام نے ڈرائیور کے ساتھ رانیہ کو بھیج دیا تھا اور اب خود سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھ گیا تھا۔۔۔

رانیہ کی ڈری سہمی آنکھیں بار بار اسکے سامنے آرہی تھی وہ کیسے اس سے ڈر سکتی تھی۔۔۔۔ اسنے تو کبھی اس سے کچھ بولا بھی نہیں تھا۔۔۔۔

ہاں اسے یاد آیا اسنے تو واقعی کبھی اس سے کچھ نہیں بولا تھا اس سے بات بھی نہیں کی تھی۔۔۔ اسے کبھی خود سے مخاطب بھی نہیں کیا۔۔۔۔ اور وہ امید کر رہا تھا کہ وہ اس سے ڈرے ناجو بات ہے کھل کے کہے۔۔۔۔ جب کے اس نے تو ایسی کوئی امید اسے دی ہی نہیں تھی جس پر وہ اس سے کھل کے بنا ڈرے اسکے سامنے بول پاتی۔۔۔۔



حیات اس شاندار بنگلے کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔ اسنے گیٹ بجایا تو گاڈ نے دروازہ کھولا۔

مجھے ایہا سے ملنا ہے۔۔۔ حیات نے کہا تو گاڈ اسے انتظار کرنے کا بولتا اندر فون کرنے لگا۔

بڑی بیگم صاحبہ کوئی لڑکی آئی ہے چھوٹی بی بی سے ملنے۔۔۔ دادی جان جو لائیچ میں ہی بیٹھی تھیں انہوں نے انٹر کو مپ اٹھایا تو گاڈ نے عطلاح دی۔

ٹھیک ہے اندر بھیج دو۔۔۔ دادی جان کو لگا اگر ایہا سے کوئی ملنے آیا ہے تو کیا پتہ کوئی حویلی سے آیا ہو اس لیے انہیں نے فورم اندر بلا لیا۔

آپ اندر چلی جائیں میڈم۔۔۔ گاڈ نے دروازہ کھولتے کہا تو حیات سر ہلاتی اندر بڑھ گئی۔

حیات راہداریوں سے گزرتی ہوئی لائیچ میں آئی تو سامنے ہی ایک عمر رسیدہ خاتون بیٹھی تھیں۔۔۔ حیات سمجھ گئی کہ یہ ضرور عائش کی دادی ہوں گی کیونکہ شاہ ویر نے

بتایا تھا کہ عائشہ اپنی دادی کے ساتھ رہتا ہے اسکے ماں باپ کا ایک اکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا تھا۔

اسلام و علیکم۔۔۔ حیات نے انکے پاس آتے ادب سے سلام کیا۔

و علیکم اسلام۔۔۔ آپ کون ہو بیٹا۔۔۔ دادی ایک پل کو اسکی بھوری کانچ سی انکھیں دیکھ چو نکیں۔۔۔

جی میں حیات ہوں۔۔۔ ایہا کی بھابھی۔۔۔ اس سے ملنے آئی ہوں۔۔۔ دادی کے بیٹھنے کے اشارے پر وہ بیٹھتی مسکرا کے بتانے لگی۔

آپ حویلی سے آئی ہو۔۔۔ انہوں نے اسکی آنکھوں میں دیکھ استفسار کیا۔
جی۔۔۔۔

کہاں ہے آنٹی ایہا۔۔۔ اسنے جواب دیتے ایہا کا پوچھا۔

وہ اپنے کمرے میں ہے اسے صبح سے بخار ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی میں اسے کھانا اور دوائی کھلا کے آئی ہوں۔۔۔۔ دادی نے نرمی سے بتایا۔۔۔۔ وہ جب صبح ابیہا کے کمرے میں گئی تھیں تو اسے بہت تیز بخار تھا۔۔۔۔ عائش جاچکا تھا انہیں نے اسے فون بھی کیا لیکن وہ اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔۔۔۔ اس لیے انہوں نے ڈاکٹر کو گھر پر ہی بلا لیا تھا۔۔۔۔ جو اسے چیک کر کے چلا گیا تھا

کیا اسکو بخار ہے۔۔۔۔ پلیز کیا میں اس سے مل سکتی ہوں۔۔۔۔ حیات بے چین ہوئی۔۔۔

ہاں ہاں بیٹھا آپ مل سکتی ہو اوپر جا کے دوسرا کمرہ اسکا ہے آپ چلی جاؤ۔۔۔۔ دادی کے بتانے پر وہ شکریہ کہتی اوپر بڑھ گئی۔

اس نے دروازہ کھولا تو سامنے ہی ابیہا بیڈ پر لیٹی تھی۔۔۔۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی اس کے پاس آئی۔۔۔۔ اسنے اسکا چیرا دیکھا جو بالکل پیلا پڑ چکا تھا۔۔۔۔ پہلے والی رونق ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہی تھی۔۔۔۔ حیات کو دکھ ہوا اسکی یہ حالت دیکھ کر۔

ایہا۔۔۔ حیات نے بہت پیار سے پکارا۔

اپنے نام کی پکار اور جانی پہچانی آواز سنتے ایہا نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔

بھابھی۔۔۔ حیات کو سامنے کھڑا دیکھ وہ جلدی سے اٹھنے لگی کہ بدن ٹوٹنے کی وجہ سے اٹھا ہی نہیں گیا۔

آرام سے۔۔۔۔ حیات نے اسے اٹھنے میں مدد کی

ایہا یہ کیا حال بنا لیا ہے تم نے اپنا۔۔۔ حیات نے حیرت سے اس کے پاس بیٹھتے پوچھا تو وہ روتی ہوئی اس کے گلے لگ گئی۔۔۔

ایہا کیا ہوا کیوں رو رہی ہو۔۔۔۔ حیات پریشان ہوئی۔

آپ سب کی بہت یاد آتی ہے بھابھی۔۔۔ بابا لالا مجھے سے ناراض ہوں گے نا مجھے ان کی بھی بہت زیاد یاد آتی ہے۔۔۔۔ وہ ایک وجہ بتاتی دوسری چھپا گئی۔

وہ عائش کی دوسری شادی کا بتا کے اپنی وجہ سے کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی

ایہا دیکھنا ایک دن سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔ وہ اسکی پشت تھپتھپاتی تسلی دینے لگی۔

کچھ ٹھیک نہیں ہو گا بھابھی کبھی بھی کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ وہ روتے ہوئے ہچکیاں لیتی بولی

ایہا بس رونا بند کرو۔۔۔۔۔ لو پانی پیو۔۔۔۔۔ حیات نے اسے خود سے الگ کرتے پانی کا گلاس اٹھا کے اسکے ہونٹوں سے لگایا تو اسنے دو گھونٹ بھرتے گلاس پیچھے کر دیا
آپ جانتی ہیں بھابھی عائش کون ہے۔۔۔۔۔ ایہا نے آنکھیں صاف کرتے سوال کیا
کون۔۔۔۔۔ حیات نے نا سمجھی سے پوچھا۔

مدیحہ پھپھو کے بیٹے ہیں وہ۔۔۔۔۔ ایہا کے بتانے پر حیات ساکت ہوئی۔۔۔

کیا واقعی۔۔۔ حیات نے کنفروم کرنا چاہا۔۔۔ تو وہاں میں سرہلاتی اسے سب بتاتی چلی گئی جو اسے دادی نے بتایا تھا لیکن اپنے ساتھ عائشہ کارویہ اور اسکی شادی کی بات چھپا گئی۔

ایہا پھر تو ہمیں یہ بات حویلی میں بتانی چاہیے۔۔۔ حیات نے کہا تو اسے فورن نامیں سرہلایا۔

نہیں بھابھی اگر دادا جان کو پتہ چلا کہ آپ یہاں مجھ سے ملنے آئی تھیں تو وہ آپ سے اور بھائی سے بھی ہر تعلق ختم کر لیں گے۔۔۔ پلیز آپ انہیں کچھ نہیں بولے گا۔۔۔ ایہا نے اسکا ہاتھ پکڑتے منت کی تو حیات اسکی بات پر دھیرے سے ہاں میں سرہلا گئی جب کہ وہ دل میں ارادہ کر چکی تھی سب سے بات کرنے کا۔

آپ نے کچھ کھایا۔۔۔ میں آپ کے لیے کچھ منگواتی ہوں۔۔۔ ایہا اٹھ کے جانے لگی تو حیات نے روک دیا

نہیں ایسا بس میں تمہیں دیکھنے تم سے ملنے آئی تھی۔۔۔۔۔ اب میں چلوں گی۔۔۔۔۔
لیکن جانے سے پہلے ایک بات ضرور پوچھوں گی کیا عائش تمہیں خوش رکھ رہا ہے
۔۔۔۔۔ حیات اسکے چہرے پر نظریں جمائے اسکے ہر ہر ایکسپریشن پر نظر رکھتے پوچھ
رہی تھی۔

جی بھابھی وہ مجھے بہت خوش رکھتے ہیں۔۔۔۔۔ اسکے چہرے پر ایک سایہ سا آ کے
گزر ا جو حیات نے بھی نوٹ کیا تھا

لیکن مجھے تمہاری حالت دیکھ کے تو نہیں لگ رہا۔۔۔۔۔ کبھی دیکھا ہے شیشے میں خود
کو۔۔۔۔۔ رنگ کیسا پیلا پڑھ گیا ہے۔۔۔۔۔ آنکھوں کے نیچھے کتنے ڈارک سرکلز
ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ تم ایسی تو نہیں تھیں پہلے۔۔۔۔۔ حیات جیسے اسے آئینہ دیکھا رہی
تھی۔

بابا کی ناراضگی مجھے چین سے رہنے ہی کہاں دیتی ہے بھابھی۔۔۔۔۔ اسنے بات گھمائی۔

میں نے کہاں نا تم پریشان نہیں ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ تو تم بس خود پر دھیان دو خود کو ٹھیک کرو۔۔۔ حیات نے مسکرا کے سمجھایا تو وہ بھی پھیکا سا مسکرا دی۔

اچھا اب میں چلتی ہوں۔۔۔۔ پھر آؤ گی تم سے ملنے اور ہاں یہ تو دینا ہی بھول گئی۔۔۔۔ یہ لو تمہارا فون۔۔۔ کم سے کم بات تو ہو جایا کرے گی۔۔۔ حیات جانے کے لیے اٹھی تو اسے یاد آیا ایہا کا فون دینا اسنے بیگ سے فون نکالتے ایہا کو دیا جو اسنے تھام لیا۔

وہ حویلی سے اسکا فون ساتھ لے کے ہی آئی تھی اور اصل میں اسکا یہاں آنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ صرف ایہا سے ملنا چاہتی تھی۔

بھابھی آپ مجھ سے ملنے آئی آپ کا بہت بہت شکریہ۔۔۔۔ سچ کہوں تو میرا تھوڑا دل ہلکا ہو گیا۔۔۔ ایہا کی آنکھوں سے آنسوؤں نکلے۔

اسنے نہیں پوچھا تھا کہ وہ کیسے آئی ہے اسے اس کے گھر کا کیسے پتہ چلا ہے۔۔۔۔۔ یا وہ کسی سے پوچھ کے بھی آئی ہے یا نہیں۔۔۔ کسی کو پتہ بھی ہے یا نہیں۔۔۔ اس کے لیے بس اتنا ہی کافی تھا کہ وہ اس سے ملنے آئی ہے۔

بس اب رونا نہیں ہے۔۔۔ میں تم سے بات کرتی رہیں گی اور ساری اپڈیٹ لیتی رہوں گی، ہم تم۔۔۔ حیات شرارت سے کہتی دوچار اور باتیں کرنے سب کی خیر خیریت پوچھنے کے بعد وہ وہاں سے نکل گئی۔۔۔

آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔۔ سر میں درد ہے تو میں دبا دوں۔۔۔۔۔ افہام کو بیک گراؤنڈ سے ٹیک لگائے سر پکڑے بیٹھے دیکھ رانیہ فکر مندی سے اس کے پاس آتی بولی۔ کوئی ضرورت نہیں ہے تم اپنا کام کرو۔۔۔ اسنے روکھے لہجے میں جواب دیا۔۔۔ وہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔۔۔ رانیہ ہاتھ مسلتی ہمت کر کے بولی۔۔۔

جلدی بولو۔۔۔ وہ ویسے ہی سر پکڑے بے زاریت سے بولا

سوری بولنا تھا۔۔۔ اسنے آہستہ سے کہا۔

کس لیے۔۔۔ وہ سر سے ہاتھ ہٹاتے ایک آنبر واچکائے پوچھنے لگا۔

وہ اس دن حویلی میں،،، میں نے کچھ زیادہ ہی بول دیا تھا۔۔۔ مجھے ایسا نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔۔ اس لیے سوری۔۔۔ رانیہ کے شرمندگی سے کہنے پر افہام غور سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا جیسے ڈھونڈ رہا ہوں کہ وہ واقعی شرمندہ ہے یا بس ڈرامہ کر رہی ہے۔

ٹھیک ہے۔۔۔ جب اسے کافی دیر ڈھونڈ کے بعد بھی وہاں سوائے شرمندگی کے کچھ ناملا تو نارمل انداز میں بولا۔۔۔ تو وہ بھی ہلکے سے مسکراتی اپنی جگہ پر جانے کے لیے پلٹی۔۔۔ لیکن افہام کی آواز نے اسے جاتے قدم روک دیئے۔

سنو۔۔۔ میری طرف سے بھی سوری۔۔۔ اس دن غصے میں میں نے نا جانے کیا کیا بول دیا تھا۔۔۔ تم پر الزام بھی لگا دیا تھا۔۔۔ اور ہاتھ بھی۔۔۔ خیر سوری۔۔۔ افہام کو بھی اپنی غلطی کا احساس تھا لیکن اسکی انا پیج میں آرہی تھی کہ وہ

کیوں پہلے سوری بولتا لیکن آج جب رانیہ نے پہل کی تو افہام نے بھی اپنی غلطی مانتے معافی مانگ لی۔

کوئی بات نہیں۔۔۔ رانیہ تو جیسے خوش ہی ہو گئی تھی اسکے بات کرنے پر۔۔۔۔ اپنی غلطی ماننے پر۔۔۔ اس لیے ہلکے سے مسکرا کے بولی تھی۔

اچھا سنو۔۔۔ وہ پھر سے جانے لگی تھی جب افہام نے پھر آواز دی۔

جی۔۔۔ اسنے مڑتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

سر دبا دو گی سر میں کافی درد ہو رہا ہے۔۔۔ افہام نے اسکے معصوم چہرے کو دیکھتے کہا جو اسکی بات سنتے خوشی سے چمک اٹھا تھا۔

جی کیوں نہیں۔۔۔ اسکی مسکراہٹ سے افہام صاف پتہ لگا سکتا تھا کہ وہ خوش ہے اور رانیہ نے بھی اپنی مسکراہٹ چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔۔

اسکے چہرے پر مسکراہٹ دیکھنا جانے کیوں افہام کو اپنے اندر ایک سکون اترتا محسوس ہوا۔۔۔ اتنے دنوں کی بے سکون ختم ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔ اسے اچھا لگا تھا

کہ اسکی وجہ سے کوئی ہنس رہا ہے، مسکرا رہا ہے۔۔۔ اسے اب سمجھ آنے لگا تھا کہ وہ رانیہ کے ساتھ بہت غلط کرتا آیا ہے۔۔۔ اور اب وہ اپنی غلطی سدھارنا چاہتا تھا۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ زندگی ایسے نہیں چلے گی۔۔۔ زندگی میں اسے بھی سکون چاہیے تھا جو شاید اسے اپنی محرم کے ساتھ ہی ملنا تھا۔۔۔

وہ اس کے بیٹھنے کے لیے جگہ بناتا لیٹ گیا۔۔۔

رانیہ جلدی سے اس کے سرہانے بیٹھتی جھجھکتے ہوئے اس کے سر پر اپنے ٹھنڈے ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

اس کے ٹھنڈے ہاتھ اپنے ماتھے پر لگتے ہی افہام کے اندر سکون کی ایک لہر دوڑ گئی۔۔۔

رانیہ ہلکے ہلکے اس کے سر کو دبا رہی تھی اور افہام سکون محسوس کرتا نیند کی وادی میں

جاتا جا رہا تھا۔۔۔ وہ آج جتنا خوش ہوتی اتنا کم تھا۔۔۔ آج افہام نے اسے خود سے

مخاطب کیا اور تو اور سر بھی دبانے کو کہا۔۔۔

کہا وہ اسے اپنے قریب بھی نہیں آنے دیتا تھا اور آج اس سے سر دبوڑا ہوا تھا۔۔۔ رانیہ نے مسکراتی نظروں سے افہام کو دیکھا جو آرام سے سو رہا تھا۔۔۔ لیکن افہام کی اگلی حرکت نے اسکی آنکھیں پوری کھول دی تھیں۔

افہام نیند میں ہی رانیہ کی گود میں سر رکھے اسکے گرد بازوؤں کا حصار بنا گیا تھا۔۔۔ اس حرکت پہ تو رانیہ سانس روک گئی۔۔۔ اسکا چہرہ شرم و حیا سے لال پڑا۔۔۔ سر دباتا ہاتھ تھم گیا۔

اسے لگا وہ جاگ رہا ہے اس لیے تھوڑی دیر ویسے ہی بیٹھی رہی۔۔۔ پھر افہام کے ہلکا ساہ کسمسانے پر واپس اسکا سر اپنے کانپتے ہاتھوں سے دبائے لگی۔

اسکی اتنی سی قربت نے اسکی سانسیں روک دیں تھیں۔۔۔ ابھی تو وہ سو رہا تھا اگر یہی حرکت جاگتے میں کرتا تو پھر وہ کیا کرتی۔۔۔۔۔ بس یہی سوچتے اسکی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔۔۔۔۔ اور وہ سر دباتے دباتے کب سو گئی پتہ ہی ناچلا۔



(کچھ دن بعد)

رانیہ میرے کپڑے نکال دینا مجھے ایک میٹنگ پر جانا ہے شام میں۔۔۔۔۔ اور ہاں تم بھی تیار رہنا تم بھی میرے ساتھ ہی جاؤ گی۔۔۔ میٹنگ تھوڑی دیر کی ہے پھر ہم وہاں سے ڈنر کے لیے جائیں گے۔۔۔۔۔ افہام باہر سے آیا تو سب ہال میں ہی بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔۔۔ جب افہام نے رانیہ کو مخاطب کرتے کہا۔۔۔ تو وہ سب کے سامنے کہنے پر شرما کے اثبات میں سر ہلا گئی۔

وہ لوگ دو دن شہر میں رکھتے واپس حویلی آگئے تھے اور ساتھ میں افہام کو بھی لائے تھے۔۔۔ افہام رانیہ کے ساتھ کافی کھلتا جا رہا تھا۔۔۔ اب وہ اپنا ہر کام اس سے کرواتا تھا۔۔۔ اس کے ساتھ ہنسی مزاق کرنے لگا تھا۔۔۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ پہلے جیسا ہوتا جا رہا تھا تو یہ غلط نہیں ہو گا۔۔۔

افہام کو پہلے جیسا ہوتے دیکھ حویلی میں سب ہی بہت خوش تھے۔۔۔ انہیں خوشی تھی کہ رانیہ سے شادی کا فیصلہ غلط نہیں تھا۔۔۔ رانیہ کافی اچھی بیوی ثابت ہو رہی تھی جو اپنے شوہر کو اپنی پیار محبت سے جیت رہی تھی۔۔۔ اسکا ہر درد دور کر رہی تھی۔

افہام کے رانیہ سے کہنے پر سب کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔۔۔ جب کے اجالانے تو شرارت سے رانیہ کو کہنی ماری تھی جس پر رانیہ اسے گھور کے رہ گئی۔

وہ بھئی لالا کبھی ہمیں تو ڈنر پر لے کے نہیں گئے۔۔۔۔ اور اب کیسے اپنی بیگم کو ڈنر کروایا جا رہا ہے۔۔۔ اجالانے جان بوجھ کے شرارت سے طعنہ مارا۔

تو تم کیوں جل رہی ہو چھوٹی موٹی۔۔۔ تم بھی اپنے شوہر کے ساتھ چلی جاؤ۔۔۔۔۔ افہام نے کندھے آچکائے کہا۔

ہائے لالا کیوں میرا دل جلاتے ہیں۔۔۔ میرے شوہر کو تو کام سے ہی فرصت نہیں ہے جو وہ مجھے ڈنر پر لے کے جائیں گے۔۔۔ ایسا لگتا ہے میں انکی بیوی نہیں بلکہ کام

انکی بیوی ہے تبھی زیادہ وقت کام کے ساتھ گزارتے ہیں۔۔۔ وہ جلے دل سے یہ جانے بغیر بولی کے عائل اسکے پیچھے کھڑا ہے۔

تو یہ بات تم عائل لالا کہ منہ پر کیوں نہیں بولتیں۔۔۔ افہام نے اجالا کے پیچھے عائل کو کھڑا دیکھ مسکراہٹ دبا کے پوچھا۔۔۔ جب کے سب انکی باتوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

اگر وہ میرے سامنے آئیں تو بولوں نا وہ ٹکتے ہی کب ہیں گھر میں۔۔۔ اسنے سر جھٹک کے کہا۔

تو اب کہہ دو۔۔۔ اسنے آنکھوں سے پیچھے کی طرف اشارہ کیا تو اجالانے نا سمجھی سے گردن گھما کے دیکھا۔

اپنے پیچھے خود کو گھورتے عائل کو کھڑا دیکھا وہ اپنی جگہ سے اچھلی۔۔۔

ارے عائل آپ۔۔۔ آپ کب آئے۔۔۔ وہ کھڑی ہوتی تھوک نگل کے بولی۔

جب تم میری تعریفوں کے پھل باندھ رہی تھیں۔۔۔۔ اسنے دانت پیسے کہا۔

مطلب آپ نے سب سن لیا۔۔۔ وہ معصوم صورت بنائے بولی۔

نہیں۔۔۔ جب تم بول رہی تھیں اس وقت میں بہرہ ہو گیا تھا۔۔۔ عائِل طنز کرتا
کمرے کی طرف چل دیا۔

عائِل رکھیں تو۔۔۔ لا لا آپ نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ آپ کو تو میں چھوڑوں
گی نہیں۔۔۔ عائِل لال لال۔۔۔ اجالا غصے سے افہام کو کہتی عائِل کے پیچھے بھاگی تو اسکی
حالت دیکھتے ہال میں سب کا قہقہہ گونجا۔۔۔

حویلی میں پہلے کی طرح قہقہے گونج رہے تھے۔۔۔ حویلی کے دوشیطان مل کے پھر
سے رونق لگا رہے تھے۔۔۔ جو سب کے سکون کا باعث بن رہی تھی۔



دادی۔۔۔ عائش زربینہ بیگم کے کمرے کے دروازے میں کھڑا نہیں پکار رہا تھا۔
چلے جاؤ عائش یہاں سے۔۔۔ میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔ دادی جو
بیڈ پر آنکھیں بند کیئے بیٹھی ہوئی تھیں عائش کی آواز سنتے بند آنکھوں سے ہی اسے

وہاں سے جانے کا کہا۔۔۔ لہجے میں بلا کی سختی تھی۔۔۔ اور ہوتی بھی کیوں نا وہ پورے پانچ دن بعد جو گھر واپس آیا تھا۔

ایہا سے ہوئی بات کے بعد وہ جو گھر سے نکلا تھا پھر کسی کام کے سلسلے میں سیدھا اسلام آباد چلا گیا تھا۔۔۔ جانے سے پہلے کسی سے ملنا تو دور بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔۔ بس فون کرتا تھا دادی کو جنہوں نے صرف ایک بار فون اٹھایا تھا۔۔۔ اس کے بعد وہ جب بھی فون کرتا وہ کال کاٹ دیتیں تھیں۔

دادی آج میرا نکاح ہے اور آپ کو میرے ساتھ چلنا ہے۔۔۔۔۔ اسنے کمرے کے اندر قدم رکھتے نارمل انداز میں ایسے کہا جیسے یہ عام سی بات ہو۔

عائش تم نے سنا نہیں میں نے کیا کہا چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔ میں تمہارے ساتھ کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔۔۔ دادی نے آنکھیں کھولتے اسے تیکھے چنوں سے دیکھا۔۔۔۔۔ وہ پہلے بھی عائش کو سمجھا چکی تھیں لیکن وہ اپنی بات پہ اڑا ہوا تھا۔۔۔ وہ تو زینب بیگم

کے گھر جا کے انہیں بھی سمجھا کے آئی تھیں لیکن انکی ایک ہی ضد اور انکی حالت کے پیش نظر انہوں نے زیادہ کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔

دادی ایک آپ ہی تو ہیں میری۔۔۔۔۔ آپ بھی ایسا کریں گی اب۔۔۔۔۔ وہ ان کے پاس آتا انکے سامنے بیٹھے انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے بہت پیار سے بولا۔

نہیں عائش۔۔۔ ایک میں نہیں ہوں تمہاری۔۔۔ ایہا بھی ہے تمہاری۔۔۔ تمہاری بیوی ہے وہ اور تم اپنی ایک بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کرنے جا رہے ہو۔۔۔ کیا تم نے اجازت لی تھی اپنی بیوی سے۔۔۔۔۔ دادی نے بیوی پر خاصا زور دیا۔ ایہا ایڈ جسٹ کر لے گی۔۔۔۔۔ اسنے نظریں چرائیں۔

ٹھیک ہے جس دن وہ ایڈ جسٹ کر لے گی اس دن میں بھی کر لوں گی۔۔۔ اب تم جا سکتے ہو یہاں سے۔۔۔۔۔ دادی اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتی اٹھ کے واشروم میں چلی گئیں۔۔۔

وہ کافی دیر بے بسی سے وہاں بیٹھا رہا پھر ٹائم دیکھتا اٹھ کے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ وہ مرے مرے قدموں سے سیڑھیاں چڑھتا خود کو ایک اور اذیت برداشت کرنے کے لیے تیار کر رہا تھا۔۔۔ ایک اور بہت بڑا امتحان جو ابھی اسے ایہا کے سامنے جا کے دینا تھا۔

اسنے کمرے کا دروازہ کھولا تو ایہا کمرے میں موجود نہیں تھی۔۔۔۔۔ لیکن بالکنی کا دروازہ کھلا ہوا تھا جس سے وہ سمجھ گیا کہ ایہا وہاں ہے۔۔۔

اسکا دل تو بہت کیا کہ بالکنی میں جا کے ایک بار ایہا کو دیکھ لے لیکن پھر ہمت نہیں ہوئی اسکا سامنے کرنے کی۔۔۔ اس لیے جلدی سے الماری کی طرف بڑھتے اپنے کپڑے نکالنے لگا۔

کمرے میں سے آتی کھڑپڑ کی آواز سے ایہا کمرے میں آئی تو عائش الماری کھولے کھڑا تھا۔

عائش آپ آگئے۔۔۔ آپ کو بتا کے تو جانا چاہیے تھا۔۔۔ پتہ ہے آپ کو میں کتنی پریشان تھی۔۔۔ ایہا اسکے پاس آتی بس بولے جارہی تھی جب کے عائش سن کے بھی ایسا بن گیا جیسے اسنے کچھ سنا ہی نا ہو۔

عائش آپ کہیں جارہے ہیں۔۔۔ عائش کے ہاتھ میں کلف لگے سفید قمیض شلوار کو دیکھ ایہا نے عام سے لہجے میں پوچھا۔

نکاح ہے آج میرا۔۔۔ وہی جارہا ہوں۔۔۔ اگر تمہیں بھی چلنا ہے تو آسکتی ہو۔۔۔ عائش اسکے پھیکے چہرے کو دیکھتے نظریں چرا کے کہتا اسے وہیں ساکت کھڑا چھوڑوا شروم میں گھس گیا۔

نکاح۔۔۔۔ ایہا کا دماغ تو جیسے سن ہو گیا تھا۔۔۔ وہ کتنی آسانی سے کہہ گیا تھا کہ اسکا نکاح ہے۔۔۔ اور تو اور یہ جانے بغیر کے اسکے دل پر کیا گزری ہے اسے ساتھ آنے کا بھی بول رہا تھا۔

ایہا کو اپنا دماغ بالکل بند ہوتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔ اسے لگا اسکے دماغ کی نسیں پھٹ جائیں گی اگر عائش کسی اور کا ہو گیا تو وہ زندہ نہیں رہ پائے گی۔۔۔

وہ کب سے ایک ہی جگہ کھڑی خالی خالی نظروں سے عائش کی چھوڑی ہوئی جگہ پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔۔۔۔۔ جب واشروم کا دروازہ کھلنے کی آواز پر اسنے غائب دماغی سے آواز کی سمت دیکھا۔

اسکا دماغ ماؤف ہو رہا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی یہ ہو کہا رہا ہے اس کے ساتھ۔۔۔۔۔ عائش نے اسکے ساکت وجود اور بے تاثرات آنکھوں کو دیکھا تو جیسے اسکا دل کیسی نے مٹھی میں بند کیا تھا۔۔۔ اسے تکلیف ہوئی لیکن سنگدل بنائیشے کے سامنے کھڑا تیار ہوتا رہا۔

وہ تیار ہوتے ایک نگاہ غلط اسکے ساکت وجود پر ڈالے بغیر ٹیبل پر رکھی گاڑی کی چابی اور فون اٹھاتا کمرے سے نکلنے لگا۔

اسے کمرے سے نکلتے دیکھ جیسے ایہا کو ہوش آیا تھا۔۔۔ اور وہ فوراً اسکی جانب لپکتی اسکا بازو تھام گئی تھی۔

نہیں عائش آپ نہیں جاسکتے۔۔۔ آپ دوسری شادی نہیں کر سکتے۔۔۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے عائش۔۔۔ آپ اپنی بیا کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ وہ روتی ہوئی اسکا بازو تھامے اسکے سامنے آئی۔۔۔

عائش اسکا بھگالہجہ اور اسکی اذیت اچھے سے سمجھ رہا تھا۔۔۔ وہ بھی کہاں چاہتا تھا ایسا کرنا لیکن وہ مجبور تھا۔۔۔ اس لیے خاموشی سے نگائیں نیچی کیئے کھڑا رہا۔
عائش پلیز میری طرف دیکھیں نا۔۔۔ وہ اسکا چہرہ تھام گئی۔

عائش نے نظریں اٹھا کے اسکی کالی گہری آنکھوں میں دیکھا جہاں صرف ویرانی ہی ویرانی تھی۔۔۔

بیا میں مجبور ہوں۔۔۔ اسنے بے بسی سے اپنی مجبوری بیان کی۔

نہیں عائش آپ مجبور نہیں ہیں بلکہ آپ نے خود کو مجبور بنا لیا ہے۔۔۔ آپ چاہیں تو سب کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ اسے حوصلہ دے رہی تھی کہ ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا سب صحیح ہو جائے گا۔۔۔ لیکن عائش تو جیسے زینب بیگم کے شفقت بھرے احسانات کے نیچے دبا ہوا تھا۔۔۔ اس لیے وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا سوائے آمنہ کو اپنانے کے۔

عائش آپ تو مجھے سے محبت کرتے تھے نا تو کیا کوئی اپنے محبوب کو یوں تکلیف دے سکتا ہے۔۔۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں پل پل مروں۔۔۔۔۔ آپ اپنی بیا کو یوں انگاروں پر لٹائیں گے ساری زندگی کے لیے۔۔۔۔۔ وہ امید بھری نگاہوں سے اسکی بھوری آنکھوں میں جانتی بولی تو اسنے بے اختیار نظریں پھر لیں۔

میں نہیں کرتا تم۔۔۔۔۔ تم سے پیار۔۔۔۔۔ میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا تھا۔۔۔۔۔ عائش نظریں پھر تالچے کو نارمل رکھتے ہوئے بولا۔

جھوٹ بول رہے ہیں آپ۔۔۔ آپ کی آنکھیں،،، آپکا لہجہ۔۔۔۔۔ آپ کی آواز تک آپ کا ساتھ نہیں دے رہی اور آپ بول رہے ہیں مجھے سے محبت نہیں کرتے۔۔۔

عائش کیوں جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔۔ کیوں میرے لیے محبت اپنے دل میں قید کر کے بیٹھے ہیں بتاتے کیوں نہیں ہے۔۔۔ وہ اسکا چہرہ اتھا مے بھگی آواز میں قرب سے بولی۔۔۔۔ آنکھوں سے آنسوؤں تیزی سے رواں تھے۔

مجھے دیر ہو رہی ہے بیارا ستے سے ہٹو۔۔۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ آہستہ سے اپنے چہرے سے ہٹاتا جانے لگا جب ایہا نے پھر سے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

عائش پلیر خدا کے لیے مت جائیں۔۔۔ آپ نہیں جانتے ایک بیوی کبھی اپنے اور
اپنے شوہر کے بیچ کسی تیسرے کو برداشت نہیں کرتی۔۔۔ میں بھی برداشت نہیں کر
پاؤ گی۔۔۔۔ مر جاؤ گی عائش میں۔۔۔ نہیں بانٹ سکوں گی کسی اور کے ساتھ آپ
کو۔۔۔۔ وہ بے بسی اور اذیت کی آخر انتہا پر تھی۔۔۔۔ وہ اسکے سامنے بکھر رہی تھی
اور عائش بہت مشکل سے اپنے دل کو پتھر کیئے ہوئے تھا۔۔۔ وہ بڑے ضبط سے اس
کانچ کی معصوم گڑیا کو ٹوٹتے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ اور اس پر یہ دکھ کے وہ کچھ کر بھی نہیں
پارہا تھا۔

کچھ نہیں ہو گا تمہیں وقت کے ساتھ تم ایڈ جسٹ کرنا سیکھ جاؤ گی۔۔۔ وہ عام سے لہجے میں بولا تھا لیکن ایہا کو اسکا لہجہ بے رحمانہ لگا۔۔۔ عائش اپنے بازو پکڑے اسکے ہاتھ نرمی سے ہٹاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ایہا کو اپنی ساری کوشش بے کار ہوتی لگی۔۔۔۔۔ اسے اپنا دماغ پھٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔۔ قدم جیسے ایک جگہ جم گئے تھے۔۔۔۔۔ ہلنے کی ہمت بھی ختم ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ لیکن پھر بھی ایک آخر کوشش اور کی۔

عائش آپ جارہی ہیں تو جانے سے پہلے ایک بار مڑ کے اپنی زندہ بیا کو دیکھ لیں کیا پتہ پھر میں ملوں یا ناملوں۔۔۔۔۔ عائش اگر آپ چلے گئے تو آپ کی بیا مر جائے گی۔۔۔۔۔ اسکی آواز اب کے ہر خذ بے سے عاری تھی۔۔۔۔۔

عائش کے جاتے قدم ایک پل کے لیے ڈگمگائے۔۔۔۔۔ دل نے کہا نا جاؤ رک جاؤ۔۔۔۔۔ لیکن احسانات بیچ میں آرہے تھے۔۔۔۔۔ اسکی ایک قربانی سے اگر کوئی تھوڑا اور جی لیتا تو یہ اچھی بات تھی۔۔۔۔۔

وہ آ کے ایہا کو منالے گا اسے سمجھالے گا بس یہی سوچتے دروازہ بند کرتے کمرے سے نکل گیا۔۔۔ اگر تو اسے یہ پتہ ہوتا کہ اسکے جانے سے اسکا کتنا بڑا نقصان ہو گا۔۔۔ وہ ایہا کو کھودے گا تو شاید دہلیز سے ہی پلٹ آتا۔۔۔

اسکے جاتے ہی ایہا کسی بے جان وجود کی طرح زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ نا وہ سسک رہی تھی۔۔۔ نا اسکی آنکھ سے اب آنسوؤں نکل رہا تھا۔۔۔ وہ ایک دم خاموش ہو گئی تھی اتنی خاموش کہ اسے اپنی ہی سانسوں کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔۔۔ اسکی تکلیف حد سے بڑھ گئی تھی۔۔۔ اور جب تکلیف حد سے بڑھ جاتی ہے تو انسان خاموش ہو جاتا ہے ایک دم خاموش۔۔۔ پھر نا اس سے چیخا چلایا جاتا ہے اور نا آنسوؤں نکلتے ہیں۔۔۔ بس ایک قرب ہوتا ہے جو اندر ہی اندر بڑھتا انسان کو ختم کر دیتا ہے۔۔۔ اور ایہا بھی اندر ہی اندر ختم ہو رہی تھی۔۔۔

سر میں درد نے ایک دم زور پکڑا۔۔۔ ایک دم دماغ کی رگیں پھٹنے لگیں۔۔۔ درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں اور اسی کے ساتھ وہ زمین بوس ہوتی اپنی زندگی کی بازی ہارنے لگی۔۔۔

ہاں ہاں ڈاکٹر تمہیں تمہارے پیسے جلدی مل جائیں گے۔۔۔ لیکن اس سے پہلے تمہیں میرا ایک اور کام کرنا ہو گا۔۔۔ آمنہ لال رنگ کی ہلکے سے کام والی فراک ہاتھ میں لیئے زینب بیگم سے سوٹ کی ڈوری لگوانے آرہی تھی جو اس سے ٹوٹ گئی تھی۔۔۔۔ جب اندر سے آتی انکی آواز پر اسکے قدم دروازے پر ہی رک گئے۔۔۔۔

ہاں ہاں فکر نہیں کرو تمہیں تمہارے دس لاکھ مل جائیں گے۔۔۔ بس ایک بار آمنہ کا عائش سے نکاح ہو جائے پھر اس کے بعد عائش کو بلا کے کہنا کے میرا علاج ممکن ہے اور بچنے کے چانسز بھی ہیں تھوڑے۔۔۔۔ اور تم اس سے علاج کے لیئے پچاس لاکھ مانگو گی سمجھ گئیں۔۔۔۔ زینب بیگم شاید فون پر کسی کو سمجھا رہی تھیں جب کے دروازے پر کھڑی آمنہ حیرت سے منہ پر ہاتھ رکھے کھڑی سب سن رہی تھی۔

اسکے تو پیروں کے نیچے سے زمین ہی نکل گئی تھی۔۔۔ مطلب اسکی ماں اتنے دنوں تک جھوٹ بول رہی تھی۔۔۔۔ وہ مرنے والی ہیں۔۔۔ انہیں برین ٹیو مر ہے۔۔۔ یہ سب جھوٹ تھا۔۔۔ ایک دھوکا ایک فریب تھا۔۔۔ لیکن جو بات اسے پریشان کر رہی تھی وہ یہ تھی کہ وہ ایسا آخر کر کیوں رہی ہیں۔۔۔ کیا پیسے کے لیے۔۔۔ لیکن یہ گھر تو ویسے بھی عائش ہی چلا رہا ہے پھر کیوں وہ ایسا کر رہی ہیں۔۔۔

وہ دروازے سے ہی واپس اپنے کمرے کی جانب پلٹ گئی۔۔۔ وہ زینب بیگم سب سے انجان خود ہی اپنی بربادی کی طرف رہی تھیں۔۔۔۔

وہ بیمار نہیں تھیں۔۔۔ انہوں نے جھوٹ بول کے عائش کو اس نکاح کے لیے راضی کیا تھا۔۔۔ ناجانے اس نکاح کے پیچھے انکا کیا مقصد چھپا تھا۔۔۔ جو انہوں نے ایسا کیا ہے۔۔۔ لیکن آمنہ سچ سنے کے بعد عائش کے ساتھ دھوکا نہیں ہونے دے سکتی تھی۔۔۔۔ وہ جانتی تھی عائش ابہا سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔ اس سے نکاح تو بس زینب بیگم کی آخری خواہش پر کر رہا ہے لیکن وہ ایسا نہیں ہونے دے سکتی تھی وہ سچ

جانتے ہوئے بھی عائشہ کو دھوکے میں رکھتے نکاح نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ اسنے سوچیا تھا کہ عائشہ کے آتے ہی اسے اپنی ماں کا سب سچ بتا دے گی۔۔۔ پھر چاہے کچھ بھی ہو لیکن وہ کبھی غلط کا ساتھ نہیں دے گی۔



آپی آپ کو پتہ ہے بابا کی ریٹائرمنٹ میں بس کچھ ہی ہفتے بچے ہیں۔۔۔ کوئل حیات سے بولی۔۔۔ اسنے کچھ دیر پہلے ہی حیات کو فون کیا تھا جب حال چال پوچھنے کے بعد کوئل اس بات کی طرف آئی جس کے لیے اسنے فون کیا تھا۔

ہممم میں جانتی ہوں۔۔۔ حیات ڈریسنگ کی چیزیں سیٹ کرتی بولی۔

آپ کو پتہ ہے میں نے نا اسکا لرشپ کے لیے بھی اپلائے کر دیا ہے۔۔۔ کوئل نے خوشی سے بتایا۔

یہ تو بہت اچھا کیا تم نے۔۔۔ اب دل لگا کے تیاری کرنا تاکہ یہ اسکو لرشپ تمہیں ہی ملے۔۔۔ اچھا ہے پھر بابا کی جو پینشن آئے گی اس سے گھر کے باقی کے خرچے پورے ہو جائیں گے۔۔۔ حیات سکون کا سانس بھرتی بولی۔

ہممم لیکن آپنی میں سوچ رہی تھی کہ کیوں نا آپ شاہ ویر بھائی سے بات کریں کہ وہ بابا کو اپنے ساتھ آفس میں رکھ لیں۔۔۔۔ کوئل کی بات سنتے حیات کے ہاتھ تھمے۔ کوئل شاہ ویر تو کبھی منا نہیں کریں گے لیکن بابا وہ کبھی نہیں مانے گے۔۔۔ انہیں ہرگز یہ بات اچھی نہیں لگے گی کہ وہ اپنے داماد کے آفس میں جو ب کریں۔۔۔ اس لیے اس بات کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔۔ حیات نے سمجھایا۔

جی آپنی۔۔۔ آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔۔۔ اچھا آپنی آپ سے ایک اور بات کرنی تھی۔۔۔ کوئل نے کہا۔

ہاں پوچھو۔۔۔

آپی جب سے ماما بیہا آپی کی شادی سے واپس آئی ہیں تب سے کچھ بے چین بے چین سے ہیں۔۔۔ کمرے میں بیٹھی ایک تصویر کو دیکھتی رہتی ہیں اور جب میں جاتی ہوں تو وہ فورن چھپا دیتی ہیں۔۔۔ پتہ نہیں ایسا کیا ہے اس تصویر میں۔۔۔۔ کوئل نے تجسس سے بتایا۔

ہاں میں نے بھی نوٹ کیا ہے وہ بہت بار عائش کے بارے میں پوچھنا چکیں ہیں کہ وہ کون ہے کہاں رہتا ہے کون کون ہے اسکے گھر میں۔۔۔ مجھے بھی کافی عجیب لگا اور میں نے ماما سے پوچھا بھی ہے لیکن وہ مجھے بھی کچھ نہیں بتاتیں۔۔۔ خیر تم یہ ساری باتیں چھوڑو اور اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔۔۔ ہم۔۔۔ اچھا اب میں فون رکھتی ہوں۔۔۔۔ پھر بات ہوگی۔۔۔ خدا حافظ کہتے فون رکھتی اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔



عائش سات بجے کے قریب زینب بیگم کے گھر اپنے کچھ دوستوں اور مولوی صاحب کے ساتھ پہنچا تھا۔۔۔ اس وقت وہ لوگ ڈرائنگ روم میں بیٹھے زینب بیگم کا انتظار کر رہے تھے جو آمنہ کو لینے گئی تھیں۔۔۔

عائش جب سے گھر سے نکلا تھا اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔ اس کے اندر ایک بے چینی سی اٹھ رہی تھی۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کہیں کچھ غلط ہو رہا ہے جیسے اس کا کوئی نقصان ہو رہا ہے۔۔۔ اب بھی وہ اسی بے چینی کا شکار ہوئے بیٹھا تھا جب آمنہ کی اونچی آواز آئی لیکن یہ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کہہ کیا رہی ہے۔۔۔۔۔ بس وہ اس کی آواز سنتے یہ سمجھا کہ کہیں زینب بیگم کی پھر تو طبعیت خراب نہیں ہو گئی۔۔۔۔۔ بس یہی سوچتے فوراً اٹھتا اندر کی طرف بڑھا۔

امی میں نے کہہ دیا نا کہ میں یہ نکاح نہیں کروں گی تو نہیں کروں گی۔۔۔۔۔ میں کبھی اس دھوکے بازی میں آپ کا ساتھ نہیں دوں گی۔۔۔ اس نے زینب بیگم کو بتا دیا تھا کہ

وہ انکی ساری باتیں سن چکی ہے اسے پتہ چل چکا ہے کہ وہ نائٹک کر رہی تھیں۔۔۔
لیکن اسے سب سے زیادہ دکھ اور افسوس انکی بات سن کے ہوا تھا۔۔

آمنہ پاگل نہیں بنو۔۔۔ سب باہر بیٹھے ہیں آہستہ بولو اگر کسی نے سن لیا تو سارہ کھیل
خراب ہو جائے گا۔۔۔ عائش اور اسکی دولت ہاتھ سے چلی جائے گی۔۔۔ میری
اتنے برسوں کی محنت بیکار ہو جائے گی۔۔۔ نکاح ہونے والا ہے بس ایک بار یہ نکاح
ہونے دو پھر دیکھنا ہماری قسمت کیسے چمکتی ہے۔۔۔ وہ سب کچھ سن چکی تھی تو اب
کچھ چھپانے کا فائدہ تو تھا نہیں اس لیے اسے سمجھانے لکھیں۔

امی آپ ایسا۔۔۔

کیا ہوا ہے آمنہ تمہاری آواز باہر تک آئی ہے۔۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔۔ اس سے
پہلے آمنہ کچھ کہتی عائش دروازہ کھلا دیکھ سیدھا کمرے میں داخل ہوتے پریشانی سے
پوچھنے لگا۔

کچھ ٹھیک نہیں ہے عائش۔۔۔ آپ ان سے پوچھیں یہ۔۔۔

ارے عائش بیٹا کوئی بات نہیں ہے یہ بس کہہ رہی ہے کہ ابھی رخصتی نہیں کرے گی۔۔۔ آمنہ کو منہ کھولتا دیکھ زینب بیگم نے اسکی بات کاٹتے بات سمجھالی۔
میں زبردستی بھی نہیں کر رہا جب آمنہ کا دل کرے رخصتی جب ہی ہوگی۔۔۔۔
عائش نے انہیں تسلی دی۔

دیکھا عائش مان گیا تم یو نہی پریشان ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔ اب تسلی ہو گئی نا چلو جلدی سے تیار ہو جاؤ نکاح کے لیے دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ زینب بیگم مسکرا کے جلدی سے کہتی آمنہ کا بازو باظاہر نرمی لیکن سختی سے پکڑتی اسے آنکھوں کے اشارے سے چپ رہنا کا کہہ رہی تھیں لیکن آج آمنہ چپ نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنی ماں کی غرض کے لیے کسی کی زندگی برباد نہیں کر سکتی تھی۔

آمنہ جلدی تیار ہو کے آ جاؤ سب انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ عائش آمنہ سے کہتے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھانے لگا۔

نہیں عائش میں آپ سے نکاح نہیں کروں گی۔۔۔ آمنہ کے بے اختیار کہنے پر زینب بیگم نے پریشانی سے عائش کی طرف دیکھا جو رک کے خود بھی فکر سے آمنہ کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

آمنہ یہ تم کیا کہہ رہی ہو بیٹا کیا تمہیں اپنی ماں کی آخری خواہش کا بھی احساس نہیں ہے۔۔۔۔۔ زینب بیگم نقلی آنسوؤں بہاتی افسردگی سے بولی۔۔۔۔۔ جب کے آنکھوں ہی آنکھوں سے اسے باز رہنے کا کہہ رہی تھیں۔

آخری خواہش کیسی آخری خواہش امی۔۔۔۔۔ جب آپ کو کچھ ہوا ہی نہیں ہے اور نا کچھ ہونے والا ہے تو آخری خواہش کیسی۔۔۔۔۔ آمنہ خود کو تیار کر چکی تھی سچ بتانے کے لیے۔۔۔۔۔

آمنہ یہ تم کیا بول رہی ہو۔۔۔۔۔ عائش نے نا سمجھی سے دونوں کو دیکھ آمنہ سے پوچھا۔

ارے بیٹا یہ۔۔۔۔۔

بس امی اب اور جھوٹ نہیں۔۔۔ آپ عائش کو اور دھوکا نہیں دے سکتیں۔۔۔ وہ زینب بیگم کو سر دلہے میں کہتی عائش کے سامنے آئی۔۔۔ جب کے زینب بیگم اپنی بازی پلٹی جانے پر کوئی نیا پلین ڈھونڈ رہی تھیں۔

عائش انہیں کوئی برین ٹیوٹر۔۔۔۔

آہہ۔۔۔۔ اس سے پہلے آمنہ عائش کو سچ بتاتی زینب بیگم سر پکڑے نیچھے گریں۔۔۔ اماں۔۔۔۔ عائش پریشانی سے انکی جانب لپکا۔۔۔ جب کے آمنہ اپنی ماں کے ایک اور ڈرامہ پر اش اش کراٹھی۔

آمنہ تم جلدی سے جا کے گاڑی کا دروازہ کھولو میں اماں کو لاتا ہوں۔۔۔ عائش جیب سے گاڑی کی چابی آمنہ کی طرف بڑھاتا بولا۔

عائش اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ انہیں کچھ نہیں ہوا ہے۔۔۔ یہ بالکل ٹھیک ہیں بس ڈرامہ کر رہی ہیں۔۔۔ آمنہ بازو سینے پر باندھے رسان سے بولی

پاگل ہو گئی ہو آمنہ دیکھ نہیں رہیں ہو یہ بے ہوش ہو گئی ہیں۔۔۔ خدا نخواستہ انہیں کچھ ہو گیا تو۔۔۔ عائشہ زینب بیگم کا سر گود میں رکھے چیخا تھا۔۔۔ لیکن اب آمنہ پیچھے ہٹنے یا انکے کیسی ڈرامہ میں آنے والی نہیں تھی۔

عائشہ انہیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ کیونکہ وہ بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ انہیں کوئی برین ٹیومر نہیں ہے۔۔۔ ناہی وہ مرنے والی ہیں۔۔۔ یہ سب ڈرامہ تھا تا کہ یہ میری شادی تم سے کروا کے تمہاری ساری محنت سے بنائی جائیداد حاصل کر سکیں۔۔۔ لیکن میں ان کا ساتھ اس کام میں بالکل بھی نہیں دوں گی۔۔۔ اور اگر تمہیں میری باتوں پر یقین نہیں آ رہا تو یہ لو خود سن لو۔۔۔ آمنہ اسے سچ بتادی اسکے چہرے پر بے یقینی دیکھتی پاس رکھے زینب بیگم کے فون سے صبح والی رکوڈنگ پلے کر کے اسکے سامنے کر گئی۔ جیسے جیسے عائشہ رکوڈنگ سنتا جا رہا تھا ویسے ویسے اسکی دماغ کی رگیں تن تنی جا رہی تھیں۔۔۔۔

اپنے ہی فون میں اپنی اوڈیو سنتے زینب بیگم تو ساکت رہ گئی تھیں۔۔۔ وہ خاموشی آنکھیں کھولتی اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔ انہیں اب سب کچھ بیکار لگ رہا تھا۔۔۔ کیونکہ سچ سامنے آگیا تھا اور اب ان کے پاس بولنے کو کچھ نہیں بچا تھا۔

میں نے آپ کو اپنی ماں کی جگہ دی اور آپ نے میرے ساتھ یہ دھوکے کا کھیل کھیلا۔۔۔ عائش مٹھیاں بھیجے کھڑا ہوتا اپنی شرار بار آنکھیں ان پر گاڑے ضبط کرتے بولا۔

اگر آپ کو میری جائیداد ہی چاہیے تھی تو ویسے ہی بول دیتی میں بغیر کسی دیر کیئے ساری جائیداد آپ کے نام کر دیتا لیکن اتنا بڑا دھوکا دینے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ اب کی بار غصے سے دھاڑا۔۔۔ تو زینب بیگم ڈر کے دو قدم پیچھے ہوئیں۔۔۔

تمہاری جائیداد لینا تو ایک بہانا تھا اس میں تو مجھے یا سر کی بیٹی کو برباد ہوتے دیکھنا تھا بلکل اسی طرح جیسے اسکی پھپھو اور ماں نے مل کے مجھے برباد کیا تھا۔۔۔ زینب بیگم خفت چھپاتی شدید غصے میں آتے اپنے زار خودی کھول رہی تھیں۔۔۔

جب کے انکی بات سنتے آمنہ اور عائش دونوں شوکڈ ہوئے۔۔۔

زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ تمہاری ماں کی وجہ سے میں نے اپنا پیار کھویا تھا۔۔۔ اگر تمہاری ماں چاہتی تو میری شادی اپنے بھائی یا سر سے کروا سکتی تھی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اور اپنے بھائی کی پسند کو فوقیت دیتے اسکی کوثر سے شادی کروادی۔۔۔ زینب بیگم کے لہجے میں سوائے نفرت کے اور کچھ نہیں تھا۔۔۔ وہ غصے میں آتے اپنے ہی ہاتھوں اپنے زار فاش کر رہی تھیں۔۔۔ جب کہ وہ دونوں تو حیرت سے گنگ کھڑے تھے۔

تمہارا باپ بہت اچھا انسان تھا لیکن بیچارہ وہ بھی میری نفرت کی زد میں آگیا۔۔۔ وہ پاگلوں کی طرح مسکراتی عائش پر ایک کے بعد ایک دھماکہ کر رہی تھیں۔
آپ کہنا کیا چاہتی ہیں۔۔۔ عائش کو اپنی ہی آواز کسی دور کھائی سے آتی سنائی دی۔

مطلب یہی کے تمہارے ماں باپ کا جو اکیڈینٹ ہوا تھا وہ کوئی حادثہ نہیں تھا بلکہ میں نے ہی انہیں مروایا تھا۔۔۔ میں ہی تمہاری ماں کو غلط دوائیاں دیتی تھی جس سے اسے کینسر ہوا تھا۔۔۔ وہ نخوت سے سر جھٹک کے بولیں۔۔۔

آمنہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھے اپنی ماں کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ جب کے عائش کے قدم ڈھمکائے۔۔۔ اسے یقین نہیں آیا کہ سامنے کھڑی وہی عورت ہے جسے اس نے ہمیشہ اپنی ماں سمجھا ان کے ایک کہنے پر اپنی محبت کو تکلیف سے دوچار کرتے وہ آمنہ سے شادی کے لیے ہاں کر گیا۔۔۔ اتنے سال تک ان کا سارا خرچہ اس نے اٹھایا اور آج وہی عورت اسکے ماں باپ کی قا"تل نکلیں۔۔۔ اس کا پورا وجود جیسے زلزلوں کی زد میں آگیا تھا۔۔۔

میں نے آپ کو اپنی جنت سمجھا اور آپ نے ہی مجھ سے میری جنت چھینی تھی۔۔۔۔۔ کیوں کیا آپ نے ایسا کیوں۔۔۔۔۔ عائش کی آواز کافی بلند تھی جو باہر تک جا رہی تھی۔۔۔۔۔ باہر لوگ بیٹھے ہوئے تھے لیکن اسے کسی کی کوئی پروا نہیں تھی۔

ہا ہا کیوں۔۔۔ کیونکہ میں اپنی بربادی کا بدلہ تمہاری ماں اور تمہارے ماموں سے لینا چاہتی تھی۔۔۔ اس لیے میں نے تمہیں ساری زندگی تمہارے ننھیال والوں کے بارے میں بڑھ کا یا۔۔۔ ہمیشہ یہی کہا کہ یہ حادثہ ان لوگوں کی وجہ سے پیش آیا۔۔۔ لیکن جب تم وہاں جا کے ان سے جواب مانگنے کی بات کرتے تھے تو میں اس لیے ہی تمہیں روک دیتی تھی کہ کہیں تمہیں سچ ناپتہ چل جائے۔۔۔ لیکن شاید لوگ صحیح کہتے ہیں سچ کبھی چھپتا نہیں ہے ایک نا ایک دل سامنے آ ہی جاتا ہے۔۔۔ وہ جتنے پر سکون انداز میں کہہ رہی تھی اتنا ہی عائش کو آگ لگ رہی تھی۔۔۔ مطلب اتنے سالوں سے اسنے بے وجہ کی نفرت اپنے اندر پالی رکھی تھی۔۔۔ بے وجہ اسنے اپنی محبت کو تکلیف دی تھی۔۔۔ اسے اپنے آپ سے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ عائش اگر آپ چلے گئے تو آپ کی بیا مر جائے گی۔۔۔ عائش کے کانوں میں بار بار ایہا کی آواز کو بچ رہی تھی۔۔۔ بے چینی حد سے بڑھ رہی تھی۔۔۔

میں چھوڑو گا نہیں تمہیں۔۔۔ تمہیں جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھیج کے رہوں گا۔۔۔ تم جیسی گھٹیا عورت ایک "قل" کو جیل بھیج کے اپنے والدین کو انصاف دلاؤ گا۔۔۔ وہ انہیں سختی سے کہتا کمرے سے نکل گیا اگر وہ کچھ دیر اور رکتا تو شاید اپنے ہاتھوں سے انکی جان لے لیتا۔۔۔

وہ اپنے دوستوں اور مولوی صاحب کو وہاں سے بھیجتے خود بھی اپنے گھر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ دل درد سے پھٹا جا رہا تھا۔۔۔ اسے یہ سوچ ہی تکلیف دے رہی تھی کہ جسے وہ اپنا سب کچھ سمجھتا رہا تھا وہی آستیں کا سانپ نکلیں تھیں۔۔۔ اگر آج آمنہ اسے سچائی نہیں بتاتی اور زینب بیگم خود غصے میں آ کے اپنا سچ نہیں اگلتی تو ناجانے کیا ہو جاتا۔۔۔

وہ فل اسپیڈ سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔ انکھیں لال سرخ ہو رہی تھیں جیسے ابھی "خون" نکل آئے گا ان سے۔۔۔ آنکھوں کے سامنے بار بار ایسا کا چہرہ کھوم رہا تھا اسکی باتیں اسکا دماغ سن کر رہی تھی۔۔۔ وہ بس جلد سے جلد گھر پہنچا چاہتا تھا۔



امی آپ کو شرم نہیں آئی یہ سب کرتے ہوئے۔۔۔ عائش کے جاتے آمنہ نے آنسوؤں روکتے انہیں شرم دلانی چائی جو ناممکن تھی۔

میں نے جو کیا ٹھیک کیا ہے۔۔۔ اور تم تم ہوتی کون ہو مجھے بولنے والی۔۔۔ اتنے سالوں سے اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے تمہیں پالا۔۔۔ کہ کچھ ہاتھ آئے نا آئے اسکی جائیداد تو ہاتھ آئے گی لیکن تم نے سب خراب کر دیا۔۔۔ اگر تمہیں بچپن سے ہی جوتے کی نوک پر رکھا جاتا تھی تم ٹھیک رہتیں۔۔۔ وہ سفاکیت سے کہتی ایک بار پھر آمنہ کو پوری آنکھیں کھولنے پر مجبور کر گئی۔

کاش امی میں آپ کی بیٹی نہ ہوتی۔۔۔۔۔ آمنہ نے افسوس سے کہا۔

ہا ہا ہا بیٹی۔۔۔۔۔ چلو تمہارا یہ کاش بھی ابھی پورا کر دیتی ہوں۔۔۔ تو سنو بیٹی صاحب۔۔۔ تم میری بیٹی نہیں ہو تمہیں میں نے گود لیا تھا بس آج کے دن کے لیے

لیکن تم نے سب بگاڑ دیا۔۔۔ آج آمنہ پر جیسے ایک اور نیازار کھلا تھا۔۔۔ آمنہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا دیکھائی دیا۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں امی۔۔۔ اسنے غمگین بھیگی ہوئی آواز میں پوچھا۔

بیچاری صدمہ لگا ہے نا۔۔۔ اج تم نے ایک سچ بولا اسکے بدلے میں میں نے کئے سچ بول دیئے۔۔۔ جس کے نتیجہ میں تم لوگوں کے چہروں پر تکلیف دیکھتے مجھے بہت سکون مل رہا ہے۔۔۔ انہیں نے خود پرستی کی انتہا کی۔

اب تم سوچ رہی ہوں گی اگر میں نے تمہیں گود لیا ہے تو میرے گھر والے کہاں ہیں۔۔۔ چلو تمہیں ایک اور کہانی سناتی ہوں۔۔۔ وہ ساکت کھڑی آمنہ سے بولی جو آنسو بہا رہی تھی۔

جب مدیحہ نے یاسر کی شادی کوثر سے کروائی تو میرے ماں باپ نے میری شادی داؤد سے کروادی۔۔۔۔۔ سب کچھ تو بہت اچھا چل رہا تھا لیکن داؤد اتنا امیر نہیں تھا جتنا یاسر اور آغا امیر تھا۔۔۔ مدیحہ اور کوثر عیش کی زندگی گزار رہی تھیں اور میں ایک

چھوٹے سے گھر کی ملازمہ بن کے رہ گئی تھی۔۔۔۔۔ لیکن جب کچھ سالوں بعد میرے یہاں اولاد نہ ہوئی تو داؤد نے دوسری شادی کر لی۔۔۔ میں تو اس سے طلاق لینا چاہتی تھیں لیکن وہ مجھے چھوڑنے کے لیے تیار ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔ لیکن پھر میں نے بھی اسے مجبور کر دیا۔۔۔ اور جب اسکی دوسری بیوی ماں بنے والی تھی جب میں نے اسے اور اسکے بچے کو مارنے کی کوشش کی لیکن بد قسمتی سے وہ بچ گئے اور جب داؤد کو پتہ چلا تو اسنے مجھے خود طلاق دے دی۔۔۔۔۔ تب میں نے تمہیں گود لیا اور ایک جھوٹی کہانی بناتے مدیحہ کی ہمدردی حاصل کرتی اسکے ساتھ رہنے لگی۔۔۔ اور اسی دن سے میں اپنے پلین ترتیب دینے لگی لیکن یاسر کی بیٹی نے بیچ میں آ کے سب خراب کر دیا اور پھر مجھے ایک اور نالک کرنا پڑا۔۔۔ وہ بڑے فخر سے سب بتا رہی تھیں جیسے بہت اچھا کام کیا ہو۔۔۔۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں امی۔۔۔ آمنہ کے حلق سے آواز نکلنے سے انکاری تھی۔۔۔ جسے وہ اتنے سالوں سے ماں سمجھتی آئی تھی وہ تو اسکی ماں ہی نہیں تھی اسنے تو اپنے مقصد کے لیے اسے گود لے کے پالا تھا۔۔۔

کون ماں کیسی ماں۔۔۔ میں نے جس کام کے لیے تمہیں اتنا بڑا کیا تھا میرا وہ کام تو ہوا ہی نہیں تو اب نامیں تمہاری ماں ہوں اور نام میری بیٹی نکل جاؤ میرے گھر سے۔۔۔ زینب بیگم غراتی ہوئے اسکا ہاتھ پکڑے اسے گھر سے باہر نکلتی اسکے منہ پر دروازہ بند کر گئی اور آمنہ تو جیسے کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔۔۔ وہ خاموش بت بنی ہوئی تھی۔۔۔

یہ اسکے ساتھ کیا ہوا تھا اچانک اتنے سارے انکشاف۔۔۔ زینب بیگم اس کی ماں نہیں تھیں۔۔۔ تو کیا وہ یتیم تھی۔۔۔ بہت سی سوچیں اسکے ذہن میں سوار ہوئی تھیں۔۔۔

آسمان نے کالی چادر اوڑھ لی تھی۔۔۔۔۔ اسنے ایک بار بھی دروازہ بجا کے زینب بیگم کو
آواز نہیں دی تھی۔۔۔۔۔ اسے گھن آرہی تھی کہ وہ ایک ایسی عورت کے ساتھ زندگی
گزارتی رہی تھی جس نے اتنے لوگوں کی زندگی برباد کر دی تھی۔۔۔۔۔ اسے سمجھ
نہیں آرہا تھا کہ وہ کہاں جائے۔۔۔۔۔ اسے اپنا کوئی نہیں دیکھ رہا تھا سوائے زرینہ بیگم
کے وہ پیدل پیدل ہی عائش کے گھر کی طرف بڑھ گئی۔



عائش تھکن زدہ۔۔۔۔۔ غم سے نڈھال ہوتا گھر واپس آیا تھا۔۔۔۔۔ گھر میں ایک دم سناٹا
تھا۔۔۔۔۔ اسے گھر کے ہر کونے سے اپنے ماں باپ کے ساتھ گزرے پل یاد آنے
لگے۔۔۔۔۔ وہ چھوٹا تھا لیکن پھر بھی کچھ پل دماغ میں ابھی بھی محفوظ تھے۔۔۔۔۔ اسنے تو
کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ جس عورت کو اسنے اپنوں کی طرح سمجھا اسنے ہی اسکی پیٹھ
میں خن، جر گھونپا تھا۔۔۔۔۔ اسے ابھی تک یقین کرنا مشکل لگ رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ تھکے تھکے قدموں سے سیڑھیاں چڑھتا اور اپنے کمرے میں آیا۔۔۔۔۔ اسنے ایہا کے ساتھ کتنی نا انصافی کی تھی۔۔۔۔۔ کتنا دکھ دیا تھا اسے۔۔۔ اسکا روتا چہرہ بار بار اسکے سامنے اتا اسے ملامت کر رہا تھا۔۔۔ وہ لال ہوتی آنکھوں کو بند کر کے کھولتا کمرے میں داخل ہوا تو ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس سے ٹکرایا۔۔۔۔۔ وہ ہوا بالکنی سے آرہی تھی جس کا دروازہ آدھا کھلا تھا۔۔۔ مگر کمرے میں ایک دم اندھرا تھا بس برائے نام روشنی بالکنی سے اندر آرہی تھی۔۔۔

اسے لگا شاید ایہا واشروم میں ہوگی ہے اس لیے گہرا سانس بھرتا اپنے قدم بیڈ کی طرف بڑھانے لگا لیکن دو قدم چلتے ہی اسکا پاؤں کسی نرم وجود سے ٹکرایا تو جیسے اسکے دماغ کی ساری حصیں بیدار ہوئیں۔۔۔

اسنے گردن نیچے کر کے دیکھا تو ہلکی روشنی میں اسے ایہا کا زرد چہرہ نظر آیا وہ چونک کے جلدی سے نیچے بیٹھتے اسکے چہرے کو چوکے اسے پکارنے لگا۔

بیا۔۔۔ بیا کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔ وہ تڑپ کے اسکا گال تھپتھپاتا کے اسے جگانے لگا۔۔۔ لیکن اسکا جسم تو جیسے ایک دم ٹھنڈا پڑ چکا تھا۔

بیا آنکھیں کھولو۔۔۔ اسنے اسکے ہاتھ کی نس چیک کی جو نا چلنے کے برابر چل رہی تھی۔۔۔ عائش کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا ایسا لگا جیسے کوئی اسکے جسم سے جان نکال رہا ہو۔۔۔

بیا تمہیں کچھ نہیں ہو گا میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ وہ اپنے حواس نارمل رکھتا جلدی سے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھائے نیچے کی طرف بھاگا۔
عائش کیا ہوا ہے ایہا کو۔۔۔ دادی جو ابھی اپنے کمرے سے نکلیں تھیں عائش کی گود میں ہوش و ہواس سے بیگانی ایہا کو دیکھ پریشانی سے پوچھنے لگیں۔

پتہ نہیں دادی یہ بالکل ٹھنڈی پڑ گئی ہے۔۔۔ میں اسے اسپتال لے کے جا رہا ہوں۔۔۔۔۔ عائش تیزی سے باہر گاڑی کی طرف بڑھتا بولا۔

میں بھی ساتھ چلتی ہے۔۔۔ دادی بھی جلدی سے پچھلی سیٹ پر بیٹھیں تو عائش نے ایہا کا سر انکی گود میں رکھتے اسے سیٹ پر لیٹایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سمجھالتا تیزی سے گاڑی آگے بڑھا گیا۔۔۔

وہ بار بار پیچھے مر کے دیکھ رہا تھا۔۔۔ دادی بار بار ایہا پر کچھ پڑھ کے پھونک رہی تھیں۔۔۔ ضبط سے عائش کی انکھیں جلنے لگیں تھیں۔۔۔ وہ دل ہی دل میں ایہا کی حالت کا زمیدار خود کو مان رہا تھا۔۔۔ اسنے بہت دکھ دیا تھا اسے۔۔۔ بار بار اسکی آواز کانوں میں گونج رہی تھی۔۔۔ کاش وہ نا جاتا کاش ایہا کے بولنے پر رکھ جاتا تو آج وہ اس حال میں نا ہوتی۔۔۔

کافی دیر سے وہ لوگ ایمر جنسی کے باہر کھڑے تھے۔۔۔ دادی جان کب سے تسبیح پڑھتی ایہا کے لیے رورو کے دعائیں کر رہیں تھیں جب کے عائش پریشانی سے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔ وہ دادی جان کو زینب بیگم کے بارے میں سب کچھ بتا چکا تھا۔۔۔ جسے سنتے دادی کی اپنی طبعیت بھی خراب ہونے لگی تھی لیکن ایہا کی

طبعیت کو دیکھتے انہیں نے بہت مشکل سے خود کو سمجھ لایا تھا۔۔۔ تقریباً ایک گھنٹا گزرنے کے بعد ڈاکٹر باہر آئے تو عائش اور دادی فوراً انکی جانب لپکے۔

ڈاکٹر کیسی ہے میری وائف۔۔۔ وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔ عائش نے بے چینی سے پوچھا۔

دیکھئے مسٹر عائش ہم آپ کو کوئی جھوٹی تسلی نہیں دیں گے۔۔۔ آپکی وائف کی حالت بہت خراب ہے انکازروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔۔۔ اور ایسا لگتا ہے آپ نے انہیں لانے میں بہت دیر کر دی ہے۔۔۔ انکی سانسیں بہت مدھم چل رہی ہیں۔۔۔ ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن ایسا لگتا ہے پیشینہ خود ہی جینا نہیں چاہتیں۔۔۔ تناسب کرنے کے بعد بھی انکی سانسیں نارمل نہیں ہو رہیں۔۔۔ بس میں آپ سے یہی کہوں گا کہ دعا کریں اللہ سب ٹھیک کرے گا۔۔۔ ڈاکٹر عائش کا کندھا تھپتھپاتا فریڈیشنل انداز میں کہتا چلا گیا جب کہ ڈاکٹر کی بات سنتے اس مضبوط مرد کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔۔

ایہا کی اس حالت کا زمیدار میں ہو دادی۔۔۔ کاش میں اسکی بات مان کے رک جاتا تو
آج میری بیا اس حال میں نا ہوتی۔۔۔ عائش بچوں کی طرح روتے دادی کے گلے
لگا۔

بس بیٹا اللہ سے دعا کرو وہ ٹھیک ہو جائے۔۔۔ اس سے معافی مانگو اپنی نا انصافی
کی۔۔۔ وہ ضرور معاف کرے گا۔۔۔ وہ ضرور تمہاری سنے گا۔۔۔ دادی خود بھی
روتی اسے چپ کروانے لگیں۔



مزا آنا آج۔۔۔ افہام اور رانیہ ابھی ڈنر کر کے واپس آئے تھے جب افہام صوفے
پر گرنے کے انداز میں بیٹھتا

جی بہت مزہ آیا۔۔۔ رانیہ سر دے ڈوپٹہ اتارتی گلے میں ڈالتے کان کے جھمکے
اتارنے لگی۔

افہام کی نظر اسکی کمر پر جھولتے کالے لمبے بالوں پر گئی تو اسے اپنا پہلے کارویہ یاد آنے لگا۔۔۔ اسنے کتنی سرد مہری سے کہا تھا کہ اسکے سامنے بال ناکھولے۔۔۔ جب کے اتنے خوبصورت بال تھے کہ افہام کا جی چاہا ابھی جا کے ان بالوں کو چھو کے دیکھتے۔۔۔ اور اسنے ایسا ہی کیا۔۔۔ اپنے دل کی بات پر لبیک کہتا آہستہ سے قدم اٹھاتا رانیہ کے پیچھے آرکا۔

شیشے میں سے اپنے پیچھے افہام کا عکس دیکھتے رانیہ نے سوالیہ انداز میں آئبرو اچکائی۔۔۔ لیکن افہام کی نظریں اپنے بالوں پر جمی دیکھ اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔۔۔

سوری وہ غلطی سے کھلے رہ گئے میں ابھی باندھ لیتی ہوں۔۔۔ وہ دھیمی آواز میں کہتی بڑا کیچر لیئے ابھی بالوں کو ہاتھ لگانے ہی لگی تھی جب اچانک افہام نے اسکے بالوں میں لگا چھوٹا سا کیچر نکلاتے انہیں اپنے ہاتھوں میں لیئے ان کا ریشمی پن محسوس کرنے لگا۔

گھلے رہنے دو اچھے لگ رہے ہیں۔۔۔ وہ گھمبیر لہجے میں کہتا اسے اپنے حصار میں لیئے اسکے بالوں میں چہرہ چھپا گیا۔

افہام کی حرکت سے رانیہ کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔۔۔ اپنے گرد اسکا نرم حصار اور گردن پر اسکی گرم سانسوں کی تپش نے اسے کانپنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

افہام اسکے بالوں میں کھویا۔۔۔ گہرے گہرے سانس لیتا جیسے اسکی خوشبو اپنے اندر اتار رہا تھا۔۔۔ جب کے رانیہ آنکھیں بند کیئے اپنے بے قابو ہوتے دل کو قابو کر رہی تھی

رانیہ مجھے معاف کر دینا۔۔۔ میں نے تمہیں بہت تکلیف دی ہے۔۔۔ لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ آج کے بعد تمہارے قریب کوئی تکلیف نہیں آنے دو گا۔۔۔ وہ آہستہ سے اسکا رخ اپنی طرف کرتے اسکی پیشانی پر محبت کی پہلی مہر مثبت کرتے پیار سے بولا۔۔۔ تو رانیہ کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ آ گئی۔

رانیہ میں یہ نہیں بولو گا کہ تم میری پہلی محبت ہو لیکن یہ ضرور بولو گا کہ تم میری آخری محبت وہ۔۔۔۔ اور اب افہام کو اسکی محبت سے کوئی دور نہیں کر سکتا،،، سوائے موت کے۔۔۔ مسکان سجائے بولا جب اسکی آخر بات پر رانیہ نفی میں سر ہلاتی تڑپ کے اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔۔ جس سے اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔۔۔

رانیہ جس طرح میں ٹوٹ گیا تھا مجھے نہیں لگتا تھا کہ میں پھر سے جڑ پاؤں گا لیکن تمہاری توجہ تمہارے پیار نے مجھے تم سے محبت کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔۔۔ اور آج میں اپنی اس محبت کو مکمل کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ کیا تم اس میں میرا ساتھ دو گی۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ لبوں سے چھوتا اپنے دل کے مقام پر رکھتے امید سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

رانیہ نے جند منت اسکی جذبات سے بھری آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔ جہاں اسکے لیے سب کچھ تھا۔۔۔ عزت، احترام، محبت،۔۔۔ جو وہ ہمیشہ سے چاہتی تھی۔۔۔۔ اسے زیادہ دیر ان آنکھوں میں نا دیکھا گیا اس لیے شرمگین مسکراہٹ کے ساتھ اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔۔۔۔ جیسے اسنے اسکا ساتھ دینے کے لیے ہاں کیا ہو۔

افہام اسکے انداز پر مسکراتے ہوئے بغیر دیر کیئے اسے اپنے مضبوط بازوؤں میں
بھرے بیڈ پر لاتا احتیاط سے لیٹاتے اپنے تشنہ لبوں کی تشنگی مٹاتے ہوئے اسکے لبوں
پر جھک گیا۔۔۔

رانیہ نے شرم اور گھبراہٹ سے آنکھیں بند کرتے اپنے ہاتھ اسکے کندھوں پر
جمائے۔۔۔

آہستہ آہستہ اسکے بے باک لبوں کا لمس رانیہ کو جا بجا اپنی گردن پر محسوس ہوا جس
سے وہ جی جان سے کانٹا اٹھی لیکن اسنے مزاحمت نہیں کی تھی۔۔۔
گزر تہی رات کے ساتھ افہام رانیہ کو اپنی محبت کی بارش میں بھیگو تارہا اور وہ پور پور اس
میں بھیگتی چلی گئی۔



عائش۔۔۔ ڈاکٹر ایمر جنسی سے باہر آتا عائش کو مخاطب کرنے لگا۔

جی ڈاکٹر کیسی ہیں میری وائف۔۔۔۔۔ کافی رات ہو گئی تھی جب عائش دادی کو زبردستی گھر بھیجتے خود بیچ پر سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا جب ڈاکٹر کی آواز سنتے فوراً ان کی جانب متوجہ ہوا۔

عائش ہم نے پوری کوشش کی ہے اور یہ اللہ کا کرم ہے جس کے نتیجے میں انکی سیونٹی پرسنٹ سانس نارمل ہوئی ہیں۔۔۔ لیکن وہ ابھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہوئی اگر اگلے اڑتالیس گھنٹوں میں انہیں ہوش نہ آیا تو وہ کوما میں بھی جاسکتی ہیں۔۔۔ ڈاکٹر کی بات سنتے عائش کو سانس لینا مشکل ہوا۔۔۔

ڈا۔۔۔ کٹر۔۔۔ آپ کو جو کچھ چاہیے آپ لے لیں لیکن پلیر میری وائف کو ٹھیک کر دیں۔۔۔ وہ مغرور شخص جو کل تک کیسی کے سامنے جھکنے کو تیار نہیں تھا آج اپنی بیوی کے لیے ڈاکٹر سے ہاتھ جوڑ کے سفارش کر رہا تھا۔

مسٹر عائش ہم تو اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہے ہیں باقی شفا دینے والا تو اللہ ہے۔۔۔ آپ دعا کریں انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا۔۔۔ ہم ابھی انہیں روم میں

شفٹ کر رہے ہیں پھر آپ ان سے مل سکتے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر اسے تسلی دیتے آگے بڑھ گیا۔۔۔

عائش نے دکھ سے امر جنسی واڈ کی طرف دیکھا۔۔۔ پھر اسپتال میں بنے پرے ایریا کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ اپنے اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور اپنی زندگی کی زندگی مانگنے۔

وضو کرتے اسنے عشاء کی نماز ادا کی۔۔۔ سلام پھیرتے اسنے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو آنکھوں سے آنسو روا ہو گئے۔۔۔ کہنے کے لیے بہت کچھ تھا لیکن کہاں نہیں جا رہا تھا۔۔۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ مرد نہیں روتے اگر کوئی عائش کو دیکھتا تو اسے یقین ہو جاتا کہ مرد بھی روتا ہے۔۔۔ اسے بھی درد ہوتا ہے۔۔۔

درد اور بے بسی سے اس سے کچھ بولا ہی نہیں جا رہا تھا بس وہ خاموشی سے اپنے رب کے سامنے رو رہا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسکا رب خاموشی کو بھی سنتا ہے۔۔۔ وہ جانتا ہے کہ اسے کیا چاہیے۔۔۔ اسکی خاموش زبان اس سے کیا مانگ رہی ہے

۔۔۔ اور وہ دینے والی ذات اسے ضرور دے گا۔۔۔ کافی دیر اپنے رب کے آگے روتے ہوئے مانگنے کے بعد جب وہ تھوڑا پر سکون ہوا تو اٹھ کے کمرے کی طرف چل دیا جہاں ایہا کو شفٹ کیا گیا تھا۔

اسنے کمرے میں قدم رکھا تو ایہا دنیا و فانی سے بے خبر پڑی تھی۔۔۔ عائش بھاری ہوتے قدموں سے اسکے پاس آتا بیڈ کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسنے اسکا ڈرپ لگا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔۔ آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کے ایہا کے ہاتھ پر گرے۔۔۔ وہ ایک نظر اسکے زرد چہرے پر ڈالتے سر سکے ہاتھ پر رکھے سر جھکائے بے تحاشہ رو دیا۔۔۔

بیا مجھے معاف کر دو۔۔۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔ انجانے میں تمہیں تکلیف دے گیا۔۔۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔۔۔ اپنے عائش کو معاف کر دو۔۔۔ پلیز اٹھ جاؤ۔۔۔ تم چاہو تو مجھے جو دل کرے سزا دے دو لیکن پلیز اتنی بڑی سزا نہیں دو میں سہہ نہیں پاؤں گا۔۔۔ وہ شدت سے اسکا ہاتھ پکڑے بچوں کی طرح رو رہا تھا۔۔۔ اپنے من

پسند شخص کو تکلیف میں دیکھ کہ اسے بھی تکلیف ہو رہی تھی۔۔۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی نے اس کا دل منٹھی میں قید کر دیا ہے۔۔۔ جو ابہا کے اٹھنے پر ہی آزاد ہو گا۔

پلیز بیا ایک بار تم ٹھیک ہو جاؤ میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں کبھی دکھ نہیں دوں گا۔۔۔

تمہارا خیال رکھوں گا۔۔۔ ہر پل تمہارے ساتھ رکھوں گا۔۔۔ تم جو بولوں گی وہ مانوں گا بس تم ٹھیک ہو جاؤ۔۔۔ وہ بھرپور مرد آج اپنی محبت کو اپنی وجہ سے اس حال میں دیکھ پل پل مر رہا تھا۔۔۔ وہ سامنے لیٹے ہوش و حواس سے بیگانے وجود کی منتیں کر رہا تھا کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔۔۔ لیکن جیسے وہ تو کچھ سن ہی نہیں رہی تھی۔

اسپتال کے اس کمرے میں ایک عاشق کی اپنے محبوب کے لیے سسکیاں گونچ رہی تھی۔۔۔ وہ پچھتا رہا تھا اپنے رویہ پر۔۔۔ اپنی ضد پر۔۔۔ اپنے بدلے پر۔۔۔ لیکن اب پچھتانے کا کیا فائدہ جب سہنے والا تکلیف سہتے سہتے تھک کے سکون کی نیند سو جائے۔۔۔ تو پھر تو انسان اپنے پچھتاوے کے ساتھ خالی ہاتھ رہ جاتا ہے۔۔۔



سورج کی کرنوں نے چاروں اور اجالا کیا تو شاہ حویلی میں سویرہ ہو گیا۔۔۔ سب لوگ اپنے اپنے کمرے سے نکلتے ناشتے کے لیے ڈائننگ ٹیبل پر جما ہو رہے تھے۔۔۔

حیات بیڈ پر بیٹھی کب سے ایہا کو فون ملارہی تھی لیکن اسکا فون بند جا رہا تھا۔۔۔ جو اسکی پریشانی کی وجہ بن رہا تھا۔

شاہ ویر جو فریش ہو کے آفس جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا حیات کو بار بار کسی کو فون ملاتے دیکھ اور پھر اسکے چہرے پر پریشانی دیکھ وہ اپنا کام چھوڑ کے اسکے پاس آیا۔

کیا ہوا ہے حیات پریشان لگ رہی ہو۔۔۔ شاہ ویر اسکے سامنے بیٹھتے پوچھنے لگا

میں کب سے ایہا کو فون ملارہی ہوں لیکن وہ اٹھا ہی میں رہی ہے۔۔۔ مجھے عجیب

گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔۔ کتنے دنوں سے اسکی طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی۔۔۔ اللہ

ناکرے کہیں ایسا تو نہیں کے اسکی زیادہ طبیعت خراب ہو گئی ہو۔۔۔ حیات نے خدشہ

ظاہر کیا۔

کچھ نہیں ہوا ہو گا تم فکر نہیں کرو۔۔۔ کسی کام میں مصروف ہو گی تھوڑی دیر میں اٹھا لے گی فون۔۔۔ چلو ابھی ہم چل کے ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔ شاہ ویر اسکا ہاتھ پکڑتے اسے مطمئن کرتے اٹھانے لگا لیکن حیات نفی میں سر ہلا گئی۔

نہیں شاہ مجھے کچھ صحیح نہیں لگ رہا۔۔۔ آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے اسے فون کیا ہو اور اسنے اٹھایا نہیں ہو۔۔۔ کوئی بات تو ضرور ہے۔۔۔ آپ،،، آپ پلیز عائش بھائی کو فون کریں آپ کے پاس انکا نمبر ہے نا ان سے پوچھیں پلیز۔۔۔ حیات کے امید سے کہنے پر شاہ ویر انکار نا کر سکا۔۔۔ اسنے کوٹ کی جیب سے فون نکالتے عائش کو کال ملائی۔

کافی دیر کال جانے کے بعد آخر کال ریسیو ہوئی گئی۔۔۔

میں نے تم سے بات کرنے کے لیے فون نہیں ملاتا ہے تو زیادہ خوش فہمی کا شکار نہیں ہونا۔۔۔ مجھے بس اپنی بہن کی فکر ہے اور حیات بھی اسکے لیے کافی پریشان ہے وہ اپنا فون نہیں اٹھا رہی ہے۔۔۔ وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔ شاہ ویر نے روکھے انداز میں ہو چھا۔

نہیں کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ جتنا روکھا لہجہ شاہ ویر کا تھا اتنا ہی بے بس لہجہ عائش کا تھا۔

کیا مطلب۔۔۔ پریشانی سے شاہ ویر کے ماتھے پر سلوٹیں آئی۔۔۔ حیات نے متفکر ہوتے اشارے سے پوچھا کے کہا بات ہے۔۔۔

ایہا اسپتال میں ہے۔۔۔ اسکا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔۔۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے اگر اڑتالیس گھنٹوں میں اسے ہوش نہ آیا تو وہ کوما میں جاسکتی ہے۔۔۔ بتاتے بتاتے عائش کی آواز خم ہوئی۔۔۔

کیا۔۔۔ یہ تم کیا بول رہے ہو۔۔۔ کون سے اسپتال میں ہے وہ۔۔۔ شاہ ویر شوکڈ ہوتے کھڑا ہوا۔

کیا ہوا ہے شاہ۔۔۔ ایہا ٹھیک تو ہے نا۔۔۔ حیات بھی پریشانی سے کھڑی ہوئی۔
ٹھیک ہے ہم آتے ہیں۔۔۔ عائش نے اسپتال کا نام بتایا تو شاہ ویر نے فون کاٹ دیا۔
کیا ہوا ہے شاہ کچھ بتائیں تو۔۔۔ حیات اسکا بازو جھنجھوڑ کے بولی۔

حیات ایہا اسپتال میں ہے اسکا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔۔۔ اسکی حالت بالکل ٹھیک نہیں ہے ہمیں ابھی جانا ہو گا۔۔۔ یہ خبر سنتے ہی حیات تو جیسے ساکت ہو گئی تھی۔۔۔

چلو۔۔۔ شاہ ویر اسے اپنے ساتھ لیئے کمرے سے باہر بڑھا۔۔۔

عائل ہم لوگ باہر جا رہے ہیں کسی ضروری کام سے رات تک واپس آجائیں گے تم سب کو بتا دینا۔۔۔ اپنے کمرے سے نکلتے عائل کو دیکھ شاہ ویر عام سے لہجے میں کہتا حیات کو لیئے باہر جانے لگا لیکن حیات رکھ گئی۔

چلو حیات رکھ کیوں گئیں۔۔۔ شاہ ویر نے حیات کو دیکھ کے کہا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

شاہ ویر کب تک جھوٹ بولیں گے۔۔۔ آج ایہا موت کے منہ میں ہے اور آپ ایسے جھوٹ بول کے جا رہے ہیں۔۔۔ بلکہ وہاں تو ہم سب کو جانا چاہیئے ایہا کو ہم سب کی

ضرورت ہے۔۔۔۔۔ حیات شاہ ویر کو دیکھ سمجھا رہی تھی جب کے عائل جو ڈائنگ روم کی طرف جارہا تھا حیات کی بات سنتے رک گیا۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں بھابھی۔۔۔ بہن کی حالت کا سنتے عائل کا دل بے چین ہوا۔ وہی جو آپ سن رہے ہیں۔۔۔

شاہ ویر تمہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے کیا تم جانتے نہیں ہو دادا جان نے منا کیا ہے۔۔۔۔۔ عائل دل پر پتھر رکھتا بے تاثر چہرے سے بول کے آگے بڑھ گیا۔ کیا مطلب ہمیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔ یہ کیا کہہ کے گئے ہیں شاہ ویر۔۔۔۔۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔۔۔۔۔ ایہا کو ایسے فضول رواجوں کی بھینٹ نہیں چڑھنے دوں گی۔۔۔۔۔ حیات عائل کے لا پرواہ لہجے پر حیران ہوتی آخر میں غصے سے کہتی ڈائنگ روم کی طرف بڑھ گئی جہاں سب لوگ بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔

عائل لالا آپ اپنی بہن کی بیمار حالت کا سنتے اتنے پر سکون اور لا پرواہ کیسے رہ سکتے ہیں۔۔۔ کیا آپ کو زرا احساس نہیں ہے اپنی بہن کا۔۔۔ شاہ ویر روکتارہ گیا لیکن حیات سیدھا ڈانگ روم میں آتی عائل کے روبرو آ کے اس سے سوال کرنے لگی۔ حیات کی بات اور اسکا انداز دیکھتے سب لوگ ششدر رہ گئے۔

بھابھی کیا ہوا ہے ایہا کو۔۔۔ اجالانے دھیمی آواز میں پوچھا۔

نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے اسے۔۔۔ وہ اسپتال میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ہے۔۔۔ لیکن تمہارے شوہر کا تو جیسے خون ہی سفید ہو گیا ہے جو اتنی بڑی بات سننے کے بعد بھی پر سکون ہیں۔۔۔ حیات عائل کے اندر کا حال جانے بغیر تلخ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔۔۔ جب کے بیٹی کی حالت کا سنتے یا سر صاحب کے ہاتھ کانپ کیئے لیکن آنکھوں نے ظاہر نہیں ہونے دیا۔

ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اس سے۔۔۔ تو کوئی فرق نہیں پڑتا اس سے کہ وہ کیسی ہے۔۔۔ دادا جان سختی سے بولے۔۔۔

معاف کیجئے گا دادا جان لیکن ایہا بھی آپ کا ہی خون ہے اور خون کے رشتے ایسے ہی نام نہاد رواج کے پیچھے نہیں توڑے جاتے۔۔۔

آخر میں پوچھتی ہوں ایہا کا قصور ہی کیا ہے۔۔۔ بس یہی کے اسنے اپنی کاسٹ سے باہر لڑکے سے پیار کیا ہے۔۔۔ دادا جان کب تک ایسا ہی چلے گا۔۔۔ آگے جا کے ہمارے بھی بچے ہوں گے اگر میری بیٹی کسی لڑکے کو پسند کرے گی اور وہ ہماری ذات کا نہیں ہو گا تو کیا میں اپنی بیٹی سے یہ کہوں گی کہ تم اپنی محبت کی قربانی دے کے ساری زندگی سمجھوتے کے نام کر دو۔۔۔ نہیں دادا جان میں ایسے ہرگز نہیں بولوں گی۔۔۔ بلکہ اپنی بیٹی کا ساتھ دوں گی۔۔۔ نا کے اسے ان فضول رواجوں کی بھیٹ چڑھا دوں گی۔۔۔ حیات نے مضبوط لہجے میں کہا۔

جب کے حیات کی بات سے وہاں بیٹھے کئی لوگوں نے اتفاق کیا تھا جس میں اجالا، رانیہ، افہام، شاہ ویر، عائل اور رضیہ بیگم شامل تھیں۔۔۔ لیکن وہ لوگ بولے کچھ

نہیں تھے۔۔۔ کیونکہ انکی ہمت ہی نہیں تھی داداجان کے سامنے کچھ بولنے کی یہ تو حیات تھی جو ہمت کرتے حق کی بات کر رہی تھی۔

بس بہت ہو گیا بہو۔۔۔ بہت سن لی تمہاری بھی۔۔۔ اگر تمہیں اتنا ہی مسئلہ ہے ہمارے رواجوں سے تو تم جاسکتی ہو یہاں سے۔۔۔ داداجان سختی سے دونوں ہاتھ ایک ساتھ ملائے اٹل لہجے میں بولے۔

داداجان کب تک آپ سب سے تعلق ختم کرتے رہیں گے۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آتا آپ لوگ پڑھے لکھے ہیں۔۔۔ لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے میں تو آزادی دی ہوئی ہے لیکن اگر وہ کاسٹ سے باہر شادی کرنا چاہیں تو اجازت نہیں ہے جب کے لڑکوں کو اجازت ہے بھی یہ بہت اچھی بات ہے۔۔۔

شاید آج تک کسی میں ہمت نہیں ہوئی آپ کو سمجھانے کی لیکن میں ایک بات ضرور بولوں گی۔۔۔ یہ ذات پات سب ہم انسانوں کی ہی بنائے ہوئے ہیں۔۔۔ ہم نے خود کو الگ الگ ذات میں تقسیم کر دیا ہے جب کے ہم سب ہیں تو مسلمان ہی نا۔۔۔

ہم شادی بیاہ کرنے سے پہلے تو ذات دیکھتے ہیں لیکن کیا کاروبار کرنے سے پہلے ذات دیکھتے ہیں!!!۔۔۔ کیا ہم کسی ہوٹل میں جانے سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ہوٹل کس ذات کے انسان کا ہے۔۔۔ جو کھانا بنا رہا ہے اسکی ذات کیا ہے۔۔۔ جس نے اناج بویا ہے اس کی ذات کیا ہے۔

نہیں نا ہم نہیں سوچتے۔۔۔ کیا کبھی ہم کپڑے خریدنے سے پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ کیا یہ کپڑا ہماری ذات کا انسان بیچ رہا ہے تبھی ہم خریدیں گے ورنہ نہیں۔۔۔ ہم کبھی نہیں سوچتے کیونکہ یہ بہت عام سی چیزیں ہیں لیکن شادی جو زندگی بھر کا فیصلہ ہے اس پر ہم چاہتے ہیں کہ لڑکی ہماری کاسٹ میں ہی شادی کریں کیونکہ ہماری کاسٹ والے شاید زیادہ وفادار ہوتے ہوں گے،، ہیں نا۔۔۔

سوری دادا جان مگر جب ہم ان سارے کاموں میں نہیں سوچتے تو شادی کرنے میں کیسا سوچنا۔۔۔ حیات بولتی جا رہی تھی اور دادا جان سمیت سب خاموشی سے اسے سن رہے تھے۔۔۔ تقریباً سب کو ہی حیات کی باتیں صحیح لگ رہی تھیں۔۔۔ انہیں

اب احساس ہو رہا تھا کہ وہ لوگ آج تک کیا کرتے آئے ہیں۔۔۔ شاید پہلے انہیں کوئی سمجھانے والا نہیں تھا جبھی آج حیات کے حقیقت کا آئینہ دیکھانے پر سب ہی اپنی اپنی جگہ خاموش تھے جیسے بولنے کے لیے کچھ بچا ہی ناہو۔

یہاں لڑکے کو کاسٹ سے باہر شادی کرنے کی اجازت ہے لیکن لڑکی کو نہیں۔۔۔ کیوں!!!! کیا اسکا دل نہیں ہے کیا اسے حق نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی سے زندگی گزارے۔۔۔

لڑکیاں گھروں سے بھاگ کر شادی ہی اس لیے کرتی ہیں کہ انکے گھر والے نہیں مان رہے۔۔۔ یہاں جتنی غلطی لڑکی کی ہے اس سے کہیں زیادہ غلطی گھر والوں کی ہے جب آپ کی بیٹی آپ سے اپنی پسند کا انتظار کر رہی ہے تو چان بین کے بعد اگر وہ لڑکا صحیح ہو تو شادی کر دینی چاہیے نا کہ اسے یہ کہہ کے انکار کرنا چاہیے کہ وہ ہماری کاسٹ کا نہیں ہے۔۔۔

دادا جان ہمیں اس بارے میں سوچنا چاہیے۔۔۔ آپ کی ایک بیٹی تو اپنے ماں باپ کی ناراضگی کا غم دل پر لیئے اس دنیا سے جا چکی ہے۔۔۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ دوسری بھی چلی جائے۔۔۔ حیات نے آنکھوں میں آئے آنسوؤں صاف کیئے تو شاہ ویر نے اسکے کندھوں کے گرد حصار بناتے اسے ہمت دی۔

یہ کیا کہہ رہی ہو بیٹا۔۔۔ ہماری ایک بیٹی جا چکی ہے۔۔۔ دادی جان نے حیرت سے استفسار کیا۔

جی دادی جان مدیحہ پھپھو اور آغا پھپھا اب اس دنیا میں نہیں رہے کافی سال پہلے انکا انتقال ہو گیا ہے۔۔۔ اور عائشہ مدیحہ پھپھو کا بیٹا ہے۔۔۔ حیات شاہ ویر کو پہلے ہی سب پتا چکی تھی جبھی شاہ ویر نے سب کے چہروں کو دیکھتے بتایا جن کے چہروں سے ہی پتہ لگایا جانتا تھا کہ سب پر یہ خبر کسی پہاڑ سے کم نہیں ہے۔

کیا میری بیٹی مدیحہ۔۔۔ دادی جان سے غم کی وجہ سے بولا ہی نا گیا۔

عائشہ مدیحہ کا بیٹا۔۔۔ دادا جان کی بھی حالت دادی سے الگ نا تھی۔۔۔

ہم لوگ شہر جا رہے ہیں۔۔۔ اگر آپ لوگ اپنی دوسری بیٹی کو بھی گھونا نہیں چاہتے تو پلیز آجائے گا۔۔۔ شاہ چلیں۔۔۔ حیات سب کو التجائیں نظروں سے دیکھتی شاہ ویر سے بولی جوہاں میں سر ہلاتا پیچھے سب کو شکاڈ اور شر مندہ چھوڑا سے لیئے باہر بڑھ گیا تھا۔

رات کو جب دادی گھر گئی تھی تو آمنہ انہیں گھر پر ہی مل گئی تھی۔۔۔ اسنے انہیں بتا دیا تھا کہ زینب بیگم اسکی سگی ماں نہیں ہیں انہیں نے اسے اپنے مقصد کے لیئے گود تھا جب وہ انکا مقصد پورا کر سکی تو پھیک دیا اسے گھر سے باہر۔ اسے رات کے پہر بس ایک وہی ہمدرد نظر آرہی تھیں اس لیئے وہ ان کے پاس چلی آئی تھی۔۔۔ جب کے دادی نے اسے بڑی خوشدلی سے اپنے پاس رکھا تھا۔۔۔

عائش کیسی ہے ایہا۔۔۔ دادی آمنہ کے ساتھ صبح صبح ہی اسپتال آگئی تھیں اور اب ریسپشن سے پوچھتی سیدھا پرائیویٹ روم کی طرف آئی تھیں جہاں عائش دروازے

وہی ہی ہے دادی بس ڈاکٹر نے کہاں ہے اسے اڑتالیس گھنٹوں میں ہوش جانا چاہیے
ورنہ وہ کومہ میں جاسکتی تھی۔۔۔ عائشہ نے بے بسی سے بتایا۔

فکر نہیں کریں عائشہ اللہ نے چاہا تو ایہا کو جلد ہوش آجائے گا۔۔۔ وہ بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔ آمنہ نے بھی تسلی دی۔

تم صبح صبح یہاں کیسے۔۔۔ عائشہ نے اب دیکھا تھا آمنہ کو جبھی حیرت ہوئی تھی۔

یہ رات کو ہی آگئی تھی کیونکہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آمنہ کا اداس چہرہ دیکھ دادی نے عائشہ کو پوری بات بتائے جس سے ایک بار پھر عائشہ کو غصے کے ساتھ ساتھ دکھ بھی ہوا۔۔۔

جس عورت کو اسنے اتنا بڑا رتبہ دیا وہ عورت اتنی گھٹیا اور مکار نکلی گی یہ اسنے سوچا بھی نہیں تھا۔

میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اتنی گری ہوئی نکلیں گی۔۔۔ لیکن اب انکی آزادی کے دن ختم ہوئے میں نے رپوٹ لکھوادی ہے۔۔۔ لیکن وہ کل پولیس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہاں سے نکل چکی تھیں پر کب تک بھاگئیں گی۔۔ ایک نا ایک دل تو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہی ہوں گی۔۔ عائش دانت پیس کے بولا۔

اچھا عائش غصہ نہیں کرو اور کچھ کھا لو تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا ہے۔۔ دادی اسکے ساتھ بیٹھتی آمنہ کے ہاتھ سے سینڈوچ لیتی عائش کی طرف بڑھانے لگیں۔ نہیں دادی جب تک ایہا کو ہوش نہیں آجاتا میرے حلق سے ایک نوالہ بھی نہیں اترے گا۔۔ عائش نے انکار کیا۔

بیٹا اگر تم کچھ کھاؤ گے پیو گے نہیں تو تمہاری خود کی طبعیت خراب ہو جائے گی پھر تم ایہا کا کیسے دھیان رکھو گے۔۔ وہ اسے بہلا رہی تھی لیکن اب وہ کہاں بچہ رہا تھا جو ان کے بہلاوے میں آجاتا اس لیے نفی میں سر ہلاتا اٹھ کھڑا ہوا۔

آپ لوگ ابیہا سے مل لیں۔۔۔ وہ ان کی بات کو نظر انداز کرتا کرے کا دروازہ کھولے اندر بڑھ گیا۔۔۔

دادی نے ایک ٹھنڈی آبھری اور آمنہ کو ساتھ لیئے اندر بڑھ گئیں۔



حیات جلدی سے یہ ختم کر دو رنایں ابھی گاڑی روک رہا ہوں۔۔۔ اس کے کہنے پر شاہ ویر اسے لے آیا تھا لیکن اسے ناشتہ نہیں کیا تھا۔۔۔ شاہ ویر نے راستے سے ہی اسے جو س اور چکن رول دلایا تھا جو ایسی کا ایسی اسکی گود میں رکھا تھا۔۔۔ جس پر شاہ ویر نے سختی سے دھمکی دی۔

میں بعد میں کھالوں گی۔۔۔ آپ پلیز تیز چلائیں نا۔۔۔ اسنے بات ٹالی۔

نہیں تم ابھی کھاؤ گی۔۔۔ تم نے ناشتہ بھی نہیں کیا ہے۔۔۔ نادوائی ساتھ لائی ہو۔۔۔ تو کم سے کم یہ تو کھا لو۔۔۔ وہ آنکھیں دیکھتا بولا۔

شاہ میرا بھی کچھ بھی کھانے کا دل نہیں کر رہا ایک بار ایہا کو دیکھ لوں پھر کھالوں
گی۔۔۔ حیات نے بے چارگی سے کہا۔

حیات یہ میں آخری بار بول رہا ہوں اگر تم نے نہیں کھایا تو میں یہیں سے گاڑی موڑ
لوں گا۔۔۔ اسنے وارن کیا۔۔۔ تو ناچاہتے ہوئے بھی حیات کو کھانا پڑا۔
گڈ۔۔۔

ہنہ گڈ۔۔۔ بہت برے ہیں آپ۔۔۔ حیات اسکی نقل اتارتی رونی صورت
بنائے بولی۔۔۔ تو اتنی پریشانی میں بھی شاہ ویر کے لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔
تم جانتی ہو حیات میں تمہاری صحت کے معاملے میں کوئی کو مپر و مائر نہیں کرتا۔۔۔
اور اب ویسے بھی تم اکیلی نہیں ہو۔۔۔ اس لیے اب تمہیں اپنا بہت خیال رکھنا
ہے۔۔۔ شاہ ویر نے سمجھایا لیکن وہ پھر بھی منہ بناتی باہر دیکھ کے خاموشی سے جوس
پینے لگی۔

کچھ دیر بعد انکی گاڑی اسپتال کے باہر رکھی۔۔۔۔۔ حیات بے صبری سے گاڑی سے نکلتی اندر بڑھ گئی۔

حیات آہستہ یار۔۔۔۔۔ شاہ ویر جلدی سے اسکے پیچھے آیا اتنی دیر میں وہ روم نمبر بھی پوچھ چکی تھی۔

وہ لوگ ہلکے سے دروازے پر دستک دیتے کمرے میں داخل ہوئے تو شاہ ویر کو دو انجانے چہرے دیکھتے جب کے حیات کو ایک۔

اسلام و علیکم،،، کسی ہے ایہا۔۔۔ حیات سب کو سلام کرتی ایہا کے پاس آئی۔۔۔ سب نے آہستہ سے سلام کا جواب دیا۔۔۔ لیکن اسکی اگلی بات کا جواب کیسی کے پاس نہیں تھا۔

یہ سب کیسے ہوا۔۔۔ شاہ ویر نے روکھے پھیکے انداز میں عائش سے پوچھا۔۔۔ جو شرمندگی سے سر جھکا گیا۔

بولو عائشہ یہ سب کیسے ہوا۔۔۔ میری بہن اس حال تک کیسے پہنچی۔۔۔ شاہ ویرا اسکی
چپ سے جھٹکھلاتا تھوڑی اونچی آواز میں غرایا۔

شاہ کیا ہو گیا ہے آپ کو آرام سے بھی تو بات ہو سکتی ہے نا۔۔۔ حیات نے جلدی
سے آگے بڑھتے اسے ریلیکس کیا۔۔۔

تمہیں غصہ ہونا بھی چاہیے۔۔۔ کیونکہ تمہاری بہن کو اس حالت تک پہنچانے والا میں
ہی ہوں۔۔۔ میری ہی وجہ سے آج وہ یہاں تک پہنچی ہے۔۔۔ عائشہ اذیت سے سر
جھکاتا انہیں بھی ساری سچائی بتاتا چلا گیا۔

جب کہ دروازے سے اندر آتے شاہ حویلی کے بڑوں نے بھی اسکی بات سن لی
تھیں۔۔۔ سب لوگ یہ سنتے ساکت رہ گئے تھے کہ ابہانے اتنے کم وقت میں اتنا
کچھ سہا تھا۔۔۔

یاسر صاحب تڑپ کے اپنی بیٹی کی جانب آئے تو سب کی نظریں ان لوگوں پر
گئیں۔۔۔

کم ظرف انسان تو نے میری بہن سے بدلہ لینے کے لیے شادی کی تھی۔۔۔ اگر اتنا ہی دم تھا تو ہم سے مقابلہ کرتا ہم سے ٹکراتا۔۔۔ کیوں کسی معصوم لڑکی کو اپنا نشانہ بنایا۔۔۔ کیوں میری بہن کو اتنی تکلیف دی۔۔۔ عائلہ غصے سے اسکا گریبان پگڑا چلایا۔۔۔

شاہ ویر نے جلدی سے آگے بڑھتے اسے عائش سے دور کیا۔۔۔ جب کے عائش نے کسی طرح کی کوئی مزاحمت نہیں کی تھی وہ کسی مجرم کی طرح خاموش کھڑا تھا۔۔۔ ہم اسے بعد میں دیکھ لیں گے عائلہ ابھی ہمارے لیے ایہا ضروری ہے۔۔۔ شاہ ویر اسے عائش سے دور کرتے ایہا کی طرف لایا جہاں اسکے پاس سب لوگ جمع تھے۔۔۔ ایہا میری بچی۔۔۔

بیٹا جلدی سے اٹھ جاؤ۔۔۔ اور دیکھو تم سے ملنے کون آیا ہے۔۔۔

میری بچی اٹھ جانا تیری دادی تجھے اس حال میں نہیں دیکھ سکتیں۔۔۔

ایسی مختلف آوازیں ایہا کو پکار رہی تھیں لیکن وہ بے حس و حرکت لیٹی تھی۔

دادا جان بار بار اسے نم آنکھوں سے اسکے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔۔۔

سب کی آنکھیں نم تھیں ایہا کامر جھایا ہوا بے رونق چہرہ دیکھ کے۔۔۔ اسے دیکھ کے ایسا لگتا تھا جیسے وہ برسوں کی بیمار ہو۔۔۔۔

کمرے میں چھائی افسردہ خاموشی میں حیات کے فون کی آواز گونجی۔۔۔

شمیم بیگم کا فون آتا دیکھ حیات اپنا فون لیئے کمرے سے نکلی۔۔۔

ہیلو۔۔۔ کال یس کرتے ہی کان سے لگایا

کیسی ہو بیٹا۔۔۔ انہوں نے خیریت دریافت کی۔

میں ٹھیک ہوں امی لیکن ایہا۔۔۔ اس کی طبعیت بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے۔۔۔

حیات آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتی انہیں ایہا کی کنڈیشن کا بتاتی گئی۔۔۔ جسے سنتے شمیم بیگم بھی پریشان ہو گئیں۔

بیٹا تم پریشان نہیں ہو ہم لوگ آئیں گے رات تک۔۔۔ شمیم بیگم کے کہنے پر حیات نے او کے کہتے فون رکھ گئی۔



نانا جان نانی جان مجھے معاف کر دیں میں نے انجانے میں کسی اور کی باتوں پر یقین کرتے آپ لوگوں سے بدلہ لینے کے چکر میں ابیہا کو تکلیف پہنچادی۔۔۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔۔۔ مجھے معاف کر دیں۔۔۔ عائش اپنے نانا کے سامنے آتا ہاتھ جوڑے ان سے معافی مانگ رہا تھا۔۔۔

تم نے غلطی کی جو نظر انداز نہیں کی جاسکتی لیکن تم میری بیٹی کے بیٹے ہو۔۔۔ اور شاید یہ سب کچھ ہماری ایک غلطی کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ اگر ہم پہلے ہی ان رسموں رواجوں کے بیچ نا پھستے اور تمہاری ماں کو خوش دلی سے اسکا حق دیتے تو شاید یہ سب نا ہوتا۔۔۔

ہماری غلطی دشمن کی طاقت بن گئی جس نے اسکا فائدہ اٹھاتے ہمیں آپس میں ایک دوسرے سے بدگمان کر دیا۔۔۔ مگر اب جو ہو گیا ہم اسے دھڑانا نہیں چاہیں گے۔۔۔۔ ہم تمہیں معاف کرتے ہیں لیکن قبول تب ہی کریں گے جب ہماری بیٹی ہوش میں آ کے تمہیں قبول کرے گی۔۔۔۔ نانا جان اس کے جھکے کندھوں پر ہاتھ رکھتے نارمل لہجے میں کہتے وہاں رکھے صوفے پر بیٹھ گئے۔۔۔ جب کے عائش ابہا کے سرہانے آ بیٹھا۔

وہ بس ایک ہی دعا کر رہا تھا کہ وہ ہوش میں آ جائے اس کے بعد وہ اسے معاف نا بھی کرے تو وہ کوئی گلہ نہیں کرے گا۔۔۔۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو سزا کا مستحق مانتا ہے۔



رات گئے تک سب اسپتال کے اس کمرے میں جمع تھے۔۔۔ رانیہ افہام اور اجالا بھی اسپتال آ گئے تھے۔۔۔ اسپتال میں اتنے سارے لوگوں کو آنے کی اجازت تو نہیں

تھی لیکن شاہ ویر شاہ کو پورا ملک جانتا تھا۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے انہیں وہاں رکنے کی اجازت مل گئی تھی۔۔۔

عائش کچھ کھا لودادی بتا رہی تھیں تم نے کل صبح کا ناشتہ کیا ہوا ہے اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے۔۔۔ ایسے تو نہیں چلے گا نا۔۔ تمہارے ناکھانے پینے سے ابہا صحیح تو نہیں ہو جائے گی بلکہ الٹا تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔ افہام عائش کو سمجھاتے اسے بریانی سے بھری پلیٹ دے رہا تھا جو رانیہ اور اجالا گھر سے بنا کے لائیں تھیں لیکن۔ عائش کی ایک ہی ضد تھی کہ وہ نہیں کھائے گا۔

افہام میرا بلکل دل نہیں ہے کچھ بھی کھانے کا۔۔۔ عائش دیوار سے ٹھیک لگائے نظریں ابہا پر جمائے انکار کر گیا۔

عائش دیکھو۔۔۔۔۔

بھائی۔۔۔۔۔ افہام ابھی پھر کچھ کہتا جب اچانک اجالا نے بلند آواز میں اپنے ساتھ کھڑے شاہ ویر کو پکارا تو سب اسکی طرف متوجہ ہوئے۔

کیا ہو گڑیا۔۔۔۔۔ شاہ ویر بھی پریشانی سے اسکے چہرے کو دیکھنے لگا جس کے چہرے پر خوشی کی چمک تھی۔

بھائی۔۔۔ ابھی میں نے ایہا کی انگلیاں ملتے دیکھیں ہیں۔۔۔ وہ ہوش میں آرہی ہے۔۔۔ اجالا کی خوشی سے بھری آواز سنتے عائش دیوانہ وار اسکے طرف بڑھا۔۔۔ کیا تم سچ کہہ رہی ہوں اجالا۔۔۔ عائش نے بے چینی سے پوچھا۔

جی میں سچ کہہ رہی ہوں میں نے خود دیکھا تھا۔۔۔ اب لوگ بھی دیکھیں وہ ابھی دوبارہ انگلیاں ضرور ہلائے گی۔۔۔ اجالا کی بات سنتے سب کو سکون کا سانس آنا شروع ہوا تھا لیکن جب کافی دیر کے بعد بھی ایہا کے جسم میں کوئی حرکت ناہوئی تو سب مایوس ہو گئے۔۔۔ عائش سر جھکائے ٹھنڈی سانس بھرتے وہی ایہا کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

عائش۔۔۔۔۔

با۔۔۔ با۔۔۔ مجھے۔۔۔ معا۔۔۔ ف۔۔۔ کر دیں۔۔۔ سب مایوس ہو گئے تھے جب خاموش کمرے میں ایک دم ایہا کی نقاہت زدی آواز آئی۔۔۔ اسکی آواز اتنی ہلکی تھی کہ اگر وہاں خاموشی ناہوتی تو کوئی سن ہی ناپاتا۔۔۔ وہ شاید ہوش میں آتے اپنے دماغ میں چلتی باتیں کر رہی تھی۔

اسکی آواز سنتے ایک جھٹکے سے عائش نے سر اٹھائے اسے دیکھا۔۔۔ سب ہی لوگ ایہا کے گرد خوشی سے جمع ہو گئے تھے۔

بیاتمہیں ہوش آگیا۔۔۔ دادی دیکھیں بیات کو ہوش آگیا۔۔۔ عائش خوشی سے جھومتا دادی کے گلے لگا۔

افہام جاؤ جلدی سے ڈاکٹر کو بلا لاؤ۔۔۔ یاسر صاحب کے کہتے ہی افہام فورن باہر نکل گیا۔

ایہا آنکھیں گھولو۔۔۔ عائش بے صبری سے اسکا چیرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرے بہت چاہت و محبت سے اپنے ہونٹ اسکے ماتھے پر رکھ گیا۔

آپ سب لوگ باہر جائیں پلیز۔۔۔ ڈاکٹر نے آتے سب کو باہر جانے کا کہا تو سب باہر نکل گئے سوائے عائش کے۔

مسٹر عائش آپ بھی باہر جائیں۔۔۔ نرس نے اسے ایہا کے پاس سے ٹس سے مس ناہوتے دیکھ کہا

نہیں میں کہیں نہیں جاؤ گا آپ لوگ ایسے ہی چیک کر لیں میں خاموشی سے یہیں بیٹھا ہوں۔۔۔ عائش کے لہجے سے ہی لگ رہا تھا وہ باہر نہیں جانے والا

اس طرح ہم ڈسٹرب ہوں گے پلیز آپ چلے جائیں۔۔۔ نرس کی بے چارگی والی شکل بنی دیکھ ڈاکٹر نے سمجھایا۔

میں آپ کو کہہ رہا ہوں نا میں اسے چھوڑ کے کہیں نہیں جاؤں گا۔۔۔ پہلے بھی میں اسے چھوڑ کے چلا گیا تھا تو وہ اس حال میں پہنچ گئی ہے اب میں اسے چھوڑ کے کہیں نہیں جاؤں گا۔۔۔ عائش دیوانگی سے بولا۔

اسکا اٹل لہجہ دیکھ ڈاکٹروں نے ہارمانی اور ایہا جو چیک کرنے لگے جب کے عائش ایہا کا ہاتھ پکڑے بیٹھا رہا۔



مبارک ہو اب وہ بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔ بس تھوڑی ویکنس ہے ایک دو دن میں وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی پھر آپ انہیں گھر لے جاسکے ہیں۔۔۔ ڈاکٹر اندر عائش کو بتا کے باہر سب کے بے چین دلوں کو چین دیئے آگے بڑھ گیا۔۔۔

مبارک ہو سب کو۔۔۔ داد ا جان نے خوشی سے نم ہوتی آواز میں کہا۔۔۔ تو سب مسکرا دیئے۔

اجالا تھوڑی دیر رک جاؤ ابھی عائش کو اکیلے میں ایہا سے بات کرنے دو پھر ہم اندر چلیں گے۔۔۔ اجالا کو اندر جاتے دیکھ رضیہ بیگم نے روکا۔۔۔ تو وہ رک گئی۔



بیا۔۔۔ عائش کی پکار میں تڑپ تھی۔۔۔ جسے سنتے ایہا نے تھوڑی سی آنکھیں کھولیں۔

عائش آپ۔۔۔ ایہا دکھلی آنکھوں سے خود پر جھکے عائش کو دیکھ بے یقینی سے بولی۔
ہاں میری جان۔۔۔ عائش نے محبت سے کہا۔

آپ میرے پا۔۔۔ س ہیں۔۔۔ ایہا کو ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔
ہاں میں تمہارے پاس ہوں اور ہمیشہ تمہارے پاس رہوں گا کبھی تمہیں چھوڑ کے نہیں جاؤں گا ہر پل تمہارے ساتھ رہوں گا۔۔۔ عائش نے جنونیت سے کہتے اسکے ماتھے پر نرمی سے بوسہ دیا۔

عائش آپ تو آمنہ کے۔۔۔ ایہا کی آنکھ سے آنسو پھسلا۔۔۔ جسے عائش نے اپنے لبوں سے چنا۔

نہیں بیارونا نہیں ہے۔۔۔ میں ازل سے تمہارا تھا اور ابد تک تمہارا رہوں گا۔۔۔ کوئی ہمارے بچ نہیں آ سکتا۔۔۔ عائش نے جرب کے عالم میں کہا۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں۔۔۔ ایہا نے ہلکی سے مسکان کے ساتھ آنکھوں میں پانی لیے
جیسے یقین کرنا چاہا۔

ہاں بالکل سچ۔۔۔ بس تم مجھے معاف کر دو۔۔۔ چاہو تو اپنا دل دو کھانے کی سزا دے دو
لیکن پلیز مجھ سے ناراض ہو کے دور نا ہونا۔۔۔ میں تمہاری جدائی سہہ نہیں پاؤ گا
۔۔۔ عائش اسکی آنکھوں پر لب رکھتا گھمبیر لہجے میں بولا

عائش اگر آپ سچ میں صرف میرے ہی ہیں تو میں نے آپ کو معاف کیا۔۔۔ ایہا نم
آنکھوں سے اس خوب رو شخص کی بھوری سحر زدہ آنکھوں میں شرمندگی دیکھتے بولی۔
وہ معصوم لڑکی بھی کہاں رہ سکتی تھی اسکے بغیر۔۔۔۔۔ اسے تو یہ سن کے ہی خوشی ہو
گئی تھی کہ وہ صرف اسکا ہے۔۔۔

پوچھو گی نہیں کہ میں تمہاری طرف لوٹا کیسے۔۔۔ عائش نے ڈرتے ہوئے کہا۔۔۔
اسے ڈر تھا کہ کہیں ابیہا سوچ جانے کے بعد اسے چھوڑنا دے۔

نہیں عائش آپ میرے ساتھ ہیں بس میرے لیے وہی کافی ہے اور مجھے کچھ نہیں سنا۔۔۔

میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔۔۔ اور محبت میں محبوب کی ہر غلطی کو معاف کر دیا جاتا ہے۔۔۔ میں نے بھی آپ کو معاف کرتے ایک موقع دیا ہے۔۔۔ بس آپ اپنی اس محبت اور میرے ساتھ کی راہ میں ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا۔۔۔ ابہا اپنا ڈرپ لگا ہاتھ کانپتے ہوئے عائش کے ہاتھ پر رکھتے مسکرا کے بولی تو عائش نے اسکا ہاتھ چومتے اپنی مضبوط گرفت میں لیا

میں وعدہ کرتا ہوں کبھی تمہاری تکلیف کی وجہ نہیں بنوں گا۔۔۔ عائش اس کے ماتھے سے ماتھاٹھاٹکائے بولا تو دونوں نے سکون سے آنکھیں موند لیں۔

وہ دونوں ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے جب دروازے پر ہوتی دستک نے ان دونوں کو ہوش کی دنیا میں لاٹھا۔

بابا۔۔۔ دادا جان۔۔۔ آپ سب لوگ یہاں۔۔۔۔۔ دروازے سے داخل ہوتے دادا جان کے ساتھ سب کو دیکھ ایہا بے یقینی سے بولی

ہاں میرا بچہ۔۔۔ ایسا ہو سکتا ہے میری بیٹی بیمار ہو اور ہم نا آئیں۔۔۔۔۔ دادا جان نے اسکا مان بڑھایا

دادا جان،،، بابا۔۔۔ میں آپ سب سے معافی مانگتی ہوں۔۔۔ مجھے پہلے ہی عائش کے بارے میں آپ لوگوں کو بتانا چاہیے تھا۔۔۔ میں نے غلط کیا تھا مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔۔ ایہا کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسوؤں نکلے۔

نہیں بیٹا تمہیں معافی مانگنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔۔۔ ہم لوگ ہی غلط تھے جو آج کے زمانے میں بھی ایسے فضول رواجوں کو مانتے تھے لیکن حیات نے اب ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔۔۔۔۔ ہمیں احساس ہو گیا ہے کہ ہم غلط تھے۔۔۔۔۔ معافی تو ہمیں تم سے مانگنی چاہیے۔۔۔ ہو سکے تو ہمیں معاف کر دو۔۔۔۔۔ یا سر صاحب نے اداسی سے بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیرتے کہا

اچھا اب کچھ کھالیں۔۔۔۔ تمہاری بے ہوشی ہم پر بھی بھاری پڑی ہے۔۔۔ بھوک
سے برا حال ہو ا پڑا ہے۔۔۔ ادا سی بھرا ماحول ختم کرنے کے لیے افہام نے شرارت
سے کہا۔۔۔ تو سب ہنس دیئے
لالا میں آپ سے۔۔۔۔

ہاں ہاں میں جانتا ہوں تمہیں بھی بھوک لگی ہے تمہیں بھی کچھ اچھا سا کھانا ہے لیکن ابھی تم پھیکے کھانوں کے علاوہ اور کچھ نہیں کھا سکتیں۔۔۔ ایسا کا اثر مندرہ چہرہ دیکھ افہام نے بات بدلی۔

ہاں لالا عائش بھائی کو بھی کچھ کھانے کو دے دیں ورنہ ایسا تو صحیح سے ٹھیک نہیں ہوئی
ایسا نا ہو عائش بھائی بھی بیمار ہو جائیں۔۔۔ اجالا پلیٹ میں بریانی ڈالتے عائش کے پاس
لائی جو ایسا کے پاس ہی بیٹھا تھا

کیا مطلب عائش آپ نے کھانا نہیں کھایا۔۔۔ ایہا نے چونک کے پوچھا۔

عائش نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔۔۔ آمنہ نے آگے بڑھ کے کہا تو ایہا نے آمنہ کو

یہاں دیکھ حیرت سے عائش کی طرف دیکھا۔۔۔ اسکی آنکھوں میں سوالات دیکھ

عائش نے گھبرا کے اسکا ہاتھ تھامتے اسے پرسکون کیا

فکر نہیں کرو ایہا عائش صرف تمہارے ہیں۔۔۔ اور میں کسی اور منزل کی مسافر

ہوں۔۔۔ تو بے فکر ہو جاؤ۔۔۔ آمنہ نے اسکی آنکھوں میں انگنت سوالات دیکھ

وضاحت دی۔

ایہا نے عائش کی طرف دیکھا جو آنکھوں سے اسے تسلی دے رہا تھا جو کہہ رہا تھا سب

ٹھیک ہے۔۔۔ جسے سمجھتے ایہا مسکرا دی۔

سب کچھ ٹھیک ہو گیا تھا سب مکمل ہو گیا تھا جب ایہا نے عائش کو معاف کر دیا تھا اور

شاہ حویلی والوں نے بھی عائش کو قبول کر لیا تھا۔۔۔ لیکن زرینہ بیگم کو کچھ ادھوراسا

لگ رہا تھا۔۔۔ انکے دل میں ایک خالی جگہ سی تھی۔۔۔ جو نا جانے کس کے نام کی تھی۔

اسلام و علیکم۔۔۔ اسپتال کے جس کمرے میں تھوڑی دیر پہلے افسردہ ماحول تھا اب وہاں ہنسی قہقہوں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔۔۔ جب ان خوش گپوں کے درمیان دروازہ کھولتے شمیم بیگم ناصر صاحب اور کوئل اندر آئے۔۔۔

و علیکم اسلام۔۔۔ آئے نا۔۔۔ رضیہ بیگم سلام کا جواب دیئے انہیں اندر لائیں جب انکی نظر زرینہ بیگم پر پڑی جو حیرت سے گنگ انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔۔۔ دونوں کی نظروں کا تصادم ہوا۔۔۔ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ ساکت تھے۔۔۔ شمیم بیگم کے پیچھے گھڑے ناصر صاحب بھی ساکت ہوئے تھے۔۔۔

شمیم۔۔۔۔

امی۔۔۔۔۔ دونوں کے منہ سے بیک وقت نکلا۔۔۔۔۔ جب کے کمرے میں موخو دسب نے نا سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔

شمیم بیگم آگے بڑھی تھیں اپنی ماں کے گلے لگنے کے لیے لیکن پھر ماضی یاد کرتے
قدم رکھ گئے۔

رک کیوں گئیں بیٹا اتنے سال بعد ملی ہو،،، اپنی ماں کے گلے نہیں لگو گی۔۔۔ زرینہ
بیگم کرسی سے اٹھتی انکھوں میں بے پناہ تڑپ لیئے اپنی بیٹی کی طرف بڑھیں۔

نہیں امی۔۔۔ میں اس قابل نہیں ہو کے آپ کے گلے لگ سکوں۔۔۔۔ شمیم بیگم
گلوگیر لہجے میں بولیں

ٹھیک ہے تم میرے گلے نا لگنا لیکن میں تو اپنی بیٹی کے گلے لگ سکتی ہوں نا۔۔۔ زرینہ
بیگم کہتی آگے بڑھ کے اپنی بیٹی کے گلے لگ کے رو دیں۔۔۔۔

شمیم بیگم تھی تو ایک بیٹی ہی ناکب تک اپنی ماں کو اپنے پاس دیکھ کنٹرول کرتی۔۔۔ وہ
بھی اپنی ماں کے گلے لگ گئیں۔۔۔ دونوں ماں بیٹی اتنے برسوں کی دوری اور تڑپ کو
آنسوؤں کے ذریعے باہر نکال رہے تھے۔۔۔ بیٹی کے گلے لگتے ہی زرینہ بیگم کے دل میں
سکون اتر اٹھا اور یہی حال شمیم بیگم کا تھا۔۔۔

وہ دونوں ماں بیٹی ایک دوسرے سے لپٹے اپنا اپنا غم بانٹ رہی تھی جب کے کوئل اور حیات ایک دوسرے کو نا سمجھی سے دیکھتی ناصر صاحب سے اشارہ میں پوچھ رہی تھیں کہ آخر یہ معجزہ کیا ہے۔۔۔

ناصر صاحب بار بار ہاتھ کے اشارے سے انہیں صبر کرنے کا بولتے جس پر وہ تھوڑی دیر چپ ہو جاتیں۔۔۔ اور پھر جیسے ہی تھوڑی دیر گزرتی پھر اشارے بازی شروع کر دیتیں۔

آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے ماما۔۔۔ آپ انہیں امی بول رہی ہے اور یہ آپ کو بیٹی۔۔۔ تو کیا یہ آپ کی۔۔۔ کیا یہ ہماری۔۔۔ کیا عائش بھائی ہمارے۔۔۔ حیات حیرت اور خوشی کے ملے جھلے ثنائیات لیے ادھورا ادھورا بولی۔

ہاں بیٹا میں اسکی ماں ہوں اور تمہاری نانی۔۔۔ اور عائش تمہارا کزن۔۔۔۔۔ زرینہ بیگم نے اپنی نواسی کی حالت دیکھ مسکرا کے کہا۔

جب کے کمرے میں باقی لوگوں کے اب تک بات سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔

کیا واقعی آپ ہماری نانی ہیں۔۔۔ کوئل بے یقینی سے انکے سامنے آتی پوچھنے لگی۔

ہاں۔۔۔۔۔ زرینہ بیگم نے اسکو اپنے ساتھ لگاتے شفقت سے کہا۔

آپ میری پھپھو ہیں تو آتے سالوں تک آپ کہاں تھیں۔۔۔ ہم سے ملتی کیوں نہیں تھیں۔۔۔ عائش شمیم کو دیکھ شش و پنج میں مبتلا ہوتے پوچھنے لگا۔

میں نے گھر سے بھاگ کے شادی کی تھی۔۔۔۔۔ اور سب سے بڑی غلطی میری یہ تھی کہ میں نے اپنے ماں باپ کو ایک بار بھی اپنی پسند کا نہیں بتایا تھا بس خاموشی سے بیگ لیئے گھر سے نکل گئی تھی۔۔۔ شمیم بیگم کی بات سنتے حیات کو شوکڈ لگا تھا۔۔۔ اس کے ذہن میں تو یہ بات کبھی آئی ہی نہیں تھی۔

کیا آپ نے پھر نانی سے ملنے کی کوشش نہیں کی تھی یا نانی آپ سے ملنا نہیں چاہتی تھیں۔۔۔ حیات کنفیوز ہوتی پریشانی سے پوچھنے لگی۔

تمہارے بابا سے شادی کے بعد میں آئی تھی اپنے گھر والوں سے معافی مانگنے
لیکن۔۔۔ شمیم بیگم کہتے کہتے چپ ہو گئی۔۔ انہوں نے اپنی ماں کو دیکھا جو آنکھوں
میں آنسو لیے کھڑی تھیں۔

لیکن ماما۔۔۔ کوئل نے تجسس سے پوچھا۔

لیکن جب میں وہاں پہنچی تو میرے بابا اس دنیا سے جا چکے تھے۔۔۔ شمیم بیگم منہ پر
ہاتھ رکھے سسکا اٹھیں۔۔۔ جب انکی ماں نے انہیں اپنے ساتھ لگایا۔

مجھے پتہ چلا کہ میرے جانے کے صومے میں بابا کو ہاٹ اٹیک ہوا ہے۔۔۔ وہ میری
وجہ سے اس دنیا سے گئے ہیں یہ بات مجھے جینے نہیں دے رہی تھی۔۔۔ میں اپنے گھر
تک گئی بابا کی میت سامنے رکھی تھی لیکن میں نے اپنے لئے خود ہی ایک سزا طے کی
اور اپنے بابا کا آخری دیدار کیئے بغیر وہاں سے نکل گئی اور پھر کبھی واپس وہاں نہیں
گئی۔۔۔

بابا کی موت کی وجہ میں تھی بس یہ بات میرے دماغ سے نکل ہی نہیں رہی تھی۔۔۔
کتنے ہی وقت تک میں ڈپریشن کی بیماری کا شکار رہی۔۔۔ لیکن جب تم آئیں تو میں
جیسے ٹھیک ہونے لگی تھی۔۔۔ پر بھولی پھر بھی کچھ نہیں تھی۔۔۔ سب کچھ ٹھیک
چل رہا تھا۔۔۔ لیکن جب میں نے پہلی بار عائش کو دیکھا تھا۔۔۔ یہ تبھی مجھے کافی جانا
پہچانا لگا تھا۔۔۔ کیونکہ عائش ہو بہو آغا بھائی میں ملتا ہے۔۔۔ اسکی آنکھیں ہماری
آنکھوں جیسی تھیں بھوری۔۔۔ میں کافی دن یہی سوچتی رہی کہ کیا عائش میرا بھتیجا
ہے۔۔۔ تم سے بھی میں عائش اور اسکے گھر والوں کے بارے میں اس لیے ہی پوچھتی
تھی کہ شاید مجھے کچھ اور پتہ چلے لیکن تمہیں خود اتنا نہیں پتہ تھا۔۔۔ شمیم بیگم
آنکھیں صاف کرتی رسان سے بولیں۔

سب نے بڑے انہماک سے انکی بات سنی تھی۔۔۔ سب خوش تھے کہ آج ایک بیٹی
اپنی ماں سے ملی ہے۔۔۔۔۔ دونوں کے تڑپتے دلوں پر جیسے ٹھنڈی پھوار گری ہے۔

بیٹا تمہیں ایک بار آنا تو چاہیے تھا۔۔۔۔۔ ہاں میں جانتی ہوں شاید اس وقت میں
تمہیں کبھی معاف نہ کرتی۔۔۔۔۔ لیکن ماں تھی کب تک تم سے منہ موڑ کے
رکھتی۔۔۔ ایک نا ایک دن تو معاف کرتی نا۔۔۔۔۔

تم نہیں جانتی تمہارے بابا اور پھر بھائی بھابھی کے جانے کے بعد میں کتنی اکیلی ہو گئی
تھی۔۔۔۔۔ اگر میرے پاس عائشہ نہ ہوتا تو شاید آج میں بھی یہاں کھڑی نہ ہوتی۔۔۔۔۔
زرینہ بیگم نے افسردہ مسکراہٹ سجائے کہا۔

امی آپ ابھی تو مجھے ملی ہیں پلیز ایسی باتیں نہ کریں۔۔۔۔۔ شمیم بیگم ایک بار پھر اپنی
ماں کے گلے لگیں۔۔۔۔۔

چلو شکر ہے ہمیں اپنے ننھیال میں کوئی تو ملا۔۔۔۔۔ ورنہ ماما نے تو ہمیں کبھی کچھ نہیں بتایا
۔۔۔۔۔ کو مل شکر ادا کرتی منہ بنا کے بولی۔۔۔۔۔ تو سب کو ہنسی آگئی۔

آج بہت خوشی کا دن تھا سب کو انکے کھوئے ہوئے مل رہے تھے۔۔۔۔۔ بس وہاں
ایک آمنہ تھی جس کا دل عجیب ہو رہا تھا۔۔۔۔۔ اپنی ماں جو کے اسکی سگی ماں تھی ہی

نہیں لیکن اسنے پالا تو بچپن سے تھا نا۔۔۔ اسکی ماں کو اس سے پیار ہونا ہو لیکن آمنہ نے تو سچ میں ان سے پیار کیا تھا۔۔۔ پر کون جانتا تھا کہ وہ آستین کا سانپ نکلیں گی۔۔۔

لیکن کہتے ہیں نا سچ چھپتا نہیں ہے اور جب سچ سامنے آتا ہے تو مجرم کو سزا دلوا کے ہی جاتا ہے۔



(ایک ماہ بعد)

ہال میں اس وقت ہنسی مزاق اور قہقروں کا سماء تھا۔۔۔ آج اتوار تھا تو سب لوگ گھر پر موجود تھے۔۔۔ ثریا پھپھو بھی فرہاد صاحب کے ساتھ آئی ہوئی تھیں۔۔۔۔ جب کے وانیہ کو وہ لوگ کمرے میں بند کر کے آئے تھے کیونکہ وہ مکمل پاگل ہو چکی تھی۔۔۔۔ اپنی انا، خود غرضی، ضد، اور حسد نے اس کے اندر سے ہمدردی، محبت، احساس یہ سارے جذبات نکال دیئے تھے جس سے انسان کی پہچان ہوتی ہے۔۔۔

وہ ہر وقت کسی کو بھی مارنے کے لیے تیار رہتی تھی۔۔۔ اسکا علاج چل رہا تھا۔۔۔
لیکن کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ جس کے نتیجے میں اب فرہاد صاحب
اسے ملک سے باہر لے کے جانے والے تھے اس لیے وہ لوگ بھی آج شاہ حویلی سب
سے ملنے آئے تھے۔

چلو رانیہ اور حیات جلدی سے یہ جوس پیو۔۔۔ رضیہ بیگم نے دونوں کو جلدی سے
جوس دیا جس پر حیات نے تو فوراً تھام لیا جب کہ رانیہ برے برے منہ بنا رہی
تھی۔

رانیہ نے کچھ دن پہلے ہی خوشخبری سنائی تھی۔۔۔ جسے سنتے افہام کے تو پاؤں ہی
زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔۔۔ وہ ہر وقت آنے والے وقت کے بارے میں سوچ
سوچ کے اکسائیڈڈ ہوتا رہتا تھا۔

رانیہ پیو جلدی۔۔۔ رضیہ بیگم نے آنکھیں دیکھاتے سختی سے کہا۔۔۔ تو رانیہ گلاس لیتی رونی صورت بنائے افہام کو مدد کے لیے دیکھنے لگی۔۔۔ اور افہام بھی اسکی مدد کے لیے فورن اسکے پاس آیا۔

چلو ہم دونوں مل بانٹ کے پیسئیں گے آدھا تم آدھا میں۔۔۔ افہام بھرا ہوا جو س کا گلاس اسکے ہاتھ سے لیتا وہیں اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔

افہام اگر تمہیں چاہیے تو میں دوسرا لادیتی ہوں لیکن یہ رانیہ کا ہے اور اسے رانیہ کو ہی پینا ہو گا۔۔۔ رضیہ بیگم نے حکم جاری کیا۔

مگر امی اسکا دل نہیں چاہ رہا۔۔۔ افہام نے فورن اپنی بیوی کی سائڈ لی۔

بیٹا ایسا ہوتا ہے دل نہیں چاہتا اس حالت میں لیکن کھانا پینا تو پڑے گا نا۔۔۔ ورنہ

رانیہ کمزور ہو جائے گی جب کے اسے ابھی طاقت کی ضرورت ہے۔۔۔ دادی جان

نے سمجھایا تو جیسے افہام کے سمجھ آئی۔

جی دادی میں سمجھ گیا اب رانیہ کو یہ جو س میں اپنے ہاتھوں سے ملاؤں گا۔۔۔ افہام نے سمجھتے ہوئے کہا تو رانیہ نے حیرت سے آنکھیں پھیلائیں۔۔۔

اسنے تو اسے اپنا ساتھ دینے کے لیے بلایا تھا لیکن وہ تو الٹا سب کے ساتھ مل گیا تھا۔ افہام مجھے نہیں پینا۔۔۔۔۔ رانیہ منہ بسور گئی۔

پینا تو پڑے گا۔۔۔۔۔ جب سب باتوں میں لگیں تو تم تھوڑا سا پی کے مجھے دے دینا۔۔۔ افہام جو س کا گلاس اسکے ہاتھ میں تھماتا پہلی بات زور سے جب کے آخری بات اسکے کان میں سرگوشی نما انداز میں کہتا آنکھ مارتے پیچھے ہوا۔

رانیہ تو جیسے خوش ہی ہو گئی تھی اسکی بات سنتے۔۔۔۔۔ اور پھر ان لوگوں نے کیا بھی یہی تھا سب کی نظروں سے بچ کے آدھا آدھا پی لیا تھا۔۔۔

دونوں خوش تھے ایک دوسرے کے ساتھ۔۔۔ افہام سمجھ آ گیا تھا کہ اللہ بہتر لے کے بہترین سے نوازتا ہے۔۔۔۔۔ رانیہ اسکے لیے ایک بہترین ہمسفر ثابت ہوئی

تھی۔۔۔ دونوں کی زندگی ایک دوسرے کے سنگ بہت حسین گزر رہی تھی اور اب
تو انکی زندگی کی خوشیاں ڈبر کرنے والی یا والا بھی آنے والا تھا۔



اجالا کب سے سامنے صوفے پر عائِل کے برابر بیٹھی اپنے لالا اور بھابھی کو مسکراتے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اتنے دن بعد حویلی میں رونق اور اپنے لالا کے چہرے پر پہلے کی طرح سکون دیکھ اسنے ان دونوں کے لیے ڈھیڑوں دعائیں کی تھیں۔

عائل مجھے بھی بے بی چاہیے۔۔۔۔۔ اجالا ساتھ بیٹھے عائل کو ہلکی سی کہنی ماری کے اتنی آہستہ آواز میں بولی کے صرف عائل کو ہی سنائے دے۔

ٹھیک ہے ہم کل بازار جائیں گے وہاں سے لے لینا۔۔۔ عائل نے اسکی بات مزاق میں اڑائی۔۔۔ تو اجالا نے غصے سے گھورا۔

عائل میں مزاق نہیں کر رہی مجھے اپنا بے بی چاہیے۔۔۔ میں بھی چاہتی ہوں کہ سب میرے بھی ایسے ہی لاڈ اٹھائیں جیسے رانیہ اور بھابھی کے اٹھا رہے ہیں۔۔۔ وہ حسرت سے انہیں دیکھ کے بولی۔

اجالا ابھی تم خود بے بی ہو۔۔۔ پہلے مجھے ایک بے بی کو سمجھانے دو پھر تم دوسرے بے بی کو سمجھا لیں۔۔۔ عائل اسکا حسرت بھرا لہجہ دیکھ پیار سے سمجھانے لگا۔ میں بچی نہیں ہو بڑی ہو گئی ہوں۔۔۔ اجالا نے دبا دبا احتجاج کیا۔ عائل نے غصے سے پھولی اسکی ناک کی طرف دیکھا پھر ایک نظر ہال میں دوڑائی۔۔۔ جب کسی کو بھی اپنی طرف متوجہ نہ دیکھ اسنے تیزی سے اجالا کی طرف جھکتے اسکی ناک پر لب رکھتے فورن پیچھے ہوا۔

اجالا تو سب کے سامنے اسکی جرت دیکھ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی جب کہ وہ اسکے حیران چہرے کو دیکھ دلکشی سے مسکراتا اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے قریب کر گیا۔

اسکی دوسری حرکت سے اجالا کی آنکھیں باہر آنے کو تھیں۔۔۔ اسنے نے جلدی سے گھبرا کے سب کی طرف دیکھا جو اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے پھر عائل کو آنکھیں دیکھاتی کمر کے گرد لپٹا اسکا ہاتھ ہٹانے لگی جس پر عائل نے پکڑا اور مضبوط کر دی۔۔۔ کافی دیر مزاحمت کرتے رہنے کے بعد بھی جب عائل نے ہاتھ ناہٹایا تو تھک ہار کے منہ پھلائے بیٹھ گئی۔

اگر تم چاہتی ہوں کے تمہارا یہ پھولا پھولا منہ دیکھتے میں کوئی اور گستاخی نا کرو تو جلدی سے اپنا منہ ٹھیک کر لو اور ایک اچھی سے اسمائل دو۔۔۔۔ عائل باظاہر اپنے فون پر نظری جمائے ہوئے تھا لیکن اسکا سارا دھیان اپنی ناراض بیوی کی طرف تھا۔ عائل کی دھمکی سے ڈرتے اجالا نے زبردستی مسکراہٹ سجائے عائل کو دیکھا۔۔۔ اسکے انداز پر عائل نے بے ساختہ امڑتی ہنسی کو روکا۔۔۔۔ وہ ہنس کے اور اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اسکی چھوٹی سی شرارتی بیوی نے ہی تو اسکی سادہ سی زندگی میں خوشیوں کے
مسکراہٹوں کے رنگ بکھیرے تھے۔۔۔ آج انہیں رنگوں میں رنگ کر وہ دونوں
ایک کھٹی میٹھی پر سکون محبت سے بھری زندگی گزار رہے تھے۔

!!* _____ *!!

حیات بیٹا کافی دیر سے بیٹھی ہوئی ہو جاؤ جا کے آرام کرو۔۔۔ شاہ ویر لے جاؤ بہو
کو۔۔۔ ثریا بیگم نے حیات کے چہرے پر تھکن کے آثار دیکھے تو شاہ ویر سے اسے لے
جانے کا کہا۔

شاہ ویر حیات کا ہاتھ پکڑے اوپر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ ابھی انہیں نے چند سیڑھیاں
ہی چڑھیں تھیں جب شاہ ویر نے پیچھے مڑتے سب کو ایک دوسرے میں مگن دیکھ حیات
کے بھرے بھرے وجود کو اپنی باہوں میں اٹھالیا۔

حیات نے سٹپٹا کے شاہ ویر اور پھر سب کی طرف دیکھا لیکن کوئی بھی انکی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔۔ شاہ ویر مسکراتے ہوئے اوپر بڑھ رہا تھا جس پر حیات نے شرما کے اسکے سینے میں چہرہ چھپا لیا۔

کمرے میں لاتے اسنے احتیاط سے حیات کو بیڈ پر لٹایا اور خود بھی اسکے ساتھ بیٹھتا دونوں پر کنبل ٹھیک کرنے لگا۔

سو جاؤ۔۔۔۔۔ کنبل ٹھیک کرتے اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

شاہ آپ مجھے سے بہت پیار کرتے ہیں نا۔۔۔ نا جانے حیات نے کیا سوچ کے پوچھا تھا۔
نہیں میں تم سے پیار نہیں کرتا۔۔۔ بلکہ عشق کرتا ہوں۔۔۔ شاہ ویر محبت سے اسکی پیشانی چومتے گھمبیر تا سے بولا۔

اگر مجھے کچھ ہو گیا۔۔۔

شششش کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ اپنے اندر سے یہ ڈر نکال دو۔۔۔ بہت جلد ہم مکمل ہونے والے ہیں اور اس مکمل زندگی کو ہم تینوں مل کے جیتیں گے۔۔۔ شاہ ویر اپنا

نرم حصار اسکے گرد بناتا دھیرے دھیرے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا رہا جس سے تھوڑی ہی دیر میں حیات نیند کی وادیوں میں چلی گئی۔

جان شاہ۔۔۔ اس کے ممتا سے بھرے وجود کو دیکھ اس کے حسین چہرے پر نور دیکھتے خود بھی مسکرا کے آنکھیں موند گیا۔

وہ لوگ دو سے تین ہونے والے تھے۔۔۔ انکی خوشیوں میں اضافہ ہونے والا تھا۔۔۔ ننا مہمان جلد آنے والا تھا جس کے ساتھ ایک خوبصورت زندگی انکی منتظر تھی۔۔۔



جی بڑی ماما میں اپنا اور عائش دونوں کا بہت خیال رکھوں گی۔۔۔۔

ہاں ہاں اجلاس لیا ہے۔۔۔ جو جو تم نے بولا ہے وہ سب آجائے گا۔۔۔

او کے بڑی ماما اب میں فون رکھتی ہوں حویلی میں سب کو میرا سلام دیجیے گا۔۔۔ ایہا
نے رضیہ بیگم سے بات کرتے فون رکھ دیا۔

وہ شیشے کی دیوار کے پار سے نظر آتے خانہ کعبہ کے خوبصورت منظر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ ایہا کے صحت یاب ہونے کے بعد ہی عائل نے عمرے کا پلین بنایا تھا۔۔۔ وہ لوگ کچھ دن پہلے ہی یہاں پہنچے تھے۔۔۔ جس ہوٹل میں وہ رکھے تھے وہاں سے خانہ کعبہ صاف نظر آتا تھا۔۔۔

ایہا مسکراتی نظروں سے اللہ کے گھر کو دیکھ رہی تھی جب اپنے پیچھے آہٹ محسوس کرتے اسکی مسکراہٹ گہری ہوئی۔۔۔

وہ اس آہٹ کو تو بھیڑ میں بھی پہچان سکتی تھی۔۔۔

عائش اسکے ساتھ کھڑا ہوتا اسکے کندھوں کے گرد بازو پھیلائے اسکو اپنے حصار میں لیا۔

تھینکیو عائش۔۔۔ آپ نہیں جانتے آپ نے میری کتنی بڑی خواہش پوری کی

ہے۔۔۔ میں ہمیشہ سے چاہتی تھی کہ اپنے محرم کے ساتھ اپنے رب کا گھر

دیکھوں۔۔۔ وہاں نماز پڑھوں۔۔۔ شکرانے کے نفل ادا کروں۔۔۔ اور آپ نے

میری یہ خواہش پوری کرتی۔۔۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔۔۔ ابیہا اسکے کندھے پر سر رکھتی۔۔۔ خوشی سے نم ہوتی آواز میں بولی۔

یہ میرا فرض تھا کہ میں اپنی محرم کی خواہش کا احترام کروں اسے پورا کروں۔۔۔ عائش کو یہ وقت بہت خوبصورت لگ رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ وہ یہاں سے جائیں ہی نا۔۔۔ ہمیشہ کے لیے یہی بس جائیں۔۔۔ ایک پرسکون اور مکمل منظر تھا۔

بیابان میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔ میرے دل کی ہر دھڑکن صرف تمہارا ہی نام لیتی ہے۔۔۔ ہو سکے تو مجھے میری غلطیوں پر معاف کر دینا۔۔۔ عائش نے ہر بار کی طرح پھر معافی مانگی۔

عائش آپ کتنی بار معافی مانگے گے۔۔۔ میں آپ کو معاف کر چکی ہوں۔۔۔ اب آپ پلیز پھر سے معافی نہیں مانگے گا مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔۔ ابیہا نے خفگی سے کہا۔

تم نے مجھے معاف کیا یہ تمہاری محبت اور بڑا پن ہے۔۔۔ لیکن جب تک میں خود سے مطمئن نہ ہو جاؤں میں معافی مانگتا رہوں گا۔۔۔ عائش عقیدہ سے اسکے ماتھے پر بوسہ دیتا بولتا تو ایہا کے چہرے پر مسکان آگئی۔

ایہا اللہ کا شکر ادا کر رہی تھی کہ عائش کو ٹھوکر لگی ہے جس کے بعد وہ اسکے پاس لوٹ آیا ہے جب کہ عائش بار بار اپنے رب سے معافی مانگتا تھا اپنی غلطی کی اپنے گناہ کی اور زندگی بھر ایہا کا ساتھ مانتا تھا۔۔۔

دونو ایک دوسرے کے سنگ مکمل اور خوبصورت لگ رہے تھے۔۔۔ زندگی کی خوشیوں کی شروعات ہو گئی تھی۔۔۔

جب کہ دوسرے طرف زینب بیگم اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی۔۔۔ وہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے تھیں۔۔۔ انہیں عمر قید کی سزا ہوئی تھی لیکن پھر بھی انکا غرور کم نہ ہوا تھا۔۔۔ وہ اب بھی اپنے کیئے پر پچھتائی نہیں تھیں۔۔۔ انہوں نے دوسرے کی زندگی خراب کی تھیں لیکن انکی اپنی زندگی بھی اب اچھی نہیں رہی تھی۔

اللہ سب دیکھ رہا ہے وہ سب کے ساتھ انصاف کرتا ہے۔۔۔ رسی ڈھیلی چھوڑ کے
اسے سدھر نے کا موقع دیتا ہے۔۔۔ اور جو وقت پر سدھر کے اللہ کی طرف لوٹ
آتا ہے اسہی میں اسکی بھلائی ہوتی ہے۔۔۔ اور زندگی اچھی ہو جاتی ہے۔



ختم شد